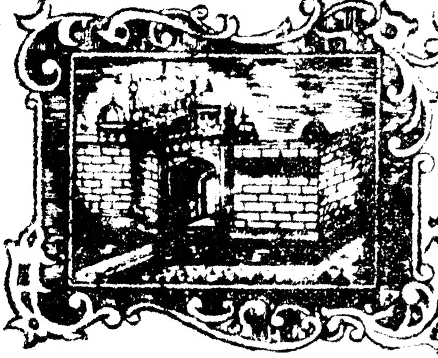
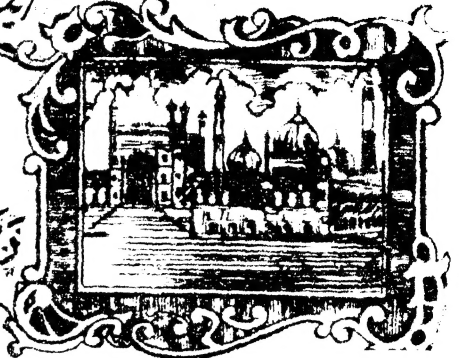
REGISTERED No L. 1315

ایڈیٹر سید ظہور الحسن درگاہی شاہجہانپوری







رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

چیست دُنیا؟ از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن !

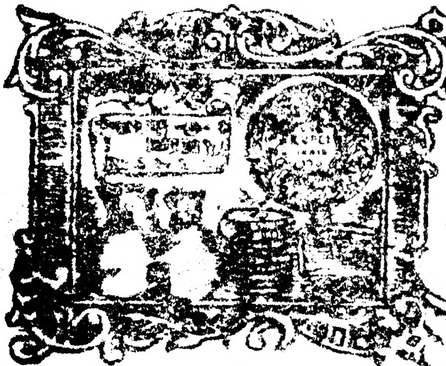
مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس
کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس منگا لے



سالانہ قیمت

اعلیٰ ایڈیشن للعہ معمولی ایڈیشن ؏

ششماہی قیمت

اعلیٰ ایڈیشن ؀ معمولی ایڈیشن عہ



۱۹۲۳ء

تجارت کی روشنی
اور
دولت کی فراوانی

ہندوستان کو بھی امریکہ، جرمنی جاپان اور انگلینڈ کا ہمسر بنا کر دکھا سکتی ہے، اور ہندوستان یورپ سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہ سکتا بشرطیکہ یورپین تجار کی طرح ہندوستانی تاجر بھی اصولِ تجارت سے واقف ہو کر پابندی کے ساتھ کام کرنے کے عادی ہو جائیں۔

نظامیہ دار الاشاعت
دہلی کا
بہترین کارنامہ

یہ ہے کہ اُس نے بے روزگاروں کو برسر روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت کو دور کرنے اور نئی نسلوں کو تجارتی تعلیم دینے کیلئے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکے حسبِ ذیل پانچ حصے شائع ہو کر ملک سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں

تجارت کی پہلی

اس میں "مبادیات تجارت" کا بیان ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے تجارت کے حیرت انگیز منافع۔ تجارت شروع کرنے اور اُس میں کامیاب ہونیکے طریقے اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اُصول بیان کیے گئے ہیں کہ آدمی اُن پر عمل کر کے اپنی زندگی میں تحیر افزا انقلاب پیدا کر سکتا ہے، ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے بہترین کتاب ہے پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اب مفید ترمیم و اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپی ہے قیمت عہ مجلد عہ

تجارت کی دوسری

اسمیں "فنِ اشتہار" کی تعلیم ہے، اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارت کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں اشتہارات کا مضمون بنانے، ڈیزائن تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے چھپوانے اور اُنکی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر سے بہتر طریقے اختیار کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے اہلِ مغرب فائدہ اُٹھا رہے ہیں قیمت فی جلد عہ۔ مجلد عہ

تجارت کی تیسری

اس میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے، دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری اور نفع بڑھانے کے لیے کن اُصول پر عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت اور ہر دلعزیزی کے طریقے۔ گاہکوں سے قرضہ وصول کرنے کی تدابیر اور دوکان کا حساب کتاب رکھنے کے اُصول اسمیں درج ہیں قیمت فی جلد ۱۲ر۔ مجلد عہ

تجارت کی چوتھی

"مراسلاتِ تجارت" کی تعلیم کے متعلق ہے اسمیں بتلایا گیا ہے کہ صرف ایک کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ کس طرح ہزارہا روپیہ پیدا کر سکتے ہیں، کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگروں کا خیال دلانے اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیئے ایک کاروباری آدمی کو خط و کتابت کسطرح کامیاب بنا سکتی ہے ایک بڑے کاروباری دفتر میں کلرکوں کی نگرانی کسطرح کیجا سکتی ہے ہزارہا ضروری معلومات کا مجموعہ قیمت فی جلد عہ۔ مجلد عہ

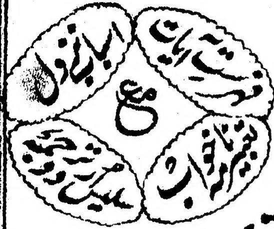
تجارت کی پانچویں

اس میں "فنِ بہی کھاتہ" کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے تمام رجسٹروں اور بہیوں کے نمونے اُردو اور انگریزی میں دیکر اُن کو رکھنے اور اُن کی خانہ پُری کے طریقے آسان پیرایہ میں تعلیم کیے گئے ہیں دیسی اور بدیسی طریقوں کا فرق اور فوائد کو نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے۔ تمام حسابات کو درست رکھنے کے اُصول سمجھائے گئے ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے تاجر کے لیے نہایت ضروری چیز ہے قیمت عہ مجلد عہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت خواجہ ڈپو رسالہ دین و دنیا دہلی

فہرستِ مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ عیسوی

نمونہ



حمائل شریف مترجم



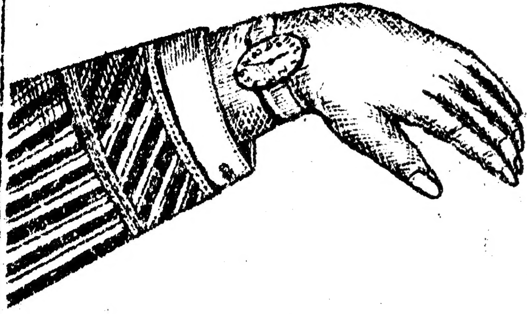
بترجمہ حکیم الامۃ حضرت مولینا حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی

اول تو کلام خدا ہونے کی حیثیت سے پھر جامع کمالات و منبع علم و فضل حضرت مولینا حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی کے سلیس اردو ترجمہ کی حیثیت سے یہ حمائل شریف اپنی آپ ہی نظیر ہے مزید براں سورتوں کے خواص، آیات کے

والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم

نازل ہونے کے اسباب اور جگہ بجگہ نہایت مفید اور ضروری آیتوں کے فوائد جو حضرت مولانا ہی کی تفسیر سے انتخاب کرکے درج کیے گئے ہیں، اور ترجمہ کے اس کمال نے جسکو پڑھکر مطالب الٰہیہ واضح طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں اس کے حسن کو دوبالا کردیا ہے۔ خصوصاً اس فہرست نے جس سے ہر ایک آیت بآسانی نکالی جاسکتی ہے اور سورتوں کی تعبیروں نے جو خواب میں ورد زبان دیکھی گئی ہوں اسکی تعبیریں اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں۔ ہدیہ باوجود ان تمام خوبیوں کے مجلد چرمی صہ رعایتی للعہ

ملنے کا پتہ:- نظامیہ دارالاشاعت دہلی



کلائی میں طلائی

بالکل مفت

قوت بازو سے حاصل کیجیے

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ رسالہ دین و دُنیا کی توسیع اشاعت کیلیئے تحائف تقسیم کیے جائیں تاکہ اُن صاحبوں کا جو اس دینی و دُنیوی رسالہ کی ترقی کیلیئے ہمدردی و دلسوزی کا اظہار کریں قلمی شکریہ کے ساتھ عملی شکریہ بھی ادا ہو سکے۔ ہمنے تحائف مقرر کرتے وقت گھڑیوں کو سب سے زیادہ موزوں سمجھا ہے جو دین و دُنیا دونوں کے معاملات میں کارآمد ہے اُمید ہے کہ دین و دنیا کے قدردان ان انعامات کو حاصل کرینگے اور ہم بہت جلد رسالہ کے صفحات میں جلی حرفوں کے ساتھ اُن کے نام نامی کو شائع کر سکینگے۔

پہلا انعام ایک طلائی گھڑی ہے

یہ اُس دلسوز و ہمدرد خریدار کی خدمت میں پیش کی جائے گی جو رسالہ دین و دُنیا کے لیئے ایک سو نئے خریدار پیدا کرے گا +

دوسرا انعام ایک نقرئی گھڑی ہے

یہ اُس بہی خواہ رسالہ کی نذر ہوگی جو پچاس (۵۰) نئے خریدار بہم پہنچائے گا۔

تیسرا انعام ایک نکل کی گھڑی ہے

یہ اُن حضرات کو ارسال ہوگی جو رسالہ کے لیئے ۲۵ نئے خریدار حاصل کریں گے۔

چوتھا انعام دو روپے کی کتابیں ہیں

اور یہ اُن صاحبوں کو دیا جائے گا جو رسالہ کو دس خریدار عطا کریں گے۔

پانچواں انعام ایکروپیہ کی کتابیں ہیں

اور یہ اُن لوگوں کو ملے گا جو رسالہ کو پانچ خریدار دینگے

منیجر رسالہ دین و دُنیا دہلی

انجمن ترقی اردو کی نادر مطبوعات

فلسفہ تعلیم ہربرٹ اسپنسر کا نام فلسفہ میں افلاطون اور ارسطو کیساتھ لیا جاتا ہے اُس نے اُصول ارتقا کی بنیاد پر فلسفہ کی تمام شاخوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا ہے اگرچہ اُسکی تصانیف فلسفہ میں معرکتہ الآرا ہیں لیکن اُس کی کتاب تعلیم خاص طور پر مقبول ہوئی۔ یہ کتاب اس بحث پر اُمہات کتب میں شمار ہوتی ہے اس کا طرز بیان طریق استدلال نہایت دلچسپ و دلنشین ہے چھوٹی چھوٹی اور بڑی بڑی باتوں پر نظر ڈالی ہے اور انسانی نفس کے متعلق نکات بیان کیے ہیں جو پڑھنے کے قابل ہیں۔ حجم تقریباً ۴۰۰ صفحے۔ قیمت مجلد تین روپے (سے) علاوہ محصول۔

القمر اس کتاب میں اوّل قوانین حرکت و سکون و نظام شمسی کا بیان ہے اس کے بعد چاند کے متعلق جتنی جدید تحقیقات ہوئی ہیں سب کو جمع کر دیا ہے مصنف نے سائنس کے اُن مسائل کو عجیب دلفریب طرز میں ادا کیا ہے۔ قیمت دس آنے (۱۰/)

تاریخ تمدن (ہر دو حصہ) سر طامس بکل کی مشہور کتاب کا ترجمہ ہے اسمیں تمدن کی ابتدائی تاریخ سے لیکر انتہا تک ہر مسئلہ پر بےنظیر قابلیت اور عدیم المثال وسعت نظر کے ساتھ بحث کی گئی ہے یہ کتاب ہمیں اوقات پر غور کرنا اور اُن کے نتائج کا صحیح اندازہ کرنا سکھاتی ہے مصنف نے انسانی تمدن کے متعلق عجیب و غریب اصول قائم کئے ہیں اور جزئی بحثیں کی ہیں اور اپنے اصول کلیات کی حمایت میں تاریخی واقعات کے انبار لگا دیئے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ مجلد و غیر مجلد ۔

معلومات الطبیعات یہ کتاب انگلستان کے مشہور سائنسدان و حکیم ھکسلی کی کتاب کا ترجمہ ہے اس میں مظاہر فطرت کا بیان ایسے عالمانہ انداز اور جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ اور کسی اُردو کتاب میں ملنا محال ہے حجم ۳۰۰ صفحے آخر میں اُن مصطلحات کی ایک فہرست اور اُردو مرادفات جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں شامل ہیں۔ قیمت غیر مجلد دو روپے (عمار)

دریائے لطافت یہ ہندوستان کے مشہور اور فصیح البیان شاعر میر انشاء اللہ خاں کی بےمثل کتاب ہے جو اُردو زبان کی تحقیق، اور محاورات و الفاظ و صرف و نحو پر اس خوبی اور جامعیت کے ساتھ لکھی گئی اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے اب تک بےنظیر سمجھی جاتی ہے۔ اس میں اُس زمانہ کی مختلف بولیاں خاص خاص محاورات و عورتوں کی زبان اور نئے الفاظ بھی درج ہیں۔ قیمت عہ

طبقات الارض اُردو زبان میں اس علم پر ایسی جامع کتاب اب تک نہیں لکھی گئی یہ کتاب کے تین حصے اور اکیس باب ہیں۔ حجم ۴۰۰ صفحات۔ آخر میں تمام مصطلحات کی فرہنگ مع مرادفات وغیرہ درج ہے۔ قیمت فی جلد غیر مجلد دو روپے (عمار)

تاریخ ملل قدیمہ اس کتاب میں اقوام قدیمہ کی تاریخ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے لکھی گئی ہے۔ تمام حالات و واقعات کو آئینہ بنا کر پیش کر دیا گیا ہے حالت قدیم کے متعلق نہایت تحقیق و شرح و بسط کو کام میں لایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد مجلد ہے علاوہ محصول

تاریخ اخلاق یورپ (حصہ اوّل و دوم) یہ پروفیسر لیکی کی بےمثل و عالمانہ کتاب کا ترجمہ ہے۔ اٹھارہویں صدی اور اُس کے قبل کی معاشرت اور مذہب و اخلاق کی معلومات کی بنا پر ایک بیش بہا گنجینہ ہے اور نہایت دلچسپ اور حکیمانہ کتاب

اس کے پڑھنے سے دماغ میں روشنی اور وسعت نظر پیدا ہوتی ہے قیمت ہر دو حصہ مجلد و غیر مجلد عہ

انتخاب کلام میر یہ سرتاج شعرائے اُردو میر تقی میر کا کلام ہے میر صاحب کی کلیات ایک ضخیم دفتر ہے جسمیں رطب و یابس بھی کچھ ہے لیکن یہ انتخاب اُن کے کلام کی روح ہے۔ شروع میں ۴۰ صفحہ کا قابل دید دیباچہ ہے قیمت مجلد عمار

نکات الشعرا شعرائے اُردو کا نہایت دلچسپ تذکرہ۔ خدائے سخن حضرت میر تقی میر (مرحوم و مغفور) جیسے زبردست اور معجز نگار شاعر کے قلم سے۔ قیمت عہ

مشاہیر یونان و روما یہ کتاب اگرچہ پہلی صدی عیسوی کی لکھی ہوئی ہے لیکن دُنیا میں آج تک کوئی اس رتبہ کو نہیں پہنچی، تمام دُنیا کے انشا پردازوں نے اس کے آگے سر جھکا دیا ہے۔ کتاب کا موضوع "قدیم یونانی و رومی مشاہیر کے حالات" ہے لیکن ان کی لکھنے میں مصنف نے وہ کمال دکھایا ہے جس کی نظیر دُنیائے ادب میں نہیں ملتی۔ اسکا ترجمہ دُنیا بھر کی مہذب زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اسمیں ایثار، حب وطن، جوانمردی، اولوالعزمی کے ایسے کارنامے نظر آئینگے جو دلوں کو ہلا دیں گے قیمت ہر دو جلد پانچ روپے چھ آنے صہ

علم المعیشت اس علم پر پولیٹیکل اکانومی پر اردو میں یہ نہایت مستند اور جامع کتاب ہے مصنف نے مشکل سے مشکل مسائل کو بڑی سلاست اور خوبی سے بیان کیا ہے یہ علم دنیا میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسانی تمدن کا اصلی راز ان اُصول کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے تمدن و ترقی کے پیچیدہ راز و اسباب بغیر اس علم کے مطالعہ کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ قیمت عہ

تاریخ یونان قدیم لائق مولف نے نہایت مستند کتابوں سے یونان قدیم کی تاریخ اُردو زبان میں بڑی محنت سے لکھی ہے اس سے بہتر یونان کی تاریخ قدیم پر ابتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی اور قابل امتیاز امر یہ ہے کہ یہ کتاب خاص طور پر اہل ہند کے مطالعہ کے لیئے لکھی گئی ہے جسے پڑھ کر وہ بہت سے عبرت اور مفید سبق حاصل کر سکیں گے۔ قیمت مجلد عمار

رسالہ نباتات اُردو میں علم نباتات پر یہ پہلا رسالہ ہے جسمیں سلیس اور آسان زبان میں علم نباتات کا بیان ہے۔ مولف نے بہت کم اصطلاحات سے کام لیا ہے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوا ہے تمام مسائل کو بغیر دقت کے روزمرہ کی گفتگو میں ادا کر دیا ہے۔ کتاب واقعی پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک۔

دیباچہ صحت یہ کتاب ڈاکٹر لطافت حسین خاں صاحب علیگ آئی۔ ایم۔ ایس نے ملک کے حالات اور ضروریات کو مد نظر رکھکر لکھی ہے اگرچہ اس بحث پر اُردو میں اور بھی کئی کتابیں ہیں لیکن یہ خاص امتیاز رکھتی ہے اور اس قابل ہے کہ علمی دلچسپی اور ملکی حالات و ضروریات پر نظر رکھنے والے اسکو پڑھیں۔ قیمت مجلد للعہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

الماری کا ایک خانہ

جس میں ہندوستان کے مشہور اور بہترین ادیب انشا پرداز شمس العلماء مولانا آزاد (مغفور) دہلوی کی حسب ذیل تصنیفات ہوں ایک پوری لائبریری سے زیادہ ممتاز اور قابل قدر ہے

نگارستانِ فارس یعنی فارسی زبان کے مشاہیر شعراء کا تذکرہ، فارسی زبان کی عہد بعہد ترقیوں کو اُن کے کلام کے ساتھ ساتھ مورخانہ طرز لیے ہوئے آب حیات کے لفظوں میں ادا کیا ہے، خدائے سخن اُستاد رودکی سے لیکر خان آرزو تک کے حالات سے نگارستان کو سجایا ہے؛ نہایت خوشخط - کاغذ اعلیٰ درجہ کا سفید، اور چکنا اور قیمتی - چھپائی بہت صاف اور دیدہ زیب - قیمت فی جلد تین روپے (سے)

دربار اکبری شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر اور اُس کے نورتن کا تاریخی افسانہ - دلچسپ حالات - رزم بزم - شادی و غم - ہندو مسلمانوں کا ملاپ - ۲۲ × ۲۹ کی بڑی تقطیع (۸۵۰) صفحوں کی ضخامت - کاغذ نہایت قیمتی - لکھائی - چھپائی بہت عمدہ - قیمت فی جلد للعہ

آب حیات مشاہیر شعرائے اُردو کی سوانح عمری اور اُردو زبان کی عہد بعہد ترقیوں کا حال ہے، مشرقی شاعری کی آخری جھلک اور آخری بہار کا دلفریب اور دلسوز افسانہ ہے ـ حجم (۵۵۲) صفحے - لکھائی - چھپائی کاغذ بہت عمدہ - قیمت للعہ علاوہ محصول -

سیر ایران مشرقی زبانوں کے محقق نے ہندوستان اور پنجاب سے نکلکر افغانستان اور ایران تک تحقیق کا دامن بچھا دیا تھا - وہاں سے واپس آنے کے بعد اپنے سفر کے حالات مولانا نے خود بیان فرمائے ہیں اسمیں رائی سے لیکر پربت تک روشنی ڈالی ہے - قیمت فی جلد دو روپے (عہ)

سخندان فارس فارسی زبان کی ایک مکمل تاریخ جس میں مختلف زبانوں کے مقابلہ سے قوموں کے باہمی رشتوں کے مٹے ہوئے سُراغ نکالے گئے ہیں ژند - پہلوی - دری - سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کرکے تاریخی نتائج نکالے ہیں - نگارستان فارس کے ساتھ ساتھ اسکا ہونا ضروری ہے سائز ۲۰ × ۲۶ - ضخامت ۳۲۰ صفحے - قیمت علاوہ محصول دو روپے بارہ آنے (عـ۱۲)

جانورستان مولانا نے یہ کتاب جانوروں کے ظاہر و باطن پر لکھی ہے - جس میں درندوں - پرندوں - چرندوں - غرضکہ سب کو رکھنے - پالنے اور سدھارنے کے طریقے نہایت پیاری زبان میں بیان فرمائے ہیں - قیمت علاوہ محصول بارہ آنے (۱۲؍)

دیوان ذوق مغل شہنشاہی کے آخری چراغ ابوظفر محمد بہادر شاہ کے اُستاد و ملک الشعراء حضرت ذوقؔ کا کلام اور پوری سوانح عمری - ضخامت (۱۶۰) صفحے - قیمت للعہ علاوہ محصول وغیرہ -

تذکرۂ علماء اس میں مولانائے ممدوح نے ہندوستان کے ۴۰ علمائے مشاہیر کا تذکرہ لکھا ہے - شروع میں حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا دیباچہ بھی شامل ہے - قیمت ۵؍

مکتوبات آزاد مولانا کے کئی سو دلچسپ - سبق آموز خطوط کا گرانبہا مجموعہ - قیمت ایک روپیہ بارہ آنے　**نظم آزاد** مولانا کی ایک قابل دید نظم - قیمت ۹؍　**نیرنگ خیال** قیمت نو آنے

نصیحت کا کرن پھول - قیمت ۹؍ - **قند پارسی** ایران کی موجودہ فارسی کی تعلیم - قیمت ۱۱؍

بیاضِ آزاد مشاہیر شعرائے ہند کے کلام کا انتخاب اور وہ بھی مولانا آزاد جیسے سخن سنج کا کیا ہوا - نہایت خوشخط - ہر صفحہ پر صرف تین شعر ترچھے لکھے ہوئے - جلی قلم - یہ معلوم ہوتا ہے کہ شنگرف سے لکھی ہوئی قلمی کتاب سامنے رکھی ہے - قیمت صرف ایک روپیہ

آموزگار فارسی فارسی زبان (جو خاص ایرانی باشندے بولتے ہیں) سکھانیوالی اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہے - ایک ایک مفہوم کے سینکڑوں الفاظ - جملے - محل استعمال سب اسمیں جمع ہیں - اسکے پڑھنے کے بعد ہر شخص بے تکلف فارسی بول سکتا ہے - قیمت ۱۲؍

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

۷۸۶ ہوالکل یامعین

پیر بھائی

بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۲ ہجری

نیا سال ۱۳۴۱ھ ختم ہوا۔ محرم کی پہلی تاریخ سے ۱۳۴۲ھ کا دور شروع ہے یہ کہنا کہ نیا سال مبارک ہو ایک دعا ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ گذشتہ سال کے اعمال کا حساب کرنا چاہیے کہ کتنے گناہ کیے۔ کتنی نیکیاں ہوئیں اور آئندہ سال کا موازنہ (بجٹ) بنایا جائے کہ اپنی ذات، اپنی قوم اور اپنے مذہب کے واسطے کیا کیا کام کرنے ہیں۔

ذی الحجہ کا پیر بھائی جب سے رسالۂ دین و دنیا جاری ہوا ہے یہ پہلا مہینہ تھا جس میں رسالۂ پیر بھائی شائع نہیں ہو سکا۔ کیونکہ حسن نظامی دہلی میں موجود نہ تھا۔ اور سفر میں اس قدر کم فرصتی ہوتی ہے کہ لکھنا پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

سفر دکن کا خلاصہ حسن نظامی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے برقی پیغام بھیجکر حیدر آباد بلایا تھا۔ ۲۳ ذیقعد ۱۳۴۱ کو دہلی سے روانگی ہوئی۔ ۲۵ ذیقعد کو حیدر آباد پہنچا۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کے گوبند باغ میں قیام ہوا۔ یکم ذی الحجہ کو حضور نظام نے اپنے محل کنگ کوٹھی میں کھانے کے لیے مدعو کیا۔ ۴ ذی الحجہ کو خاص فرمان کے ذریعہ دو سو روپیے ماہوار حسن نظامی کے نام مقرر کیے۔ ۱۴ ذی الحجہ کو پھر کنگ کوٹھی میں کھانے کی دعوت میں بلایا گیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو حیدر آباد سے رخصت ہوا۔ ۲۴ کی شام کو دہلی پہنچ گیا

حور بانو کی صحت ۱۴ شعبان ۱۳۴۱ھ سے علالت شروع ہوئی۔ رمضان المبارک میں پہلا آپریشن اسکے شکم پر ہوا۔ شوال میں دوسرا عمل جراحی کیا گیا۔ ذیقعد اور ذی الحجہ میں بخار برابر قائم رہا اور زیر ناف آپریشن کا زخم ناسور بن گیا۔ ڈاکٹر سراج الدین صاحب کا علاج کرتے رہے جو جراحی میں نہایت اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ آخر خدا نے فضل کیا ناسور اچھا ہو گیا۔ مگر بخار اب تک کہ محرم کی پانچ تاریخ ہے ایک سو تین درجہ رہتا ہے۔ دعا کی ضرورت ہے

فتوے کفر کا جھگڑا جب سے حسن نظامی پر کفر کا فتوے لگایا گیا ہے دہلی اور ہندوستان کے کئی شہروں میں باہمی نفاق کی ایک نئی صورت پیدا ہو گئی ہے، اور واقعہ پسند طبائع نے اس قصہ کو شغل زندگی بنا لیا ہے۔

اس فتوے کی بنا میری کتاب "مرشد کو سجدۂ تعظیم" ہے جس میں تعظیمی سجدہ کو مباح ثابت کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اس غرض سے نہیں لکھی گئی تھی کہ لوگ مجھ کو تعظیمی سجدے کریں۔ یا سجدوں کا رواج پڑھے۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رضؓ حضرت خواجہ اجمیری رضؓ حضرت خواجہ قطب صاحب رضؓ۔ حضرت بابا گنج شکر رضؓ حضرت محبوب الٰہی رضؓ جیسے اولیاء اللہ پر جو طعن کیے جاتے تھے کہ یہ بزرگ تعظیمی سجدے کراتے تھے، ان کو طعن سے بچانے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ معمولی بات کو حد سے زیادہ بڑھا دیا گیا۔

فتوے مذکور کی حقیقت یہ فتوے جس کی اشتہار میں دعوے کیا گیا ہے کہ تمام علمائے ہند نے حسن نظامی کی تکفیر کی ہے، اگر غور سے دیکھا جائے تو اول سے آخر تک مغالطہ سے بھرا ہوا ہے

اوّل تو یہ درست نہیں ہے کہ تمام علمائے ہند کے اس میں دستخط ہیں کیونکہ گنتی کے چند علما کے نام اس میں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزار ہا علماء موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ فتوے میں دو ایسے مفتی ہیں جنکی عمر سولہ سترہ سال کی ہے اور جو مولوی ہونا کجا عربی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے۔ اور دونوں جناب مولوی احمد علی صاحب محدث کے صاحبزادے ہیں۔ معلوم نہیں اتنی بڑی جرأت کس نے دلائی کہ کمسن لڑکوں کو مفتیانِ اعظم کی صف میں بٹھا دیا گیا۔

تیسرے فتوے کے دو بڑے رکن جناب مولانا کرامت اللہ خاں صاحب اور جناب مولانا اشرف علی صاحب، تھانوی اس فتوے پر مہر و دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں اور انہوں نے تحریری اطلاع دی ہے کہ ہم نے مذکورہ فتوئے کفر پر مہر و دستخط نہیں کیے۔

چوتھے مولانا کفایت اللہ صاحب کی نسبت یہ بہتان ہے کہ انہوں نے حسن نظامی پر کفر کا فتوے لگایا کیونکہ فتوے میں ان کی عبارت کے کسی لفظ سے تکفیر ثابت نہیں ہوتی۔

پانچویں اس فتوے میں مولوی شرف الحق صاحب دہلوی کے دستخط بھی ہیں جو رات دن سر بازار امرد لڑکوں کو سجدے کرتے پھرتے ہیں۔ ایسے شخص کے فتوے کی جو وقعت ہے ظاہر ہے۔

بس صرف ایک جناب مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی کا نام باقی رہتا

ہے جو فتوئے کفر میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ ان کی دیانت داری کا یہ حال ہے کہ حسن نظامی کی تردید لکھتے وقت انہوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ کتاب سجدۂ تعظیم میں حسن نظامی نے مشکوٰۃ شریف کی جس حدیث کا ذکر لکھا ہے وہ مشکوٰۃ میں کہیں نہیں ہے۔ مگر جب مولانا عبدالسلام صاحب عینی شاہ نظامی نے حیدرآباد دکن سے ان کو مشکوٰۃ کے صفحہ کا حوالہ دیکر لکھا کہ حدیث مذکور مشکوٰۃ میں موجود ہے تو وہ دم خود ہو کر رہ گئے۔ اگر ان میں دیانت ہوتی تو اپنی غلطی کو تسلیم کر لیتے۔ مگر انہوں نے آج تک ایسا نہیں کیا بلکہ وہ زیر لب مسکراتے ہیں کہ ہم نے حسن نظامی کو خوب رسوا کیا۔ اور اس کے بزرگوں پر خوب ہی لعن طعن کیے۔

مولانا کو معلوم ہونا چاہیے کہ حسن نظامی کو آپ جس قدر جی چاہے رسوا کیجیے وہ بے شک اسی قابل ہے مگر خدا کے لیے حضرات اولیاء اللہ کو گستاخانہ الفاظ سے یاد نہ فرمائیے ورنہ غیرتِ الٰہی جوش میں آ گئی اور جب غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے تو بے ادب لوگوں کی صورت و سیرت کو مسخ کر دیتی ہے۔

قصہ مختصر یہ کیفیت اس کفر کے فتوے کی ہے جس کی نسبت خواہ مخواہ میدانِ کارزار گرم کیے گئے ہیں جب اہل علم و اہل نظر ان تمام حالات کو معلوم کرتے ہیں تو خود ہی یہ فتوے ان کو ہیچ و پوچ معلوم ہونے لگتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ ناقابل توجہ بات کو اتنا بڑھایا جائے۔

بعد کے واقعات

اہل سلسلہ کی آگاہی کے لیے لکھا جاتا ہے کہ جب کفر کے فتوے کی دہلی میں خوب تشہیر ہو چکی اور حسن نظامی نے صرف ایک اعلان بطور تشریح کے شائع کر کے سکوت اختیار کر لیا تو دہلی میں ایک نئی جماعت کفر ساز لوگوں کی قلعی کھولنے کو کھڑی ہو گئی۔ چونکہ دہلی جو بائیس خواجہ کی چوکھٹ کہلاتی ہے ان لوگوں سے خالی نہیں ہے جو اولیاء اللہ کی غلامی کا فخر رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے حسن نظامی کی حمایت کیلیے نہیں بلکہ حضرات اولیاء اللہ کی حمایت کے خیال سے ان مولویوں کی حقیقت لکھنی شروع کی جنہوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ سب سے پہلے روزنامہ اخبار مبلغ دہلی کے چشتی ایڈیٹر نے کفر ساز مولویوں کی نام نیام حقیقت شائع کی اسکے بعد محمد فاروق صاحب چشتی ایڈیٹر آئینہ ہند کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں فتوے جمع کرنیوالے صاحب کے ذاتی حالات تھے۔ اس اشتہار کو دیکھنے کے بعد میری طرف سے اشتہار شائع ہوا کہ مجھکو اس قسم کے مضامین و اشتہارات پسند نہیں ہیں۔ اسکے بعد محمد فاروق صاحب چشتی پر توہین کا مقدمہ کفر ساز صاحب نے دائر کیا جسکی پیشی ۱۸ اکتوبر کو مقرر ہے۔

غرض دہلی میں اس قصہ نے حد درجہ کی تفریق مسلمانوں میں پیدا کر دی ہے اور ہر جگہ اس کا چرچا رہتا ہے۔ بزرگان دین کے ماننے والے اور ان کے منکرین دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں اور آریہ سماج کو بہت اچھا موقع اس سے فائدہ اٹھانے کا مل گیا ہے۔

ثبوتِ سجدۂ تعظیم

کی نسبت مولانا عینی شاہ نظامی اور دہلی کے اور چند علماء نے رسائل لکھے ہیں جس کو ضرورت ہو قیمتاً دفتر حلقہ مشائخ دہلی سے منگا لے۔

مدرسۂ داعیانِ اسلام کی حالت

وسطِ شوال سے پانچ آدمی اس مدرسہ کے لیے صوبۂ سرحد سے آئے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ احمد ابدالی نظامی۔ محمد اکرم نظامی۔ نور الدین نظامی۔ بنوں سے عبداللطیف نظامی ہزارہ سے۔ سید جمال شاہ ہوتی مردان سے۔ ان کو پہلے خلاصۂ قرآن شریف مع ترجمہ کے حفظ کرایا گیا جس کو میں نے تعلیم القرآن کے نام سے ابھی حال میں تیار کیا ہے اور جس کا یاد کرنا تمام قرآنی تعلیم پر حاوی کر دیتا ہے۔

ذیقعد و ذی الحجہ میں عبداللطیف اور سید جمال شاہ خانگی ضروریات کے سبب واپس چلے گئے۔ صرف بنوں والے باقی رہے۔ ذی الحجہ میں دو آدمی اور آ گئے، ایک مولوی عبدالحفیظ خاں صاحب نظامی تیکی شاہ بھاگل پور سے آئے ہیں جو حسن نظامی کے خلیفہ اور انگریزی فارسی اردو وغیرہ علوم سے واقف سالک و عارف شخص ہیں۔ عمر ساٹھ برس کی ہے۔ دوسرے عبداللہ صاحب سرحدی نصیر آباد دھوال سے آئے ہیں۔ یہ نوجوان بہت ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔ انکو دعوتِ اسلام کے لیے صرف تصنیف و تالیف کا کام سکھایا جائیگا کہ دعوت و تبلیغ کو ایک ایسی جماعت کی از حد ضرورت ہے جو رات دن تصنیف و تالیف کے ذریعہ یہ فرض ادا کرے۔

مدرسہ کا خرچ

ابھی باقاعدہ کام شروع نہیں ہوا ہے لیکن انشاء اللہ اس سال کی اشاعت تک باقاعدگی سے کام ہونے لگیگا۔ بالفعل صرف دس آدمیوں کو رکھا جائیگا۔ پانچ موجود ہیں، پانچ اور قبول کیے جائینگے۔

حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے، مخصوص لباس، اور ہر قسم کی فراہمی کتب و متفرق ضروریاتِ زندگی میں فی کس بیس روپے ماہوار خرچ ہونگے یعنی دو سو روپے ماہوار تو اسکے لیے اور ۵۰ روپے ماہوار کا ایک ایسا عالم جو علم دین کی ضروری معلومات کے علاوہ تاریخ اقوام اُنکے مذاہب و خصائل بھی جانتا ہو اور طلبہ کو درس دے سکے۔

باقی تمام امور حسن نظامی خود اپنے ذمے رکھیگا جسکے معاوضہ کی ضرورت نہیں، کل پونے تین سو روپے ماہوار خرچ ہوگا۔ مگر آمدنی مقررہ اس سے بہت کم ہے۔ افریقہ کے پیر بھائیوں نے ستر شلنگ ماہوار مقرر کیے ہیں اور چھ سو روپے سے زیادہ یکمشت بھیجے ہیں کشفی شاہ نظامی نے برما کے بھائیوں سے پانسو روپے سے زیادہ یکمشت بھیجے ہیں مگر مقررہ رقم کچھ نہیں ہے عینی نظامی نے ایک سو روپے حیدرآباد نظامیوں کی طرف سے بھیجے ہیں۔ اس کے علاوہ دو چار دس بیس تیس چالیس کی کچھ اور رقمیں بھی ہیں جن کا مفصل حساب موجود ہے۔ بنوں کے طلبہ کے وارثوں اور دیگر پیر بھائیوں نے بھی اکتیس روپے ارسال کیے ہیں۔ مگر یہ رقمیں مصارف کے لیے کافی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کارسازی پر بھروسہ ہے۔

داعیِ اسلام تیار ہے

حسن نظامی نے داعیِ اسلام کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا اور ایک ہزار کی تعداد میں اپنے خرچ سے مفت بانٹا تھا۔ اسکی نسبت آریہ اخبارات نے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے کہ حسن نظامی نے ہندوؤں کے خلاف خفیہ سازش کی ہے یہاں تک کہ سوامی شردھانند جی نے بھی مضامین کا ایک سلسلہ حسن نظامی کی اس کتاب کے خلاف لکھا ہے۔ جو پیپر مطبع میں چھپے، ہزاروں کی تعداد میں بذریعہ ڈاک تقسیم ہوا اسکو خفیہ کیونکر کہا جا سکتا ہے حسن نظامی نے کتاب کے اندر خفیہ رکھنے کی تاکید محض اس وجہ سے کی تھی کہ مسلمان قوم اسکے مضامین کو بازاروں میں اچھالتی نہ پھرے۔

اس کتاب میں کوئی مخفی بات نہیں ہے نہ کسی غیر مسلم قوم کے خلاف کوئی منصوبہ ہے۔ بلکہ اسمیں وہ حکمتیں اور تدبیریں بتائی گئی ہیں جن سے ہر مسلمان داعی اسلام کا کام کر سکے۔

یہ کتاب ختم ہو گئی تھی اور بے شمار درخواستیں اسکی آرہی تھیں، خصوصاً افریقہ کے بیر بھائیوں کا مطالبہ تھا آخر انہی کی خاطر سے اسکو مکرر چھپوایا گیا اور چھپ کر تیار ہے، مگر اب حسن نظامی مفت تقسیم نہیں کر سکتا لاگت کے قریب اسکی قیمت تین آنے مقرر کی گئی ہے۔ بیر بھائیوں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ سو سو دو دو سو کتابیں یکمشت خرید کر غربا میں تقسیم کر دیں تاکہ ہر مسلمان دعوت اسلام کی حکمت و تدبیر کو سمجھکر اس خدمت کا ثواب حاصل کر سکے۔

یہ کام ایسا ہے کہ محض ایک کتاب کی قیمت ادا کرنے سے داعی اسلام کا اجر حاصل ہو سکتا ہے فوراً طلب کر لی چاہیے ورنہ کتاب ختم ہو جائیگی۔ مانگ بہت زیادہ ہے حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی سے ملیگی۔ مگر پانچ سے کم کا روانہ کرنا مشکل ہے۔

سنت نہال سنگھ کا تعصب

سنت نہال سنگھ ایک سکھ مضمون نگار ہیں عرصہ تک یورپ میں رہے ہیں، اور یورپین عورت سے شادی کی ہے، یورپ میں ان کے مضامین بہت پسند کیے جاتے ہیں۔

سنت کا لفظ سکھوں میں درویشوں کے لیے مخصوص ہے، مگر نہال سنگھ صاحب نام کے سنت ہیں ورنہ وہ سکھ مذہب اور سکھ صورت سے بظاہر کچھ تعلق نہیں رکھتے۔

گزشتہ سال حسن نظامی نے سر علی امام کے ہاں حیدر آباد میں ان کو کئی بار دیکھا تھا، سر علی امام نے انکو شاندار بنگلہ، موٹر اور بہت معقول تنخواہ پر ریاست کی تاریخ لکھنے کے لیے نوکر رکھوا دیا تھا۔ ان کو اتنی بڑی تنخواہ دی جاتی تھی جو حیدر آباد کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو بھی میسر نہیں ہے۔ مگر آج وہی سنت نہال سنگھ حیدر آباد کے خلاف تعصب سے لبریز مضمون لکھتے ہیں جو غالباً انگریزی میں ہوگا۔ کیونکہ وہ انگریزی ہی میں لکھ سکتے ہیں۔ اسکا ترجمہ لاہور کے مشہور متعصب آریہ اخبار ملاپ نے شائع کیا ہے۔ ذیل میں مضمون کو درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین اندازہ کر سکیں کہ غریب مسلمانوں کے خلاف کس طرح ریکارڈ کے کام ہو رہا ہے۔ حسن نظامی اس مضمون کی نسبت صرف اتنا کہنا چاہتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے، حیدر آباد میں ہر مذہب اور ہر قوم کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے، البتہ کشمیر اور پٹیالہ میں مسلمان علانیہ اپنے حقوق سے محروم کیے جا رہے ہیں سنت نہال سنگھ کا مضمون یہ ہے:-

ریاست حیدر آباد میں کیا ہو رہا ہے؟

میں اورنگ زیب ثانی پیدا کر کے چھوڑونگا

موجودہ نواب کے ارادے کی حلفیہ قرارداد

(از قلم سنت نہال سنگھ)

ایک دن شملہ میں اپنے ایک دوست سے جو ریاست حیدر آباد کا ایک بڑا مشہور افسر ہے باتیں کر رہا تھا تو میرے دل میں اتفاقیہ یہ خیال آیا کہ میں اس سے دریافت کروں کہ اسکے کتنے ہمجولی جو علیگڑھ اینگلو اورنٹیل کالج جسکو اب مسلم یونیورسٹی کہتے ہیں کے گریجویٹ یا اس سے زیادہ تعلیم والے طلبا ہیں یا کسی اور ذریعہ سے یونیورسٹی مذکور سے تعلق رکھتے ہیں۔ نظام حیدر آباد کی ریاست کے عہدے دار ہیں۔ میرے دوست نے اپنے ان دوستوں کی جو علیگڑھ یونیورسٹی کے طلبا رہ چکے ہیں ایک طول طویل فہرست دکھائی میں اس فہرست کو دیکھکر ششدر رہ گیا۔

اُن کا نصب العین اور اوصاف

ریاست حیدر آباد کی کونسل کا جو ممبر خزانہ ہے وہ گریجویٹ نہیں ہے لیکن علیگڑھ یونیورسٹی کی تعلیمی کونسل کا ممبر ہے۔ محکمہ خزانہ کا سکرٹری ایک گریجویٹ نوجوان ہے۔ محکمہ ادویات کا جو سکرٹری ہے وہ اس مشہور نواب کا بیٹا ہے جو کئی سالوں تک علیگڑھ یونیورسٹی کا مشہور رکن رہا ہے۔ سکرٹری مذکور نے اپنی تعلیمی زندگی کا بہت سا حصہ اس کالج میں گزارا ہے۔ محکمہ سررشتہ تعلیم کا ڈائرکٹر کالج ہذا کے بانی کا پوتا ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کالج کا پرنسپل علیگڑھ اینگلو اورنٹیل کالج کا طالبعلم ہے۔ اس طرح سے نام ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے افسران ریاست کی فہرست میں اضافہ کا کارن بنے۔

میں نے مذاقیہ اپنے دوست سے کہا کہ پھر حیدر آباد کو علیگڑھ یونیورسٹی کا ضمیمہ کیوں نہیں کہتے؟ میرے دوست نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "بے شک" تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد اس نے اپنے کلمہ میں ان الفاظ کی ایزادی کی "اگر آپ حیدر آباد ریاست کو اس نام سے منسوب کریں تو آپ غلطی نہیں کریں گے"۔

یہ ذکر کرنا کہ یہ تمام اصحاب جنہوں نے علیگڑھ کالج سے اپنی تعلیم حاصل کی ہے یا کسی دوسرے ذریعہ سے علیگڑھ کالج سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت بے سود ہے۔ تقریباً سو فی صدی نظام حیدر آباد کی ریاست کے عہدہ داران مسلمان ہیں اور وہ وہی ہیں جنہوں نے مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے۔

جب پہلی مرتبہ میں حیدر آباد آیا تو میں نے دیکھا کہ انتظامیہ کونسل کے صدر علی امام کے خیالات وہ نہیں ہیں جو نواب صاحب کے ہیں۔ سر علی امام ایک پکے مسلمان ہیں۔ جہانتک میرا دماغ کام کر سکتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ شاید ریاست حیدر آباد میں صرف ایک ہی غیر مسلم افسر تھا، اُسکا نام آنریبل نواب فریدون ملک بہادر تھا۔ آپ ایک پارسی جنٹلمین ہیں لیکن اردو زبان بہت اچھی طرح سیکھ گئے ہیں اور ہر جمعہ کو مسلمانوں کی جماعت میں شمولیت اختیار کرتے ہیں، نواب صاحب کے عہدہ داروں میں ایک بھی ہندو افسر نہیں ہے۔

قسم ٹوٹ گئی

اب میں آپ کے سامنے ایک نئی بات پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں نواب صاحب کے دیگر تمام وکمال عہدہ داران مسلمان ہیں وہاں آپ کے قانونی مشیر ہندو ہیں۔ آپ محکمہ قانون کے سب سے بڑے افسر ہیں اور مجلس واضع آئین و قوانین کے سیکرٹری ہیں۔ جتنے عرصہ تک میں وہاں حیدر آباد میں رہا اس مجلس کا ایک بھی اجلاس منعقد نہیں ہوا۔ آپ کا اسم مبارک دیوان بہادر کرشنا اچاریہ ہے۔ آپکی علمی دلی لیاقت کی جہانتک تعریف کی جائے اُتنی ہی بجا ہے۔ قانونی مشیر کا نائب بھی ہندو نوجوان ہے جس کا نام رائے بہادر بالمکند ہے۔ رائے بہادر ایک لایق و فائق وکیل ہیں۔

بایں ہمہ مجھے ایک اور غیر مسلم کا نام یاد آگیا ہے جو محکمہ حفظان صحت کے سب سے بڑے افسر ہیں لیکن انتظامیہ کونسل کے ممبر سے اُن کی پوزیشن بہت ادنے ہے۔ آپ کا اسم گرامی لفٹنٹ کرنل باوا جیون سنگھ ہے۔ مسٹر رابرٹ لورین الیکٹریکل ڈپارٹمنٹ کے سب سے بڑے افسر ہیں۔ آپ ایک مشہور انجینیر ہیں حیدر آباد کی ریاست میں داخل ہونے سے پیشتر آپ انگلستان اور برطانوی ہندوستان میں کافی مشہور ہو چکے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے دیگر تمام محکمہ جات کے اعلیٰ افسران مسلمان ہیں۔ جس وقت سر علی امام نے ریاست حیدر آباد سے ملازمت چھوڑی تھی جسکے متعلق میں کسی دوسرے مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا تو مسٹر عبد اللہ بن یوسف علی انڈسٹریل سیکرٹریٹ سے اُن کی جگہ تبدیل کی گئی۔ لیکن آپ نے بعد میں اُس آسامی سے استعفے دیدیا۔ آپ کی ملازمت کا جو وقت ابھی باقی تھا اُسکے معاوضہ میں آپکو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیدیا گیا۔ پھر ایک ہندو انتظامیہ کونسل میں داخل ہوا۔ آپ کا اسم گرامی رائے بہادر مرلی دھر تھا۔ محکمہ مال کا تمام کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ آپ محکمہ دیوانی سے ریٹائر ہونے پر (صرف خاص) یعنی خانگی امورات اور لین دین کے کاموں پر مامور ہوئے۔

ریاست کے مختلف اضلاع کی کیفیت

میں دار الخلافہ سے روانہ ہو کر مختلف اضلاع کا چکر لگانے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اگر دار الخلافہ میں مسلمان اعلیٰ عہدہ داران ہیں تو باہر ہر ایک ضلع کے بھی افسر؟

مسلمان ہی ہیں ، میں مثال کے طور پر بیدر کا قصہ بیان کرتا ہوں ۔ بیدر میں میں نے دیکھا کہ سب سے بڑا افسر جسکو وہ لوگ تعلقہ دار کہتے تھے مسلمان تھا ۔ جج صاحب مسلمان ، محکمہ پولیس کا سپرنٹنڈنٹ مسلمان ، غرضکہ ادنےٰ سے ادنےٰ افسر مسلمان تھا ۔

جب میں اورنگ آباد میں گیا تو میں نے دیکھا کہ جو افسر اس ضلع کا انچارج ہے وہ بھی مسلمان ہے غرضکہ اس ضلع کے بھی افسران مسلمان تھے ۔ اجنتا میں محکمہ ارکیالوجیکل کا سب سے بڑا دفتر ہے اسکے بھی سارے افسر مسلمان تھے ۔ کھنڈرات اور آثار قدیمہ کے افسر جسکو ہندوؤں کے اُن منادر کے متعلق جو پہاڑوں کی کھوہ کاٹ کر بنائے گئے ہیں ذرا بھی واقفیت نہیں ہے مسلمان تھا ۔

یہ ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ریاست حیدرآباد کی بہت سی آبادی ہندوؤں کی ہے ۔ میں اندازے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ریاست میں ہندوؤں کی آبادی تقریباً ۹۰ فیصدی ہے پھر کیسے افسوس کا مقام ہے کہ جس ریاست میں ہندوؤں کی آبادی سب سے زیادہ ہو اسکی انتظامیہ جماعت و دیگر شعبوں کے تمام و کمال اعلیٰ و ادنےٰ افسران مسلمان ہوں جن کی تعداد بلحاظ آبادی بہت کم ہے ۔ میرے خیال میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس کو حیدرآباد کی ریاست سے سفر کرنیکا موقع ملا ہو اور اُس نے یہ معاملہ جو میں نے اوپر عرض کر دیا ہے نہ سمجھا ہو ۔

ریاست حیدرآباد میں رہکر میں نے جو معلومات حاصل کیں اُن کے متعلق کسی قسم کا شک کرنا فضول ہے ۔ معاملات ایسے ہوگئے ہیں کہ جن کے متعلق توضیحاً بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ، ہندو اپنے آپ کو محکوم سمجھتے ہیں اور مسلمان حاکم ۔ اگر کوئی شخص اسکے متعلق مزید حالات یا انکشافات دریافت کرنے چاہے تو جواب ملیگا کہ " چونکہ یہ مسلمانوں کی ریاست ہے " اور اگر ہم اُن کو یہ جواب دیں کہ " حیدرآباد اُتنی ہی مسلمان ریاست ہے جتنا کہ ہندوستان ایک عیسائی ریاست " تو پھر وہ لوگ لاجواب ہو جاتے ہیں ۔

اب اس جواب کی تہ میں جو بات سب سے زیادہ کام کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح حیدرآباد کی ریاست مسلمانوں کی ریاست میں مسلمان سب سے بڑی آسامیوں پر ہیں ۔ اسی طرح عیسائی ہندوستان کی انتظامیہ جماعت کے اعلیٰ افسران عیسائی ہونے چاہئیں کیونکہ وہ غالب ہیں یا حاکم ہیں ، لیکن معاملہ دگرگوں ہے ۔

جس مکان میں میں نے رہائش اختیار کی ہوئی تھی اُس میں پہلے ایک انگریز رہتا تھا جو انتظامیہ جماعت کا ایک بڑا افسر تھا ۔ لیکن اب مستعفی ہو کر کہیں چلا گیا تھا ۔ چند ایک اصحاب نے جن کو اُس انگریز کے مستعفی ہونیکی وجوہات کے متعلق علم تھا مجھ سے کہا کہ جس محکمہ میں یہ انگریز کام کیا کرتا تھا اُس میں ایک آسامی خالی ہوئی ۔ انگریز افسر موصوف نے اُس آسامی کے لیے ایک غیر مسلم نوجوان کی سفارش کی اور کاغذات نواب صاحب کی کوٹھی بھیجے ۔ جب کاغذ شاہی کوٹھی سے واپس آئے تو اس نے دیکھا کہ اُن پر ایک سوال لکھا ہوا تھا ۔ جس کا جواب مطلوب تھا ۔ سوال یہ تھا کہ " کیا کوئی مسلمان ایسا دستیاب نہیں ہو سکتا ، جو اس آسامی کے فرائض سرانجام دے سکے ۔ یا جواب دو کہ آپ نے کیوں حمیدہ صفات والے مسلمانوں کی سفارشیں نہیں کیں " ؟

خیر یہ اطلاع صحیح ہو یا غلط ۔ مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کیونکہ میرے کاغذات نہیں تھے لیکن میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سر علی امام ایک بڑی آسامی یعنی صدر اعظم کے عہدہ پر ممتاز تھے اُن کو چاہیے تھا کہ وہ تدبر اور سکوت سے کام لیتے ہوئے ایک ہندو کو بھی جج کی آسامی پر مقرر کرتے ۔ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ ہائیکورٹ کے ججوں کی بنچ میں ایک لائق ہندو جج بھی ہوتا جو ہندوؤں کے قوانین سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو تاکہ وہ ججان کو اہل ہنود کے اُن مقدمات میں جو تمام و کمال ہندوؤں کے متعلق ہوں مشورہ دے سکے ۔

ہندو طلبا کے وظائف کا تناسب

مجھے یاد ہے کہ ریاست حیدرآباد سے جتنے ہندو اور مسلمان طلبا سمندر پار تعلیم پانے کے لیے بھیجے گئے ہیں ان کے متعلق سر علی امام نے اسکیم تیار کی تھی جس میں وظائف کا تناسب ۲ اور ۱۰ ہے ۔ میں اس وقت اپنی یاد سے بہت سا کام لے رہا ہوں لیکن مجھے اپنی یاد پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ یہ تناسب جو میں اوپر عرض کر چکا ہوں صحیح ہے ۔

حیدرآباد ریاست کے ضعیف العمر باشندگان نے جنھوں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ موجودہ نظام کے پیشروؤں کے عہد میں گزارا ہوا ہے ۔ مجھے بتایا کہ اب معاملات کی صورت بالکل بدل گئی ہے ، سابقہ نظام کے عہد میں ریاست کا سب سے بڑا افسر ہندو ہوتا تھا اور پھر اُس کے ماتحت بھی بہت سے ہندو افسران ہوتے تھے ۔ اُن ایام میں ریاست حیدرآباد میں ہندو مسلم سوال کو سر چھپانے کو جگہ نہ تھی ۔

میں نے حیدرآباد ریاست میں دیکھا کہ یہ سارا معاملہ ایک مولوی صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے جنھوں نے نواب صاحب کو اسلام کی تعلیم دی تھی ۔ نواب صاحب اُس وقت بالکل بچے تھے ، اُن کے دماغ میں ابھی کسی قسم کا کوئی امر نہ تھا ۔ مولوی صاحب کو موقع ہاتھ آگیا اور آج جو ہم دیکھتے ہیں یہ مولوی صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے یعنی وہ اسلامی بیج جسکو مولوی صاحب نے اپنے ہاتھوں ریاست حیدرآباد کی زمین میں بویا تھا آج صرف بڑا نہیں ہوگیا بلکہ ثمردار بھی ہے اور وہ میٹھا پھل لایا ہے جس کی بدولت آج ریاست حیدرآباد کے سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان عیش کر رہے ہیں ۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس مولوی نے متعدد بار قسم کھا کر یہ الفاظ استعمال کیے تھے " کہ میں نے اورنگ زیب ثانی پیدا کر دیا ہے "

میں نے ایک دفعہ دوران گفتگو میں نظام صاحب کو عرض کر دیا تھا کہ آپ صرف مسلمانوں کے نواب ہی نہیں ہیں بلکہ اُن تمام ہندوؤں اور سکھوں کے بھی مالک ہیں جو آپ کے جھنڈے تلے پرورش پا رہے ہیں ۔ " ہندو "

فتنہ ارتداد کا اب کیا حال ہے؟

جو لوگ ہندوستان کے باہر ہیں یا ہندوستان میں رہنے کے باوجود رفتار زمانہ سے واقف نہیں ہیں اُنکی اطلاع کے لیے یہ لکھنا ضروری ہے کہ اب ارتداد کی تحریک نے اپنا وہ اصلی چہرہ دکھانا شروع کر دیا ہے جو شدھی کے پردہ میں پوشیدہ تھا ۔ پہلے اس تحریک کا منشا نومسلم راجپوتوں کو آریہ بنانا تھا پھر ظاہر کیا گیا کہ آریہ نہیں ہم تو ہندو بناتے ہیں ، پھر کہا گیا کہ ہندو نہیں بلکہ برادری سے خارج شدہ لوگوں کو برادری میں ملایا جاتا ہے ۔

آریہ سماج نے واقعات کا رنگ دیکھ دیکھ کر آہستہ آہستہ چند ماہ میں یہ کئی رنگ بدلے ہیں اور اب ارتداد کی تحریک کے اصل مقصد کو سمجھنا کچھ دشوار نہیں رہا اور صاف نظر آرہا ہے کہ یہ تحریک مذہب سے کچھ سروکار نہیں رکھتی اور آریہ مذہب درحقیقت کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ ایک سیاسی تحریک ہے ۔ اور ہمہ تن اسلام اور مسلمانوں کی ہستی کو ہندوستان سے مٹا دینے کی نیت سے آجکل وہ پوری قوت صرف کر رہی ہے ۔ اب کھلم کھلا ہندو قوم کو مسلمانوں کے خلاف متحد کیا جاتا ہے جسکا نام ہندو سنگھٹن رکھا گیا ہے اور جسکا عظیم الشان جلسہ اسی اگست میں بنارس میں ہونیوالا ہے ۔

حسن نظامی

ستمبر ۱۹۲۳ء ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ محرم ۱۳۴۲ھ

رسالہ

جلد ۳ **دین و دنیا** نمبر ۶

حمد

ہر آن میں ہر ادا میں تو ہے ہر تان میں ہر صدا میں تو ہے
ہے تجھ سے جہاں کا ساز و ساماں ہر برگ میں ہر نوا میں تو ہے
فانوس کہاں کا شمع کس کی ہر روپ میں ہر ردا میں تو ہے
لشکر میں ہے زور و شور تیرا ہر طبل میں ہر لوا میں تو ہے
گلزار ہرے بھرے ہیں تجھ سے ہر نشو میں ہر نما میں تو ہے
ہر بحر کے موتیوں میں ہے تو ہر باغ کے موتیا میں تو ہے

اے تخت نشین کبریائی اللہ رے تیری بادشاہی
رائی تری رحمتوں سے پربت پربت تری ہیبتوں سے رائی
لیکر چیونٹی سے تا سلیماں دیتے ہیں سبھی تری دُہائی
چھینٹا ترے ابر مکرمت کا سو بحرِ مُراد کی چڑھائی
ہر شعلہ کی تجھ سے لو لگی ہے ہر قطرہ کی تجھ سے آشنائی
نعمت سے تری بھرا ہے عالم کب چودہ طبق میں ہو سمائی

اے دشمن و دوست کے سہارے اے دونوں جہان کے دُلارے
اے بجھتے ہوئے گھروں کی قندیل اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے تارے
خم کھائی ہوئی کمر کی ڈھارس اُجڑی ہوئی کوکھ کے سہارے
چلتا نہیں خاک میں ترا کھوج ذرے ہیں تباہیوں میں سارے
ملتا نہیں چرخ پہ ترا بھید پھرتے ہیں تلاش میں ستارے
پایا نہ ترا غبارِ رہ تک اُڑتے ہیں سپہر کے غبارے

(بیخود)

نعت

(از مولینا شفق رضوی)

وہ غنچہ کھلا جو صورتِ گل وادیِ عرب کے خار و میں وہ گل کہ تھی خوشبو جسکی بسی آبادِ صبا گلزار و میں
وہ نور کہ برقِ طور بنا موسیٰ کے لیے کہسار و میں وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غار و میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے دربار و میں

گر عالمِ ظلمت باطل میں اُس نورِ خدا کا شور نہ ہو گر شمس و قمر کی منزل میں اُس ماہ و لقا کا شور نہ ہو
گر بحرِ رواں کے ساحل میں اُس گنجِ صفا کا شور نہ ہو گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزار و میں یہ نور نہ ہو سیّار و میں

بھٹکے ہوئے تھے جو قافلے سب جن کا نہ تھا کوئی راہ نما وادیِ عرب میں اُنکے لیے اک غیب سے آیا خضر بنا
جس نکتۂ مالا ینحل کا کوئی نہ ہوا تھا عقدہ کشا جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا جو نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشارو میں

اسرارِ الٰہی کھل نہ سکے منطق کی زبانِ فلسفہ سے توحید کے عقدے حل نہ ہوئے حکمت کے بیانِ فلسفہ سے
مذہب کی ہے منزل دور بہت گھبرائے گمانِ فلسفہ سے وہ جنس تہی بیان جیسے آئیں دُکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈھے سے ملیگی عاقل کو یہ قرآں کے سیپارو میں

توحید کے دامن میں ہے کلی ہر رنگ کی اک شر رنگ کلی اسلام کے گلشن میں یہی شفق کہ جس کی خوشبو سب میں بسی
اک نوری شمع وحدت کی ہر چار طرف سے پھیلی ہوئی میں کر نیں ایک سے تھا شعلے کی ہو کر دو نہ شمار نہ دو سلی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چار و میں

بنتا کوئی جو سبب جدا کا نہ ہوا اِس قطرے سے بڑھکر کوئی دریا نہ ہوا
ہر چند کہ اُمّی تھے رسولِ عربی لیکن کوئی اعلم ایسا ہوگا نہ ہوا

جری امروہوی

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور جب اُن سے کہا گیا کہ دنیا میں فساد نہ کرو تو اُنہوں نے کہا ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار وہی ہیں فساد کرنے والے لیکن اُنہیں شعور نہیں۔

تفسیر:- یہ آیات کریمہ بھی منافقین کے متعلق ہیں یعنی جب وہ مسلمان جو سچے دل سے ایمان لا چکے ہیں اور ظاہر و باطن میں خدائے واحد دنیا کے پرستار ہیں منافقوں کی ناشائستہ حرکات دیکھکر کہتے ہیں کہ دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ تو منافقین اُن کو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو فساد نہیں پھیلاتے بلکہ جو طریق عمل ہمنے اختیار کر رکھا ہے یہ اصلاح پر مبنی ہے اور ہم مصلح ہیں۔ منافقین کے اس جواب پر خدا مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو ان کی باتوں میں نہ آنا اور جو طریقہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے اُسے اصلاح نہ سمجھنا دراصل یہی لوگ مفسد اور فتنہ پرداز ہیں۔ ان منافقین کا یہ شیوہ تھا کہ اِدھر تو مسلمانوں سے میل جول رکھتے تھے اور اُن سے ظاہر کرتے تھے کہ ہم تمہارے خدا و رسول پر ایمان لائے ہیں اور دوسری طرف کفار و مشرکین سے ملتے تھے اور اُن کو باور کراتے تھے کہ فی الحقیقت ہم تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں بلکہ ہم اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ بسا اوقات یہ لوگ ایک فریق کے راز دوسرے فریق سے کہتے تھے اور اس طرح کی باتیں بیان کرتے تھے جس سے باہم جنگ و جدال کی نوبت پہنچتی تھی اور جانبین میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل رہتی تھی پس انہی امور کو مدنظر رکھکر مومنین نے اُن کو سمجھایا کہ تمہارا یہ طریقہ اچھا نہیں۔ ان باتوں کو اختیار کر کے لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ کرو۔ لیکن منافقین نے مومنین کے سمجھانے پر مطلق التفات نہیں کیا بلکہ اُن سے کہا کہ تم جن باتوں کو باعث فساد قرار دیتے ہو وہی موجب اصلاح و فلاح ہیں لیکن ذات باری نے کمال مہربانی سے مومنین کو فوراً آگاہ کر دیا کہ یہی لوگ مفسد ہیں اور اپنی بے وقوفی کے باعث اور اس لیے کہ اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے نیک و بد میں امتیاز نہیں کر سکتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن باتوں کو وہ اچھا جانتے ہیں درحقیقت وہ بُری ہیں اور جن امور کو وہ اصلاح پر مبنی قرار دیتے ہیں وہ سراسر فتنہ و فساد کا باعث ہیں۔ اس آیت میں ضمناً مسلمانوں کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اُنہیں کفار کے ساتھ اس طرح دوستی نہیں کرنی چاہیے جس کا اثر امور دینی پر پڑتا ہو۔ آفریدگار عالم نے انسانی دلوں کو آئینہ کی طرح بنایا ہے اسی لیے ایک دل کا اثر و عکس دوسرے دل پر پڑتا ہے۔ اسی بنا پر حدیث شریف میں آیا ہے کہ بُرے آدمیوں کی صحبت سے احتراز کرنا چاہیے۔ جب مسلمانوں اور کافروں میں تعلقات دلی پیدا ہونگے تو مسلمانوں کا عکس کافروں کے دل پر اور کافروں کا عکس مسلمانوں کے دل پر پڑیگا لیکن کفار پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ اُن کے قلوب تاریک ہیں اور اُن میں اثر پذیری کی صلاحیت نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کے دلوں پر کفار کا اثر پڑیگا کیونکہ وہ سادہ اور جلد متاثر ہو جانے والے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کے معاملات مذہبی اور امور دینی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ نجس چیزیں پاک چیزوں سے ملکر اُنہیں نجس کر دیتی ہیں لیکن پاک چیزیں نجس چیزوں سے ملکر اُن کو پاک نہیں کر سکتیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور جب اُن سے کہا گیا کہ اُس طرح ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کیا ہم اُس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبردار وہی بے وقوف ہیں مگر جانتے نہیں۔

تفسیر:- یہ آیات بھی منافقین ہی کے متعلق ہیں یعنی مسلمانوں نے اُن کی فتنہ پردازیاں اور بے ایمانیاں دیکھکر کہا کہ تم لوگ اس طرح کیوں نہیں ایمان لاتے جس طرح اکابر اصحاب ایمان لائے ہیں یعنی اُن کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ سچے دل سے خدا اور رسول کے مطیع فرمان ہیں اور ہر موقع پر اُسکی راہ میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں اسکے برخلاف تمہارے دل میں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے۔ اِدھر کی باتیں اُدھر لگاتے ہو اور باہم فتنہ و فساد برپا کرتے ہو۔ مسلمانوں کی یہ بات سُنکر منافقین نے کہا کیا خوب تمہارا منشا ہے کہ ہم بھی اُس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ منافقین نے (نعوذ باللہ) اُن اصحاب کرام کو جو سچے دل سے ایمان لائے تھے سفیہ یعنی کم عقل کہا۔ خدائے کریم نے کمال شفقت و کرم سے اگلے الفاظ میں خود ہی مسلمانوں کی جانب سے منافقین کے متعلق ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کو متنبہ کر دیا کہ دراصل یہی لوگ کم عقل و بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں یعنی اپنی ذات سے وہ واقف نہیں اور اپنی حماقتوں سے بے خبر ہیں حضرت سلمانؓ فرماتے تھے کہ اس آیت میں جن منافقین کا ذکر ہے وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوئے مفسرین کو حضرت کی اس بات پر تعجب تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ آجکل اس آیۂ کریمہ کی زندہ تفسیر دنیا میں موجود ہے جس طرح سرور عالم کے زمانہ میں منافقین مسلمانوں کیساتھ اُنکے افلاس و غربت کی وجہ سے تمسخر کرتے تھے اور اُنکی دینداری سادگی اور نیکی کے باعث اُنہیں کم عقل سمجھتے تھے اُسی طرح آج بھی ملک میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جو مذہب کے سچے پابند اور احکام الہی کے حقیقی پیرو بزرگوں کی شان میں بے ادبی کرتی ہے۔ جو لوگ مذہبی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور فرائض کو سچے ذوق شوق کے ساتھ بجالاتے ہیں اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اُنہیں بے وقوف سمجھتے ہیں لیکن خداوند عالم نے صدہا سال پیشتر اپنے ان نیک بندوں کی عزت و عظمت برقرار رکھی ہے اور اُنکو حقیر سمجھنے والے منافقین کے متعلق صاف الفاظ میں ارشاد کیا ہے کہ دراصل وہی بے وقوف ہیں لیکن اُن کو اپنی بے وقوفی اور کم عقلی کا علم نہیں ہے + (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم رح

(گزشتہ سے پیوستہ)

شاہ و طبیب کی ملاقات

ادب کے متعلق بیش بہا نصائح ضمناً ارشاد فرمانے کے بعد مولانا پھر اصل حکایت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور شاہ و طبیب کی ملاقات کا حال ذیل کے الفاظ میں لکھتے ہیں:-

شہ چو پیش میہمان خویش رفت　　شاہ بود و لیک بس درویش رفت

ترجمہ:- بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا تو اگرچہ بادشاہ تھا لیکن درویش بنکر گیا۔

دست بکشاد و کنارانش گرفت　　ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت

ترجمہ:- ہاتھ کھولے اور مہمان کو آغوش میں لیا۔ اور عشق کی طرح اُسے جان و دل میں جگہ دی۔

مطلب:- بادشاہ نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ اور بادشاہ ہونے کے باوجود فقیر بنکر اپنے مہمان کے سامنے حاضر ہوا اور کمال گرمجوشی سے ہاتھ پھیلا کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اُسے اپنے دل میں اور اپنی جان میں اس طرح جگہ دی جس طرح عشق انسان کے جان و دل اور رگ و پے میں رہتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انتہائی خلوص اور نیازمندی کے ساتھ بادشاہ نے مہمان غیبی کو خیر مقدم کہا۔

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت　　وز مقام و راہ پرسیدن گرفت

ترجمہ:- اُس کی پیشانی اور ہاتھ کو بوسے دینے لگا اور مقام و راہ کا حال پوچھنے لگا۔

مطلب:- غالباً اس زمانہ میں یہ ایک ادائے تعظیم تھی کہ پیشانی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا جائے۔ پس بادشاہ نے اپنے مہمان کی پیشانی اور ہاتھوں کو چوما اور کمال اخلاق سے یہ دریافت کیا کہ آپ کو راہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی اور آپ خیر و عافیت کے ساتھ یہاں پہنچ گئے۔

پُرس پرساں می کشیدش تا بصدر　　گفت گنجے یافتم اما بہ صبر

ترجمہ:- یہ باتیں پوچھتے ہوئے اور مہمان کا ہاتھ ہاتھ میں لیے ہوئے اُسے صدر جگہ تک لے گیا اور کہا کہ میں نے خزانہ پایا لیکن بڑے صبر کے ساتھ۔

مطلب:- یعنی بادشاہ نے مہمان سے معانقہ کیا۔ حال سفر پوچھا اور اسی اثنا میں اُسے کھینچکر صدر نشین میں بٹھا دیا اور کہا کہ میں نے آپ کو کیا پایا گویا ایک خزانہ مجھے مل گیا اگرچہ اس خزانہ کے حصول میں مجھے بہت صبر و انتظار کرنا پڑا۔

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت　　میوۂ شیریں دہد پر منفعت

ترجمہ:- صبر تلخ ہے لیکن آخر میں میٹھا اور منفعت سے بھرا ہوا پھل دیتا ہے۔

مطلب:- چونکہ صبر کا ذکر آگیا تھا اس لیے مولانا بادشاہ کی زبان سے ضمناً صبر کی تعریف فرماتے ہیں اور اُس کی خوبیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صبر اگرچہ تلخ ہے۔ ناگوار ہے۔ تکلیف دہ ہے لیکن اُس کا نتیجہ ہمیشہ خوشگوار اور شیریں اور راحت بخش ہوتا ہے اور صبر کرنے والے کو صبر سے بڑی منفعت حاصل ہوتی ہے۔

گفت اے نور حق و دفع حرج　　معنی الصبر مفتاح الفرج

ترجمہ:- بادشاہ نے کہا اے نور حق اور اے مجبوری دور کرنے والے اور اے الصبر مفتاح الفرج (صبر کشادگی کی کنجی ہے) کے مفہوم مجسم!

مطلب:- بادشاہ نے مہمان کو ایسے الفاظ کے ساتھ مخاطب کیا جس سے اُسکے اوصاف واضح ہوتے ہیں چنانچہ کہا کہ اے حق و صداقت کی روشنی۔ اے حرج اور مجبوری کو دور کرنے والے اور اے اس حدیث کے کہ "صبر کشادگی کی کنجی ہے" صحیح اور مجسم معنی و مفہوم۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال　　مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

ترجمہ:- اے تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے۔ اور بے گفت و شنید تجھ سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

لغات:- لقا۔ ملاقات۔ قیل۔ کہا گیا۔ (صیغہ ماضی مجہول) قال: کہا (صیغہ ماضی معروف) قیل و قال۔ گفت و شنید۔ رد و قدح۔ بحث و تکرار۔

مطلب:- ان الفاظ کے ساتھ بادشاہ نے اپنے مہمان کو مخاطب کیا ہے یعنی اے وہ ذات کہ صرف تجھے دیکھکر اور تجھ سے ملکر دل کے سوال کا جواب خود بخود مل جاتا ہے اور سکون و اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تیری بدولت ہر مشکل بحث و تکرار اور رد و قدح کے بغیر حل ہو جاتی ہے۔

ترجمان ہر چہ ما را در دلست　　دستگیر ہر کہ پایش در گلست

ترجمہ:- ہمارے دل میں جو کچھ ہے تو اُس کا ترجمان ہے اور تو اُس شخص کا دستگیر ہے جو پابہ گل ہے۔

مطلب:- بادشاہ کا خطاب بدستور جاری ہے اور یہ شعر ماسبق کی تائید میں ہے۔ چنانچہ ملاقات سے ہر سوال کا جواب اس لیے مل جاتا ہے کہ آپکی ذات ہمارے دل کی باتوں کی ترجمان ہے اور ہر مشکل اس لیے حل ہو جاتی ہے کہ آپ مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کے دستگیر ہیں ٭

(باقی آئندہ)

شرح دیوانِ حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو یعنی طمع مدار وصالِ دوام را

ترجمہ:۔ بزم دور میں ایک دو پیالے پی اور چل دے یعنی وصال دائمی کی امید نہ رکھ۔

مطلب:۔ اس شعر میں دنیا کی بے ثباتی فرصت عمر کی کوتاہی ظاہر کی گئی ہے اور اس وقفۂ قلیل میں سرگرمی کار کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی اس مجلس میں دور چل رہا ہے تم بھی آگئے ہو تو ایک دو پیالے پیکر اپنی راہ لو۔ یہ امید نہ رکھو کہ اس بزم میں ہمیشہ رہ سکو گے اور دور ساغر کا موقع برابر ملتا رہے گا۔

اے دل شباب رفت و نچیدی گلے ز عمر پیرانہ سر مکن ہنرے ننگ و نام را

ترجمہ:۔ اے دل جوانی ختم ہوگئی اور تو نے عمر (کے باغ) سے ایک پھول بھی نہ چنا (اب) بڑھاپے میں ننگ و نام کا خیال نہ کر۔

مطلب:۔ کام کا سب سے بہتر وقت شباب ہے، دین و دنیا کی نیکی و ناموری اسی زمانہ میں حاصل ہوتی ہے پس اے دل جب شباب ختم ہوگیا اور تو نے اس سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا تو اب بڑھاپے میں ننگ و نام اور عزت و ناموس کی کوشش بیکار ہے۔

حافظ مرید جام جم است ای صبا برو وز بندہ بندگی برساں شیخ جام را

ترجمہ:۔ حافظ جام جم کا مرید ہے۔ پس اے صبا جا اور بندہ کی طرف سے شیخ جام کو بندگی پہنچا۔

لغات:۔ جام: خراسان میں ایک مقام کا نام ہے۔ ملا عبدالرحمٰن جامی اور اکثر بزرگانِ دین کا مولد و منشا ہے۔ شیخ جام سے کسی خاص بزرگ یا خواجہ قطب الدین یحییٰ جامی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت حافظ رحمہ کے زمانہ میں موجود تھے۔

مطلب:۔ جام جم یعنی شراب وحدت کی بیخودی کا میں مرید ہوگیا ہوں۔ پس اے صبا شیخ جام کو میری طرف سے سلام پہنچا دے اور اس واقعہ سے آگاہ کر دے (کہا جاتا ہے کہ حضرت حافظ کسی کے مرید نہیں تھے۔ جام جم اور شیخ جام میں جو شاعرانہ لطافت ہے وہ ظاہر ہے)

غزل

رونقِ عہدِ شباب است دگر بستاں را میرسد مژدۂ گل بلبل خوش الحاں را

ترجمہ:۔ باغ کو از سرِ نو عہد شباب کی رونق عطا ہوئی ہے۔ بلبل خوش الحان کو بہار کا مژدہ پہنچ رہا ہے۔

لغات:۔ بستان:۔ مخفف بوستان۔ بو کی جگہ۔ باغ۔ گل۔ پھول۔ بہار۔

مطلب:۔ ان دونوں باغ میں از سرِ نو رونق پیدا ہوئی ہے اور بلبل خوش الحان کو بہار کا پیام پہنچ رہا ہے۔ شعر کا معنوی مطلب نکالنے کے لیے باغ سے بزم یا بلبلِ خوش الحان سے عاشق اور "مژدۂ گل" سے امیدِ وصال مراد لینی چاہیے۔

اے صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی خدمتِ ما برساں سرو و گل و ریحاں را

ترجمہ:۔ اے صبا اگر تو جوانانِ چمن کے پاس پھر جائے تو سرو، گلاب اور نازبو کو ہمارا سلام پہنچا۔

لغات:۔ خدمت:۔ بندگی۔ سلام۔ ریحاں:۔ نازبو۔ پھول۔

مطلب:۔ دونوں شعر باہم مسلسل ہیں۔ پہلے شعر میں باغ کی موجودہ حالت دکھا کر عاشق صبا سے مخاطب ہوتا ہے جس سے اُس کی درماندگی، دور افتادگی اور مہجوری ظاہر ہوتی ہے۔ اور کہتا ہے سرو، گلاب اور نازبو وغیرہ جوانانِ چمن کے پاس تو دوبارہ جائے تو اُن سے ہمارا سلام کہدے۔ معنوی مطلب ملحوظ رکھتے ہوئے جوانانِ چمن سے حریم قدس کی مقرب ہستیاں مراد لینی چاہیے۔

اے کہ بر مہ کشی از عنبر سارا چوگاں مضطرب حال مگرداں من سرگرداں را

ترجمہ:۔ اے وہ کہ تو چاند (چہرۂ تاباں) پر عنبر سارا (زلف) سے ہالہ ڈالتا ہے

لغات:۔ عنبر سارا:۔ عنبر خالص۔ چوگان:۔ ایک خم دار لکڑی جو گوے و چوگاں کے مشہور کھیل میں استعمال ہوتی ہے۔ اور اسی خمیدگی کی وجہ سے بمعنی ہالہ۔

مطلب:۔ عاشق محبوب سے کہتا ہے کہ عنبر سارا یعنی زلف عنبریں سے چہرۂ تاباں کو چھپا کر میری پریشانیوں میں اضافہ نہ کر۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ مشاہدۂ انوار الٰہی سے جو انبساط پیدا ہوتا ہے۔ وہ حجاب و ظلمت کے بڑھ جانے سے مبدل بہ انقباض ہو جاتا ہے جس سے طالبِ حقیقی کو اضطراب و قلق لاحق ہوتا ہے اور وہ شاہد معنی سے فریاد کرتا ہے کہ اپنے انوار کی بارش میں کمی نہ کر اور ایک پریشان کو اور زیادہ پریشان نہ کر۔

ترسم آں قوم کہ بر دُرد کشاں می خندند در سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را

ترجمہ:۔ مجھے خوف ہے کہ جو لوگ دُرد کشوں پر خندہ زن ہیں وہ اپنے ایمان کو خرابات کے معاملات کی نذر کر دینگے۔

مطلب:۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ شراب پینے والوں پر ہنستے ہیں اُنکا مذاق اُڑاتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں خود اپنا ایمان سیہ کاریوں کی نذر نہ کریں۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے کہ جو شخص بدنیتی کیساتھ اپنے کسی بھائی کے عیوب کا اعلان کرتا ہے وہ مرنے سے پہلے اُن عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون اس رُباعی میں کس خوبی سے ادا ہوا ہے ؎

شرحِ گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

وصف ترا گر کنند ور نہ کنند اہل فضل　　حاجتِ مشاطہ نیست روئے دل آرام را

ترجمہ:۔ اہل فضل تیری تعریف کریں یا نہ کریں حسین چہرہ کو مشاطہ کی حاجت نہیں ہے۔

لغات:۔ اہل فضل:۔ صاحب فضیلت۔ اہل کمال۔ مشاطہ: کنگھی کرنے والی بالوں کو آراستہ کرنے والی۔ دل آرام:۔ دل کو آرام دینے والا۔ محبوب حسین۔

مطلب:۔ ممدوح کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ تیری ذات اہل کمال کی تعریف و ستائش سے مستغنی ہے جس طرح ایک حسین چہرہ کو اپنی قدرتی زیبائش اور رعنائی کی وجہ سے مشاطہ کی ضرورت نہیں اسی طرح تجھ کو اپنے ذاتی اوصاف و محاسن کے باعث کسی تعریف کرنے والے کی حاجت نہیں۔

ذکرِ تقصیرِ خدمت و موجبِ اختیارِ عزلت

ترجمہ:۔ خدمت میں کمی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کی وجہ کا بیان۔

مطلب:۔ اس عنوان کے ماتحت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت میں کوتاہی و کمی کیوں کی اور گوشہ نشینی کا باعث کیا تھا۔

تقصیر و تقاعدے کہ در مواظبت بارگاہ خداوندی میرود بنابر آنست کہ طائفہ از حکمائے ہندوستان در فضائل بزرجمہر سخن میگفتند بآخر جز ایں عیبش نہ دانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار میکند و مستمع را منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنے کند

ترجمہ:۔ بارگاہ خداوندی کی پیہم حاضری میں جو کوتاہی اور تامل ہو رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ہندوستان کے حکیموں کا ایک گروہ بزرجمہر کی خوبیوں کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اور آخر کار انہوں نے بزرجمہر میں اس کے سوا کوئی عیب نہ دیکھا کہ وہ بات کرنے میں بہت تاخیر پسند ہے یعنی بہت دیر میں بات کہتا ہے اور سننے والے کو بڑا انتظار کرنا پڑتا ہے کہ وہ کوئی بات کہے۔

لغات:۔ تقصیر:۔ کمی کرنا۔ کوتاہی کرنا۔ تقاعد: بیٹھ رہنا۔ کسی کام کو جو جاری ہو ملتوی کر دینا۔ مواظبت:۔ ہمیشگی۔ کسی کام کو ہمیشہ کرتے رہنا۔ طائفہ:۔ گروہ۔ جماعت حکیم:۔ صاحب حکمت۔ صاحب علم و فضل۔ اہل کمال۔ عقلمند و علم داں۔ فضائل:۔ (جمع فضیلت) بزرگی۔ خوبی۔ کمال۔ بزرجمہر:۔ بزرگ مہر۔ (بڑا آفتاب) کا معرب نوشیرواں عادل کا وزیر اعظم جو اپنی فہم و فراست اور تجربہ و حکمت میں بہت مشہور تھا۔ بطی:۔ دیر کرنیوالا۔ درنگ:۔ دیر۔ تاخیر۔ مستمع:۔ سامع۔ سننے والا۔ کان دھرنیوالا مخاطب۔ تقریر:۔ مقرر کرنا۔ بولنا۔ کہنا "تقریر سخن"۔ بات کا مقرر کرنا۔ بات کا کہنا۔

مطلب:۔ میں پہلے دربار شاہی میں برابر حاضر ہوتا تھا۔ لیکن اب چند روز سے حاضری کا سلسلہ موقوف کر دیا ہے اور خانہ نشین ہو گیا ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میں حکیم بزرجمہر وزیر نوشیرواں کی ایک عادت سے بہت متاثر اور سبق پذیر ہوا ہوں (وزیر موصوف کی اس عادت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ) ایک دفعہ حکمائے ہندوستان حکیم بزرجمہر کے محامد و محاسن ذاتی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ آخر ان کو حکیم ممدوح میں باوجود تحقیق اس کے سوا کوئی عیب نظر نہیں آیا کہ وہ جو بات کہتا ہے بہت دیر میں کہتا ہے۔ اور مخاطب کو اس کا جواب سننے کے لیے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔

بزرجمہر شنید و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم۔

ترجمہ:۔ بزرجمہر نے سنا اور کہا کہ (اس بات کو) سوچ لینا کہ میں کیا کروں اس پشیمانی سے بہتر ہے کہ میں نے کیوں کہا۔

مطلب:۔ حکمائے ہندوستان نے بزرجمہر کے متعلق جو رائے دی تھی اسے سنکر اس نے کہا کہ دیر میں بات کہنی کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کام کرنے اور بات کہنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں تو اس سوچنے سمجھنے میں تاخیر ہو جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سوچے سمجھے بغیر جلدی میں ایک بات منہ سے نکال ڈالے اور پھر پشیمان ہو کہ میں نے کیوں کہا۔ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ پس حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ بزرجمہر کی اس عادت سے میں نے سبق لیا ہے اور بارگاہ شاہی کی حاضری میں میری طرف سے جو تاخیر ہوئی ہے وہ اسی مصلحت پر مبنی ہے۔

سخن داں پرورده پیر کہن　　بیندیشد آنگہ بگوید سخن

ترجمہ:۔ پرانا بوڑھا تربیت پایا ہوا سخن داں پہلے سوچ لیتا ہے پھر بات کہتا ہے۔

لغات:۔ سخن داں:۔ سخن جاننے والا۔ عالم۔ پرورده:۔ پالا ہوا۔ تربیت پایا ہوا۔

مطلب:۔ ایک صاحب علم و عقل جو بات چیت کے عیب و ہنر سے واقف ہے اور کامل سخنداں ہے اور سالہا سال کی پیری اور کہن سالی نے اسے زمانہ کے نشیب و فراز اور سرد و گرم سے پورا واقف کر دیا ہے جب بات کہتا ہے تو کہنے سے پہلے سوچ لیتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اسکا کیا اثر اور کیا نتیجہ ہوگا۔

(باقی آئندہ)

شمار ماہ و سال

"چونکہ اسلامی نیا سال شروع ہو رہا ہے اس لیے علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی کا مضمونِ ذیل دلچسپی سے پڑھا جائیگا جو موصوف نے دین و دنیا میں اشاعت کے لیے بھیجا ہے" (ایڈیٹر)

بدءِ خلقت سے ماہ و سال کا شمار کیا جاتا ہے۔ گردشِ ماہتاب سے مہینوں کا شمار ہوتا ہے اور تبدیلِ موسم سے سال قائم ہوتا ہے۔ مہینوں کی تقسیم ہفتوں میں کیونکر ہوئی اسکا پتہ نہیں چلتا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام کرۂ ارض میں دنوں کے ساتھ ہی تمام ہیں مہینے کا شمار ماہتاب کے نکلنے کے دوسرے دن سے شمار ہوتا ہے۔ یا ماہ کامل ہونے کے دوسرے دن سے شروع ہوتا ہے۔ ہندو ماہ کامل ہونے کو پورنماشی اور اُسکے اگلے دن کو مہینہ کی پہلی تاریخ یعنی پریوا کہتے ہیں، اور عرب میں مہینے کی پہلی تاریخ کو غرہ بولتے ہیں جو رویتِ ہلال کے دوسرے دن واقع ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی تیسری تاریخ عموماً مسلمانوں کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ ہندوؤں میں مہینے کے دو حصے بدی اور سدی ہوتے ہیں اور انہیں پکھ کہتے ہیں ایک پکھ تقریباً پندرہ دن کا ہوتا ہے۔ ہر قمری مہینہ کی آخیر تاریخ کو دوسری تاریخ بدی کی عموماً ہوتی ہے۔ سال کا شمار کسی بڑے واقعہ سے کیا جاتا ہے مثلاً آدم علیہ السلام کے زمانے کو مسلمان ۷۲۶۶ سال تقریباً بتاتے ہیں اور طوفان حضرت نوح علیہ السلام کو ۵۰۲۴ سال بتاتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو ۳۶۲۸ سال اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو ۳۳۲۳ سال بتاتے ہیں۔ بخت نصر کے آغازِ حکومت کا زمانہ ۲۶۹۹ سال کے قریب ہوا۔

ہندوؤں کے نزدیک پہلے راجہ جودھسٹر کے عہد سے سمت کا شمار ہوتا تھا جن کو ۵۰۴۲ برس کے قریب زمانہ گزرا۔ مسلمانوں کے نزدیک صرف حضرت آدم سے شمارِ سال کیا جاتا ہے۔ لیکن حکماے فارس و ہندا بتدائے آفرینش سے شمار کرتے ہیں۔ جیسے اہل فارس ایک لاکھ پچاسی ہزار سال بتاتے ہیں اور حکمائے ہند دو ارب کے قریب بتاتے ہیں۔ بہرحال تخلیق عالم کی تحقیقات ہمارے موضوع سے الگ ہے۔ لیکن جس قدر نام ہم نے اوپر لکھے ہیں اُن سب سے سنوں کا شمار اگلے زمانوں میں کیا جاتا تھا جس پر بڑے بڑے واقعات سے سنوں کا شمار کرنا فطرتِ انسانی ہیں ہے۔ بلکہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات سے بھی شمار کرنا فطرت انسانی ہے۔

مثلاً اصحاب فیل کی چڑھائی مکے پر ہوئی تو یثرب و بطحا میں عرصے تک شمار سال اسی سے ہوتا رہا۔ ہندوستان کے ممالکِ متحدہ میں غدر کی مصیبت جھیلے ہوئے حضرات تاریخ خود بہت سے واقعات اس طرح بیان کرتے تھے کہ غدر سے ۵ برس کے بعد یہ ہوا اور ۱۵ برس کے بعد وہ ہوا۔ ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں کے جلوسی سال بھی اسی مد میں ہیں۔ ان میں سال جلوس الٰہی زائد تر مشہور ہے۔ جلال الدین اکبر بادشاہ کے سالِ جلوس کو سال الٰہی کہتے ہیں۔

تہذیب بڑھنے پر بجائے قمری مہینوں کے شمسی مہینوں کا استعمال ہوا کیونکہ قمری بارہ مہینے سال کو پورا نہیں کرتے۔ ہندوستان میں تیسرے مہینے ایک ادھک ماس (لونَد کا مہینہ) بڑھا کر یہ کمی پوری کی گئی۔ اور قمری مہینے سے حساب قائم رکھا گیا۔ عربوں نے بدستور قمری ماہ و سال دفتروں میں قائم رکھا۔ لیکن شمسی مہینے کی تحقیقات بحد کمال کی فروری کا مہینہ چوتھے سال ۲۹ دن کا پہلے سے قرار پا چکا تھا۔ لیکن ۱۰۰ برس اور ۱۰۰۰ برس کے بعد صورت استثنیٰ قائم کرکے سلجوقی عہد میں عمر خیام نے تمام دنیا کے لیے جنتری مکمل کردی تھی۔ ایشیا میں عمر خیام اپنی رباعیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ لیکن یُورپ میں وہ علم نجوم کے اُستادوں کا اُستاد مانا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ کے علم نجوم کا ذکر کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔ یہ مثل پیغمبر خدا کے محض اُمّی نہ تھے لیکن معمولی نوشت و خواند سے زائد آج کل کی اصطلاح کے مطابق ان کے پاس علم ظاہری نہ تھا لیکن علم باطن سے ان کا سینہ معمور تھا۔ جس میں تمام علوم عقلیہ جس کی ایک شاخ علم نجوم بھی ہے شامل تھے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا انا مدینۃ العلم و علیٌ بابھا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس شہر کا دروازہ ہے" علم سے محض علم مذہبی مُراد نہیں ہے۔ بلکہ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اس میں داخل ہیں۔

اب دیکھنا ہے کہ علم نجوم میں حضرت علیؑ کی کیا پایۂ گاہ تھی۔ ایک روز ایک ذی علم اہل کتاب نے حضرت علیؑ کے سامنے آیہ کریمہ و لبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعاً، پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے "اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے" اور یہ کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں نو اوپر تین سو نہیں دیکھا بلکہ صرف تین سو دیکھا۔ اگر آپ کی کتاب آسمانی ہے تو یہ فرق کیونکر ہوا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمہاری کتاب میں یونانیوں کے حساب سے ۳۰۰ سال ہے اور عربوں کے حساب سے جہاں سال قمری ہے تین سو نو برس ہوتے ہیں۔ کیونکہ شمسی سال قمری ماہ کے تقریباً ایک سال ۱۰ یوم کے برابر ہوتا ہے۔ وہ یہ جواب سُنکر متعجب ہوا اور فوراً اسلام لایا۔

یہ حضرت علیؑ کی ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ قرآن میں بالقصد شمسی و قمری سالوں کا تفاوت بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہر طرح سمجھا جائے اور یہ معجزہ قرآنی ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ اصحاب کہف عربی علم نجوم سے حساب لگاتے تھے۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ ۳۰۰ برس زمانہ گزرا تو اُنہوں نے ۹ برس حساب میں اضافہ کردیا۔ اس صورت میں ازدادوا کا فاعل اصحاب کہف رہیگا۔ ازدیاد کے معنی زائد کردن یا اضافہ کردن بھی ہیں۔ صراح میں ہے وزادوا ازداد بمعنیً۔ یقال زاد اللہ خیراً۔

سال ترکی۔ سال ایغوز یا سال غازلم بھی اسے کہتے ہیں۔ یہ ترکوں کا سال ہندوؤں کی طرح قمری ہے، اور تیسرے برس ایک مہینہ کبیسہ یا لوند کا اس میں بھی بڑھتا ہے۔ شاہ غازلم کی بادشاہی سے یہ سال شروع ہوتا ہے۔ تقریباً ۱۶۲۴ برس اسے ہوئے نام مہینوں کے یہ ہیں:

آرام آئے۔ ای کنہ آئے۔ اوچونج آئے۔ ترتنج آئے۔ بشنج آئے۔ التنج آئے۔ ایتج آئے۔ سکرینج آئے۔ توقزنج آئے۔ اونج آئے۔ ازیرنج آئے۔ اوان ایکنج آئے

سال رومی سکندر کے عہد سے جسے آج تک ۲۲۶۴ برس کے قریب گزرے کہ رومی سنوں کی ابتدا ہوئی۔ مہینے یہ ہیں:

تشرین اوّل ۔ تشرین آخر ۔ کانون اول ۔ کانون آخر ۔ شباط ۔ آذار ۔ نیسان ۔ آیار ۔ حزیران ۔ تموز ۔ آب ۔ ایلول ۔ کانون اوّل کاتک کے مہینہ کو کہتے ہیں ۔ رومیوں کا سال ۳۶۵ ¼ دن کا ہوتا ہے ۔ یہ مہینے ۳۰ یا ۳۱ دنوں کے ہوتے ہیں ۔ ماہ شباط چوتھے سال ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔

سال فارسی ۔ اسے سال یزدجردی بھی کہتے ہیں ۔ اس کے مہینے یہ ہیں :۔
فروردین ۔ اردی بہشت ۔ خردا ۔ تیر ۔ مرداد ۔ شہریور ۔ مہر ۔ آبان ۔ آذر ۔ دی ۔ بہمن ۔ اسفندارمذ ۔ سب مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہیں اور اسفندارمذ ۳۵ دن کا اور ایک سو بیس سال کے بعد بارھواں سال تیرہ مہینے کا ہوتا ہے ۔ یہ سنہ یزدجرد کی تخت نشینی سے شمار کیا جاتا ہے ۔ جسے قریب ۱۴۰۰ برس ہوئے ۔ تحویل آفتاب اوّل درجہ برج حمل میں جس روز ہوتی ہے اس روز کو نوروز کہتے ہیں ۔

سال ہندی ۔ راجہ بکرماجیت کی تخت نشینی سے سمبت یا سمت کا آغاز ہوا اس وقت سمت ۱۹۷۹ ہے اور اسی کے بعد راجہ سالباہن (واہن) نے راجہ بکرماجیت کو جنگ میں شکست دیکر اپنا سال موسوم بہ ساکا چلایا ۔ جو بہت مشہور نہیں ہوا ۔ لیکن بنگال اور پتروں اور جنم پتروں میں اب تک مستعمل ہے ۔ اور اسے اس وقت تک ۱۸۴۵ سال ہوئے لیکن صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ باہن کی فتح بمقابلہ راجہ بکرماجیت کے نہیں ہوئی ، بلکہ بمقابلہ اس کے قائم مقام یا بعد کے ہوئی ۔ ہندی سال کی ابتدا ماہ چیت سے ہوتی ہے ۔ ۱۲ مہینوں کے نام یہ ہیں :۔
چیت ۔ بیساکھ ۔ جیٹھ ۔ اساڑھ ۔ ساون ۔ بھادوں ۔ کنوار ۔ کاتک ۔ اگھن ۔ پوس ۔ ماگھ ۔ پھاگن ۔ ہندیوں کے نزدیک ایک رات اور دن ۲۴ گھنٹے کے بجائے ۶۰ گھڑی میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اور ہر گھڑی میں ۶۰ پل اور ہر پل میں ۶۰ بپل اور ہر بپل اتنا ہوتا ہے کہ صحیح المزاج اور معتدل مزاج آدمی چھ مرتبہ سانس لے سکے ۔
آفتاب کی سالانہ گردش کے دائرے کو بارہ فرضی حصوں میں اہل نجوم نے تقسیم کیا ہے ۔ زبان عربی میں ان کے نام یہ ہیں :۔
حمل ۔ ثور ۔ جوزا ۔ سرطان ۔ اسد ۔ سنبلہ ۔ میزان ۔ عقرب ۔ قوس ۔ جدی ۔ دلو ۔ حوت ۔ ہندوستان میں برج کو راس کہتے ہیں اور بارہ راسوں کے نام یہ ہیں میکھ ۔ برکھ ۔ متھن ۔ کرک ۔ سنگھ ۔ کنیاں ۔ تلا ۔ برچھک ۔ دھن ۔ مکر ۔ کنبھ ۔ مین ۔ آفتاب ان برجوں کا دورہ ۳۶۵ دن ۱۵ ½ گھڑی میں طے کرتا ہے ۔

سال انگریزی ۔ مثل سال رومی کے سال انگریزی بھی شمسی ہے ۔ ۱۲ مہینوں کے نام یہ ہیں :۔
جنوری ۔ فروری ۔ مارچ ۔ اپریل ۔ مئی ۔ جون ۔ جولائی ۔ اگست ۔ ستمبر ۔ اکتوبر ۔ نومبر ۔ دسمبر ۔ اپریل جون ، ستمبر ، نومبر ۳۰ دن کے ، اور فروری ۲۸ دن کا ۔ بقیہ مہینے ۳۱ دن کے ہوتے ہیں ۔ چوتھے سال فروری ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔ اور ۴ سال کی کسر کو پورا کرتا ہے ۔ ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ برس کے بعد پھر ۲۹ دن میں کچھ تغیر ہوتا ہے ۔ اور یہ عمر خیام کا قایم کیا ہوا ہے ۔ اس سے پھر کچھ کسر باقی نہیں رہتی سال انگریزی کو سال عیسوی بھی کہتے ہیں ۔ اور اسکی ابتدا حضرت عیسےٰ کی ولادت سے ہوتی ہے جس کو ایک ہزار نو سو تئیس (۱۹۲۳) برس ہوئے ۔

سال ہجری کی ابتدا اس وقت ہوئی جب آنحضرت ؐ نے ہجرت کرکے مدینہ میں قدم رکھا ۔ لیکن اس کی ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت میں محسوس ہوئی ۔ حاکم یمن موسیٰ الاشعری نے لکھا کہ خطوط دربار خلافت سے آتے ہیں ۔ اُن سے پتہ نہیں لگتا کہ کون پہلے لکھا گیا ۔ حضرت عمرؓ نے تاریخ و سنہ لکھنے کی ضرورت محسوس کرکے مشورہ کیا کہ سنہ رکھا جائے ۔ لوگوں نے رائے دی کہ فتح مکہ سے شروع سال ہو ۔ کسی نے کہا وفات رسول ؐ سے ہو ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ پہلی صورت میں مجھے اپنا زمانہ کفر یاد آئیگا اور دوسری صورت میں وفات نبی یاد آئیگی ۔ بالآخر حضرت علیؓ کی رائے ہوئی کہ ہجرت مدینہ سے سال کا شمار ہو اور یہ رائے پسند آئی ۔ ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت ؐ مدینہ پہنچے تھے اور ماہ صفر میں مکہ سے چلے تھے لیکن ارادہ سفر ماہ محرم سے تھا ۔ اس لیے سترہ برس کے بعد یکم محرم ارادۂ سفر مدینہ سے سنہ ہجری کا شمار کیا گیا ۔ نام مہینوں کے یہ ہیں :۔
محرم ۔ صفر ۔ ربیع الاول ۔ ربیع الآخر ۔ جمادی الاولےٰ ۔ جمادی الاخریٰ ۔ رجب ۔ شعبان ۔ رمضان ۔ شوال ۔ ذیقعدہ ۔ ذی الحجہ ۔
شمار مہینوں کا غرۂ ماہ یعنی چاند دیکھنے کے دوسرے دن سے شروع ہوتا ہے ۔ پہلی تاریخ کو غرّہ اور جس دن چاند نکلے اُس دن کو سلخ کہتے ہیں ۔ اور ہر مہینہ ۳۰ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔ سال کے دنوں کی تعداد ۳۵۴ ہوتی ہے کیونکہ چھ مہینے ۳۰ دن کے اور چھ مہینے ۲۹ دن کے ہوتے ہیں ۔ اس لیے ۱۰۰ برس کے بعد تقریباً ۳ سال کا فرق پڑتا ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ۔

سال جلالی یا ملک شاہی :۔ جلال الدین ملک شاہ سلجوقی نے سال جلالی کا رواج دیا ۔ سنہ جلالی میں مثل جلال الدین اکبر شاہ ہندوستان کے اس نے دخل دینا پسند نہیں کیا ۔ شمسی مہینہ سے سال جلالی قائم کیا ۔ سال جلالی ۳۶۵ دن ۵ ساعت ۴۹ دقیقہ کا ہوتا ہے ۔ ہر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے اور ۵ دن اسفندارمذ میں زیادہ کرتے ہیں اور چوتھے سال اسے ۶ دن کا قرار دیتے ہیں آج تک تقریباً ۸۴۵ سال ہوئے ۔

سال فصلی :۔ یہ سال مسلمانوں کی یادگار ہندوستان میں ہے ۔ اکبر کے عہد میں بکرماجیتی اور ہجری سنوں کے میل سے ایک نیا سال فصلی رائج ہوا ۔ جو ابتک رائج ہے ۔ ۹۷۱ ہجری کی ابتدائے فصل خریف میں پڑی ۔ ماہ کنوار سے سنہ فصلی کی ابتدا ہوئی ، اور وہ ۹۷۱ فصلی سے موسوم ہوا ۔ اور سال ہندی بکرماجیتی کے اعتبار سے شروع ہوا کہ چھ مہینے ۳۰ دن کے اور ۶ مہینے ۲۹ دن کے اور تیسرے سال لوند کا مہینہ اضافہ کیا گیا ۔ سنہ فصلی میں مہینوں کے وہی نام ہیں جو سال ہندی میں درج کیے گئے ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ سال ہندی چیت سے اور سال فصلی کنوار سے شروع ہوتا ہے ۔

———✻———

حق کی تلاش میں ہو تو دیکھا پنے آپکو　　خود کو نہ پائیگا تو خدا کو نہ پائیگا

جزمی

صحیفۂ عالم

(از جناب مولوی محمود حسن صاحب محمود اسرائیلی)

روز و شب پڑھتے ہیں اہل دل اس صحیفہ کا مگر — ورق تازہ اُلٹتا ہے فلک سے خورشید
یوں تو کچھ بھی نہیں ہیں شاہد گر غور سے ہم — ہر ورق عبرت سابق کا ہے اک عکس جدید
نقش بنتے ہیں شاعت کے قلم سے الفاظ — عقل انسانی سے ہوتی نہیں ان کی تردید
لفظ کہتے ہیں کہ وہ قانون طبیعی ہے صریح — جس میں تاویل کی حاجت ہے نہ جائے تنقید
جس کی پابندی سے تخلیق ہے اشرف انسان کو — لیکن ہاں فلک تک ہے جس کی تقلید
جو سمجھتا نہیں اس کو یہ اُسے بھی مرغوب — اس کی تکمیلی تحریر ہے وہ قابل دید
صاحب فہم و فراست ہی سمجھتا ہے کچھ — کہ یہ آئین ہی ہے باب ترقی کی کلید
ان کے اقوال کی کی جائے اگر پابندی — ہمکو مل سکتی ہے دنیا میں حیات جاوید
وہ اولو العزم تھے زندہ ہیں فنا سے اُنکے — تھی شکست ان کے لیے ایک ظفر کی تمہید
وہ یہ کہتے تھے رہے تم کو فرائض کا خیال — وہ یہ کہتے تھے کہ بن جاؤ نہ غفلت کے مرید
وہ یہ کہتے تھے کہ دنیا ہے یہاں ہم ہیں مہمان — مقتضی ہے کہ کرے نوع بشر سعی مزید
تیری عبرت کے لیے ہیں در و دیوار کا نشان — مول لیتی ہو تو جا عقل و خرد ان سے خرید
ہو چکا ہے نہیں یہ بھی تحقیق کی نظر — جس کی مدحت سے مزین ہوا فرقانِ حمید
پھر ہمارا یہ تمدن یہ بھی ہو ایک نگاہ — جنکے فعلوں میں تھی ہمرنگی اقوال و وعید
ہو حسینی ابن علی کا سا تری دنیں عزم — منہدم ذات سے جنکی ہوئی بُنیادِ یزید
سینچ کر گلشن دیں جس نے لہو سے اپنے — باغ عالم میں نمایاں کیا اک رنگ جدید
الغرض ایسی درخشاں ہیں نصائح ان کی — بزم انجم میں ہو جس طرح ضیائے مہ عید
کیوں نہ ہو فطرت انسان پہ رہا ان کو عبور — صفحۂ دل پہ منقش رہی لوح خورشید

کارنامے ہی بزرگانِ سلف کے ایسے
دیتے ہیں یاس میں بھی انساں کو نوید

توحید

توحید کے چند مراتب ہیں (۱) توحید ایمانی (۲) توحید علمی (۳) توحید حالی (۴) توحید الٰہی -

توحید ایمانی اول قسم (توحید ایمانی) سے یہ مراد ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ خدا اپنی صفات اور استحقاق پرستش میں یکتا ہے - کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے - اور جیسا قرآن و حدیث میں آیا ہے دل سے مانے ، زبان سے اقرار کرے - یہ توحید نتیجہ ہے صدق خبر کا یعنی کسی ہادی کے قول کو صحیح اور سچ تسلیم کرنے کا - اس سے آدمی کھلے شرک سے بچ جاتا ہے - اس توحید میں اسلام کے سب فرقے شریک ہیں آپ اکو شریک بتاتے ہیں -

توحید علمی توحید علمی سے یہ مراد ہے کہ علم باطن اور علم یقین کے ذریعہ سے آدمی اُس کو سمجھ سکتا ہے اور بعد توحید ایمانی کے حاصل کرنے کے اس کے مدارج حاصل ہو جاتے ہیں اور یہ تصوف کی ابتدا ہے - اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی یقین کے ساتھ جانے کہ حقیقی موجود اور مؤثر مطلق سوا خداوند تعالےٰ کے کوئی نہیں - دوسرے لفظوں میں اُس کا وجود اس قابل ہے کہ وہی دکھلایا جائے اور وہی ایسا اثر پیدا کرنے والا ہے جو کسی قید کا پابند نہیں ، اور خدا کی ذات و صفات وافعال کے روبرو تمام ذاتوں اور صفتوں اور افعال کو ہیچ سمجھے اور سب وجودوں کو وجود مطلق الٰہی کے نور کا پرتو سمجھے اور ہر صفت کو صفت مطلق خداوندی کا سایہ سمجھے - چنانچہ جہاں اُس کو علم قدرت - ارادہ - بینائی - شنوائی ملے - اُسکو خدا کے علم ، قدرت ، ارادہ ، بصر و سمع کا اثر و نشان سمجھے اس طور پر دوسرے افعال کو سمجھے - اب بندہ تیسرے درجہ کی توحید تک پہنچنے کے لائق ہے - یعنی :-

توحید حالی اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ توحید کی کیفیت کا غلبہ موحد (اُس انسان) کے اوپر ایسا غالب آجائے کہ رسوم وجود یعنی اپنے یا غیروں کے وجود کے جو نشان بطور تاریکی کے حائل ہیں سب اُس سے دور ہو جائیں اور وہ شخص توحید کے جلوہ کے سوا کسی کے وجود کو نہ دیکھ سکے - اور اپنا وجود الٰہی وجود میں اس طرح مستغرق کردے جس طرح آفتاب نکلنے پر ستاروں کا نور اُس میں جذب ہو جاتا ہے - ایسی حالت میں بقول حضرات صوفیا کے مشاہدۂ جمال کی وجہ سے موحد کا وجود واحد میں ایسا جمع اور مستغرق ہو جاتا ہے کہ اُس کی ظاہری نگاہ میں سوائے ذات و صفات واحد کے نظر نہیں آتا - یہاں تک کہ توحید کے خیال کو دیکھنے کے فعل کو بھی واحد (خدا) ہی کا فعل سمجھتا ہے - اپنا فعل نہیں سمجھتا اور مثل قطرے کے وجود کے طلاطم میں اُس کی ہستی غرق ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت جنید نے اس پر کہا ہے - التوحید یضمحل فیہ الرسوم ویندرج فیہ العلوم ویکون اللہ کما لم یزل یعنی توحید میں نشان کمزور ہو جاتے ہیں اور علوم ملجاتے ہیں اور اللہ ایسا ہوتا ہے گویا برابر چلا جاتا ہے - مگر یہ درجہ نہایت مشکل اور تہذیب نفس سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ ابو علی دقاق کا قول ہے کہ " توحید ایسا قرضخواہ ہے کہ اُس کا قرض ختم نہیں ہوتا - اور ایسا مسافر ہے کہ اُسکا حق ادا نہیں ہوتا " صوفیا کے نزدیک اس درجہ کی تکمیل سے خفیہ شرک سے آدمی بچتا ہے -

توحید الٰہی چوتھی توحید الٰہی ہے - اگرچہ اس کو صوفیا کے عقائد اور ادراک سے توحید سے زیادہ تعلق معلوم نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ ازل میں ہمیشہ خدا اپنے نفس میں وحدانیت اور فردانیت کی صفت سے متصف تھا نہ کہ دوسرے دیکھنے والے کے نزدیک اور یہ حدیث آئی ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیء خدا تھا اُس کے ساتھ اور کچھ نہ تھا اس حالت کی تفسیر ہے - جیسا اُس وقت تھا ویسا ہی اب بھی ہے - اور ایسا ہی جدا اور واحد و یکتا موجود ہے - الآن کما کان اور ابد تک یعنی آئندہ ہمیشہ تک ایسا ہی رہیگا ، وقت کا اُس پر اثر نہیں ہے - چنانچہ

رسائل کی روح

محبتِ الٰہی

دنیا میں انسانوں کے درمیان رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں، اولادوں میں میل ملاپ اور رسم و محبت ہے اور جس کی بنا پر دنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اُس شاہدِ حقیقی کے سرمایۂ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے، ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی ننانوے حصے خدا کے پاس ہیں" اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟

صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں بار بار گرفتار ہوکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش ہوا، صحابہ نے تنگ آکر کہا "خدا خدا تو اپنی لعنت اس پر نازل کر یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے" رحمۃ للعالمین کو صحابہ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے"۔

ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا، ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم خوار بنکر آیا تھا، اس کے فراق ظاہری سے چہرۂ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلعم! آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے، فرمایا "ہاں اس کو خدا اور رسول سے محبت تھی"! اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔ **صحیحین** میں حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بناکر بھیجا تھا۔ وہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز میں ہر سورہ کے آخر میں قل ھو اللّٰہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اس نے یہ واقعہ عرض کیا۔ فرمایا اُن سے پوچھو کہ اب وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے، تو مجھکو اس کے پڑھنے سے محبت ہے۔ فرمایا "اُن کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی اُن سے محبت کرتا ہے"۔

صحیح بخاری اور **مسلم** میں متعدد طریقوں سے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمتِ والا میں حاضر ہوکر دریافت کیا کہ "یارسول اللہ! قیامت کب آئیگی؟ فرمایا "تم نے اس کے لیے کیا سامان رکھا ہے" نادم ہوکر شکستہ دلی سے عرض کی کہ "یارسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا نہ روزوں کا اور نہ صدقات و خیرات کا بڑا ذخیرہ ہے جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس!" فرمایا "تو انسان جس سے محبت کریگا وہ اسی کے ساتھ رہیگا" صحابہ نے اس بشارت کو سنکر اس دن بڑی خوشی منائی۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتۂ خاص جبرئیل سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبرئیل بھی اُس کو پیار کرتے ہیں اور آسمان میں پکار دیتے ہیں کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے تم بھی پیار کرو، تو آسمان والے بھی اُس کو پیار کرتے ہیں، اور پھر زمین میں اُس کو ہر دلعزیزی اور حسنِ قبول حاصل ہوتا ہے۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلعم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ اپنی اطاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈھتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اُسکی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"

امام بزار نے مسند میں حضرت ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرینگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے، وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں" الخ۔

ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "لوگو! خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے، اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہلبیت سے محبت کرو"۔

جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی، وہ پیغمبر اسلام کی عملی زندگی تھی"۔

عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب "حبیب خدا" ہے دیکھو کہ حبیب و محبوب میں تعلق اور محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع کی دعاؤں میں، اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈھتے اور کیا مانگتے تھے، کیا چاہتے تھے اور کیا سوال کرتے تھے! امام احمد اور بزار نے مسندوں میں۔ ترمذی نے جامع میں حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے معجم میں متعدد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی دعاؤں میں **محبتِ الٰہی** کی دولت مانگا کرتے تھے، انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے، لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں۔ دعا فرماتے تھے کہ:-

"خداوندا میں تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اُسکی محبت اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کردے، الٰہی! تو اپنی محبت کو جان سے اہل و عیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا"

عرب میں ٹھنڈا پانی دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے لیکن حضور کی پیاس اس مادی پانی کی خنکی سے نہیں سیر ہوتی تھی وہ صرف محبت الٰہی ہی کا زلالِ خالص تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا، عام انسان روٹی سے جیتے ہیں

مگر ایک عاشق الٰہی (مسیح) کا قول ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا" پھر وہ کون روٹی ہے جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا، حضور دعا فرماتے ہیں:۔ "خداوندا! تو مجھے اپنی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر"

عام ایمان، خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے، مگر جانتے ہو! کہ اس راہ کی آخری منزل کیا ہے؟

صحیحین میں ہے:۔ "یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں"

احادیث سے ہمارا یہ دعوےٰ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے، لڑائی کا میدان ہے دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے، جسکو یہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے، اپنی جان بچا رہا ہے، بھائی بھائی سے ماں بچہ سے بچہ ماں سے الگ ہے، اسی حال میں ایک عورت آتی ہے، اس میدان حشر میں اس کا بچہ گم ہو گیا ہے، محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اُسکو سامنے نظر آ جاتا ہے بچہ کے جوش محبت میں اسکو چھاتی سے لگا لیتی ہے اور اسکو دودھ پلا دیتی ہے۔ رحمۃ للعالمین کی نظر پڑتی ہے، صحابہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے دہکتی آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کی "ہرگز نہیں" فرمایا تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچے سے ہے خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے"

ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ واپس تشریف لا رہے ہیں، ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لیکر سامنے آتی ہے، اور عرض کرتی ہے "یا رسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اُس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا "ہاں" ! بیشک اس سے زیادہ ہے" بولی "تو کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کریگی" یہ سُنکر فرط اثر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اُٹھا کر فرمایا "خدا اُس بندہ کو عذاب دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے"۔

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابی چادر میں ایک پرند کو مع اسکے بچوں کے باندھکر لاتے ہیں، اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ "یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اُٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا، ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی" ارشاد ہوا "کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھکو حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے"

ربانی خمخانۂ عشق کا آخری ہوشمند سرشار، ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب نظارۂ جمال حقیقت کا پہلا مشتاق ہستور ازل کے چہرۂ زیر نقاب کا پہلا بند کشا زندگی کے آخری گھنٹوں میں ہے، مرض کی شدت ہے، بدن بخار سے جل رہا ہے، اُٹھا نہیں جاتا۔ لیکن ایک ایک آن میں ایک علاج خاص کی قوت پاتا ہے، مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں سب کی نظریں حضور کیطرف لگی ہیں نبوت کا آخری پیغام سننے کی آرزو ہے، دفعتہً لب مبارک ہلتے ہیں یہ آواز آتی ہے "لوگو میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے، میرا پیارا صرف ایک ہی ہے، وہی جس نے ابراہیم کو اپنا پیارا بنایا" یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا عین جانکنی میں زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا "خداوندا! بہترین رفیق" (صحیح بخاری وفات) (معارف)

افکار اصغر

شاید کہ پیام آیا پھر وادیٔ سینا سے | شعلے سے لپکتے ہیں کچھ کسوتِ مینا سے
اسرارِ حقیقت کو ایک ایک سے پوچھا ہے | ہر نغمۂ رنگیں سے ہر شاہدِ زیبا سے
میخانہ کی یہ صحبت اے شیخ غنیمت ہے | لے کچھ لبِ ساغر سے کچھ سینۂ مینا سے
یا زندگیِ نو تھی ہر موجِ حوادث کی | یا موت کا طالب ہوں انفاسِ مسیحا سے
انوار کی ریزش ہو اسرار کی بارش ہو | ساغر کو جو ٹکرا دوں اس گنبدِ مینا سے
وہ عشق کی عظمت سے شاید نہیں واقف ہیں | سو حسن کروں پیدا ایک ایک تمنا سے
یا رب! غمِ ہستی کا اب ذوق مِٹا دے | یا شاہدِ رعنا سے، یا ساغر و مینا سے

اشعار یہ اصغرؔ کے ہے رقص نگہ جاں میں
اک موجِ نسیم آئی کیا باغ مصلےٰ سے

(علیگڑھ میگزین)

اقوال بقراط

(۱) چار باتیں باصرہ کو مضر ہیں، اوّل تو طعام نمکین کھانے کی کثرت دوسرے گرم پانی پینے اور اس سے نہانے کی عادت۔ تیسرے آفتاب کی جانب دیکھنا۔ چوتھے چہرۂ دشمن کو منظر بنانا۔

(۲) چار باتیں باصرہ کو قوت دیتی ہیں۔ اوّل دوستانِ خالص کا دیدار۔ دوسرے حسینوں کے چہروں کو منظر بنانا۔ تیسرے چاند پر نگاہ کرنی۔ چوتھے سبزہ پر نظر ڈالنی۔

(۳) تین باتوں سے انسان دُبلا ہوتا ہے۔ اوّل باسی منہ خالی شکم پانی پینے سے۔ دوسرے سخت چیز پر سونے سے۔ تیسرے باآواز بلند بولنے سے۔

(۴) پانچ عضو کا علاج پانچ چیزوں سے کرنا چاہیے یعنی سر کا علاج غرغرہ سے۔ معدہ کا علاج قے سے۔ آنتوں کا علاج اسہال سے۔ جلد کا علاج عرق سے۔ عروق کا علاج فصد سے۔

(۵) جس کے جسم میں اخلاط ردیہ بھری ہوں اُسکو اغذیۂ لطیفہ واطعمۂ قویہ سے نفع نہیں ہوتا ہے بلکہ نقصان ہوتا ہے۔

(۶) چار چیزوں کے استعمال سے جسمِ انسان کو ضرر ہوتا ہے۔ اوّل حمام میں دیر تک رہنے سے۔ دوم خلوئے معدہ میں جماع کرنے سے۔ سوم خشک گوشت کھانے سے۔ چہارم قوت سے زیادہ محنت کرنے سے۔

(۷) چھ چیزوں سے جسمِ انسان میں بیماری پیدا ہوتی ہے، اوّل غذا پر غذا کھانے سے۔ دوم بکثرت جماع کرنے سے۔ سوم زیادہ جاگنے سے۔ چہارم پیشاب و پاخانہ روکنے سے۔ پنجم بغیر اشتہا کھانے سے۔ ششم غم و اندیشہ میں رہنے سے۔

(۸) بیمار کے لیے دس نشانیاں موت کی خبر دیتی ہیں۔ اوّل بچشم واحد دیکھنا۔ دوم پوست پیشانی کا کھنچ جانا۔ سوم نرمۂ گوش کا جنبش کرنا۔ چہارم سینہ کا گرم ہونا۔ پنجم پیروں کا سرد ہونا۔ ششم عرق سرد کا آنا۔ ہفتم سانس کا زور زور سے چلنا۔ ہشتم چہرہ اور آنکھوں کا گرد آلود ہونا۔ نہم بیقراری اور اضطراب کا ہونا۔ دہم آنکھوں سے اشکوں کا جاری ہونا۔

(۹) خالق نے جسمِ انسان میں تین روحیں مخلوق کی ہیں، ایک تو روح حیوانی مسکن اس کا دل ہے۔ دوسرے روح طبعی مکان اس کا جگر ہے۔ تیسرے روح نفسانی جائے قیام اسکی

دماغ ہے۔

(۱۰) انسان کا جسم چار خلطوں سے مخلوط ہے، اوّل خون، رنگ اس کا سُرخ، مزاج اس کا گرم و تر، پیدائش اس کی ہوا سے، دوم بلغم، رنگ اُس کا سفید مزاج اُس کا سرد، پیدائش اُس کی پانی سے ہے۔ سوم صفرا، رنگ اس کا زرد، مزاج اُس کا گرم و خشک، پیدائش اس کی آگ سے ہے۔ چہارم سودا مزاج اس کا سرد و خشک، پیدائش اس کی مٹی سے ہے۔ خون سب خلطوں سے افضل ہے۔ خلطوں کا اعتدال موجب صحت اور عدم اعتدال بیماری کا باعث ہے۔

(۱۱) استعمال غذا میں پندرہ چیزوں کا لحاظ رکھنا انسب ہے۔ پہلے اس قدر کھائے جس قدر معدہ آسانی سے اُٹھا لے۔ دوسرے بغیر اشتہائے کامل کے کچھ نہ کھائے۔ تیسرے ابھی کچھ بھوک باقی رہے کہ کھانے سے ہاتھ اُٹھا لے۔ چوتھے غذائے مرغن زیادہ نہ کھائے۔ پانچویں بہت گرم کھانے سے احتراز کرے۔ چھٹے بہت سرد سے بھی پرہیز رکھے۔ ساتویں کھانے کا وقت مقرر رکھے۔ آٹھویں دیر ہضم کے اوپر زود ہضم نہ کھائے۔ نویں بار بار غذا پر غذا نہ کھائے۔ دسویں غذا مطبوع طبع کھایا کرے۔ گیارھویں غذائے ترش سے محترز رہے۔ بارھویں ایک ہی غذا کا عادی نہ ہو جائے۔ تیرھویں شیریں کے بعد نمکین کھائے۔ چودھویں ترش کے بعد شیریں استعمال میں لائے۔ پندرھویں خشک غذا سے بھی اپنے کو بچائے۔

(۱۲) دس چیزوں کا باہم ملا کر کھانا ممنوعات سے ہے۔ سرکہ اور چاول۔ مولی اور دہی۔ بلغم اور عسل۔ شیر اور انجیر۔ بیضہ مرغ اور پنیر۔ انگور اور کلہ۔ انار اور ہریسہ۔ جغرات اور باقلہ۔ لحم کبوتر اور پیاز۔ شیر اور ماہی + (مشیر الاطبا)

کلامِ شاد

دیکھے تہی سبو مجھے صبر کا حوصلہ دیا — جس کی طلب تھی ساقیا اُس سے کہیں سوا دیا
یا باغِ بہشت کا سماں لکھوں میں دکھا دیا — اس کی زباں پہ ہم نثار جس نے ترا پتا دیا
مل نہ گیا ہو ساقیا دُرد کہیں زلال سے — تونے پلا کے جامِ مے دلکو مرے ہلا دیا
بخش دیا تھا عشق کو صبر گریز پا اگر — حُسن کو تونے کس لیے غمزۂ دلرُبا دیا؟
کچھ نہ کھلا کہ ہے پسند کیوں اُسے بے تعلقی — جس نے تعلقات میں دلکو مرے پھنسا دیا
پیرِ مغاں نے مغبچو! تم کو دیا تھا جو سبق — تم نے اُسی کا حرف حرف نامِ خدا بھلا دیا
میرے غریب دل مجھے بھائی مسافرت کی شام — صبحِ وطن کو شامتی! چھوٹتے ہی بھلا دیا
پیرِ مغاں کا بھی ادب بھول گیا وہ مے پرست — جس نے بھرے سبو کی قدر خاک نہ کی لنڈھا دیا
اور تو کچھ گلا نہیں شکوہ یہی کہ دیکھے شوق — دشمنِ جان و آبرو ساتھ مرے لگا دیا
بزمِ نشاطِ دوستاں تیرہ و تار ہو گئی — گل کے چراغِ عمر کو کس نے صبا بجھا دیا؟
جتنے تھے اپنے غمگسار اس شبِ تارِ ہجر میں — پہلے ہی اے فسانہ گو تونے اُنہیں سُلا دیا
سچ ہے کہ اس سے جو نہ کم ہو وہ ادائے جمالِ یار! — خوب کیا جو عشق کو طالعِ نارسا دیا
دردِ شبِ فراق کا میں نہ اُٹھا سکا مزا — تونے تھپک کے اے اجل جلد مجھے سُلا دیا
اب پلٹ کے آئیگی عمرِ عزیز شاد حیف! — دولتِ لازوال تھی تونے جسے گنوا دیا

(علیگڑھ میگزین)

بچوں کو تنہا سُلانا

بچوں میں جو جسمانی بجلی پائی جاتی ہے اسے مثبت تصور کرنا چاہیے اسکے مقابلہ میں بڑوں کی جسمانی بجلی منفی سمجھنی چاہیے۔ زمانۂ طفلی چونکہ نشو و نما کا دور ہے اسلیے اس میں عجلت سے تغیرات بدنی ہوتے رہتے ہیں اور عصبی قوتیں بھی کثرت سے پیدا ہو کر مُمدِ حیات بنتی رہتی ہیں لیکن اگر اس دور میں بچوں کو اپنے سے بڑے اشخاص کے ہمراہ سونا پڑے اور اس پر مداومت کی جائے تو بڑی عمر کے اشخاص جنکی جسمانی برق منفی اور کمزور ہو چکی ہے بچوں کی برقی قوت جذب کرتے رہینگے اور بچے اس نقصان کے باعث اکثر کمزور، زرد رو، پژمردہ خاطر، سست اور چڑچڑے ہو جاتے۔ اس پر قدیم ترین شہادت حضرت داؤد کی زندگی سے ملتی ہے جنکی ننانوے ازواج تھیں۔

دنیا کا تجربہ شاہد ہے کہ ناتوان توانا‌ؤں سے اور مریض تندرستوں سے بہت کچھ قوتِ حیات جذب کر سکتے ہیں، ماندگی کی حالت میں دوسرے شخص سے جسم دبوانا یا دردِ سر کے وقت پنڈلیوں کی مالش وغیرہ فوری نفع بخش ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ دو جسموں کے ملنے سے ایک کی جسمانی برق دوسرے میں نفوذ کر جاتی ہے۔ پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بچوں کو ساتھ سلا کر بڑے اُن کے اجسام کی برق غیر محسوس طور پر جذب نہ کریں۔

مریض مائیں اپنے شیر خوار بچوں کو ہر وقت پاس رکھنے اور ساتھ سُلانے کی بدولت کچھ مدت تک سلسلۂ حیات کو طول دیتی رہی ہیں۔ امریکہ کا ایک ڈاکٹر راوی ہے کہ ایک عورت کو پھیپھڑوں کی کمزوری سے سل ہو گئی جو لاعلاج تھی۔ اسکا شیر خوار بچہ ہر وقت اسکے پاس رہا۔ بظاہر مریض ماں چند ساعت کی مہمان معلوم ہوتی تھی لیکن اسکے باوجود وہ مہینوں تک زندہ رہی اور اپنے ڈاکٹروں اور معالجوں کی پیشگوئیاں کہ وہ فلاں وقت تک مر جائیگی جھٹلاتی رہی۔ اس اثنا میں بچہ جو تندرست تھا رفتہ رفتہ بیمار ہونے لگا اور کمزور ہو گیا اسکی بیماری کا سبب کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ آخر بچہ نے ماں کے دودھ کا حق ادا کیا اور اپنی جسمانی برق کی آخری چنگاری بھی ماں کی جسمانی مشعل کو روشن کرنے میں صرف کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر بچے نے اپنی ننھی جان حق کو سونپی اور ادھر ماں نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔

بڑی عمر کے اکثر اشخاص نوجوان بیویوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اپنی اسمیں شادی کے پردہ روح احساسات سے خوب واقف ہوتے ہیں وہ بوڑھے اتنے بیوقوف نہیں ہوتے جتنا کہ لوگ اُنہیں خیال کرتے ہیں۔ البتہ ان کی نوخیز بیویاں "نوجواں بیوقوف" ضرور کہلا سکتی ہیں۔ گو عام طور پر اسکا حسن [illegible]

پس جو والدین اپنے بچوں کی صحت اور نشو و نما کے خواہاں ہیں اُنہیں مذکورۂ بالا جسمانی نقصان کا سدِ باب کرنا چاہیے، کیونکہ اسکی تلافی آسان نہیں۔ سب سے بڑی احتیاط یہ کرنی چاہیے کہ مریض بچوں سے تندرست بچوں کو علیحدہ سُلایا جائے۔ ان کے ایک ہی بستر پر سونے سے جہاں مریض بچہ کے جلد تندرست ہونیکی توقع ہے وہاں تندرست بچہ کے جلد بیمار ہو جانے کا بھی احتمال ہے۔ ایک کنبہ میں ایک بچہ کو مضبوط و توانا رکھنا اولیٰ تر ہے خواہ اُس کے کمزور بہن بھائی مر ہی جائیں۔ بہ نسبت اسکے کہ اسکی تمام قوتِ حیات نصف درجن نحیف بہن بھائیوں میں تقسیم کر کے سب کو کمزوری کے مساوی درجہ پر لایا جائے۔ برخلاف اسکے اگر کسی بڑے کنبے میں ایک دو ناتوان یا مریض بچے ہوں تو انہیں ایسے تندرست بچوں کیساتھ رکھنا جنکی [illegible] اچھی ہے شفقت آمیز فعل ہے کیونکہ تندرست بچے اپنے کمزور بھائی کو بہت جلد صحت کے اوسط درجہ پر لے آئینگے اور انہیں خود بھی کوئی جسمانی نقصان محسوس نہ ہوگا۔ قوی اور تندرست بچے جو گھر کی چار دیواری سے باہر تازہ ہوا اور کھلے مقامات پر کھیلنے کودتے ہیں اپنی فالتو صحت کا کچھ حصہ مریض بھائی [illegible] کو بخوبی دے سکتے ہیں لیکن برخلاف اسکے مریض بچے اپنے تندرست بہن بھائیوں کو بھی بیمار بنا دینگے۔ والدین کو احتیاط چاہیے۔

(الحکیم)

معلومات

بھوک

گانے اور بآوازِ بلند پڑھنے سے بھوک لگتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تنفس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جس سے آکسیجن گیس اندر زیادہ مقداً میں داخل ہوتی ہے اور اس لیے غذا بہت جلد تحلیل ہو جاتی ہے کیونکہ آکسیجن گیس سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔

جوشِ خوں

میوہ اور ترکاریاں کھانے سے خون کا جوش کم ہو جاتا ہے جس کا باعث یہ ہے کہ ان کے استعمال سے ہیڈروجن اور کاربن بہت کم پیدا ہوتا ہے اور یہی دونوں حرارت کا باعث ہیں۔ نیز ان میں پانی زیادہ ہوتا ہے جو مسامات کی راہ سے خارج ہوتا ہے اور بدن سرد پڑ جاتا ہے۔

گرمی جسم

جسم میں گرمی قائم رکھنے کے لیے سیاہ رنگ کا لباس پہننا چاہیے کیونکہ سیاہ رنگ سورج کی حرارت زیادہ جذب کرتا ہے۔

دردِ سر

چائے پینے سے عموماً دردِ سر کم ہو جاتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ چائے محرک ہے اس سے دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے اور اعصاب کے اندر منجمد خون پگھل جاتا ہے۔

بیمار کا کمرہ

ڈاکٹر اور اطبا عموماً بیمار کے کمرے میں لوگوں کی آمد و رفت اور موجودگی سے روکتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ زیادہ آدمیوں سے کاربانک زیادہ پیدا ہوتا ہے جو مضرِ صحت ہے۔ حرارت زیادہ پیدا ہو کر کمرہ نسبتاً زیادہ گرم ہو جاتا ہے جو مریض کے لیے مضر ہوتا ہے۔ لوگ جب مریض سے گفتگو کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے تو اسکی طبیعت میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور طبیعت جو مدبرِ بدن ہے بدن کی اصلاح کرنے کی بجائے لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

حرارت کے مدارج

کمرے کو گرم کرنے والے سٹوو (چولھے) کی حرارت اگر حد سے زیادہ بڑھ جائے تو وہ صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ جب حرارت ۳۰۰ درجہ فیرن ہیٹ بڑھ جائے تو حیوانی، اور نباتاتی مادہ جو ہر وقت ہوا میں ملا رہتا ہے وہ بکھرنے اور خراب ہونے لگتا ہے اور اس سے ایک خاص قسم کے ابخرے پیدا ہونے لگتے ہیں جو صحت کے لیے زہریلے اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی تاریک مکان میں سورج کی شعاعیں پڑنے لگیں تو یہ ابخرے نظر آیا کرتے ہیں۔

گیلے کپڑوں سے زکام

گیلے کپڑے پہننے سے اکثر زکام ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جسمانی حرارت یک لخت کم ہو جاتی ہے کیونکہ کپڑوں کا پانی جسمانی حرارت سے بخارات بنکر اڑتا ہے اور حرارت کو بھی ساتھ لیجاتا ہے۔

مٹی کا تیل

مٹی کے تیل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ زمین سے کھود کر نکالا جاتا ہے چنانچہ بعض ملکوں میں اس کی بہت سی کانیں ہیں جیسے باطوم علاقہ روس برھما علاقہ ہندوستان۔ نیو یارک امریکہ وغیرہ۔

کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اوّل درجہ کا جو رقیق اور سفید ہوتا ہے مگر سفیدی میں نیلی جھلک پائی جاتی ہے۔ جو آکسیجن کی ہوتی ہے۔ (جن اشیاء میں آکسیجن کا جزو شامل ہوتا ہے اُن کی رنگت میں نیلا پن جھلکا کرتا ہے جیسے کونین مکسچر) اوّل درجہ کا تیل سفید روشنی دیتا ہے اور دھواں بالکل نہیں دیتا۔ دوم درجہ کا تیل جس کا رنگ گہرا ہوتا ہے جلنے میں خراب ہوتا ہے اور اُس میں بدبو بھی پائی جاتی ہے۔

یہ تیل سوادا اور ورم کو حل اور غلیظ مادہ کو تپلا کرتا ہے۔ درد کو تسکین دیتا ہے اور جس جگہ لگایا جائے اس جگہ کو گرم کرتا ہے۔ کیڑوں کو مارتا ہے اور جلد کو پھاڑتا ہے گرمی سے فوراً دھواں بنکر اُڑ جاتا ہے۔ عصبی امراض جیسے تشنج میں میٹھے تیل میں ملا کر ملنے سے آرام دیتا ہے۔ گو خود بدبودار ہے لیکن گندہ نالیوں کی عفونت دور کرنے کے لیے اگر اسے گندہ پانی اور کیچڑ پر چھڑکا جائے تو بدبو کو نقصان پہنچاتے نہیں دیتا۔ نہ وہاں کیڑے پیدا ہونے دیتا ہے۔ اگر کسی زخم کے اندر کیڑے پڑ گئے ہوں تو اس کے لگانے یا اندر پچکاری کرنے سے وہ سب مرجاتے ہیں۔ برسات میں اگر اس کو زخم پر چیڑدیں تو زخم کے خراب ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا، اگر کوئی زخم سخت ہو اور پھوٹتا نہو تو اس کے چیڑنے اور اوپر سے پلیٹس باندھنے سے جلد پھوٹ جاتا ہے۔ اگر جوڑوں میں کہیں درد ہوتا ہو تو اس کی مالش سے آرام ہو جاتا ہے۔ مالش خواہ اس اکیلے کی ہو یا ارنڈ کے تیل کے ہمراہ ہو، خواہ کوئی دوسرا تیل ساتھ شامل کر دیا جائے۔ جہاں مچھر کثرت سے ہوں وہاں یا جس سڑے ہوئے پانی میں مچھروں نے بچے دے رکھے ہوں وہاں اسکو چھڑک دیں تو مچھر بھاگ جاتے اور اُن کے بچے مرجاتے ہیں۔ اگر بھڑ، مکھی، بچھو وغیرہ کاٹے تو اس جگہ اسکو مل دینے سے آرام ہو جاتا ہے۔ زیادہ احتیاط کے لیے اس جگہ کو دبا کر تھوڑا سا خون نکالدیں پھر مقام ملدوعہ پر سرد پانی بہت بہائیں تاکہ زہر دورانِ خون میں سرایت نہ کر سکے بعدہ اسکی مالش کریں تو بہت جلد فائدہ بخشتا ہے۔ اگر اسکے ملنے میں ذرا دیر ہو جائے اور ورم ہونا شروع ہو جائے تو نیم گرم پانی میں نمک گھول کر اسمیں متورم عضو کچھ منٹ تک رکھیں پھر اچھی طرح دھو کر اس کی مالش کریں تو ورم اُترنے لگتا ہے۔ کھنکھجورا اگر کہیں چمٹا ہوا ہو تو خفیف سا اس کے بدن پر مل دیں وہ از خود دور ہو جائیگا داد، چنبل اور برساتی پھنسیوں پر سہاگہ کے ہمراہ ملا کر لگانے سے بڑا فائدہ بخشتا ہے۔ مرض کی رفتار رک جاتی ہے اور چند روزہ استعمال سے کلی فائدہ ہو جاتا ہے۔ صرف ایک بوند کسی مناسب عرق میں ملا کر دینے سے نفخ (اپھارہ) کو دور کرتا ہے، اگر کسی کے دماغ میں کرم پڑ گئے ہوں اور ان کے باعث مریض کو دردِ سر اور خارش سر کی سخت تکلیف ہو تو ایک ایک بوند ناک کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام کیڑے ناک کی راہ نکل جائینگے۔

اگر کمر یا جوڑوں میں درد رہتا ہو تو روغن بید انجیر یا روغن کنجد یا روغن بابونہ یا روغن السی یا روغن بنولہ میں ملا کر مالش کریں تو درد دور اور ورم تحلیل ہو جائیگا۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

رنگسازی

رنگسازی کا کام اگر سلیقہ سے کیا جائے تو کافی منفعت ہو سکتی ہے کپڑے کی رنگائی کچھ زیادہ مشکل کام نہیں چند روز کسی ہوشیار رنگ ریز کے ساتھ رہکر سیکھا جا سکتا ہے اور ایک عقلمند آدمی بطور خود بھی حاصل کر سکتا ہے۔ آجکل عام طور پر ولایتی رنگ استعمال ہوتے ہیں لیکن ذیل میں دیسی رنگوں کی چند ترکیبیں لکھی جاتی ہیں جو غالباً زیادہ پسند کی جائینگی۔ ان ترکیبوں سے نہ صرف معمولی کپڑے رنگے جا سکتے ہیں بلکہ سادہ کپڑے کے تھان رنگ کر بازار میں بغرض فروخت رکھے جا سکتے ہیں۔ آجکل سودیشی تحریک کے سلسلہ میں گاڑھے کو بہت مقبولیت حاصل ہے، اگر بچتہ ہلکے رنگوں کا گاڑھا رنگ کر شیروانیوں وغیرہ کے لیے بازار میں مناسب داموں پر فروخت کیا جائے تو خاصہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ دیسی رنگ حسب ذیل ترکیب سے تیار ہوتے ہیں وزن حسب مرضی مقرر کرنا چاہیے:۔

رنگ گلابی:۔ دو تولہ کسوم کا رنگ۔ عرق لیموں ایک چمچہ۔

رنگ جنبیی:۔ نیل چھ ماشہ۔ عرق لیموں ایک عدد۔

رنگ پستئی:۔ نیل کے رنگ میں اوّل رنگیں، بعدہٗ ہلدی کے رنگ میں اس کے بانی سے دھوکر دہی کے پانی سے چند بار دھوئیں تاکہ ہلدی کی بو دور ہو جائے پھر قدرے کلف اور آب لیموں میں ڈبو کر تیار کرلیں۔

رنگ سبز:۔ بالکل پستئی رنگ جیسا صرف نیل کا رنگ گہرا ہو۔

رنگ زرد:۔ ہلدی کے رنگ میں رنگیں اور چند بار صاف پانی سے دھو کر دہی کے پانی سے مکرر سہ کرر دھوئیں۔ اب لیموں اور کلف دیکر خشک کرلیں۔

رنگ کافوری:۔ گل ہارسنگھار ایک تولہ لیموں ایک عدد اور کلف

رنگ بسنتی:۔ مثل زرد صرف بسنتی کے لیے رنگ ہلکا لگائیں۔

رنگ گونئی:۔ نیل خام چھ ماشہ رنگ کسوم چھ ماشہ لیموں ایک عدد۔ اوّل نیل کے رنگ میں رنگیں بعدہٗ کسوم کے رنگ میں۔ اس کے بعد آب لیموں اور کلف۔

رنگ طوطئی:۔ اوّل نیل بچتہ کے رنگ میں غوطہ دیں پھر ہلدی کے رنگ میں اور ایک عدد لیموں

رنگ فیروزی:۔ نیل خام ایک تولہ گل ڈھاک آدھ سیر۔ لیموں دو عدد۔ اوّل گل کپاس کے رنگ میں رنگ دیں پھر نیل کے رنگ میں پھر لیموں دیں۔

رنگ انگوری:۔ مثل فیروزی کے ہے۔ صرف انگوری میں رنگ ہلکا دیں۔

رنگ عباسی:۔ نیل خام چار ماشہ۔ رنگ کسوم پاؤ بھر، اول نیل کے رنگ میں، بعدہٗ کسوم کے رنگ میں۔ پھر لیموں اور کلف دیکر تیار کرلیں۔

رنگ بادنجانی:۔ کسوم اور نیل کے رنگ میں بطریق معلوم گل شفتالو کسوم اور ترشی سے رنگ لیں۔

رنگ زعفرانی:۔ کسوم اور ہارسنگھار دونوں رنگ ملاکر۔

رنگ نافرمانی:۔ کسوم اور نیل کے رنگوں میں۔

رنگ طوسی:۔ کسوم اور سیاہی آہن سے۔

رنگ بادامی:۔ کسوم اور ہارسنگھار کے رنگ میں۔

رنگ خشخاشی:۔ کسوم اور نیل سے رنگا جاتا ہے۔

رنگ کپاسی:۔ گل ڈھاک اور لیموں سے۔

رنگ عنابی:۔ ہڑ زرد آدھی چھٹانک۔ سیاہی آہن دو تولہ۔ پھٹکری دو تولہ۔ چوب پتنگ تین چھٹانک۔ اوّل ہڑ کے رنگ میں غوطہ دیں۔ پھر خشک کرکے سیاہی آہن میں دوبارہ رنگیں۔ تیسری مرتبہ پتنگ کے پانی میں اور چوتھی مرتبہ پھٹکری کے پانی میں رنگ کر کلف دیکر خشک کرلیں۔

رنگ کشمشی:۔ اول ہڑ کے پانی میں بعدہٗ سیاہی آہن میں۔ بعدہٗ ہلدی کے رنگ میں، پھر ناسپال یعنی پوست انار میں۔ پھر پھٹکری کے پانی میں غوطہ دیں۔

رنگ زنگاری:۔ نیلہ تھوتہ اور چونے کے ساتھ رنگا جاتا ہے۔ اگر پارچہ دیر تک اس میں رہیگا تو پرزے پرزے ہو جائیگا۔

لکڑی کی رنگائی

لکڑی کی بنی ہوئی اشیاء کی پالش اور رنگائی بھی بیکار اشخاص کے لیے ایک مفید مشغلہ ہے اور اسکے سیکھنے کے لیے بھی زیادہ دقت درکار نہیں معمولی طور پر دو تین روپئے روزانہ پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ وارنش کا نسخہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ رنگ بازار میں فروخت ہوتے ہیں جنکو اس وارنش میں ملانے سے حسب خواہ رنگ حاصل ہو سکتا ہے:۔

سیر بھر رال اور سیر بھر روغن السی، اوّل رال کو کسی آہنی برتن میں آگ کے اوپر رکھیں تاکہ گداختہ ہو جائے کسی لکڑی سے ہلاتے رہیں جب سب گداختہ ہو جائے روغن السی ڈالدیں اور لکڑی سے حرکت دیتے رہیں تاکہ قوام معتدل ہو جائے یعنی نہ زیادہ غلیظ ہو جائے اور نہ زیادہ رقیق رہے۔ پس اسکو کسی پاکیزہ ظرف میں کرکے رکھ لیں اور استعمال میں لائیں۔ اگر بجائے رال کے سندرس ڈالا جائیگا تو اعلیٰ اور عمدہ وارنش تیار ہوگی۔ رال کی وارنش اگر تین چار روز میں خشک ہوتی ہے تو سندرس کی وارنش گھنٹہ دو گھنٹہ میں خشک ہو جاتی ہے۔ گویا ادھر لگایا ادھر خشک ہوئی اور نہایت صاف و شفاف ہوتی ہے۔

بعض لوگ روغن السی میں روغن تارپین بھی ملا دیتے ہیں۔ یہ نہایت ہی اعلےٰ اور لطیف ہوتی ہے اور بہت ہی جلد خشک ہو جاتی ہے۔ گویا لگانے کی دیر ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے:۔

سیر بھر سندرس آگ پر پکائیں جب گداختہ ہو جائے تو آدھ سیر روغن السی اور آدھ سیر روغن تارپین ڈالکر لکڑی سے ہلاتے رہیں۔ جب قوام معتدل ہو جائے تو آگ سے اتارلیں اور سرد کرکے شیشہ میں بھر دیں۔

کم خرچ بالا نشین وارنش بنانی ہو تو رال اور سندرس کی جگہ بیروزہ خشک ڈالیں اور روغن السی اور تارپین کی جگہ مٹی کا تیل ✤

سوالات

مذہبی

(۹۱۶) بعد نماز عیدین و خطبہ کے حضور اکرم صلعم و صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے دعا مانگی ہے یا نہیں مع حوالۂ کتاب جواب دیں۔
(غلام رسول)

(۹۱۷) مہر شرعی کی تعداد کیا ہے؟ (ش ۹۹۵ م)

(۹۱۸) حضور صلعم کی ازواج مطہرات کے مہر کی تعداد اور اُس کی ادائگی کا طریقہ کیا تھا؟ (ش ۳۹۵ م)

(۹۱۹) حضرت زینبؓ، حضرت اُم کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مہر کی تعداد اور طریقہ ادائگی مطلوب ہے۔ (ش ۳۹۵ م)

(۹۲۰) دو ماہ کا حمل ساقط ہوا اور دس یوم کے اندر نفاس بند ہو تو غسل کے کیا شرائط ہیں؟ (ش ۳۹۵ م)

(۹۲۱) کیا بیل اور بھینس کی قربانی جائز ہے؟ (ش ۳۹۵ م)

(۹۲۲) تہجد کی نماز کی کیا نیت ہے اور کیا وقت ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۳) عشاء کی نماز کا وقت رات کو کب تک رہتا ہے۔ اگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے نماز کو دیر ہو جائے، تو کیا عشاء کی نماز اور تہجد کی نماز ایک ساتھ ادا کی جا سکتی ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۴) غسل کرتے وقت پہلے وضو کرنا چاہیے۔ مگر مجامعت یا احتلام کے بعد غسل کیا جائے تو اُس میں پہلے وضو کیا جائے یا نہیں؟ اگر بدن کو اوّل تھوڑے سے پانی سے دھولیں اور بعد اسکے وضو کریں اور پھر جسم پر تین بار پانی بہائیں تو غسل ٹھیک ہوگا یا نہیں؟ غسل کے وقت کلمہ شریف پڑھا جائے یا نہیں؟ مفصل جواب مطلوب ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۲۵) حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۶) عورت کو جو خاوند کے انتقال کے بعد چار ماہ دس روز کی عدت کی قید شرع میں لگائی گئی ہے۔ اسکا اصلی مقصد کیا ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۷) زوجہ کے انتقال کے بعد اُس کا جہیز واپس کرنا چاہیے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۸) زوجہ کے انتقال پر اُسکے خاوند کو اُسکی صورت دیکھنا اور میت کو کاندھا دینا، قبر میں اُتارنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۹) نذریں جو بحالت آسودگی مانی گئی ہیں جو تقریباً ایک سو روپیہ کی ہیں اور اب بوجہ تنگی اُنکا ادا کرنا مشکل ہے۔ نیت بدلی نہیں بلکہ معذوری ہے تو ایسی صورت میں نفلوں کے ذریعے سے یا اور کس طریقے سے ادا ہو جائینگی؟ (خریدار)

(۹۳۰) آیت کریمہ کسی مدعا کے لیے سوا لاکھ مرتبہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔ ایک یوم کے اندر پڑھی جائے یا کئی روز میں؟ بسم اللہ ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے یا نہیں؟
(ایک خریدار)

طبّی

(۹۳۱) مرگی کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (ع ۷۶۱)

(۹۳۲) ایک مریضہ کی عمر ۱۸ سال ہے۔ پانچ سال شادی کو ہو گئے۔ تین سال سے ایام ماہواری کے دوران میں ناف کے نیچے سخت درد ہوتا ہے۔ نم رحم تنگ ہے۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مجرب دوا مطلوب ہے۔

(۹۳۳) رنج پریشانی نیوی کے واسطے کوئی سہل الاحصول نسخہ یا عمل درکار ہے (ح ۲۴)

(۹۳۴) دانتوں اور سر کے درد کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (غلام رسول)

(۹۳۵) خرابی خون کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (ش ۱۲۸ ن)

(۹۳۶) مریضہ کی عمر ۰ سال ہے۔ مثانہ بہت کمزور ہے۔ شب کو کئی بار پیشاب آتا ہے مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (ش ۱۲۸ ن)

(۹۳۷) ریگ گردہ کا مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ش ۳۹۵ م)

(۹۳۸) امراض چشم میں جاکسو مد بر کرنے کی ترکیب کیا ہے؟ (ش ۳۹۵ م)

(۹۳۹) گردہ میں درد رہتا ہے۔ بائیں جانب درد ہوتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۴۰) کان بہتا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۴۱) ۸ سال سے ایام ماہواری باقاعدہ نہیں۔ مرض سیلان کی بھی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

صنعتی

(۹۴۲) چیکیں بنانے کی مشین کس قیمت میں اور کہاں سے ملیگی نیز سوت کس نرخ سے اور کہاں ملیگا پتہ مطلوب ہے۔ (ح ۲۴)

(۹۴۳) نقلی وسلین۔ فنائل و وائٹ آئل بنانے کا نسخہ درکار ہے۔ (خریدار ۸)

متفرق

(۹۴۴) کتاب گلزار وحدت مصنفۂ خواجہ نجم الدین صاحب کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (م ۱۵۰۰)

(۹۴۵) کتاب محیط اعظم کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (")

(۹۴۶) گولیاں بنانے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (")

(۹۴۷) مولمین (برما) کی چرٹ فیکٹری کا پتہ مطلوب ہے۔ (")

(۹۴۸) ادویات کے عرق کشید کرنیکی ترکیب جس کتاب میں لکھی ہو اور جنتروں کے فوٹو ہوں

کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے ؟ (نمبر ۱۵۰/۴)

(۹۴۹) دو کتابیں حکمت کی ہیں جنکے نام معلوم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اُن کتابوں میں طریقہ علاج ہر مرض کا بغیر دوا کھلانے کے ہے، اور وہ کتابیں جرمنی ڈاکٹر کی ایجاد کردہ ہیں۔ (۶۶۲/ع)

(۹۵۰) نماز ہمیشہ صبح کی قضا ہو جاتی ہے۔ خاص وقت پر اُٹھنا چاہتا ہوں، ایسی ترکیب بتائیے کہ بغیر کسی دوسرے کے خود بخود اُٹھ جایا کروں۔ (۲۴/ع)

(۹۵۱) حضرت مولانا عبدالغفور صاحب آخوند سوادنبیری کی سوانح مطلوب ہے۔ (غلام رسول)

(۹۵۲) کچی لاکھ اور گوند۔ سینگ بارہ سنگھا اور جیتل کے بیوپاریوں کے پتے مطلوب ہیں (عبداللہ خاں)

(۹۵۳) حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اولاد سادات کہلاتی ہے اور حضرت عثمان رضؓ کی اولاد کیوں سادات نہیں ہے۔ باوجودیکہ آپ کو خطاب ذوالنورین کا تھا (خریدار ۱۳)

(۹۵۴) کراچی میں کمیشن پر کام کرنیوالے اصحاب کا پتہ اور یہ کہ کس فیصدی پر کام کرتے ہیں مطلوب ہے۔ (خریدار ۲۵)

(۹۵۵) ایک فارسی روزانہ اخبار کا پتہ مطلوب ہے جو مصر سے نکلتا ہے۔ (وصی احمد)

(۹۵۶) عورتوں کے دیکھنے کے قابل رسالے یا اخبار کہاں کہاں سے نکلتے ہیں؟ (〃)

(۹۵۷) کونسی ایسی کمپنی ہے جو اپنا مال کمیشن پر فروخت کرنیکو دیتی ہے؟ (〃)

(۹۵۸) دہلی میں جوتے اور جوتیاں کا مدار کس دوکان سے کفایت سے تاجرانہ نرخ پر مل سکتی ہیں؟ (〃)

(۹۵۹) لڑکوں کے کھیلنے کے کم قیمت کھلونے کہاں سے مل سکتے ہیں؟ (〃)

(۹۶۰) پیپرمنٹ کم قیمت پر کہاں سے مل سکتا ہے۔ (〃)

(۹۶۱) پیٹنٹ دوائیں کہاں سے کفایت سے ملیں گی؟ (〃)

جوابات

(۸۹۰) علی الصباح ۷ ماشہ معجون دبید الورد ہمراہ ۶ تولہ عرق بادیان استعمال کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۱) بغیر بھونے ہوئے استعمال ناجائز ہے۔ بعد بھوننے کے ہمراہ عسل اور شیر گاؤ اور روغن زرد کے استعمال کر سکتے ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ ایسی ہر بلی ادویات کے استعمال سے پرہیز کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۲) ہاشمی دواخانہ دہلی سے اسکی مجرب دوا مل سکتی ہے۔ خط و کتابت کیجیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۳) اوّل کان کو نیم کے پتوں کے پانی سے دھو کر زرد کوڑی جلا کر باریک پیسکر کان میں ڈالنا چاہیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۴) مندرجۂ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں:۔

عناب	عشبہ مغربی	برادہ صندل سرخ	برادہ صندل سفید	
— مار	ررمار	ررمار	ررمار	
تخم کاسنی	نگند بابری	سر بھوکہ	گل منڈی	چرائتہ تلخ
ررمار	ومار	ومار	— مار	— مار
گل سیوتی	بادرنجبویہ	چوب چینی دردی	برہنڈی	بسفائج فستقی
— مار	— مار	ومار	ررمار	ررمار
آب دریا	شیر مُنڈی	گل گاؤزباں	گل نیلوفر	گل سرخ
۱۱۰ مار	۱۰ مار	— مار	— مار	— مار

ہمہ ادویہ یک شب تر داشتہ بر سم معروف عرق کشند۔ ۱۲ تولہ عرق ہمراہ ۲ تولہ شربت عناب بنوشند۔ (〃)

(۸۹۵) اس مرض میں حبوب مغلظ اعلیٰ سے بہتر اور مجرب کوئی اور دوا نہیں ہے یہ گولیاں عہ کو ہاشمی دواخانہ دہلی سے مل سکتی ہیں۔ (〃)

(۸۹۶) سورنجان تلخ سائیدہ ۲ تولہ مال کنگنی کلاں سائیدہ ۲ تولہ روغن کنجد ۷ مار میں ملا کر پنڈلیوں پر دھوپ میں ملیں۔

(۸۹۷) استخوان گوسپند سوختہ۔ مغز تخم پڑہ۔ بیج نے۔ مینگنی اونٹ ہموزن پانی میں پیسکر داغوں پر ملیں۔ (〃)

ایضاً۔ اگر تازہ داغ ہوں تو گلیسرین روزمرہ ملتے رہیں دور ہو جائینگے۔ (اجرؔی)

(۸۹۸) مرض زمانہ پکڑ گیا۔ لہٰذا آپریشن کرا دینا چاہیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۷۶) انفاس العارفین سید عبدالغنی صاحب جعفری کلیمی سجادہ نشین شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کلاں محل دہلی سے بقیمت عہ مل سکتی ہے۔

(۹۱۶) ہماری آنکھیں بلا روشنی کے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتیں، اور جہاں روشنی ہو وہاں اندھیرا مقصود ہے۔ لہٰذا میری رائے میں اندھیرے کو انسان نہیں دیکھ سکتا۔ جس طرح کھلی آنکھوں ہم کسی چیز کو بغیر روشنی کے نہیں دیکھ سکتے ہیں اسی طرح آنکھیں بند ہونے پر پپوٹے روشنی کو آنکھوں سے اوجھل کر دیتے ہیں اور ہمکو کوئی چیز یہاں تک کہ خود وہ پپوٹے جو آنکھوں کے سامنے حائل ہیں نظر نہیں آتے لہٰذا اندھیرا بذاتِ خود کوئی نظر آنیوالی شے نہیں ہے بلکہ بغیر روشنی کے جب آنکھوں کا نور کام نہیں کرتا تو ہم کہتے ہیں کہ اندھیرا ہے۔

(انشاء اللہ خاں نوری)

(۹۰۳) جہاں سے شیشہ تراشنا مقصود ہو اُسکو گرم کر کے اوّل موم کی باریک تہ دیجیے اور سرد کرنے کے بعد کسی لوہے کی نوکدار چیز سے خط دیجیے اور اس خط پہ بھو رہری سے ”فلورک ایسڈ“ لگا دیجیے۔ شیشہ کٹ جائیگا (سید معین الحسن تجربی عجلت قم)

انشائے لطیف

دل

(از جناب سلطان حیدر صاحب جوشؔ)

دارم دلے آنا چہ دلے صد گونہ حرماں در بغل اشکے وخوں در آستیں چشمے وطوفاں در بغل

انسانی خواہشات کا مرکز، دماغی خیالات کا حکمران، پہلو میں گدگدیاں کرنیوالا شوخ، ہاتھوں سے نکل جانیوالا اصدی؛ بے چین ومضطرب، ناسمجھ اور نادان کون؟ وہی گوشت کا لوتھڑا، وہی پھیپھڑے کی ہوا کھانے والا، وہی خون کی گردش کا پالا پوسا دل! نافرمان وناکارہ دل!! وناتجربہ کار دل!!!

آہ موسم برسات میں دھانی اور سبز دوپٹے اوڑھ اوڑھکر اٹکھیلیاں کرنے والے حسینانِ چمن! تمہیں کچھ بھی خبر ہے کہ تمہارے جوبن کا اُبھار، تمہار انظروں میں کھب جانیوالا رنگ، تمہارا ہزار ہزار ادا کے ساتھ جھومنا، کس پر غضب ڈھا رہا ہے۔ اور اے نسیم سحری کے گدگدانے سے مسکرانے والے نیم شگفتہ غنچو! تم جانتے بھی ہو کہ تمہاری دلکش صورت، تمہارے شبنم سے دھوئے ہوئے چہرے، تمہاری نیم شگفتگی۔ کسی ظالم کی چشم نیم وا کا تیا فوٹو، کس کی جان پر بنائے دیتا ہے؟

عقل نے پس وپیش کرنے والے فرشتے، رخصت! ننگ ناموس کی طلب میں رہنے والے دماغ، الوداع! آ، اے عشق کے تختۂ مشق، کیوپڈ کے زخمی کردہ دل: آ! آ، اور بے چین کردے، مضطرب بنادے، اور پھر ہاتھوں سے نکل جا! نکل جا اور کسی دل لبھانے والی زمانہ کی گرم وسرد ہوا سے ناآشنا، ایک ٹھنڈی رات کی، صرف ایک رات کی جان، منھ بند کلی پہ قربان ہو جا۔ اسکی جادو بھری خاموشی پر مسٹ، اور اُسکی ناسمجھی پر، اُس کے بھولے پن پر، اُسکی بے زبانی پر جان دیدے!!

دھڑک، دھڑک! اے مریض ازلی! تڑپ، تڑپ! اے دلِ ناصبور تڑپ! سوسن کی زبان کے مزے لینے والے، اپنے نالۂ دلخراش سے تین آسمان کو گونجا دے! نرگس سے آنکھ لڑانے والے اپنی خونفشاں آنکھ سے دریا بہا دے۔ سنبل سے اُلجھنے والے، ہوش وخرد سے دست وگریباں ہو جا، جامۂ ہستی کو اس نابکار دنیا کی، دورنگی سے تیار ہونے والے فانی جامہ کو پھاڑ پھینک! ملیامیٹ کردے!!

یہ شباب کی جیتی جاگتی تصویر، حسن بے مثال کی بے مثال تشبیہ، نوشگفتہ گلہائے سرخ وسفید گلاب اور آگ جیسا گل لالہ: دونوں ہاتھوں میں زرِگل لیے ہوئے عروس بہار کو نذر دینے والے معشوق! کیسے کیسے خندۂ بے حجابانہ سے اُسی وحشی، اُسی مجنوں، اُسی دیوانے دل کو اپنے حسن کی طرف مائل کر رہے ہیں!!

یہ حوض کے اردگرد چنے ہوئے گملوں میں سے گردن نکالکر جھانکنے والے پودے اور اُن کے خوشنما نازک پنکھڑیوں کے پھول! پھونک پھونک کر قدم رکھنے والی نسیم میں اپنی بھینی بھینی، اپنی دلاویز خوشبو کو ملاکر کس کس طرح اُسی پاگل، اُسی ازخودرفتہ، اُسی بے آپے ہو جانے والے دل کو اپنی بہار دکھانے کے لیے متوجہ کر رہے ہیں!!

اور سب سے بعد، مگر نہ سب سے کم۔ یہ قیامت کی عکسی تصویر، فتنۂ محشر کا سچا خاکہ آفتاب کی سنہری سنہری اور چکا چوند پیدا کرنے والی شعاعوں کی حوض کی ہلکی ہلکی موجوں سے دست درازیاں! یا یوں سمجھیے کہ آب مصفا کی صدف خیالی سے گوہر مقصود نکالنے کے لیے غواص آفتاب کا چھپ چھپا کر اپنی شعاعی رسی کے سہارے عکس کے پنجرے میں بیٹھکر حوض کی تہہ میں اُتر آنا، اور ہوا کے شانہ ہلا دینے سے جاگ اُٹھنے والی ننھی ننھی موجوں کا لپٹ لپٹا کر اس سینہ زور چور کو پکڑ لینا۔ غرض جو کچھ بھی ہو یہ ناقابلِ بیان نظارہ، یہ قدرتی مناظر کا نقش آخریں، کس کس دلکش لرزشس، نامتناہی لرزش کے ساتھ اُسی بسمل، اُسی تڑپنے والے، اُسی مچلنے والے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے!!

ان حسینانِ چمن کو، ان نیم وا غنچوں کو، ان زرِگل کی نذریں دینے والے معشوقوں کو، اور اس آبی آفتاب کے بے چین کرنے والے نظارے کو دلِ ناصبور نے دیکھا دیکھا اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ چشم پُرحسرت کھول دی، دست تمنا دراز کیا، اور ظالمانہ تحکم کے ساتھ، وحشیانہ شوق کے ساتھ، ایک نیم شگفتہ غنچہ توڑ لیا ننھی سی جان کو عروس بہار کے سایۂ عاطفت سے نکال لیا، اور نیم شگفتگی کی مستی نیند سونے والے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نسیم کے قدرتی پنکھے سے جُدا کر دیا۔ ایک ایک پھول پر مچل جانے والے دل وحشی نے اُسے توڑا تو سہی مگر تھوڑی دیر کے بعد، اپنے سینہ پر لگا چکنے کے بعد، اپنی مجنونانہ قوتِ شامہ کی ہوس بُجھانے کے بعد، اپنی نچلی نہ رہنے والی آنکھوں کی سیری کے بعد، اُسی غنچہ کو، اُسی غنچہ کو جو ابھی پھول بھی نہ بنا تھا، جس نے اپنی دوروزہ زندگی میں ایک مرتبہ بھی خندۂ بیساختہ سے کسی بلبل کو دیوانہ نہیں بنایا تھا، بڑی بے رحمی کے ساتھ، بے پروائی ملی ہوئی بے رحمی کے ساتھ مل ڈالا۔ مسل ڈالا۔ نوچ پھینکا اور روند ڈالا!!

اُف یہ صناع حقیقی کی اعلیٰ ترین صنعت، حسن انسانی کی لاجواب صورت، اپنے طرزِ خرام سے کیسے کیسے سوتے ہوئے فتنوں کو جگا رہی ہے! یہ زندہ گلاب کی دو جیتی جاگتی پنکھڑیاں، ہلکی ہلکی سُرخی کی جھلک مارنیوالے رخسارے، یہ نظریں ملتے ہی شرما جانیوالی پردہ نشیں اچھوتیاں، موہنی اور سرگیں آنکھیں! یہ آتشِ احمر میں نشیب وفرازِ عشق کا خاکہ اُتارنے والے خنجر، گھن دار اور پیوستہ بھویں یہ بجنتِ عاشق اور شب دیجور کا عکس۔ سر چڑھنے والے گیسو، یہ چلنے میں لچک جانے والی اصفہانی تلوار، نازک اور تنگ کمر۔ پھر یہ دوشیزگی کا عالم! یہ بھولے پن کا زمانہ، یہ کم سنی کی کیفیت! شعلہ، اور شعلۂ جوالہ، آفت، اور آفتِ ناگہاں!! فتنہ اور فتنۂ قیامت!!!

صبر و تحمل برباد، عقل و ہوش نارد، پہلو میں بیقرار ہونے والے دل نکل جا۔ نکل جا، اور یہ کہتا ہوا نکل جا کہ "من سیپارۂ دل می فروشم" اس قیامت بر پا کرنے والی چال کو، فتنۂ محشر کو جگانے والی چال کو سکون ہوا چشم مخمور کی بھولی بھالی نظر انگڑائی لیتی ہوئی گوشۂ چشم سے نکلی۔ لب نازک کو یاسمن کی دو ننھی ننھی پتیوں کو، نسیم گفتار نے جنبش دی! اور، اور کچھ نہ پوچھیے کہ کیا ہوا؟ دل حزیں کا جھگڑا طے! دل بے چین کا معاملہ ختم! ختم، اور دو لفظوں میں ختم:-

بگفتا "قیمتش"؟ گفتم "نگاہے"!
بگفتا "کمترش"؟ گفتم "اگر گاہے"

یا دش بخیر، ایک نظر غلط انداز پر، ایک تبسم فتنہ پرداز پر، ایک رفتار قیامت خیز پر دل نالاں کی بیتابیاں! الامان! الامان!! اس نادان کی ضد، لاکھ مصیبتوں کی ایک مصیبت! اس دل بسمل کی بیقراری، لاکھ عذابوں کا ایک عذاب!! اب سے دور، کسی کمسن کے بھولے پن اور ناسمجھی سے پیدا ہونے والی جدائی اور یہ تڑپنے والا دیوانہ! کسی کے عصمت میں ڈوبے ہوئے، دوشیزگی کی چشم و ابرو کا تصور، اور پہاڑ سی راتیں! حسرتوں کا مچلنا اور ارمانوں کی فریاد بیکسی کا عالم اور دل ناشاد! خدا نہ دکھائے وہ راتیں جبکہ آنکھوں نے خون جگر کو آنسوؤں کی صورت میں بہایا۔ اور خدا نہ لائے وہ دن جبکہ نفس نے سینہ کی آگ کو شرر باری سے بھڑکایا!!

ہر مصیبت کی انتہا، بجا! ہر حالت کو انقلاب، درست! مگر دل وحشی کی وحشت میں فرق، ناممکن! قطعی ناممکن!! چشم بد دور، وہ کسیکی ناقابل اظہار مہربانیاں! وہ کسی کا بے حجابانہ برتاؤ۔ اور وہ کسی کا بات بات پر مسکرائے دینا! دل ناعاقبت اندیش کے ساتھ وہی کر گیا جو ہوا آگ کے، اور بارش طغیانی کے ساتھ کرتی ہے، دل کی لگی اور بڑھی، شعلۂ عشق اور بھڑکا، آتش شوق تیز تر ہو گئی مگر نہیں وصال کے بعد بھی عشق کے مقاصد کی کامیابیوں کے بعد بھی، اور خلوت کی بے کھٹکے چاندنی راتوں کے بعد بھی تسکین قلب نہ ہوئی، دست حنائی اپنی ٹھنڈک سے سینہ کی آگ کو نہ بجھا سکا! اور ماہ نیم ماہ رات رات بھر نظروں کے سامنے رہکر بھی سیراب نہ کر سکا۔

یہ ازلی بیقرار، یہ دیوانۂ مستقل، دل ناصبور، اب بھی ہزاروں خندۂ بے حجابانہ اور از خود رفتگی کی کیفیتوں کے مزے لوٹنے کے بعد بھی ایک نئی نظر ایک نئے تبسم، ایک نئے نازو انداز کا جویاں ہی رہا۔ آہ! اے کم نصیب! ہر پھول کو اپنی قوت شامہ کے بھینٹ چڑھانے والے دل، دیوانگی کو بڑھا، وحشت کو ترقی دے! مجنون ہو، پاگل بن اور حد انسانیت سے کوسوں تجاوز کر جا!!

ایک حسن لایزال کو ڈھونڈھ، ایک ہر روز نئے نئے جلوہ میں ظاہر ہونیوالے کی جستجو کر، ایک ایسے عشوہ گر کی تلاش کر جو آن واحد میں ہزاروں کرشمے دکھا کر تجھے از خود رفتہ بنا دے۔ جو پھول میں، نسیم سحر میں، نیم شگفتہ غنچوں میں، اور ان زاہد فریب حسینان کم سن میں طرح طرح سے اپنے تڑپا دینے والے حسن کی جھلک دکھاتا ہو! ایسا پردہ نشین جو ہر جگہ ظاہر ہو! ایسا منہ چھپانے والا جو ذرہ ذرہ میں سامنے روپ سے موجود ہو۔ وہ شان رحم جو لاکھوں مصیبتیں جھیلنے پر بھی لذت دیدار سے محروم رکھے۔

ہاں اے ظاہر پرست دل! اس مجموعۂ صفات پر جان دے جو تیرے ازلی جنون کو بڑھا دے۔ جو تیری دیوانگی کو، کبھی نہ ختم ہونے والی دیوانگی کو کہیں سے کہیں پہنچا دے، جو تیرے مجنونانہ خیالات کی باگ ناممکن الاظہار منزل کی طرف موڑ دے، جو تیری ہرجائی آنکھ کو بے ہوس اور ہمیشہ ایک نئے نظارہ کی تلاش میں رہنے والی آنکھ کو ابدالآباد تک کے لیے صرف ایک جھلک سے متوالا بنا دے۔

اے مرغ وحشی، بے آپے ہو جا! خرقۂ استدلال کو پھاڑ پھینک! حدود ظاہری سے آگے نکل جا۔ اے سیماب صفت ٹھہر نہیں! بجلی کی طرح آ، اور ہوا کی طرح جا! لوٹے جا یہ میٹھا میٹھا درد جگر بند نہ ہونے دے، اور کسی غیر فانی گلاب میں بو بنکر کسی غیر متحرک نو رمیں ہستی کو پھونکدینے والا شعلہ بنکر! جل جا اور فنا ہو جا!

مگر سیراب نہ ہو! ابھی باز نہ آ! چلا چل، اے دیوانے! چلا چل! قیود و فرائض کے جال سے نکل جا! ہستی ناکارہ کو، ایک سے دو بنانے والی ہستی کو، فراموش کر! ہوش و خرد پر چھری پھیر دے! پردۂ حجاب کو الٹ دے، اور نیم شگفتہ کلی اور حسن لایزال اپنے ہی کو سمجھ! معشوقوں میں کج ادائی اور جان دینے والوں میں دیوانگی بن جا! شعلہ جوالہ اپنے آپ کو مان، مقصد کائنات اپنے آپ کو جان، خود ہی عامل اور خود ہی معمول! خود ہی موجود، اور خود ہی روپوش! خود ہی یہ اور خود ہی وہ۔ سجدہ کر تو آپ کو! قدم لے تو اپنے، اور اے ناقابل ضبط جوش میں کچھ کا کچھ بکنے والے دل، مر تو اپنے پر مر، جان دے تو اپنے لیے جان دے۔

ہائے ہائے! اے خانہ خراب! اے سرگردان! بیمار جان بلب! مطعون خلائق، اب بھی اس نقطۂ انتہائی تک پہنچنے کے بعد بھی تو اگر کسی مہذب خطاب سے پکارے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ خود نما و خود پسند دل! خود بین و خود پرست دل!! "

برسات کا سماں

یہ نظر فریب منظر یہ فضائے برشگالی
یہ نسیم روح پرور یہ گھٹائیں کالی کالی
لب جو برسنے والی
یہ بہار سبزہ و گل یہ ادائے سرو و ریحاں
یہ صدائے بانگ بلبل یہ طیور زمزمہ خواں
یہ ہرے بھرے خیاباں
یہ گلوں کی جامہ زیبی یہ قبائے سرخ و گلگوں
یہ چمن کی دل فریبی یہ فضائے کوہ و ہاموں
یہ بہار رنگ افسوں

یہ پپیہے کی صدائیں   یہ ترانہ ہائے قمری
یہ خنک خنک ہوائیں   یہ نسیم بھینی بھینی
یہ پھوار ٹھنڈی ٹھنڈی

یہ چمکنے والے جگنو   یہ سوادِ شب کا عالم
یہ گھٹا کے بکھرے گیسو   یہ خروشِ رعدِ پیہم
یہ نمودِ برق ہر دم

کہیں مینھ کے ہیں جھالے   کہیں بادلوں کے ہیں دَل
کہیں بہہ رہے ہیں نالے   کہیں روپ پر ہیں جنگل
کہیں کوکتی ہے کوئیل

کہیں قمریوں کی کوکو   کہیں مور کی صدائیں
کہیں پھر رہے ہیں آہو   کہیں چر رہی ہیں گائیں
کبھی اُٹھتی ہیں گھٹائیں

کہیں بگلوں کی قطاریں   ہیں ہواؤں میں اونچی اونچی
کہیں مینھ کی پھواریں   لب جو ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی
کہیں بہہ رہی ہے کشتی

کبھی برق کا تبسم   کبھی رعد ہے خروشاں
کبھی موجوں کا تلاطم   کبھی جوش پر ہے طوفاں
کبھی سیلِ ابرِ باراں

کبھی قوس ہے نمایاں   بہ ہزار دلربائی
کبھی آفتاب تاباں   کبھی تیرگی ہے چھائی
کہ گھٹا ہے گھر کے آئی

کبھی جھینگروں کے نغمے   کبھی مینڈکوں کی ٹرٹر
کبھی گونجتے ہیں بھونرے   کبھی مرغ ہیں نوا گر
کہ سرود خواں ہے نیچر

جو اُبل رہے ہیں چشمے   تو چڑھی ہوئی ہیں ندیاں
جو برس گئے ہیں جھالے   تو ہرا بھرا ہے میداں
ہے زمیں کا سبز داماں

جو چٹک رہی ہیں کلیاں   تو لہک رہا ہے سبزا
جو ہوا ہے عنبر افشاں   تو مہک رہا ہے صحرا
کہ یہ رُت ہے روح افزا

(ماخوذ)

دنیا میں ہمارے ارد گرد صدہا باتیں روز ایسی ہوتی ہیں کہ اگر چشمِ بصیرت سے دیکھا جائے تو اُن سے خالقِ بے ہمتا کی قدرتِ کاملہ کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔ مگر ہم تو بادۂ غفلت میں ایسے سرشار ہیں کہ اُن تمام باتوں کو ذرا بھی غیر معمولی نہیں سمجھتے۔ ابھی سورج نکلا ہے اور شاخ گل [illegible]

پھول بھی اس حسرت و افسوس میں اپنے دلِ انقباض کی طرح منقبض ہوئے جاتے ہیں کہ اگر رات ہم بھی کسی سیمتن کے گلے کا ہار بنجاتے تو اُس وقت بڑھنے والی دھوپ کے ہاتھوں سے اس طرح کیوں پژمردہ ہوتے۔ مگر حضرتِ انسان کو کچھ بھی خبر نہیں۔ ہمارے نزدیک سورج کا روز نکلنا اور غروب ہونا ایک نہایت معمولی بات ہے۔ اس کے بعد دوپہر ہوئی اور درختوں کے پتوں میں شعاعی روشنی اُسی طرح عیاں ہونے لگی جیسے کسی پری وش کے کانوں میں سونے کی جڑاؤ بجلیاں تڑپ تڑپ کر مشتاقوں کے دلوں پر بجلی گراتی ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ بھی روز واقع ہونے والا امر ہے۔ پھر وہ وقت آیا جس میں آفتاب اپنے کسی دلستاں معشوق سے ملنے کے لیے سارا آسمان ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دن بھر کی سخت محنت کے بعد سطحِ زمین سے بالکل قریب ہو جاتا ہے اور اس کی تجسس کرنیوالی کرنیں مشتاق نگاہوں کی طرح بے اختیار ہو گر گر پڑتی ہیں اور تلملا تلملا کر ایک حسرت کے ساتھ چاروں طرف دیکھنے لگتی ہیں۔ مگر اس کا ہمارے دل پر کوئی پائدار اثر نہیں ہوتا اور ہم ایک لحظہ بھی اس غور میں صرف نہیں کرتے کہ آخر وہ کونسی زبردست قوت ہے جو ایک آن کی آن میں کسی نازک مزاج کے تلون کی طرح ایسی ایسی دلچسپ تبدیلیاں کرتی رہتی ہے اور اُسکی قدرت کیسی زبردست ہے؟ (ملخص)

ایک مسکراہٹ کی قیمت کون بتا سکتا ہے؟ دینے والے کا اس میں کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن پژمردہ خاطر، گنہگار، افسردہ دل اور بیکس کے حق میں یہ انمول ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کینہ کی آگ بجھ جاتی ہے۔ بدمزاج رام ہو جاتے ہیں۔ نفرت محبت سے۔ انتقام مہربانی سے بدل جاتا ہے۔ اور تنگ و تاریک راستے جواہرات کی روشنی سے جگمگا اُٹھتے ہیں۔ خندہ پیشانی نیک دل انسان۔ جانی دوست محبت کرنے والے بھائی، تابعدار بیٹے اور مہربان شوہر کی نشانی ہے۔ اس سے حُسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ بدصورتی پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور حسین عورت بہشتی فرشتوں سے مشابہ ہو جاتی ہے + (ماخوذ)

مذہب کے بعد انسان کی اصلاح کے واسطے کوئی شے علم سے بڑھکر نہیں۔ اگر فلسفہ کی خاردار جھاڑیوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتے ہو تو مطالعۂ تواریخ میں تو کوئی اندیشہ نہیں اس سے بڑھکر آسان کام کیا ہو گا جس میں تفریح اور فائدہ دونوں موجود ہیں۔ ایسے شخص کو دیکھکر ہمیں کیسا افسوس ہوتا ہے جسکی گردن اکڑ گئی ہو اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھ سکے۔ لیکن وہ شخص جو گزشتہ کارہائے نمایاں سے بے خبر ہے اس سے بھی بڑھکر قابلِ رحم ہے۔ تاریخ نوجوان کو بغیر جھریوں اور سفید بالوں کے بوڑھا بنا دیتی ہے اس سے بڑھاپے کا تجربہ بغیر بڑھاپے کی تکلیفوں کے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ صرف ماضی کا حال ہی نہیں بتا دیتی۔ بلکہ آئندہ کی بھی خبر دیتی ہے کیونکہ اس دنیا میں کوئی بالکل نیا واقعہ نہیں پیش آتا۔ ہر ایک چیز ایسی ہی نئی ہوتی ہے جیسے کہ نیا چاند۔ جو اصل میں محض پرانا چاند بدلی ہوئی صورت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح پرانے واقعات بھی بار بار نئی اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں + (ماخوذ)

صنفِ نازک کیلئے

زیور

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ زیورات سے بلحاظ حُسنِ ذاتی کم و بیش ترقی حُسن ہو جاتی ہے اور شوقین نظروں کو یہ مصنوعی منظر خوش آیند معلوم ہوتا ہے لیکن قدرتی چیزوں کے آگے مصنوعی چیزوں کی جو قدر و منزلت ہو سکتی ہے وہ معلوم ہے ۔ ایک بھونڈی اور بدشکل کو کتنا ہی زیور پہنایا جائے وہ خوبصورت نہیں بن سکتی ، اور نہ کچھ مزید کشش اُس میں پیدا ہو سکتی ہے ۔ برخلاف اس کے ایک خوبصورت نازنین اگر بے زیور بھی ہو تو اس کی قدرتی دلفریبی زیورات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کچھ کم نہیں ہو سکتی ۔ کیا اچھا حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

ز عشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست   بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

خواہ کسی قسم کا زیور ہو (طلائی یا نقرئی) سوائے معدودے چند کے تقریباً سب میں ٹانکہ یعنی لاگ ہوتی ہے جو اس وقت تو زیور کو کسی قدر خوشنما ضرور کر دیتا ہے مگر اس کی مالیت کو بہت گھٹا دیتا ہے ۔ اگر آج آپ ایک زیور ٹانکہ کا بنوائیں اور وہ آپ کے حسب منشا نہ بنے یا کسی اور وجہ سے آپ اُسکو فروخت کرنے کے ارادے سے بازار میں لیجائیں تو خود بنانے والا سُنار بھی ہرگز اس کی پوری قیمت نہ دے گا بلکہ ٹانکہ کا بہانا اور ملاؤ کا نقص اور سو حجتیں پیش کریگا ۔ اسی طرح اگر آپ کسی ضرورت کے وقت کچھ زیور رہن کریں اور اس پر روپیہ لینا چاہیں تو سو روپے کے زیور کے پیسے پچاس ہی روپے ملیں گے اور سود علاوہ ہوگا ، اور بہت قلیل مدت میں اصل و سود ملا کر سو روپے تک نوبت پہنچ جائیگی ۔ ان سب باتوں کو جانے دیجیے ، ایک زیور آپ بنوائیں تو اگر سونے کا ہے تو اُس کی قیمت کے لحاظ سے اور چاندی کا ہے تو اس کے لحاظ سے سُنار بنوائی لیگا ، فرض کر لیجیے کہ اگر سونے کی چیز ہے تو کم از کم ایک روپیہ (بشرطیکہ جڑاؤ نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس کی علیحدہ اُجرت ہوگی) اور چاندی دو پیسہ فی تولہ بنوائی لے تب بھی ایک معقول رقم زیور کی باہر چلی جاتی ہے ۔ کیونکہ بہت کم زیورات ایسے ہیں جو ایک تولہ میں ہی بن جائیں ورنہ دس دس اور بیس بیس بلکہ اس سے بھی زیادہ نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ پس دو چار زیور اگر بنوائے جائیں تو ایک بڑی رقم اسکی بنوائی میں چلی جاتی ہے جو کسی شمار و قطار میں نہیں ۔ اور پھر اسی پر بس نہیں ہوتی ۔ بلکہ ہر چھٹے چھ ماہی اُن کی مرمت تراش خراش اور تبدیل وضع ہوتی رہتی ہے اور ہر دفعہ از سرِ نو اس میں کھوٹ ملتا رہتا ہے اور بنوائی بار بار دی جاتی ہے ۔ الغرض ایک زیور چار سال کے بعد اپنی اصلی لاگت سے ایک خمس قیمت کا بھی نہیں رہتا بلکہ اس سے بھی کم قیمت اُٹھتی ہے ، اور آخر الامر اگر سونے کا زیور ہے تو آدھا پیتل اور تانبہ اور چاندی کا ہے تو اسی قدر یا اس سے زیادہ ٹنگ اور قلعی کا ملاپ اُس میں ہو جاتا ہے اور جو بنوائی میں خرچ ہوتا ہے وہ علاوہ ۔ اگر یہی روپیہ کسی بینک میں جمع ہو یا کسی تجارت میں لگایا جائے تو بجائے اسکے کہ اصل مالیت کا نقصان رہ جائے اصل سے دوگنا نہیں تو ڈیوڑھا تو ضرور ہو جائیگا ۔ خدا اسلامی عورتوں کو ہمت اور حوصلہ دے کہ وہ اپنے جھوٹے جذبات کو قومی فائدہ پر نثار کرنے کے لیے بطیبِ خاطر اور خوشی سے آمادہ ہو جائیں اور ” ورنہ ستانی بہ ستم می رسد “ کی نوبت نہ پہنچنے دیں ۔

ان زیورات کی وجہ سے اکثر بچوں اور عورتوں کی جانوں پر بن جاتی ہے اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ کوئی گاؤں ، قریہ ، قصبہ یا شہر ایسا نہ ہوگا جس میں ہر سال متعدد جانیں صرف اِن زیورات کی بدولت ضائع نہ ہو جاتی ہوں ۔ حال ہی میں ایک چشم دید واقعہ پنجاب کے ایک شہر میں ایسا ہوا کہ جس کی وجہ سے ایک متوسط درجہ کی عزت دار ہندو عورت کا چار پانچ سو روپے کا زیور چند بدمعاشوں نے اُتار لیا اور اُسکا ناموس ننگ آلود کر دیا ۔ میں بالتفصیل اس واقعہ کو بیان کرتا مگر کسی کی پردہ دری مجھکو مطلوب نہیں ہے اس لیے اُسکو قلم انداز کرتا ہوں ۔ میلوں وغیرہ میں اکثر معصوم اور ننھی جانیں اس کمبخت قبیح رسم کے نذر ہوتی ہیں ۔ اگر حُسنِ اتفاق سے بعض کی جان بچ بھی گئی تو وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے علیحدہ ہو کر آوارہ اور سرگرداں ہو جاتے ہیں ، ماں باپ اُن کی جُدائی میں علیحدہ جان کھوتے ہیں اور جابجا اُن کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں ۔ کہیں تھانہ میں رپورٹ لکھواتے ہیں ۔ کہیں نجومیوں سے فالیں دکھواتے ہیں ۔ کہیں کھوجیوں کو رقومات دیتے ہیں ۔ کہیں اخباروں میں ” گمگشتہ عزیز “ کے عنوان سے اشتہار دیتے ہیں ، غرضکہ سو طرح کی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں ۔ پس اگر وہ اس مصرعہ پر عمل کریں ۔ ع

” چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی “

تو کیوں یہ دن اُن کو دیکھنا پڑے ۔ اے وہ لوگو ! جن کو اپنے بال بچوں کی جانیں اُنکی آوارگی اور سراسیمگی سے نجات اور بالآخر اپنی عورتوں کا ننگ و ناموس مطلوب ہو ۔ عبرت پکڑو اور قطعی اور بالجزم ارادہ ترکِ زیورات کا کر دو اور اپنی عورتوں کا کہنا بالکل اس بارے میں مت مانو اور اُن کی کبیدگیٔ خاطر کی ہرگز پروا نہ کرو ۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو گویا اپنے پیاروں کو شربت کے پیالے میں سمِ قاتل ملا دو گے ۔ (ملخص)

ماں کا اثر بچہ پر

ماں کا اثر بچہ پر لا انتہا ہوتا ہے ، بچہ کی آنکھ ماں کی گود میں کُھلتی ہے ، وہ ماں کی نگرانی میں نشو و نما پاتا ہے ۔ پلتا ہے ، بڑھتا ہے اور اسی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے ۔ اور عالمِ طفولیت میں جو کچھ اُسے سبق ملتا ہے وہ ماں ہی سے ملتا ہے جو تعلیم و تربیت اُسے اُس زمانہ میں ملتی ہے آیندہ زندگی میں وہ ہی کام آتی ہے ۔ بچپن میں جو کچھ سیکھتا ہے بڑا ہو کر اسی پر عمل کرتا ہے ۔ جو خیالات بچپن میں تہہ نشین ہو جاتے ہیں وہی ساری عمر قائم رہتے ہیں ۔ پس یہ کہنا بیجا نہیں کہ سب مثل یا دہ کارآمد

اور درسگاہ گھر ہے مگر اس اسکول کی حکمران عورت ہے اور یہاں اسی کا سکہ چلتا ہے، اور زمانۂ قدیم سے لیکر آج کے دن تک یہاں عورت ہی کا ڈنکا بجتا ہے۔ بچہ ہر بات میں اپنی ماں کی تقلید کرتا ہے۔ اس کا لحاظ اور ادب رکھتا ہے، اس کا حکم مانتا ہے اور پہلی آواز جو اس کے کان میں پڑتی ہے وہ عورت ہی کی زبان سے نکلتی ہے۔ عورت کا اثر بچپن تک ہی محدود نہیں۔ اور عورت صرف زمانۂ بیخبری ہی کی جس کا دوسرا نام عالم طفولیت ہے نگراں نہیں ہے بلکہ وہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک انسان کو اخلاق کی تربیت دینے والی اور محافظ ہے۔ انسان کی خصلت اور عادات پر عورت کا ہمیشہ بڑا اثر پڑتا ہے، اور وہ جوانی کی رہنما اور بڑھاپے کی مونس وغمخوار ہے اور جس طرح ایک بادشاہ اپنی رعیت کا نگہبان اور فوج کا سرپرست ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے خاوند کی نگہبان اور بچوں کی سرپرست ہوتی ہے۔ مرد جب دن بھر کی مشقت اور کلفت کے بعد گھر آتا ہے وہ اُسے راحت وآرام دینے کی کوشش میں مصروف ہوتی ہے اور خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اس کی مسکراہٹ اور خوش کلامی سے دن بھر کی تکلیفیں کافور ہوجاتی ہیں اور اسکے محبت آمیز الفاظ سے عجیب تروتازگی پیدا ہوتی ہے۔ عورت کی ایک محبت بھری نگاہ بڑے بڑے بادشاہوں کے خلعت فاخرہ سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہے۔ فی الحقیقت عورت نہایت ہی آرام وہ اور دلپذیر ساتھی ہے اور اسکی فرمانروائی صرف ریت سکوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دلوں پر بھی ہے۔ اور چونکہ گہوارے سے لگا کر لب گور تک مرد عورت کے ہاتھ میں رہتا ہے اس لیے ہر قوم کی قسمت کا فیصلہ بھی عورت ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ دنیا کی فاتح اور حکمران ہی نہیں بلکہ فرشتۂ تقدیر بھی ہے۔ **ٹینیسن** نے کیا اچھا کہا ہے "عورت نے اس جہان کو جنت بنادیا"

ہر قوم اور ہر ملک کی شایستگی کا دارومدار عورتوں پر ہے۔ تعلیم یافتہ عورتیں اپنے بچوں کی پرورش مناسب طور سے کرتی ہیں اور وہ زمانہ کی حالت سے خوب واقف اور وقت کی ضروریات سے آگاہ ہوتی ہیں اور اسی لیے تعلیم یافتہ ماں کا بچہ بھی تہذیب یافتہ ہوتا ہے، وہ قوم کے لیے سرمایۂ ناز اور ملک کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔

شہنشاہ **نپولین** نے لکھا ہے "مجھے جو عزت وشہرت حاصل ہوئی وہ میری پیاری ماں کی بدولت تھی"

حیات جاوید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کی تعلیم اُن کی والدۂ ماجدہ کی نگرانی میں بخوبی تمام ہوئی تھی۔

جو باتیں بچہ ماں سے سیکھتا ہے وہ اس کی آیندہ زندگی میں عملی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں جس سے بندگان خدا کو فائدہ، ملک کو رونق اور قوم کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ الغرض عورت کا اثر ساری دنیا میں پایا جاتا ہے اور جہان کی حکمرانی میں بھی بڑا حصہ عورتوں ہی کا ہے +

(ملخص)

بیوی

ہو اگر بیوی حسین ونیک سیرت باوفا نعمت پاکیزۂ خلاق عالم ہے وہی
اور اگر بدقسمتی سے ہوگیا اسکے خلاف مرد کے حق میں عذاب صد جہنم ہے وہی

زنانہ مشاغل

(از جناب بلقیس بیگم صاحبہ)

ہر ایک بی بی کو کچھ نہ کچھ مفید شغل جاری رکھنا چاہیے، خواہ وہ سلائی کا ہو یا لکھنے پڑھنے کا۔ اکثر بیبیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عموماً سارا سارا دن غیبت اور فضول گوئی میں ختم کردیتی ہیں، یہ بہت بُری عادت ہے، اول تو غیبت بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر بہن بھائی کو بچنا چاہیے۔ دوم اتنا وقت محض فضول وخرافات باتوں میں گزارنے سے بہتر ہے کہ تم لکھنے پڑھنے میں کوشش کرو۔ اگر خط اچھا نہیں ہے تو اس کے درست کرنے میں کوشش کرو۔ علاوہ ازیں جو اُردو لفظ تمہاری زبان سے اچھی طرح ادا نہ ہوسکیں انہیں بار بار اپنی زبان سے کہو۔ علم ایسی عجیب چیز ہے کہ اسکی خوبیوں کے لایق میرا یہ قلم کو نہیں سمجھتی۔ اگر ایک لڑکی صرف پڑھی لکھی ہے تو وہ ایک ہنر بغیر کسی کے سکھائے آسانی سے سیکھ جائیگی۔ مثلاً اگر اسکو سینا اچھا نہیں آتا تو وہ کتاب میں سے دیکھ دیکھکر اور ترکیب پڑھکر یہ کام سیکھ جائیگی، یا اگر اسکو پکانا نہیں آتا تو یہ ہنر بھی کتابوں میں سے پڑھکر حاصل کرلیگی۔ اگر وہ خانہ داری یا تربیت اولاد سے ناواقف ہے تو یہ سب باتیں بھی وہ کتاب سے سیکھ سکتی ہے اس لیے سب سے مقدم علم سیکھنا ہے، اگر لڑکی ان سب فنون سے واقف ہے تو پھر اسکا ذرا سا وقت بھی بیکار ضائع نہیں ہوسکتا۔

سب سے اول تو روزنامچہ یا ٹائم ٹیبل بنایا جائے۔ صبح اُٹھکر اور ضروریات سے فارغ ہوکر نماز پڑھنا پھر قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے، اور دعا کرنی چاہیے کہ خدایا تمام دن خوشی سے گزارے۔ بعد ازاں ناشتہ کرنا پھر گھر میں جھاڑو بہارو۔ کھانے کا انتظام وغیرہ کام ہیں۔ پھر جو خط آئے ہوں انکے جواب لکھنا، پھر کھانا کھانا اور کھلانا۔ بعد میں سبق یاد کرنا اور تھوڑی دیر سلائی کا کام کرنا چاہیے۔ غرض دن کا کوئی وقت ضائع مت جانے دو۔ یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہے کہ تمام دن پڑھنے لکھنے ہی میں گزار دو بلکہ کچھ سلائی بھی کرو۔ گھر کے کپڑے اگر بازار میں درزی کے ہاں جائیں تو بہت بڑی بات ہے جبکہ تمہیں خود سینا پرونا آتا ہے۔ تم خود وہ کپڑے سیو اور اس سلائی کی بچت سے خود ہی فائدہ اُٹھاؤ۔ اگر تمہیں جالی اور کروشیا کا کام آتا ہے تو ان سے خوبصورت سے خوبصورت میز پوشس اور ٹرے کلاتھ ٹی کوزی وغیرہ وغیرہ بناؤ جس سے تمہارا سگھڑاپا معلوم ہو۔ اس سے کیا فائدہ کہ تمام دن خالی ہاتھ پر ہاتھ رکھے گزر جائے؟ اگر یہ کام نہیں آتے تو انکے سیکھنے کی کوشش کرو۔ یہ کام بہت اچھے ہیں ان سے اول تو خالی وقت بیکار نہیں جاتا، دوسرے جی بہلتا ہے، تیسرے گھر کی اعلیٰ اعلیٰ چیزیں تیار ہوتی ہیں جو بازار سے تو معمولی بھی نہیں مل سکتی ہیں۔ اگر ملیں بھی تو ایک ایک چیز چوگنی اور پانچ گنی قیمت پر آتی ہے، اور گھر میں بالکل مفت تیار ہوجاتی ہے۔ شغل میں انسان اپنے غم فکر بھی بھول جاتا ہے اسی لیے سب سے بہتر یہی ہے کہ خالی نہ رہو، آپ یورپین اور پارسی لیڈیوں کو دیکھیں کہ وہ اپنا ایک منٹ بھی بیکار نہیں کھوتیں وہ اکثر ان خالی وقتوں میں تصویریں بناتی ہیں۔ کروشیا سلائی کا کام کرکے گھر کے لیے عمدہ عمدہ چیزیں تیار کرلیتی ہیں۔ جو بھی ہوئی بہت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز دل سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ پس ایسے شغل ضرور اختیار کرنے چاہئیں کہ جن سے دل کا بہلاؤ اور مالی فائدہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں +

(ماخوذ)

لیلائے سخن کا دیوانہ

(۱)

میاں طالب حسین کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ والد کو اُن سے بہت محبت تھی اور اُن کی وجہ سے بیوی کے انتقال کے بعد اُنہوں نے دوسری شادی بھی نہیں کی تھی اور اپنی ساری آمدنی اُن کی ناز برداریوں میں صرف کرتے تھے۔ طالب حسین کی عمر جب دس گیارہ سال کو پہنچی تو انہیں ورناکیولر مڈل اسکول میں داخل کیا گیا۔ طالب حسین چنداں غبی تو نہیں تھے لیکن باپ کی سہل انکاری اور چشم پوشی کی وجہ سے اُن کو محنت کی بالکل عادت نہیں تھی۔ تاہم وہ گرتے پڑتے مڈل تک پہنچ گئے تھے۔ اب طالب حسین جوانی کی ابتدائی منزلوں میں تھے۔ قدرت شباب کے ولولوں کو اپنے غیر محسوس ہاتھوں سے نشو و نما دے رہی تھی اور طبیعت اُن مشاغل کے لیے گرسنہ ہو رہی تھی جو شباب کی آگ کا ایندھن ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں سب سے پہلے طالب حسین کو اُردو ناولوں کا چسکا پڑا اور اُنہوں نے خرافات پسند پنجابی دل و دماغ کے وہ تمام نتائج جو ایک روپیے میں ایک ہزار صفحے کے حساب سے فروخت ہوتے ہیں منگا ڈالے۔ ناولوں کے مطالعہ سے تحریر کے سادہ صفحات پر گلکاریاں شروع ہو گئی تھیں کہ ماں باپ کے اکلوتے فرزند کو ایک اور جنون پیدا ہوا۔ مڈل کلاس کے ایک اُستاد شعر و سخن کے بہت شائق تھے، اگرچہ شاعری سے مطلق مذاق اور واقفیت نہیں رکھتے تھے لیکن شاعر تھے اور چاہتے تھے کہ اُن کے مدرسہ سے جو شاگرد نکلے وہ شاعر ضرور ہو۔ چنانچہ وہ مڈل کلاس کے طالبعلموں کو ہمیشہ شعر و سخن کی دعوت دیتے رہتے تھے ایک دن میاں طالب حسین سے بھی اُنہوں نے شعرگوئی کی فرمائش کی اور ایک آنے والے مشاعرہ کی تاریخ بتائی۔ بیچارے طالب حسین نے کبھی شعر نہیں کہا تھا وہ کسی طرح کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن اُس نے مشاعرہ میں ضرور شرکت کی۔ طالب حسین کے لیے دنیائے شاعری کے نظارہ کا یہ پہلا موقع تھا۔ اُسے کئے بعد دیگرے مختلف اشکال، مختلف لباس، مختلف آواز، مختلف انداز شعرا کی غزل سرائی میں تمیز اور بالکل سب سے زیادہ لطف آیا اور اُس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو وہ اگلے کھیل میں ان کھلاڑیوں کے ساتھ ضرور شامل ہو جائیگا۔ اُسے مشاعرہ میں یہ معلوم کر کے کیسی مسرت ہوئی کہ بڑھے سے بوڑھے ناکارہ سے ناکارہ، بدشکل سے بدشکل شاعر کے پاس ایک فرضی معشوق تھا جس پر اُسے پورا اختیار حاصل تھا اور جس کے ہر حصۂ جسم اور ہر گوشۂ حسن سے وہ مستفید ہوتا تھا۔ چنانچہ طالب حسین جب صبح کے ۵ بجے مسجدوں کی اذانیں سُنتا اور سڑکوں پر ہیوی سپلائی کے سحر خیز عملے کی سست و خیز دیکھتا ہوا گھر کو واپس ہوا تو اُسکے تصور کی جیب میں بھی ایک خیالی معشوق تھا جو ہر قدم پر یقین دلا رہا تھا کہ میں تم سے کوئی فیس نہیں لونگا۔

(۲)

مشاعرہ سے واپس ہو کر میاں طالب حسین دن کے ۲ بجے تک سوتے رہے۔ جب سو کر اُٹھے تو پھر مشاعرہ کا خیال بندھا۔ اُنہوں نے محسوس کیا تھا کہ مرزا علیم الدین مائل اور اُن کے شاگردوں کی غزلیں خوب کامیاب ہوئیں لہذا اُن کے دل میں یہ بات جم گئی کہ جس طرح ممکن ہو مائل صاحب کی شاگردی اختیار کرنی چاہیے۔ خوش قسمتی سے مائل صاحب کے ایک شاگرد زائل تخلص ان کے محلہ میں رہتے تھے اور ان سے ملاقات بھی تھی۔ پس دو تین دن کے بعد طالب حسین اُنہیں ہمراہ لیکر مرزا مائل صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ مرزا مائل صاحب اُردو پڑھے ہوئے تھے اور کچھ شُدبُد فارسی بھی جانتے تھے۔ شاگرد بنانے کے بڑے شائق تھے کیونکہ اُنہیں تجربہ سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ مشاعرہ میں غزل عروض و قافیہ کی واقفیت، کلام کے نقائص سے پاک اور خوبیوں سے لبریز ہونے کی بنا پر کامیاب نہیں ہوتی بلکہ شاگردوں کی واہ واہ سارے مشاعرہ پر چھا جاتی ہے اور جہاں دس آدمیوں نے مختلف گوشوں سے چلانا شروع کیا کہ تمام سامعین متوجہ ہو کر ہیچ پڑتے ہیں۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا کہ مشاعرہ میں مائل صاحب کو دوسرے مصرعے کے پڑھنے کی تکلیف اُٹھانی نہیں پڑی اور صرف پہلا مصرعہ سنکر ہی شاگردوں نے اور اُن کے ساتھ ہی سخن فہم سامعین نے شور برپا کر دیا۔ مشاعروں کی اِس داد نے مائل صاحب کو ایسا بیخود کر دیا تھا کہ اُنہیں محنت سے غزل لکھنے یا اُسے عیوب شعری سے پاک کرنے اور فن میں بحیثیت فن ترقی کرنے کی کبھی زحمت نہیں ہوئی۔ وہ صرف اس گُر سے واقف ہو گئے تھے کہ مشاعرہ میں داد کیونکر لی جائے اور اس کے بعد اُنہیں غرض نہ تھی کہ اُن کی غزل تعویذ گلو بنا کر رکھی جائے یا استنجائے کبیر کے کام آئے اور اس پہلو سے میاں طالب حسین کی درخواست منظور کرنے میں اُنہیں ذرا بھی تامل نہیں ہوا۔ طالب حسین کا خیال تھا کہ شاگرد ہوتے کے ساتھ ہی وہ ایک مشین کی طرح کھٹا کھٹ شعر اُگلنے لگے گا اور اسی لیے وہ مائل صاحب کے لیے دو روپے کی مٹھائی بھی لے گیا تھا لیکن افسوس کہ یہ خیال غلط نکلا اور شاگرد ہونے کے بعد بھی وہ ویسا ہی رہا جیسا شاگرد ہونے سے پہلے تھا۔ اور مائل صاحب مجبور بھی تھے وہ خود نہیں جانتے تھے کہ شعر کیسے کہتے ہیں اور شعر کیسا ہونا چاہیے۔ پھر وہ طالب حسین کو کیا بتاتے اُن کا قاعدہ تھا کہ جب مشاعرہ میں دو تین دن رہتے تھے وہ ڈیڑھ دو سو شعر کہتے تھے اور پھر پندرہ بیس شعر اپنے لیے انتخاب کر کے باقی اشعار شاگردوں کو تقسیم کر دیتے تھے شاگردوں کو بھی فکر سخن کے سلسلہ میں صرف اتنی زحمت ہوتی تھی کہ اپنے حصہ میں آئے ہوئے اشعار کو ایک کاغذ پر صاف کریں۔

(۳)

بہرحال طالب حسین مرزا مائل کے شاگرد ہو گئے اور قائل تخلص تجویز ہوا لیکن مرزا صاحب کے دیگر شاگردوں کی طرح یہ اُن کے پس خوردہ پر قناعت نہیں کرتے تھے بلکہ کامیابی ہو یا نہ ہو خود بھی فکر کرتے تھے۔ آٹھ دس مشاعروں کی شرکت میں طبیعت کُھل گئی اور وزن شعری کا امتیاز ہوتے ہی انہوں نے رات دن ایک کر دیا۔ رات کو ایک بجے تک فکر سخن۔ مدرسہ میں فکر سخن۔ حتےٰ کہ استنجے کے خاموش لمحے بھی اس بحر ناپیدا کنار کی غواصی میں صرف ہوتے تھے۔ طالب حسین شعر تو بُرا بھلا اپنی قابلیت کے مطابق کہنے لگے لیکن امتحان میں فیل ہو گئے اور اس طرح گویا اُن کی عمر کا ایک سال کم ہو گیا۔ اگلے سال انہوں نے پھر اسی درجہ میں پڑھنا شروع کیا لیکن چونکہ مشق سخن بدستور جاری تھی اس لیے اگلے بھی

ناکام رہے۔ اب شاعری کے ساتھ ساتھ جوانی بھی اپنے پنہاں ہاتھ پاؤں نکال رہی تھی اس لیے اُنھوں نے مدرسہ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔ اور تمام وقت شعرا کی صحبت اور فکر شعر میں صرف کرنے لگے۔ اب تک اُن کا دماغ فکر معاش سے آزاد تھا لیکن بقول اُنکے آسمان نہ دیکھ سکا اور دنیا میں مبتلا ہو کر اُن کے شفیق باپ نے رحلت کی غنیمت یہ تھا کہ کچھ رقم پس انداز موجود تھی ورنہ طالب حسین کے لیے جنھوں نے اپنی زندگی کی کشاکش کا سامنا نہیں کیا تھا زندگی موت سے بدتر ہو جاتی۔ اسی اثنا میں طالب حسین کے اُستاد حضرت مائل بھی دو سال کے لیے عرب چلے گئے تاکہ فریضۂ حج ادا کریں اور اماکن مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اب طالب حسین کی فکر سخن کے لیے میدان دور تک صاف تھا اور اُستاد کے چلے جانے سے اُنہیں پہلے سے زیادہ غور و محنت کی ضرورت تھی۔ طالب حسین تو خود بھی کچھ لکھ لیتے تھے لیکن اُن کے دوسرے اُستاد بھائی صرف مائل صاحب کے بل بوتے پر شاعری کرتے تھے اور اس لیے مائل صاحب کے جاتے ہی اُن کی غزل سرائی اور مشاعروں کی بزم آرائی ختم ہو گئی۔ اس سے طالب حسین کو یہ شدید نقصان پہنچا کہ مشاعرہ میں کوئی اُن کی غزل پر توجہ نہیں کرتا تھا اور مطلع سے مقطع تک صاف اُتر جاتی تھی۔ جب کئی مشاعروں میں غزل کا یہی حال رہا تو اُنہیں بڑی مایوسی ہوئی اور اپنے بعض بے تکلف احباب سے اس کا تذکرہ کیا۔ ایک صاحب نے جو ذرا صاف گو تھے ان سے کہا کہ بھئی تمہاری غزل مشاعرہ میں اس لیے سرسبز نہیں ہوتی کہ اُس میں اثر اور دلگدازی نہیں ہوتی۔ تم نے شاید حالی صاحب کا یہ شعر نہیں سنا ؎

اے شعر دلفریب نہ ہو تو، تو غم نہیں پر تجھ پہ حیف ہے جو نہ ہو دلگداز تو

یہ سنکر طالب حسین نے کہا کہ پھر تاثیر اور دلگدازی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے اُن صاحب نے کہا کہ خود شاعر کے دل میں درد ہو اور جو باتیں وہ لکھتا ہے اُنھیں عملی طور پر جانتا ہو۔ طالب حسین نے کہا تو جناب کے یہ معنی ہیں کہ آدمی شاعر بننے سے پہلے عاشق بنے" اُن صاحب نے کہا" اور کیا اس کے بغیر بھی کوئی شاعر ہو سکتا ہے اور موثر اشعار کہہ سکتا ہے؟ آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد"

(۴)

طالب حسین اپنے مخلص دوست کے مشورہ پر عرصہ تک غور کرتے رہے اور بالآخر اُنھیں تسلیم کرلینا پڑا کہ عاشق ہوئے بغیر اچھا شاعر بننا نا ممکن ہے۔ عروض و قوافی اور بیان و بدیع کی تکمیل سے یہ فن نہیں آسکتا۔ اس کا معلم صرف عشق اور اس کا اُستاد صرف حُسن ہے۔ اس خیال کے مستحکم ہونے کے بعد طالب حسین کو عاشق بننے کی سخت ضرورت پیش آئی۔ لیکن بقول غالب ؎

عشق کہتے ہیں جسے ہے یہ وہ آتش غالب کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

حُسن تو بازار میں مل جاتا ہے مگر عشق نہیں ملتا ورنہ وہ ضرور خرید کر لیتے۔ وہ مہینوں اس جستجو میں دل بکف کوچہ و بازار میں پھرتے رہے لیکن مطلق کامیابی نہیں ہوئی۔ نہ اُنہیں کسی کھڑکی سے کوئی ماہرو نظر آیا۔ نہ کسی فٹن، پالکی یا ڈولی سے کبھی ایسی جھلک دکھائی دی کہ سر راہ طور کا سماں پیدا ہو جائے۔ آخر کار بڑے عرصہ کے بعد دل اُلجھا بھی تو کہاں؟ صدر بازار کے ایک بالاخانے سے جس نے پہلی بارش میں سر سبز ہونے کی منت مانی تھی۔ یہ ایک بازاری پست و پنج سالہ عورت تھی جس نے نوجوان شاعر کو کھوپرے کے تیل میں ڈوبی ہوئی زلفوں میں اسیر کرلیا۔ اور غریب نے حافظ کا یہ مطلع پڑھتے ہوئے کہ ؎

شاہد آں نیست کہ موئی و میانے دارد
بندۂ طلعت آنیم کہ آنے دارد

ہزار جان سے اپنا دل اس عربدہ ساز کی نذر کر دیا۔ اس حادثہ کے بعد طالب حسین کی شاعری کا رنگ بدل گیا اور کسی دوسرے پر اثر ہوا یا نہیں لیکن وہ خود اپنے اشعار میں درد محسوس کرنے لگے۔ اب عملی طور پر اُن کے دل میں فراق کی بیتابیاں موجود تھیں۔ اب اُن کے لیے ناوک نگاہ۔ تیغ ابرو۔ دام گیسو محض ایک لفظی طلسم کی حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ ان کا اثر اپنے دل اور اپنی روح پر محسوس کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ عشق اپنی منزلیں طے کرنے لگا اور شباب رہ رہ کر تمنائے وصال کو شہ دینے لگا۔ آخر ایک دن جذبات کے تلاطم شرم و تہذیب، اور ایمان و مذہب کی کشتیاں غرق ہو گئیں اور نوجوان شاعر جیب میں چند روپیے لیکر معاملہ بندی کی عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیے صدر بازار کو روانہ ہوا۔ رات کی تاریک فضا اور موسم سرما کی گناہ آفریں خاموشی نے تمام حجاب اُٹھا دیے، اور ابھی گھڑیوں میں بارہ نہیں بجے تھے کہ فراق اور وصال کے ڈانڈے باہم مل گئے اور خیال کی برقی موجیں مثال میں تڑپنے لگیں۔

(۵)

شاعری کی آخری منزل پر پہنچنے کے بعد تیسرے دن صبح کو طالب حسین آگاہ ہوئے کہ کم خرچ عشق نے اُنہیں کس سوز و اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب اُنھوں نے محسوس کیا کہ درد و قلق کیا ہے، بیتابی و بے خوابی کسے کہتے ہیں اور درد رہ رہ کر ٹیس کس طرح اُٹھتی ہے۔ لیکن اس درد کا علاج "مذعاب لب لعاب دہن شربت وصال" سے ناممکن تھا، اس کی دوا صرف ڈاکٹر بوس کی ڈسپنسری میں تھی۔ چنانچہ کئی ماہ تک طالب حسین اپنی دوا دارو میں مصروف رہے اور اگرچہ بظاہر اُن کو صحت ہو گئی لیکن مرض کی چنگاریاں ہمیشہ کے لیے فرو نہ ہو سکیں۔ اب اُن کو عزیز و اقربا نے شادی کی صلاح دی اور اگرچہ وہ بدقسمتی سے کوئی قریبی رشتہ دار نہیں رکھتے تھے لیکن اُن کی خالہ زاد بہن اپنی نیکی اور رحمدلی کی بنا پر اُن سے بہت محبت رکھتی تھیں اور اس موقع پر بھی جبکہ شادی کا مسئلہ چھڑا ہوا تھا اُنھوں نے اپنی خواہرانہ ہمدردی کا اظہار کیا اور آخر کار طالب حسین کے لیے ایک جگہ بات چیت پختہ کر لی۔ چند روز میں طالب حسین کا گھر آباد ہو گیا اور شب تنہائی کی تکالیف اطمینان و راحت سے بدل گئیں۔ لیکن یہ اطمینان چند ماہ سے زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا، کیونکہ اب وہ سرمایہ بالکل ختم ہو چکا تھا جو طالب حسین کے والد نے اُن کے لیے چھوڑا تھا۔ اور اب مصیبت زدہ شاعر کو فکر سخن کے ساتھ فکر معاش بھی دامنگیر تھی۔ طالب حسین کی تعلیم بالکل نامکمل تھی اور اس لیے ملازمت کے حصول میں اُنہیں سخت دقت پیش آئی اور بڑی جستجو کے بعد ایک ہفتہ وار اخبار کے دفتر میں اٹھارہ روپیے ماہواری کی نوکری میسر ہوئی۔ اخبار کا دفتر دو کمروں پر مشتمل تھا۔ ایک کمرہ میں ایک پریس، دو پتھر، ایک میز اور چند پیالہ ہائے گلی مع ایک سل و بیلن کے

نول کشور اور گلاب سنگھ پر طعنہ زنی کر رہے تھے، اور دوسرے کمرہ میں ایک میز اور تین کرسیاں تھیں جو صورت حال سے ایڈیٹر صاحب کی نشستگاہ کا پتہ دے رہی تھیں، اخبار کے ایڈیٹر و مالک مسٹر دُرّانی اور میاں طالب حسین کے حالات باہم بہت ملتے ہوئے تھے۔ یہ شاعری کے بسمل تھے اور اُنہیں اسکول لائف کی کوتاہ اندیشی اور فیشن کی پرستش نے تباہ کیا تھا۔ مسٹر درانی انٹرنس فیل تھے۔ اسکول چھوڑنے کے بعد اُنہوں نے چاردانگ عالم میں ملازمت کی کوشش کی لیکن کوئی خاطر خواہ نوکری نصیب نہیں ہوئی۔ وہ کسی ایسی جگہ کے خواہشمند تھے جس میں اُن کے فیشن کو صدمہ نہ پہنچے اور عزت و وقار میں بھی کمی نہ ہو۔ جب کوئی صورت نکلی تو اُنہوں نے اخبار نکالا لیکن افسوس کہ اس کام میں بھی اُنہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور یہ ناکامی درحقیقت اُن کی ناقابلیت پر مبنی تھی۔ مسٹر درانی کے اسلاف میں سات پشتوں تک کبھی کسی نے مضمون نہیں لکھا تھا، اور اس لیے اگر مسٹر درانی اخبار نویسی کے کام سے نابلد تھے تو ذرا بھی تعجب کی بات نہیں تھی۔ وہ لے دیکر اخبار نویسی کے یہ معنی سمجھتے تھے کہ جب موقع ملا کسی رئیس، زمیندار، تعلقہ دار، ممبر کونسل وغیرہ کو کوئی دھمکی دی اور جو کچھ اینٹھ سکے اُس سے اینٹھ لیا۔ امرا کے بچوں کی ولادت اور شادی کی تقریبیں بھی اُن کے لیے کچھ نہ کچھ منفعت بخش ثابت ہوتی تھیں۔ مسٹر درانی نے صرف کمانے کے یہ طریقے ہی نہیں سیکھے تھے بلکہ کمائے ہوئے روپیے کو محفوظ رکھنا بھی اُنہیں معلوم تھا۔ چنانچہ اُن کے دفتر کا کوئی ملازم یہ قسم نہیں کھا سکتا کہ مجھے زمانۂ ملازمت میں پوری تنخواہ وصول ہوگئی۔ وہ پچاس فیصدی سے زیادہ رقم بیباق کرنا گناہ سمجھتے تھے اور اس طریق عمل کی بدولت تین چار سال کے عرصہ میں اُنہیں پچاس ساٹھ اشخاص کے آقا بننے کا شرف حاصل ہوگیا تھا۔ بے چارہ طالب حسین مسٹر درانی کے ان کمالات سے بالکل بے خبر تھا لیکن صرف ایک سہ ماہی گزرنے پر اُسے معلوم ہو گیا کہ ملازمت اور خودکشی دونوں کا ایک مفہوم ہے۔

(۶)

طالب حسین کو مہینے میں اٹھارہ روپئے کی جگہ مشکل سے آٹھ دس روپئے وصول ہوتے تھے اور اتنی رقم میں وہ اپنی زندگی جس طرح بسر کر سکتا تھا وہ ظاہر ہے اور پھر یہ رقم بھی یکمشت نہیں ملتی تھی کہ سلیقہ مند بیوی کو اپنا ہنر دکھانے کا موقع ملتا بلکہ ایک ایک دو دو روپیے کی صورت میں وصول ہوتی تھی۔ طالب حسین اس قدر پریشان تھا کہ وہ اس قومی خدمت سے جیسا کہ اُسے مسٹر درانی نے سمجھا رکھا تھا کب کا سبکدوش ہوجاتا۔ لیکن بدنصیب کو کہیں کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اور ان سب تکالیف کا نعم البدل یہ تھا کہ اخبار کے صرف سوا دو سو خریدار ہونے کی وجہ سے اُسے دفتر میں بھی فکر سخن کا موقع مل جاتا تھا۔ بہرحال طالب حسین اپنی زندگی کے دن بسر کر رہا تھا کہ آسمان نے جو ہمیشہ سے شعرا کا دشمن ہے ایک اور رنگ بدلا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہو رہا تھا جس میں مشاہیر شعرائے ہند خواہ وہ کرایہ نہ ملنے کی بنا پر آتے یا نہ آتے مگر مدعو تھے۔ طالب حسین ایک ماہ سے اس مشاعرہ کے لیے غزل لکھ رہے تھے اور اس عرصہ میں اُنہوں نے تقریباً تین سو شعر لکھ ڈالے لیکن چونکہ مشاعرہ میں صرف پندرہ اشعار کی اجازت تھی اس لیے اُنہوں نے ۵ فیصدی کے حساب سے غزل انتخاب کر لی۔ جس دن شب کو مشاعرہ منعقد ہونے والا تھا اُس دن بدقسمتی سے طالب حسین کو دفتر سے خرچ نہ مل سکا اور شام کو جب وہ گھر آیا تو معلوم ہوا کہ کھانے پکانے کی کوئی چیز گھر میں موجود نہیں۔ مجبور ہو کر طالب حسین بنیے کے پاس گیا اور تین اہم اجزائے زندگی یعنی آٹا دال اور لکڑیاں اُدھار لاکر بیوی کو تاکید کی کہ جلد کھانا تیار کر دو مجھے آج مشاعرہ میں جانا ہے، اور خود غزل صاف کرنے بیٹھا۔ بارش کے دن تھے۔ سارا گھر ٹپک رہا تھا۔ لکڑیاں نہایت گیلی تھیں اور سب سے زیادہ مصیبت یہ تھی کہ طالب حسین کی بیوی کو آٹھواں مہینہ تھا، اور بدنصیب کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ وہ لاکھ کوشش کرتی تھی لیکن آگ نہیں جلتی تھی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ دم پھول گیا تھا۔ لیکن آگ نے گویا حضرت ابراہیمؑ کی قسم کھائی تھی کہ جلنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ سارا گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ اِس پریشانی پر جیسے ایک دل جلی عورت ہی کا دل خوب جان سکتا ہے مستزاد یہ تھا کہ ہر پانچویں منٹ پر طالب حسین کی صدا بلند ہوتی تھی کہ "کھانا تیار ہوا" آخر ۹ بج گئے اور دال ایک پیرِ نابالغ کی طرح پختگی کو نہ پہنچی۔ اب طالب حسین کو تاب نہ رہی اور اُس نے بیوی کو سخت سے سخت الفاظ کہکر اور کچھ کھائے پیے بغیر مشاعرہ کا رُخ کیا۔ شوہر پرست عورت نے جب یہ صورت حال دیکھی تو پکانے کا سلسلہ موقوف کر دیا اور خود بھی فاقہ سے پڑ رہی۔ رات کے ۲ بجے تک تو وہ آنکھ کی تکلیف اور تنہائی کے خوف سے بیدار رہی لیکن اس کے خون کے اُس مست دوران نے جو بیس سال کی عمر تک رہتا ہے اُسے بالکل بے خبر کر دیا؛ اور علی الصباح اُس کی آنکھ اُس وقت کُھلی جب طالب حسین نے اُسے بیدار کیا وہ طالب حسین کو دیکھکر گھبرا گئی کیونکہ وہ رات کو دروازہ اچھی طرح بند کر کے سوئی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ طالب حسین سے کچھ پوچھے وہ کوٹھری کی طرف بھاگی جس کا دروازہ کُھلا پڑا تھا، اور اندر پہنچتے ہی بے ساختہ اُس کے مُنہ سے ایک چیخ نکلی "لو میں لُٹ گئی"۔

(۷)

طالب حسین پر تو کیا اثر ہوتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ چوری کے اس حادثہ نے اُس کی بیوی کو نیم جان کر دیا۔ اُس کی ساری کائنات ایک اسٹیل ٹرنک میں تھی اور وہ اُٹھ گیا۔ بے درد چوروں نے اِسی پر اکتفا نہ کی بلکہ گھر میں جو کچھ تھا وہ لے لیا حتیٰ کہ پانی پینے کے لیے ایک گلاس بھی باقی نہ رکھا۔ طالب حسین نے طویل خاموشی کے بعد جب بیوی کو مخاطب کیا تو یہی کہا کہ "یہ جو کچھ ہوا تمہاری غفلت اور آرام طلبی سے ہوا" یہ سُنکر غریب عورت پھوٹ پھوٹ کر رو دی کیونکہ اِس ناانصافی نے اُس کا دل پاش پاش کر دیا تھا۔ ایک مرد کے لیے یہ بات جائز تھی کہ وہ جوان عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ کر تمام رات مشاعرہ کی خرافات میں بسر کرے لیکن ایک عورت کے لیے جسے قدرت نے گرانبار اور مرض نے ناچار کر رکھا تھا یہ ناجائز تھا کہ تمام رات میں دو گھنٹے کے لیے اُس خواب شیریں سے آشنا ہو جس کے مزے صرف مخملی گدّوں پر عالم بے فکری میں سونے والے ہی

جانتے ہیں۔ طالب حسین کی بیوی کے پاس اگرچہ بہت قیمتی کپڑے اور بیش قیمت زیور نہ تھا۔ لیکن جو کچھ بھی تھا اُس کو وہ نہایت غنیمت سمجھتی تھی اور جان سے بڑھ کر عزیز رکھتی تھی کیونکہ اُسے اُن چیزوں کے دوبارہ میسر آنے کی امید نہ تھی۔ علاوہ بریں چھ سات روپے بھی اُس کے جو اُس نے طرح طرح کی تکالیف اُٹھا کر زچہ خانے کے خرچ کے لیے رکھے تھے اُسی بکس میں تھے جس کو چور چُرا کر لے گئے بہرحال اس واقعہ نے بیچاری کو بالکل گھُلا دیا۔ اور ایک ماہ کے بعد جب قدرت کی ودیعت اُس کے آغوش میں آئی تو افلاس بہی دستی کی وجہ سے جس کا پہلے ہی سے اندیشہ تھا سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں، اور زچہ خانہ کی بے احتیاطیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیمار ہو گئی۔ نقل و حرکت کے قابل نہ تھی کہ کسی زنانہ شفاخانے میں جاتی۔ اگرچہ کچھ رستم جیسے بغیر وہاں بھی کسی ہمدردی کی امید نہ تھی۔ طالب حسین کے افلاس و ناداری کی یہ حالت تھی کہ دوا علاج تو درکنار دونوں وقت پیٹ بھر روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی تھی، کیونکہ بیوی کی علالت، اور ناپاکی کی وجہ سے بازار سے کھانا آتا تھا اور وہ بالکل ناکافی ہوتا تھا۔ بہرحال مریضہ کی حالت ہر لحظہ خراب ہونے لگی اور بالآخر بیس دن کا بچہ بستر مرگ پر چھوڑ کر وہ راہی ملک بقا ہوئی۔ غریب عورت کا جنازہ پڑوسیوں کے چندہ سے اُٹھا، کیونکہ مسٹر درانی نے جو ملازمین کی جانب سے ولادت و وفات کے زبردست بہانوں کے خوگر تھے طالب حسین کے بیان کو ایک بہانہ سمجھ کر اُنہیں کچھ نہیں دیا بیوی کی وفات کے بعد طالب حسین کی زندگی بہت تکلیف دہ ہو گئی۔ بِن ماں کا بچہ ایک ایسا مصرعِ طرح تھا جس پر طبع آزمائی اُن کے لیے دشوار تھی، اور اُنہوں نے جناب باری میں سجدۂ شکر ادا کیا جب تیسرے دن وہ بچہ بھی موت کے ہاتھوں آغوشِ مادر میں پہنچ گیا۔ طالب حسین بیوی اور بچے کی موت کے بعد اظہارِ ماتم اور ایصال ثواب کے لیے جو کچھ کر سکے وہ ایک نوحہ تھا جسے اُنہوں نے پوری طاقت کے ساتھ لکھا تھا، اور جس کا ایک شعر ہمیں اب تک یاد ہے ؎

وہ راحتِ دل بیوی وہ نورِ نظر بچہ + ہے ہے مری منکوحہ
وہ رشک صدف بیوی وہ رشک گہر بچہ + مظلومہ و مذبوحہ

(۸)

یہ خس و خاشاک دور ہوتے ہی طالب حسین کی طبع دریا خیز اور زیادہ رواں ہو گئی اور فکر سخن کے لیے اُن کا دماغ اور اُن کا وقت پہلے سے بہت زیادہ آزاد ہو گیا اور وہ اپنی شاعری کو ترقی دینے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے، اب اُن کے دل میں جذبات کی کمی نہیں تھی۔ لیکن دوستوں نے اُنہیں بتایا کہ اُن کا کلام تمام خوبیاں رکھنے کے باوجود کیف و مستی سے خالی ہے اور پھر اُنہیں یقین دلایا گیا کہ تمام شعرائے نامدار بادہ نوش تھے اور اسکے بغیر "آمد" جو شاعری کی جان ہے پیدا نہیں ہو سکتی۔ طالب حسین نے اس امر خاص کے متعلق اتنی روایتیں سُنیں اور اتنے اشعار پڑھے کہ آخر ایک دن وہ اس آبِ تند سے اپنی شاعری کو جلا دینے کے لیے تیار ہو گئے اور پھر اُنہوں نے معمول باندھ لیا کہ شام کے وقت ایک بھٹی میں بیٹھ کر ۹ پیسے کی روزانہ پیا کرتے تھے۔ چند ماہ اسی حالت میں گزرے اور اب طالب حسین اپنی شاعری کو ہمہ وجوہ مکمل سمجھنے لگے تھے کہ ایک دن جب وہ بھٹی میں بیٹھے ہوئے جام سفال کو ٹھہر ٹھہر کر لبوں سے لگا رہے تھے ایک بدمست سے اُن کی مُڈبھیڑ ہو گئی اور اُس نے غریب شاعر کو بڑی بے رحمی سے پختہ زمین پر دے پٹکا اور اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُسے بھٹی کے دو گز بلند چبوترے سے نیچے نالی میں پھینک دیا اس صدمہ سے طالب حسین بیہوش ہو گئے۔ پولیس نے اُنہیں فوراً اسپتال بھجوا دیا، اور خدا نے اُردو علم ادب پر بڑا احسان کیا کہ زندگی کی تمام امیدیں منقطع ہو جانے کے باوجود وہ دو ماہ کے عرصہ میں تندرست ہو گئے اور اُنہوں نے ایک شاندار قصیدہ شفاخانہ کے انچارج کی شان میں تصنیف کیا۔ اس حادثہ میں طالب حسین کا بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں بیکار ہو گیا تاہم وہ چلتے پھرتے ہیں اور بلاناغہ ہر مشاعرہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اب اُن کے شاگردوں کی تعداد بھی ایک درجن کے قریب پہنچ گئی ہے اور تقریباً ہندوستان بھر کے شعرا اُن سے روشناس ہیں۔

معزز خریداران توجہ فرمائیں

(۱) اکثر دفتر میں ایسے خطوط آتے ہیں جن پر نمبر خریداری کا حوالہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ہر خریدار کو اُسکے نمبر خریداری سے دفتر مطلع کر دیتا ہے۔ اور رسالہ کی پتہ والی چِٹ پر نمبر خریداری درج ہوتا ہے۔ اسلیے خط بھیجتے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر کرنا چاہیے۔ ورنہ دفتر تعمیل ارشاد کا ذمہ دار نہیں۔

(۲) ہر خریدار کو اختتام میعاد خریداری سے (بذریعہ ایک سُرخ خط کے جو رسالہ میں رکھ دیا جاتا ہے) ایک ماہ پیشتر مطلع کر دیا جاتا ہے، اس لیے مزید عرصہ کیواسطے بذریعہ منی آرڈر چندہ پیشگی آنا چاہیے، یا بصورت عدم خریداری رسالہ دفتر کو ایک خط کے ذریعہ سے مطلع کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ حسب قاعدہ جو وی۔پی بغرض حصول چندہ بھیجا جائیگا اُسکی واپسی سے دفتر مفت میں زیر بار نہو۔

(۳) منی آرڈر کی کوپن پر نمبر خریداری اور نام صفائی کے ساتھ ضرور درج ہونا چاہیے۔

(۴) وی۔پی وصول کرنے کے بعد تاریخ وصولی سے دفتر کو مطلع کرنا لازمی ہے۔ نیز پتہ کی چِٹ بھی دفتر میں ضرور بھیجنی چاہیے تاکہ نام جلد سے جلد درج رجسٹر کر لیا جائے۔

(۵) ترسیلِ زر سے ایک ہفتہ کے اندر اگر رسالہ نہ پہنچے تو دفتر کو اطلاع دینی چاہیے۔

(۶) چونکہ دفتر سے نہایت احتیاط کے ساتھ رسالہ روانہ کیا جاتا ہے اس لیے تاوقتیکہ مرسلہ پرچہ دفتر میں واپس نہ آئے کسی صاحب کو رسالہ نہ ملنے کا دفتر ذمہ دار نہیں۔ لیکن خاص صورتوں میں مثلاً پتہ غلط ہونے یا تبدیل پتہ کی صورت میں تاریخ اشاعت رسالہ سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع موصول پر رسالہ دوبارہ بھیجا جا سکتا ہے۔

(۷) شائع شدہ پرچوں میں سے ہر پرچہ ۴ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بشرطیکہ وہ دفتر میں موجود ہو بھیجا جائیگا۔

(۸) پرچے واپس کرنے کے بعد انکے عوض میں مزید توسیع میعاد خریداری صرف اُس صورت میں منظور ہو سکتی ہے جبکہ واپس کردہ پرچے غیر مسلسل اور ٹائٹل پیج وغیرہ داغ دھبوں سے خراب اور بری حالت میں نہوں۔

(۹) معاونین کی خدمت میں کم از کم ۸ خریدار مہیا کرنیکی صورت میں ایکسال کیلیے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا اور ۵ خریدار دینے کی صورت میں ۶ ماہ کے واسطے۔

(۱۰) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔

خاکسار مینجر رسالۂ دین و دنیا۔ دہلی

شمس العلماء مولانا شبلی کی آخری اور معرکۃ الآرا تصنیف

سیرۃ النبی

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات

میں اب تک اردو زبان کی بہت سی کتابیں مرتب ہو کر شائع ہو چکی ہیں لیکن علامہ شبلی مرحوم نے سیرۃ النبی کے مقدس نام سے جو سوانح عمری مرتب کی ہے اُس نے ثابت کر دیا کہ دوسری تمام کتابیں اس کے سامنے وہی مناسبت اور وقعت رکھتی ہیں فتاب کے مقابلہ میں ذروں کی ہو سکتی ہے۔

سیرۃ النبی کی دو ضخیم جلدیں

اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے ولایتی کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی اور بہترین چھپائی کیساتھ شائع ہوئی ہیں، ان جلدوں کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ

بہترین نبیؐ کی بہترین سوانح عمری

صرف سیرۃ النبی ہے جو نہایت تحقیق و تدقیق کیساتھ علامہ شبلی کے پُر زور قلم سے نکلی ہے۔ آنحضرت صلعم کی

ولادت سے وفات تک

تمام حالات اور واقعات جس قدر تحقیق و شرح وبسط کے ساتھ جمع کیئے گئے ہیں وہ قیامت تک مسلمانوں کو علامہ شبلی کا رہین منت و ممنون احسان رکھنے کے لیئے کافی ہیں۔

کسی مسلمان کا گھر اس متبرک کتاب سے خالی رہنا بیحد افسوسناک امر ہے

قیمت جلد اول ۶، مجلد ۶عہ، جلد دوم لعہ، مجلد ۱۰

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

سفرنامہ

اسیر مالٹا

حیاتِ محمود

سوانح شیخ الہند

یہ اسیر مالٹا حضرت مولانا شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ کی سوانح عمری ہے جسکو مہاجر مدنی اسیر مالٹا حضرت مولانا مولوی حسین احمد صاحب مدظلہ نے بدوران مقدمہ کراچی بحالت نظربندی

جیلخانہ کی کوٹھری میں

نہایت وضاحت و لطافت کے ساتھ مرتب فرمایا ہے اور اپنے چشم دید واقعات کو تو کچھ ایسے موثر اور دلکش انداز سے لکھا ہے کہ بے اختیار زبان سے تعریف نکلتی ہے اس میں مرحوم کے

جذبات اسلامی و محسوسات ایمانی

کو نہایت خوبی کیساتھ عالم آشکارا کیا گیا ہے اور سیاسیات حاضرہ میں حضرت مرحوم کے اعلیٰ وارفع خیالات پر زبردست روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس موضوع پر اب تک اس سے بہتر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی +

ہر مسلمان کو اس متبرک کتاب کو ضرور منگا کر پڑھنا چاہیئے

قیمت فی جلد عہ

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اربعہ عناصر

یعنی پروفیسر سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی کی
چار لاجواب کتابیں

حکمت عملی

یہ پروفیسر صاحب کی مشہور و معروف کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا کتب خانہ اور کسی انسان کا مکان اس سے خالی نہ رہے۔ ہر دینی و دنیاوی معاملہ کے متعلق حکمت عملی کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے۔ قابل دید اور لائق خرید کتاب ہے۔ قیمت مجلد للعہ علاوہ محصول ڈاک۔

الانسان

انسان کو مسٹر ڈارون کا فلسفہ بندر ثابت کرتا ہے اور ہزاروں انسان اپنے آپ کو بندر سمجھنے لگے ہیں۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ انسان کیا چیز ہے۔ کیونکر پیدا ہوا۔ اُسکے اعضا کی ساخت۔ اُس کے رگ پٹھوں کی حالت اُس کے قوائے جسمانی کے افعال اُسکے جوارح کے خواص اور اُسکی کل تصویریں بیش بہا معلومات اور قابل قدر کتاب۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲

الاستدلال

اس کتاب میں علم منطق کے اُصول نہایت آسان طریقہ سے بیان کیئے گئے ہیں، قوت ادراک اور قوت فکر کے عمل اور علم حاصل کرنے کے طریقے، تصور و تصدیق کا فرق، تصدیق کی تمام صورتیں اور ماہیت۔ قوانین کلی دریافت کرنیکے قاعدے۔ سائنس اور آرٹ کا فرق۔ استخراج اور استقراء کی تعریف۔ قضایا۔ استدلال اُصول ادلیہ و قیاس کا مشرح بیان قیمت للعہ

تسہیل البلاغت

زبان اُردو کی درستی۔ محاورات کی برجستگی الفاظ کی خوبی۔ جملوں کی سلاست کے لیئے بہترین کتاب۔ جسمیں نہایت خوبی کیساتھ علم معانی علم بیان اور علم بدیع وغیرہ سے بحث کی گئی ہے اور زبان میں غلطیوں سے بچنے کے قواعد سمجہائے گئے ہیں۔ قیمت مجلد للعہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

فیملی ڈاکٹر

فنِّ طِب کی ضروری کتاب

یعنی

طبیب العائلہ

بالکل نئی اور عجیب غریب نہایت مفید نہایت کارآمد نہایت ضروری اور ہروقت گھر میں موجود رہنے کے قابل اُردو زبان میں عالیجناب حکیم مولوی سید عبدالحی صاحب کی قابل قدر تصنیف جسمیں حمل و وضاعت بچوں کی پرورش و پرداخت، بچوں اور عورتوں کی مخصوص امراض اور خطرناک بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے واقفیت رکھنا ہر انسان کی ضروریات زندگی میں داخل ہے۔

اپنی ماؤں بہنوں بیویوں کی حفاظت

اور بچوں کی نگہداشت و تحفظ آپ کا فرض ہے۔ فوراً فیملی ڈاکٹر کی ایک جلد منگا کر اپنے پاس رکھیئے۔ اس میں تمام امراض۔ اُن کی تشریح تشخیص، علاج اور تیر بہدف نہایت صحیح نسخے درج ہیں اور پرہیز۔ خوراک وغیرہ کا حال مفصل لکھا گیا ہے +

قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک آٹھ آنے

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی



دریا بہ حباب اندر

والی مشہور ضرب المثل اگر کسی چیز پر صادق آسکتی ہے تو وہ کتاب

فیضان قدسی

ہے

اگر آپ کی خواہش ہے کہ اپنی ہر قسم کی مرادوں ہر قسم کی تمناؤں ہر قسم کی حسرتوں اور ہر قسم کے ارمانوں میں ہمیشہ کامیابی حاصل کریں ہر قسم کے جانی و مالی نقصانات سے محفوظ و مامون رہیں۔ آپکی تجارت آپ کی زراعت۔ آپ کی صنعت، آپ کی ملازمت اور آپکی دولت ہمیشہ آپکے لیئے فائدہ مند اور تمام آفات ارضی و سماوی سے بری رہے آپ کے حاکم آپ پر مہربان اور آپ کے خادم مطیع فرمان رہیں

آپ کے مقدمات کا فیصلہ

آپ کے حسب منشا ہو۔ دشمن دشمنی سے باز آئیں۔ دوست دوستی کو اور بھی چار چاند لگائیں تو آپ فوراً مولا بدل کی کتاب

فیضان قدسی درفضائل آیۃ الکرسی

طلب فرما کر ملاحظہ فرمایئے جسمیں آیۃ الکرسی شریف کے ہزارہا نہایت معتبر و مستند فضائل اور ہزارہا نہایت مجرب اور سہل الحصول اعمال درج ہیں، ہر معاملہ کے متعلق آیۃ الکرسی شریف کے استعمال کا صحیح طریقہ بھی درج ہے۔ قیمت مجلد دس آنے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

آئینِ قدرت

کی پابندی کے بغیر دین کا کوئی کام چل سکتا ہے نہ دنیا کا اس لیئے ہر مسلمان کے لیئے ضرور ایک ایسے رہنما کی ہر وقت ضرورت ہے جو ہر دینی اور دنیاوی معاملہ میں سچی رہنمائی کرسکے، اور جسکی رہنمائی دین و دنیا کی فلاح کا موجب ہو

فلاح دین و دنیا

سے بڑھکر

ایسی رہنمائی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں، یہ کتاب دینی اور دنیاوی معاملات میں ہر وقت آپ کو سچا اور صحیح راستہ دکھائے گی اس کتاب کا مشورہ آپ کے دین اور دنیا کو بنا دینے والا ہوگا

کوئی مسئلہ و معاملہ ایسا نہیں

جس سے یہ عجیب و غریب کتاب خالی ہو۔ اسکے مضامین کی فہرست دین و دنیا کے کسی گزشتہ نمبر میں شائع ہوچکی ہے۔

فلاح دین و دنیا کا پہلا ایڈیشن

ختم ہوگیا۔ بہت کم جلدیں باقی ہیں اس لیئے جن حضرات نے ابتک خریداری نہیں کی وہ فوراً طلب فرمائیں۔

قیمت فی جلد (للعہ) مجلد صہ علاوہ محصولڈاک

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

سید الشہداء کی یاد

محرم نامہ

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی وہ بےمثل کتاب ہے جسکو شیعہ سُنی دونوں نہایت شوق سے خرید کر پڑھتے ہیں، اور اسمیں کلام نہیں کہ واقعات کربلا کے متعلق یہ کتاب آپ اپنا نظیر ہے۔ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے لیکر معرکہ کربلا کے آخر تک اسلامی تاریخ کے ہر چھوٹے بڑے واقعہ کا بیان ہے اور بیان شہادت تو اس تفصیل سے ہے کہ آج کل مجلسوں میں تمام شہادت ناموں کے مقابلہ میں محرم نامہ ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جنگ جمل اور جنگ صفین کے حالات بھی نہایت خوبی کیساتھ بیان کیے گئے ہیں، پھر خواجہ صاحب کا مخصوص مستانہ رنگ بیان سونے پر سہاگہ ہے قیمت عہ

یزید نامہ

اس کتاب میں کربلا کے جانسوز واقعہ کے بعد کے حالات نہایت تفصیل کیساتھ قلمبند فرمائے ہیں، بنی اُمیہ کی پوری تاریخ ہے اور ہر بادشاہ کی خانگی اور بیرونی زندگی کو بجید وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ محرم نامہ کے بعد اس کتاب کو دیکھنا بھی ضروری ہے، اسمیں حجاج بن یوسف کی ستم رانیاں بھی کمال خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍عہ

طمانچہ بر رخسار یزید

اس کتاب میں بنی اُمیہ کے شریر لوگوں کی خفیہ بدچلنیوں کا حال ہے اور اُن لوگوں کی بیہودہ سازشوں اور بدکاریوں کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہے۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر کی رائے میں یہ کتاب خواجہ صاحب کی تمام تصنیفات سے بہتر ہے۔ خواجہ صاحب کا انداز بیان صاف و شستہ زبان۔ نادلانہ طرز۔ سلیس اور دلکش عبارت۔ قیمت صرف علہ

اہلبیتؑ کے معجزات

معجزات اہل بیت علیہم السلام کے متعلق قابل دید کتاب ہے اسمیں بتایا گیا ہے کہ اب تک کہاں کہاں کیا کیا معجزات ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں، گویا معجزات اہلبیت کی عجیب و غریب تاریخ اور اپنی طرز کی سب سے پہلی کتاب ہے اُن حضرات کیلئے جو معجزات کے قائل ہیں عموماً اور جو قائل نہیں اُن کے لیئے خصوصاً مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک چار آنے (۴؍)

رنگ شہادت معروف بہ نیرنگ بلاغت

میرٹھ کے جادو نگار خوش بیان و طلیق اللسان شاعر سلطان المعانی مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب بیان دیزدانی (اعلی اللہ مقامہٗ) کے عجیب و غریب مرثیوں اور سلاموں کا بے بہا مجموعہ ہے جو بہ بجید تلاش و جستجو اور کمال جد و جہد کے ساتھ مہیا کر کے خوشخط چھپوایا گیا ہے۔ ہر مرثیہ کا ہر بند، ہر بند کا ہر مصرع، ہر مصرع کا ہر لفظ اور ہر لفظ کا ہر حرف کیف و سوز میں ڈوبا ہوا اپنے مصنف کی بلند خیالی۔ کہنہ مشقی۔ اُستادی اور طباعی کی شہادت دے رہا ہے۔ محرم وغیرہ کی مجالس میں انیس و دبیر (رحمہا اللہ تعالیٰ) کے مرثیوں کے سامنے صرف بیان کے مرثیوں کا رنگ جمتا ہے۔ قیمت ۱۲؍

خنجر تسلیم

یہ شہادت امام حسینؑ اور واقعات کربلا کے متعلق ملک کے مشہور اور زبردست اہل قلم اور انشا پرداز حضرات کے پاک و پاکیزہ اور قابل دید مضامین کا نادر مجموعہ ہے جسمیں مختلف خیالات۔ مختلف جذبات۔ مختلف طرز بیان۔ مختلف انداز کلام نے "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کا لطف دکھایا ہے۔

یہ کتاب ضرور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان خواہ شیعہ ہو یا سُنی اسکو منگا کر مطالعہ کرے اور دیکھے کہ شہادت امام حسینؑ کے متعلق اہل قلم حضرات نے کیا کیا گلفشانیاں کی ہیں، جو نثر مضامین ہیں وہ بھی بلند اور جو نظمیں ہیں وہ بھی چوٹی کی، اور جو بات ہے وہ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی۔ عمدہ کاغذ۔ اچھی لکھائی۔ اچھی چھپائی۔ خوبصورت اور دلفریب سائز۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ۶؍ (منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی)



ذبح عظیم

حضرات شیعہ کی بیحد پسندیدہ اور مقبول کتاب۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مکمل و مفصل مبسوط و مشرح سوانح عمری۔ ولادت سے شہادت تک کے تمام و کمال حالات۔ معرکۂ کربلا کی تفصیلی کیفیت۔ نہایت عجیب و غریب اور ضخیم کتاب۔ قیمت فی جلد ۳ے

لوائح الاحزان

یہ کتاب دو جلدوں میں ختم ہوئی ہے، مجالس عزا میں پڑھنے کے لیئے عجیب و غریب کتاب ہے۔ اسمیں صرف معرکۂ کربلا ہی کے واقعات نہیں ہیں بلکہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ولادت و شہادت کی مجالس بھی سلسلہ وار درج ہیں۔ جلد اول ۳ے جلد دوم عہ

ینابیع المصائب

اس کتاب میں واقعات کربلا اور مصائب خمسِ آلِ عبا و اہل بیت رسولِ خدا کو نہایت تفصیل کے ساتھ دردناک پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، اس کتاب کا ایک ایک حرف خون کے آنسو رُلاتا ہے۔ محرم و اربعین کیلئے عجیب چیز ہے۔ قیمت عہ

تذکرۃ الطاہرین

مصائب امام انام ؑ کے متعلق سچی اور نہایت صحیح و مستند روایات کا مجموعہ جن کی صحت کی مجتہدین کرام نے تصدیق فرمائی ہے۔ قیمت ۱۲

صحیفۃ العابدین

بیمار کربلا۔ قیدی ظلم و جفا۔ ساربانِ عترت اطہار حضرت سید سجاد کی سوانح عمری۔ کربلا اور شام کے دل ہلا دینے والے واقعات۔ رہائی کے بعد کے حالات۔ مختار و سیب کی معرکہ آرائیاں۔ قاتلان امام مظلوم کا انجام۔ قیمت صرف ۱۴ر

اعمال عاشورہ و اربعین

مع ترجمہ اُردو حاجی مولوی مقبول احمد صاحب مرحوم۔ قیمت صرف دو آنے (۲ر)

کتب اعمال

اعمال سورۂ فاتحہ

اس مجموعہ میں الحمد شریف کے اُن نایاب اور صدری اعمال کو قلمبند کیا گیا ہے جو امام الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی مصنف فتوحات مکی وغیرہ سے منقول ہیں اور ہزارہا مرتبہ تجربہ میں آکر پرتاثیر اور تیر بہدف ثابت ہو چکے ہیں ضرور منگا لیجیئے، ختم ہو جانے پر دستیاب ہونا مشکل ہے۔ قیمت ۴ر۔

اعمالِ مجربۂ آیۃ الکرسی و آیۂ کریمہ و نادِ علی

تمام حاجات دینی و دُنیوی کے متعلق زود اثر اور معتبر و مستند مجرب اعمال مع خواص و اسناد وغیرہ۔ قیمت صرف چار آنے۔ (۴ر)

اعمال مجربہ سورۂ یٰسین شریف

با موکل و طریقۂ زکوٰۃ وغیرہ جس میں محبت۔ عداوت ترقی عز و جاہ۔ دست غیب کشائش رزق وغیرہ۔ فتحیابی مقدمات۔ تسخیر خلائق۔ مہربانی حکام کے ایک سو سے زیادہ صحیح اور مجرب اعمال درج ہیں۔ قیمت ۴ر

اعمال مجربہ سورۂ مزمل شریف

مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں عمل سورہ شریف اور تین عمل سورۂ یوسف شریف عجیب و غریب اور پانچ عمل سورۂ واقعہ شریف دربارۂ محبت و عداوت و تسخیر رزق و روزگار و حل مشکلات وغیرہ درج ہیں قیمت ۶ر

اعمال مجربہ سورۂ اخلاص

سورہ اخلاص (قل ہو اللہ شریف) کے اعمال مع موکل و طریقہ ادائے زکوٰۃ ہر قسم۔ و اعمال مجربہ اَللّٰہُ الصّمد مع طریقۂ زکوٰۃ ہر کام کے واسطے۔ ترکیب صلوٰۃ التسبیح و نماز حضری و اعمال چہل کاف شریف با موکل مع زکوٰۃ ہر کام کے لیئے قیمت صرف چار آنے (۴ر)

اعمال کے شوقین حضرات کو یہ کتابیں جلد سے جلد منگا لینی چاہیئیں کیونکہ بہت کم تعداد میں یہ کتابیں رہ گئی ہیں اور ختم ہو جانے کے بعد پھر ان کا دستیاب ہونا محال ہے۔

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

تعلیم موٹر



اگر آپ موٹر کے شوقین ہیں

تو فوراً تعلیم موٹر کی ایک جلد طلب فرمالیجیئے۔ اس میں ہر قسم کے موٹر چلانے کے اُصول و قواعد کو نہایت خوبی کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ اسکے مطالعہ سے ایک معمولی سمجھ والا شخص بھی چند روز میں اچھا تجربہ کار موٹر ڈرائیور بن جاتا ہے موٹر کی تعلیم کے متعلق ابتک اُردو زبان میں ایسی جامع اور آسان کتاب نہیں شائع ہوئی۔ قیمت عہ۔ منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے طلب کیجیے

رُوحِ انجنیئری

یہ کتاب

اُن لوگوں کیلیئے بیحد مفید اور کارآمد ہے جو فن انجنیئری کے دلدادہ ہیں اور انجنیئری کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں اسمیں فن انجنیئری کے تمام اصول و قواعد اور ہر قسم کی معلومات موجود ہیں اور مشکل سے مشکل باتوں کو ایسی خوبی سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر طالبعلم نہایت آسانی کے ساتھ اُن پر حاوی ہو جاتا ہے۔ انجنیئری کے بڑے بڑے ماہرین نے اسکو بیمثل اور بیحد مفید تسلیم کیا ہے قیمت ۱عہ
منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے طلب کیجیے

دولتِ گم گشتہ

میرٹھ کے شاعر باکمال و ناظم بے مثال حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب بیاںؔ یزدانی میرٹھی مغفور کا نایاب کلام جو اُن کے انتقال کے بعد بالکل تلف ہو گیا تھا اور ہمنے شائقین کی بیحد خواہش کو محسوس کرتے ہوئے کمال سعی و محنت بہت سی دلکش نظمیں دلفریب اشعار مہیا کر کے ایک مجموعہ جواہر لاثانی کے نام سے شائع کر دیا جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے قیمت عہ

حضرت بیاں کے سلام اور مرثیے

دیکھنے ہوں تو ۱۲ار میں کتاب نیرنگ بلاغت طلب فرمائیے۔

منیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

فیصلہ ہو گیا

کہ واقعات ٹرکی کی یاد کو قائم رکھنے کیلیئے ہندوستان کے تمام مسلمان سرفروش ترکوں، وطن پرست اسلامی بہادروں اور جانباز مسلمانوں کے دلیرانہ کارناموں کو مہیا اپنی عورتوں اور بچوں کو سنائیں اور پڑھائیں۔ اس شاندار اور

آخری ریزولیوشن

کو عملی جامہ پہنانے کی سب سے اچھی تدبیر یہ ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے عہ میں

ترکانِ احرار

کی ایک ایک جلد فوراً منگا لے جسمیں غازی مصطفیٰ کمال پاشا۔ غازی انور پاشا، طلعت پاشا۔ عصمت پاشا۔ محمود شوکت پاشا، حریت نواز خالدہ خانم، وغیرہ وغیرہ بیس جانباز اور وطن پرست ترکوں کے باتصویر حالات درج ہیں

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی



یہ پریس حکمنامے، وکالت نامے، امتحان کے پرچے، اشتہارات خطوط لیبل وغیرہ وغیرہ یا جنکی متعدد نقلیں درکار ہوں نہایت آسانی اور خوشنمائی کیساتھ بہت جلد اور قطعاً بلا خرچ چھاپ سکتا ہی اسکے چند حالات لکھے جاتے ہیں جنسے اسکا سب سے آسان اور کارآمد ہونا ثابت ہے

(۱) اس کے لیئے مخصوص کاتب قلم۔ کاغذ، رنگ کی مطلق ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر شخص جس زبان میں چاہے اپنے قلم سے لکھکر یا ٹائپ رائیٹر کا (بشرطیکہ کاپنگ فیتہ سے ہو) بجنسہ فوراً خود چھاپ سکتا ہے۔

(۲) اسپر چھاپنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف ۱۵ منٹ میں سَو نقلیں مل سکتی ہیں۔

(۳) اسپر بار بار سیاہی لگانے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک مرتبہ کی سیاہی سَو نقلوں کے لیئے کافی ہوتی ہے۔

(۴) یہ اس قدر آسان ہے کہ معمولی خواندہ شخص بھی پہلے ہی دن آسانی کے ساتھ کام کر سکتا ہے۔

(۵) سب سے بڑھکر یہ کہ ایک ہی وقت میں مختلف رنگ کا بھی بے تکلف چھاپتا ہے۔

(۶) گارنٹی (یا اقرار)

خریداری سے تین سال تک ہم بلا معاوضہ درست کر دینے کے ذمہ دار ہیں اور بعد میں قلیل معاوضہ پر۔

پریس کے مختلف سائز اور اُنکی قیمتیں

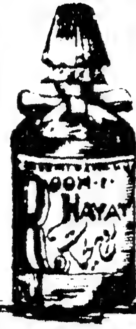
کارڈ سائز عرض وطول	لیٹر سائز	نوٹ پیپر سائز	فلسکیپ سائز	بینک پیپر	کتاب کا دو صفحہ	ڈبل فلسکیپ	چو صفحہ ۲۰×۲۱
۳ × ۵ انچ	۴ × ۷ انچ	۷ × ۱۰ انچ	۸ × ۱۳ انچ	۹ × ۱۱	۱۲ × ۱۴	۱۳ × ۱۶	۱۳ × ۲۰
للعہ	۶	۱۲	معہ ۱۷	معہ ۱۷	۲۵	للعہ ۳۴	۵۰

نوٹ:-
حق تاجرانہ ایک درجن کی خریداری پر فی صدی ۱۰ ۱۲
علاوہ حکام کے ہر شخص کو فرمائش کے ساتھ کچھ زرپیشگی بھیجنا چاہیئے ۱۲

مینیجر طلسمی پریس نمبر ۱ محلہ خیر نگر شہر میرٹھ

جوانی کی رعنائیاں اور لذتیں

روح حیات



روح حیات دواخانۂ ہاشمی دہلی کی بنائی ہوئی عجیب دوا ہے اسکا نام

روح حیات محض نام ہی کے لیے نہیں، بلکہ حقیقتاً اسم بامسمے ہے۔

روح حیات کے استعمال سے اعضائے رئیسہ میں قوت پیدا ہو جاتی ہے +

روح حیات مادۂ تولید میں قوت و انجماد پیدا کرتی ہے۔

روح حیات کے استعمال سے قوتِ امساک کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے۔

روح حیات کے استعمال سے باہ کی زائل شدہ قوتیں از سر نو عود کر آتی ہیں۔

روح حیات کا خارجی استعمال رگوں اور پٹھوں کی خرابیوں کا قلع قمع کر دیتا ہے۔

روح حیات بہت سی بیش قیمت اور پُر تاثیر ادویہ سے مرکب ہے۔

روح حیات کا استعمال اسوقت تک کسی شخص کیلئے مضر ثابت نہیں ہوا۔

روح حیات کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ اسکے فوائد کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں

روح حیات سے تمام قوتیں برقرار، طاقت مردمی صحیح اور زندگی خوشگوار رہتی ہے اسلیئے

روح حیات منگا کر فوراً استعمال کرنا شروع کر دیجیئے، اور پھر اس امر پر غور کیجیئے کہ

روح حیات نے آپ کی موجودہ حالت میں کیسا عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا +

روح دماغ



اُن لوگوں کیلیئے جو مصنف ہیں، ایڈیٹر ہیں، شاعر ہیں، ابیرسٹر ہیں، وکیل ہیں، جج ہیں، پروفیسر ہیں اور طالب علم ہیں اور اُن لوگوں کیواسطے جنکو نسیان، درد سر، دوران سر، ضعف بصر اور خشکی دماغ کی شکایت ہے "روح دماغ" بہترین چیز ہے۔ یہ روغن دماغ کو قوت اور طراوت پہنچاتا ہے، دماغی امراض سے محفوظ رکھتا ہے بالوں کو بے وقت سفید نہیں ہونے دیتا۔ ریشم کی طرح ملائم اور چمکدار رکھتا ہے اور ساتھ ہی بڑھاتا بھی ہے۔ صرف دواخانۂ ہاشمی دہلی میں تیار ہوتا ہے۔ شریف بیگمات اور معزز خواتین نے اس کو بہت پسند کیا ہے اور برابر اسی روغن کو خرید کر استعمال میں لا رہی ہیں۔ نہایت خوشگوار بھینی بھینی خوشبو ہے جس کی وجہ سے نزلہ یا زکام کی شکایت بھی پیدا نہیں ہوتی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ۱) علاوہ محصول

اگر معدہ درست ہے تو سب کچھ درست ہے **محافظ معدہ** کا استعمال ہمیشہ معدہ کو درست رکھتا ہے



اگر قراقر شکم، سو ہضمی یا متلی وغیرہ کی شکایت رہتی ہو، ریاح کی تکلیف ہو، کھٹی ڈکاریں آتی ہوں، پیٹ میں درد رہتا ہو اور اُبکائیاں آتی ہوں تو محافظ معدہ کی ایک چٹکی ان تمام باتوں کو ملیامیٹ کر دینے کے لیے کافی ہے ہر وقت ہر گھر میں اسکا موجود رہنا ضروری ہے۔ اس لیئے فوراً محافظ معدہ کی ایک شیشی منگا لینی چاہیئے جو بہت دنوں کے لیئے کافی ہوتی ہے کیونکہ مقدار خوراک نہایت قلیل ہے۔ قیمت ۱۲ر۔ محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔

یہ اور ہر قسم کی مفرد و مرکب دوائیں منیجر دواخانہ ہاشمی بازار چھیلوالان دہلی سے منگائیے

مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

میلاد نامہ
... ولادت ... مستانہ مولود شریف ... رسول اکرم کے مقدس حالات، پاکیزہ اخلاق کا دلکش بیان
قیمت عہ

محرم نامہ
خلافت کے جھگڑوں کا مفصل بیان، جنگ جمل و صفین کی لڑائی، کیفیت شہادت امام حسین کا دردناک نظارہ
قیمت عہ

یزید نامہ
اس کو محرم نامہ کی شرح کہنا چاہیے ... کربلا کے بعد کے تمام واقعات بیان کیے گئے ہیں ...
قیمت عہ

طمانچہ بر رخسار یزید
اس میں شرابی اُمیہ کی خفیہ ... اور سازشوں کو ناول کی شکل میں بیان کیا گیا ہے
قیمت عہ

فاطمی دعوت اسلام
... ایک مخفی فرقوں کا بیان جو اسلام کے مختلف فرقوں ... فاطمی دعوت ... اسلام کیلئے پھیلا ...
قیمت ۸؍

سی پارۂ دل
مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کے ادبی اور مذہبی قابل قدر مضامین کا دلکش مجموعہ
قیمت ۱۲؍

روزنامچہ سفر مصر و شام و حجاز
حضرت خواجہ صاحب کا سفر ممالک اسلامیہ ... عجیب و غریب حالات ... باتصویر
قیمت عہ

آپ بیتی
حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت سوانح عمری ... خواجہ صاحب کے خود لکھے ہیں نہایت عجیب
قیمت [illegible]

جگ بیتی
درد و غم کے قصوں کا پر سوز اور قابل قدر مجموعہ جس کو پڑھ کر دل پر بہت چوٹ لگتی ہے
قیمت ۱؍

کرشن بیتی
ہندوؤں کے اوتار سری کرشن جی کی مفصل سوانح عمری حضرت خواجہ صاحب کے قلم سے باتصویر
قیمت ۱؍

گیارھویں نامہ
گیارھویں شریف کی تقریبوں میں پڑھنے کی کتاب حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات
قیمت ۱۲؍

بیوی کی تعلیم
عورتوں کی تعلیم کی تمام ضروری باتوں کا بیان نہایت مفید اور دلچسپ اور عام فہم انداز میں
قیمت [illegible]

بیوی کی تربیت
یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے ... ہی میں چھاپا گیا ہے اور ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے
قیمت [illegible]

اولاد کی شادی
یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے جس میں خواجہ صاحب نے والدین کو اولاد کی شادی کے ... بتائے ہیں
قیمت عہ

غدر دہلی
... حصہ اول ... حصہ دوم ... حصہ سوم ... حصہ چہارم ...
قیمت [illegible]

نسخہ قہر
اعمال حزب البحر کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی معمولات ... کتاب جو ہر شخص کیلئے نہایت مفید
قیمت ۱؍

اردو دعائیں
ہر موقع اور ہر عمل کے لیے ... دعاؤں کا عجیب و غریب مجموعہ ... مرتب ہوا ہے
قیمت ۸؍

مرشد کو سجدۂ تعظیم
قرآن مجید، احادیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیم کا جواز ... ثبوت
قیمت ۸؍

معلومات دہلی
جو حضرات غیر مقامات سے دہلی آتے ہیں ... گھر بیٹھے دہلی کی سیر کرنی چاہتے ہیں وہ اسکو منگائیں
قیمت ۱۲؍

امام زمانہ کی آمد
... امام زمان کی آمد کے تفصیلی اور دلچسپ حالات
قیمت ۱۰؍

[illegible]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار کے مزارات کیلئے ... بالکل نئی چیز
قیمت ۴؍

بچوں کی کہانیاں
بچوں کے پڑھنے کے لیے سبق آموز دلچسپ کہانیاں ... باتصویر مجموعہ
قیمت ۱۰؍

[illegible]
زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب، زکوٰۃ کا فلسفہ ... بہت سی ضروری معلومات
قیمت ۱۰؍

تسکین احساس
تصوف کے ابتدائی اصول اور اوراد و اشغال کی تعلیم نہایت عمدگی کیساتھ
قیمت ۸؍

چٹکیاں اور گدگدیاں
حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ ... مضامین کا دلکش مجموعہ ... ہنسی آتی ہے
قیمت ۱۲؍

... موت
[illegible]

... خلافت
... کا چھٹا حصہ ... ضبط ہو گیا تھا
قیمت ۶؍

لڑائی کا گھر
[illegible]
قیمت ۶؍

قرآن آسان قاعدہ
بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کا بالکل نئی شان کا قاعدہ
قیمت ۸؍

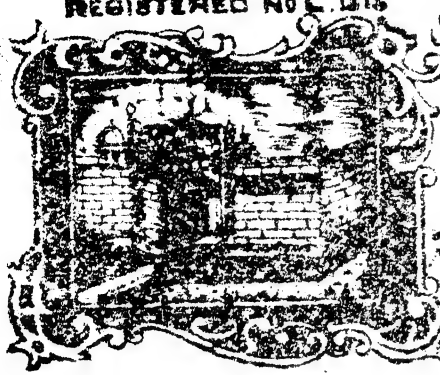
[illegible]
حصہ اول و دوم ۱۲؍ ... حصہ سوم ...
قیمت ۱۲؍

روزنامچہ سفر ہندوستان
خواجہ صاحب کے سفر ... کاٹھیاواڑ وغیرہ کے حالات
قیمت ۱۲؍

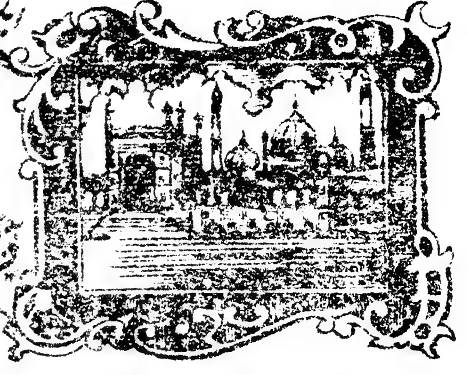
اسلام کا انجام
... کی کتاب کا ... اردو ترجمہ
قیمت ۶؍

REGISTERED NO L. 1315

ایڈیٹر سید ظہیر احمد حسنی نظامی بدایونی







چیست دُنیا؟ از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن !

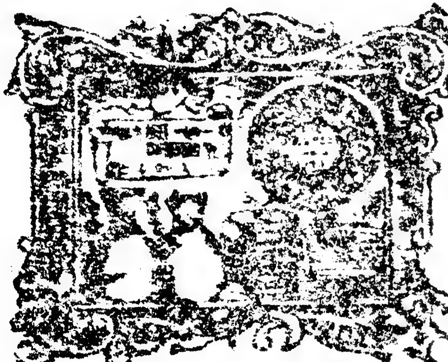
مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس منگا لے

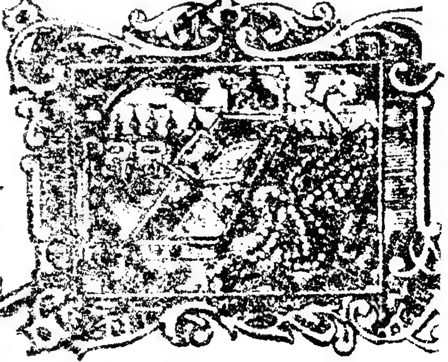


سالانہ قیمت

اعلیٰ ایڈیشن ... معمولی ایڈیشن ...

ششماہی قیمت

اعلیٰ ایڈیشن ... معمولی ایڈیشن ...



۱۹۲۳ء

تجارت کی روشنی

اور

دولت کی فراوانی

ہندوستان کو بھی امریکہ، جرمنی، جاپان اور انگلینڈ کا ہمسر بنا کر دکھا سکتی ہے اور ہندوستان کو ان سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں رکھ سکتی بشرطیکہ یورپین تجار کی طرح ہندوستانی تاجر بھی اصول تجارت سے واقف ہو کر پابندی کے ساتھ کام کرنے کے عادی ہو جائیں

نظامیہ دار الاشاعت

دہلی کا

بہترین کارنامہ

یہ ہے کہ اس نے بے روزگاروں کو برسر روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت کو دور کرنے اور ملکی نسلوں کو تجارتی تعلیم دینے کیلئے تجارتی تعلیم کی ضروری کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکے حسب ذیل پانچ حصے شائع ہو کر ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں

تجارت کی پہلی

اس میں بلحاظ تجارت [illegible] بتایا گیا ہے۔ [illegible] تجارت سے [illegible] منافع۔ تجارت شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے [illegible] روپیہ پیدا کرنے [illegible] پیدا کرنے کے [illegible] اصول [illegible] حاصل کر سکے [illegible] ایک تاجر کو [illegible] تجارت کی شکست [illegible] کے لیے بہترین کتاب ہے پہلا [illegible] مفید [illegible] قیمت عہ مجلد [illegible]

تجارت کی دوسری

اسمیں فن اشتہار کی تعلیم ہے، اور اشتہارات کے ذریعہ ہر قسم کی تجارتی چیز کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں اشتہارات کا مضمون بنانے، ان کو تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے، چھپوانے اور ان کی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر سے بہتر طریقے بتائے گئے ہیں اشتہار کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری اور اہم معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے ہر مشتہر فائدہ اٹھا سکتا ہے

قیمت فی جلد عہ/ - مجلد عہ

تجارت کی تیسری

اس میں دوکانداری کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری اور نفع بڑھانے کے لیے کون اصول پر عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت، ہردلعزیزی کے طریقے، گاہکوں سے رقم وصول کرنے کی تدابیر اور دوکان کا حساب کتاب لکھنے کے اصول بیان کیے ہیں

قیمت فی جلد ۱۲/ - مجلد عہ

تجارت کی چوتھی

یہ مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے اس میں بتلایا گیا ہے کہ صرف ایک کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ کس طرح ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگروں، کارخانہ داروں اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ [illegible] کو خط لکھا جائے کہ [illegible] کامیاب بنا سکتی ہے کمیشن ایجنسی [illegible] دفتر میں کلرک کی [illegible] اس طرح کیا جا سکتی ہے ہر تاجر کے لیے ضروری معلومات کا مجموعہ

قیمت فی جلد عہ - مجلد [illegible]

تجارت کی پانچویں

اس میں فن "بہی کھاتہ" کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے تمام رجسٹروں اور بہیوں کے نمونے اردو اور انگریزی میں دیکر ان کے لکھنے اور ان کی خانہ پری کے طریقے آسان پیرایہ میں تعلیم کیے گئے ہیں دیسی اور بدیسی طریقوں کا فرق اور فوائد کو نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے۔ تمام حسابات کو درست رکھنے کے اصول سمجھائے گئے ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے تاجر کے لیے نہایت [illegible] قیمت [illegible]

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت خواجہ ڈلو دیالہ دین دنیا دہلی

جلد ۳ — فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی نومبر ۱۹۲۳ء — نمبر ۸

خزانہ

دولت و ثروت کا شاندار ذخیرہ

غریب ہندوستانیوں کے لیے

دولتمندی کی لہریں

اگر ہندوستان اور غریب ہندوستانیوں کی مفلسی اور محتاجی تکلیف و عسرت کا دفعیہ منظور ہو اور دولت و ثروت کی حسرت، زر و جواہر کا انبار دیکھنے کی تمنا اور عیش و عشرت کیساتھ جینے کی آرزو ہو تو

ذخیرۂ صنعت و حرفت کی آٹھ جلدیں

منگا کر ان تمام خواہشوں کو پورا کر لیجیے

ان میں کیا ہے؟

گھڑی سازی، فوٹو گرافی، رنگسازی، رنگریزی، ملمع سازی، موم بتی بنانا، دباغت، مصنوعی جواہرات بنانا، شیشہ اور چینی کا سامان بنانا، ادویہ سازی، سیمنٹ، پالش، وارنش، پارچمینٹ، واٹر پروف، ہر قسم کا کاغذ، ہر قسم کے روغن، ہر قسم کی آتشبازی، ہر قسم کی مشینیں، ہر قسم کی سیاہیاں، چرمی سامان، کاغذی اشیاء، مہر کی لاکھ، بلاٹنگ پیپر وغیرہ تیار کرنا، اور سینکڑوں قسم کے مجربات درج ہیں۔

قیمت حصۂ اول ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ ۸ ر) حصۂ دوم ایک روپیہ حصۂ سوم ۱۲ ر حصۂ چہارم ۱۲ ر حصۂ پنجم ۱۲ ر حصۂ ششم ۱۲ ر حصۂ ہفتم ۱۲ ر حصۂ ہشتم ۱۲ ر

آٹھوں حصوں کی مجموعی قیمت صرف آٹھ روپے

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

خواص خمسہ

کے بغیر ایک انسان کی زندگی جس طرح زندگی نہیں کہلائی جا سکتی، اُسی طرح اگر ذیل کی پانچ کتابیں کسی کتب خانہ میں نہوں تو وہ مکمل کتب خانہ نہیں ہو سکتا۔ سدرشن صاحب کی یہ پانچ کتابیں انسانی زندگی کو خوشگوار اور صحت کو برقرار رکھنے میں بے مثل ہیں، اس لیے اگر آپ نے اب تک نہیں منگائیں تو دیر نہ کیجئے اور آج ہی ان کتابوں کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔

چندن

یہ کئی نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز کہانیوں کا لاجواب مجموعہ ہے، یہ کہانیاں نہ وقت گزاری کا آلہ ہیں نہ بیکاری کا مشغلہ، ان کہانیوں کو پڑھکر دنیاوی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب ہو جاتا ہے، خیالات و جذبات میں تحیر خیز طلاطم پیدا ہو کر انسان ایک صحیح المعنی انسان بن جاتا ہے۔ چندن کی خوبی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ تمام زبردست اہل الرائے حضرات نے اسکی تعریف کی ہے تمام موقر رسالوں اور اخباروں نے پُرزور ریویو لکھے ہیں اور مصنف کو اس بیش قیمتی مبارکباد دی ہے شروع میں حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا دیباچہ سونے پر سہاگہ کا کام کر رہا ہے قیمت عہ

صبح وطن

یہ قومی اور ملکی کہانیاں ہیں جنکو پڑھکر ہر انسان حُب وطن کے حقیقی معنوں سے کوئی واقف ہو جاتا ہے۔ یہ مجموعہ بہت سے قومی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ بھی جناب سدرشن کے زور قلم کا قابل دید نتیجہ ہے قیمت علاوہ محصول صرف ایک روپیہ

آنریری مجسٹریٹ

ایک عجیب و غریب ہنسانے ہنسانے پیٹ میں بل ڈالدینے والا مذاقیہ ڈرامہ نہایت پرلطف فرانس کے مشہور ڈرامہ نویس مولیئر کے ڈراموں سے ٹکر کھاتا ہے قیمت ۸ ر

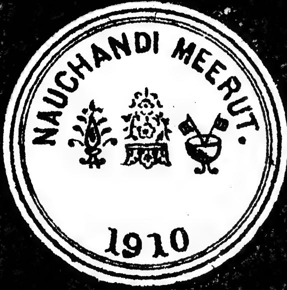
تہذیب کے تازیانے

بنگال کے مشہور بابو بنکم چندر چٹرجی کے اُن زبردست مضامین کا قابل قدر اُردو ترجمہ جو مُردہ ہڈیوں میں جان ڈالتے ہیں اور جنکی یورپ اور امریکہ میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ قیمت ۱۲ ر

بیگناہ مجرم

یہ ایک نہایت دلکش نہایت پرلطف اور بہترین قومی ناول ہے۔ ایک جلد منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت عہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی







یہ پریس حکمنامے، وکالت نامے، امتحان کے پرچے، اشتہارات، خطوط، لیبل وغیرہ وغیرہ جنکی متعدد نقلیں درکار ہوں نہایت آسانی اور خوشنمائی کیساتھ بہت جلد اور قطعاً بلا خرچ چھاپ سکتا ہے اسکے چند حالات لکھے جاتے ہیں جنسے اسکا سب سے آسان اور مفید ہونا ثابت ہے

(۱) اس کے لیئے مخصوص کاتب، قلم، کاغذ، رنگ کی مطلق ضرورت نہیں ہے، بلکہ ہر شخص جس زبان میں چاہے اپنے قلم سے لکھکر یا ٹائپ رائٹر کا (بشرطیکہ کاپنگ فیستہ سے ہو) بجنسہ فوراً خود چھاپ سکتا ہے۔

(۲) اسپر چھاپنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف ۱۵ منٹ میں سو نقلیں مل سکتی ہیں۔

(۳) اسپر بار بار سیاہی لگانے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک مرتبہ کی سیاہی سو نقلوں کے لیئے کافی ہوتی ہے۔

(۴) یہ اس قدر آسان ہے کہ معمولی خواندہ شخص بھی پہلے ہی دن آسانی کے ساتھ کام کر سکتا ہے۔

(۵) سب سے بڑھکر یہ کہ ایک ہی وقت میں مختلف رنگ کا بھی بے تکلف چھاپتا ہے۔

(۶) گارنٹی (یا اقرار)

خریداری سے تین سال تک ہم بلا معاوضہ درست کر دینے کے ذمہ دار ہیں بعد میں قلیل معاوضہ پر۔

پریس کے مختلف سائز اور اُن کی قیمتیں

کارڈ سائز عرض و طول	لیٹر سائز	نوٹ پیپر سائز	فلسکیپ سائز	بنیک پیپر	کتاب کا دو صفحہ	ڈبل فلسکیپ	چو صفحہ ۲۰ × ۲۶
۳٫۰ × ۵٫۰ انچ	۴٫۰ × ۷ انچ	۷ × ۱۰ انچ	۸ × ۱۳ انچ	۹٫۰ × ۱۱٫۰ انچ	۱۲ × ۱۴ انچ	۱۳ × ۱۶٫۰ انچ	۱۳٫۰ × ۲۰ انچ
۴ للعہ ر	۶ ر	۱۲ عہ ر	۱۷ معہ ر	۱۷ معہ ر	۲۵ معہ ر	۳۴ للعہ ر	۵۰ ر

نوٹ:-
(۱) حق تاجرانہ ایک درجن کی خریداری پر فی صدی عہ ر
(۲) علاوہ حکام کے ہر شخص کو فرمائش کے ساتھ کچھ زر پیشگی بھیجنا چاہیئے۔

مینیجر طلسمی پریس نمبر ۱ محلہ خیر نگر شہر میرٹھ

ملکی فارغ البالی

اور

انفرادی ترقی کا واحد ذریعہ

صرف صنعت و حرفت کو تسلیم کیا جا چکا ہے ۔ لاریب یہی اور صرف یہی وہ گم کردہ دولت ہے جسکو اگر دوبارہ حاصل کر لیا جائے تو ملک اپنی موجودہ پستی اور افسوسناک حالت کو بدلکر بہت کچھ عزت و ثروت اور اوج و عروج حاصل کر سکتا ہے ۔

صرف اسی خیال سے

میں ہر ایسے شخص کو جو صنعت و حرفت کے مفید اور ضروری شعبہ میں ترقی کا خواہشمند ہو ہر ممکن امداد پیش کرنے کے لیئے تیار ہوں کیونکہ اس شاہراہ پر گام فرسائی کرنیوالوں کی امداد اور خدمت بجالانا میرا ذوق قلبی اور فرض منصبی ہے ۔

اس سلسلہ میں ہر قسم کے کام کے متعلق سچا اور مفید مشورہ دیا جائیگا اور ہر قسم کے نسخے مناسب معاوضہ پر پیش کیے جائینگے جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ یا ایک آنے کا ٹکٹ آنا چاہیے ورنہ عدم ترسیل جواب کی شکایت معاف ۔

پتہ

عبداللطیف خان چشتی ۔ اکسپرٹ (دی نیشنل انڈسٹریز اینڈ کیمیکل لمیٹڈ)

کارخانہ برساتی و زہیرا پالش ۔ زیر جامع مسجد دہلی



چینی اور شیشہ کی اشیاء

صرف

ولایت ہی میں تیار نہیں ہوتیں ہندوستان میں بھی انکو اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر تیار کرتا ہے اور وہ کسی طرح بھی ولایت کی مصنوعات سے پست اور کم درجہ نہیں رکھتیں چنانچہ ہمارے چینی اور شیشہ کی اشیاء بنانیوالے مشہور و معروف کارخانہ نے

چینی اور شیشہ کی تمام مصنوعات کیلیئے

خاص شہرت اور نیکنامی حاصل کی ہے

ہر قسم کی بوتلیں اور چھوٹی بڑی شیشیاں

بھی مختلف سائز اور مختلف شیپ کی تیار کیجاتی ہیں سوڈا واٹر وغیرہ کے کارخانوں میں اب خصوصیت کیساتھ ہماری بوتلیں استعمال کیجاتی ہیں اپنی مصنوعات کی تصدیق و تحفظ کیلیے بوتلوں پر آپ اپنا ٹریڈ مارک و نام بھی کم از کم ۵۰ گروس کا آرڈر دیکر تیار کرا سکتے ہیں مصنوعات و ٹریڈ مارک کی رجسٹری بھی ہماری معرفت باسانی ہو سکتی ہے ۔ ہر قسم کی خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیے ۔

پتہ

عبدالباقی خاں و عبدالغنی خاں ۔ زہیرا پالش فیکٹری

زیر جامع مسجد ۔ دہلی

مجرّب عملیات

اعمال سورۂ فاتحہ

اس مجموعہ میں الحمد شریف کے اُن نایاب اور صدری اعمال کو قلمبند کیا گیا ہے جو امام الصوفیہ حضرت محی الدّین ابن عربی مصنف فتوحات مکّی وغیرہ سے منقول ہیں اور ہزارہا مرتبہ تجربہ میں آکر زُود تاثیر اور تیر بہدف ثابت ہو چکے ہیں۔ ضرور منگا لیجئے۔ ختم ہو جانے پر دستیاب ہونا مشکل ہے۔ قیمت ۴ر

اعمال مجرّبۂ آیۃ الکرسی و آیۂ کریمہ و ناد علی

تمام حاجات دینی و دُنیوی کے متعلق زود اثر اور معتبر و مستند مجرب اعمال مع خواص و اسناد وغیرہ۔ قیمت صرف چار آنے۔

اعمال مجرّبہ سورۂ یٰسٓ شریف

باموکل و طریقۂ زکوٰۃ وغیرہ جس میں محبت عداوت ترقی عزّ و جاہ۔ دست غیب۔ کشائش رزق وغیرہ۔ فتحیابی مقدّمات تسخیر خلائق۔ مہربانی حکام کے ایک سو سے زیادہ مجرب اعمال درج ہیں قیمت ۴ر

اعمال مجرّبہ سورۂ مزمل شریف

مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں عمل سورہ شریف اور تین اعمال سورہ یوسف شریف عجیب و غریب اور پانچ عمل سورۂ واقعہ شریف در بارۂ محبت و عداوت و تسخیر، رزق، روزگار، حل مشکلات وغیرہ درج ہیں قیمت ۶ر

اعمال سورۂ اخلاص

سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ شریف کے اعمال مع موکل و طریقہ ادائے زکوٰۃ ہر قسم۔ و اعمال مجربہ اللہ الصمد مع طریقۂ زکوٰۃ ہر کام کے واسطے۔ ترکیب صلوٰۃ التسبیح و نماز حضری اور اعمال چہل کاف شریف باموکل مع زکوٰۃ ہر کام کے لئے نہایت مجرب اور زود اثر۔ قیمت صرف ۴ر۔

عملیات کے شوقین حضرات کو یہ کتابیں جلد سے جلد منگا لینی چاہئیں کیونکہ بہت کم تعداد میں باقی رہ گئی ہیں اور ختم ہو جانے کے بعد پھر ان کا دستیاب ہونا محال ہے +

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

عدالت کی کرسی

کے سامنے سچّائی کا دیوتا

بیخوفی کیساتھ اظہار حقیقت

مولانا ابو الکلام آزاد کی آزاد بیانی

مقدّمہ کی پوری سرگزشت

کتابی صورت میں قابل دید۔ قیمت فی جلد ۴ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اُن لوگوں کے لیئے:-

جو

خود مریض ہوں، یا دوسرے مریضوں کا علاج کرتے ہوں، یا طب کی تعلیم پا رہے ہوں، یا مطب کرتے ہوں، یا طبیب بننے کا ارادہ رکھتے ہوں نہایت ضروری بات اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے

علاج الامراض

کی ایک جلد فوراً منگا لیں، یہ حکیم اجمل خاں صاحب بہادر (مسیح الملک) کے جدّ بزرگ عالیجناب حکیم محمد شریف خاں مرحوم کی عجیب و غریب تصنیف ہے اور تمام خاندان شریفیہ میں رائج ہے۔ اب بہت کچھ اضافہ کے ساتھ پھر چھاپی گئی ہے اور طبیّہ کالج کے لائق پروفیسروں نے اسکی صحت میں حصہ لیا ہے۔ یہ فارسی زبان میں طب کی سب سے بہتر اور مستند کتاب ہے۔ قیمت فی جلد مجلّد علاوہ محصول ڈاک۔ لعہ ۹ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

اربعہ عناصر

یعنی پروفیسر سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی کی

چار لاجواب کتابیں

حکمت عملی

یہ پروفیسر صاحب کی مشہور و معروف کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ کوئی پڑھے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا کتب خانہ اور کسی انسان کا مکان اس سے خالی نہ رہے، ہر دینی و دنیاوی معاملہ کے متعلق حکمت عملی کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے، قابل دید اور لائق خرید کتاب ہے۔ **قیمت** مجلد للعہ علاوہ محصول ڈاک۔

الانسان

انسان کو مسٹر ڈارون کا فلسفہ بندر ثابت کرتا ہے اور ہزاروں انسان اپنے آپ کو بندر سمجھنے لگے ہیں، اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ انسان کیا چیز ہے، کیونکر پیدا ہوا، اس کے اعضا کی ساخت، اس کے رگ پٹھوں کی حالت، اس کے قوائے بدنی کے افعال، اس کے جوارح کے خواص اور اسکی مکمل تصویر بیش بہا معلومات اور قابل قدر کتاب۔ **قیمت** سےؔ علاوہ محصول

الاستدلال

اس کتاب میں علم منطق کے اصول نہایت آسان طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں، قوت ادراک اور قوت فکر کے عمل اور علم حاصل کرنے کے طریقے، تصور و تصدیق کا فرق، تصدیق کی تمام صورتیں اور ماہیت۔ قوانین کی دریافت کرنے کے قاعدے، سائنس اور آرٹ کا فرق، استخراج اور استقرا کی تعریف، قضایا، استدلال، اصول اولیہ قیاس کا مشرح بیان قیمت للعہ

تسہیل البلاغت

زبان اردو کی درستی، محاورات کی برجستگی، الفاظ کی خوبی، جملوں کی سلاست کے لیے بہترین کتاب جس میں نہایت خوبی کے ساتھ علم معانی، بیان، اور علم بدیع وغیرہ سے بحث کی گئی ہے اور زبان میں غلطیوں سے بچنے کے قواعد سمجھائے گئے ہیں قیمت مجلد للعہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

شمس العلماء مولانا شبلی کی آخری اور بحری معرکۃ الآرا

تصنیف

سیرۃ النبی ؐ

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات

میں اب تک اردو زبان کی بہت سی کتابیں مرتب ہو کر شائع ہو چکی ہیں لیکن علامہ شبلی مرحوم نے سیرۃ النبی کے مقدس نام سے جو سوانح عمری مرتب کی ہے اس نے ثابت کر دیا کہ دوسری تمام کتابیں اس کے سامنے وہی مناسبت رکھتی ہیں جو آفتاب کے مقابلہ میں ذروں کی ہو سکتی ہے۔

سیرۃ النبی کی دو ضخیم جلدیں

اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے ولایتی کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی اور بہترین چھپائی کے ساتھ شائع ہوئی ہیں، ان جلدوں کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ

بہترین نبی ؐ کی بہترین سوانح عمری

صرف سیرۃ النبی ہے جو نہایت تحقیق و تدقیق کیساتھ علامہ شبلی کے پر زور قلم سے نکلی ہے۔ آنحضرت صلعم کی

ولادت سے وفات تک

تمام حالات اور واقعات جس قدر تحقیق و شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں وہ قیامت تک مسلمانوں کو علامہ شبلی کا رہین منت و ممنون احسان رکھنے کے لیے کافی ہیں۔

کسی مسلمان کا گھر اس متبرک کتاب سے خالی رہنا بیحد افسوسناک امر ہے

قیمت جلد اول مجلد عہ جلد دوم مجلد عہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

ہوالکل

یا معین

پربھائی

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

برہم و ابراہیم ؑ ہندوؤں کے ویدمیں جگہ جگہ برہم کا لفظ آیا ہے۔ ایک جگہ ایکو برہم دوتیہ ناستی (ایک ہی اللہ ہے دوسرا نہیں ہے) بھی موجود ہے جو بعینہ لا الہ الا اللہ کے ہم معنی ہے۔ برہم اسم ذات ہے یعنی جس طرح ہمارے ہاں لفظ اللہ اسم ذات ہے، ہندوؤں کے ہاں اوم اور برہم وغیرہ اسمائے ذات ہیں، برہم ودیا (علم الہٰی) ہندو مذہب کی بنیاد اور جان ہے۔ اگرچہ صفاتی مظاہر کی اُلجھن میں مبتلا ہو کر ہندو قوم برہم ودیا (علم الہٰی) کو بھول گئی اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز اور اصل کو ترک کرکے عکس کی پیروی کرنے لگی تاہم اب بھی اُن کے ہاں برہم اور برہم ودیا کے تعلقات بکثرت موجود ہیں۔

ایک مسلمان جب ہندو مذہب پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور کرتا ہے۔ تعصب اور ضد کو خیال سے دور کرکے سچی تحقیق اُس کے پیش نظر ہوجاتی ہے تو یہی الفاظ برہم اور برہم ودیا اور اُن کے معانی اور وہ عقائد و خیالات جو برہم اور برہم ودیا کی نسبت ہندوؤں میں ہیں اُسکو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ایک دفعہ ہی خوشی کا نعرہ لگا کر کہتا ہے کہ :-

ہندو اور مسلمان تو ایک ہی ہیں

زبان اور مُلک کی جدائی کے سبب یہ تفریق پڑ گئی ہے ورنہ ہم ہیں اور ہندوؤں کے مذہب میں تاریخ کا ابتدائی دور ایک ہی تھا اور اس میں کچھ جدائی نہ تھی، کیونکہ دین اسلام در حقیقت دین ابراہیمؑ ہے۔ حضرت ابراہیم سے اس دین کو قرآن شریف نے منسوب کیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ ہے جس کو حضرت ابراہیم نے خدا کی طرف سے پیش کیا تھا اسی واسطے اس قوم اسلام کو ملت ابراہیمی اور دین اسلام کو دین حنیف کہتے ہیں (حنیف حضرت ابراہیمؑ کا نام تھا-) برہم اور ابراہیمؑ میں جو لفظی مشابہت ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے یہ مشابہت تاویل و قیاس سے پاک ہے ہر شخص بادی النظر میں اس عجیب مشابہت کو قبول کرسکتا ہے کیونکہ فرق صرف دو الف کا ہے۔ برہم میں دو الف بڑھنے سے ابراہم بنجاتا ہے اور یہ فرق محض تلفظ کی مغائرت سے واقع ہوا ہے۔ بعض اقوام حضرت ابراہیمؑ کو ابراہام کہتی ہیں بعض ابرام کہتے ہیں اور بعض برہم کہنے لگیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہندو مذہب میں جو برہم ودیا ہے وہ در حقیقت حضرت ابراہیم کی تعلیم ہے، برہم ودیا کے لفظی معنی دین ابراہیمی کیے جائیں تو تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

لہٰذا ہم مسلمان اور ہندوستان کے ہندو ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے ہاں ابراہیمی دین کی صورت بدل گئی جیسے کہ ظہور نبوت محمدیہؐ سے پہلے اہل عرب میں دین ابراہیمی اصلی شان سے ہٹ گیا تھا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبعوث ہوکر اس کی اصلاح کر دی تھی اسی طرح ہندوستان کے برہم ودیا (دین ابراہیمی) میں تغیر ہوگیا ہے اور آخری زمانہ کے اوتار حضور محمد رسول اللہ صلعم کے دین سے اسکی اصلاح ہوگی۔

یہ شبہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا کہ برہم تو اسم ذات الٰہی ہے اور ابراہیم اسم بشر ہے پھر یہ مشابہت کیونکر درست ہوگی؟ اس لیئے کہ برہم ودیا کا لفظ اس کی تشریح کردیتا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ نے ذات الٰہی کا جو علم و عرفان عطا فرمایا وہ برہم ودیا ہے۔ برہم کا لفظ ہی اسم ذات اسواسطے بنا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذات الٰہی کے گیان کو تعلیم کیا تھا اسواسطے حضرت ابراہیمؑ کے نام کی نسبت سے ذات الٰہی کا نام برہم رکھ دیا گیا، اور ذات الٰہی کے علم و گیان کو برہم ودیا کہنے لگے۔

برہما اور ابراہیم ؑ ہندوؤں کا بیان ہے کہ سب سے پہلے برہما کا ظہور ہوا اور برہما سے چار ذاتیں برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ہوئیں۔ برہمن برہما کے سر سے نکلے چھتری بازو سے۔ ویش شکم سے۔ شودر ٹانگوں سے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل جب ہندوستان میں آئی تو جو اُنہیں سے حضرت ابراہیمؑ کے بہت مقرب تھے انکو برہمن کہا گیا اور جو اُن کے بعد تھے اُنکو چھتری۔ ویش۔ شودر کا لقب ملا۔ برہمن لفظ ہی اسکی خبر دیتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے نام سے بوجہ قرب خاص منسوب کیئے گئے ہوں گے۔

برہمانڈ کائنات اور موجودات دنیا کا نام ہندو زبان میں برہمانڈ رکھا گیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے حضرت ابراہیمؑ کے نام کی شہرت قائم رکھنے کے لیئے یہ نام مقرر کیا ہوگا۔

ہندوستان میں عربی زبان مہابھارت کی لڑائی کے حالات میں صاف لکھا ہے کہ مہابھارت کے مشہور راجہ یدہشٹر سے ایک جاسوس نے عربی زبان میں گفتگو کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ یدہشٹر عربی جانتے تھے اور چونکہ حضرت ابراہیم کی زبان عربی تھی سو اسطے اُنکی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں نے اپنی جدی زبان کو ہندوستان آنیکے بعد بھی محفوظ رکھا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے اور جب وہ یہ سمجھ جائیں کہ وہ آپس میں غیر نہیں ہیں ایک ہی ہیں تو باہمی عناد و فساد کو ترک کرکے اتحاد کرلینا چاہیئے اور اسکی صورت یہی ہے کہ دین ابراہیمی کی اصلاح یافتہ صورت کو جو باسم اسلام مروج ہے تمام ہندو قبول کرلیں اور اپنے اصلی دین کو پہچانکر بھول اور غلطی سے باہر نکل آئیں +

جو جانور گوشت نہیں کھاتے

وہ بڑے ملنسار اور جفاکش ہوتے ہیں۔ ان میں غصہ نہیں ہوتا۔ وہ کسی کو ستاتے نہیں۔ دیکھو بیل، گدھے، گھوڑے، ہاتھی اور پرندوں میں کبوتر فاختہ وغیرہ ہزارہا جانور ہیں جو گوشت نہیں کھاتے۔ کیا دیکھا نہیں کہ وہ کیسے محنتی ہوتے ہیں اور کیسی اطاعت سے دوسروں کا کام کرتے ہیں، اسکی وجہ محض یہ ہے کہ وہ گوشت نہیں کھاتے۔

اور جو جانور گوشت کھاتے ہیں اُن سے محنت نہیں ہوسکتی، ان میں تحمل اور برداشت کی طاقت نابود ہوتی ہے۔ غصہ ہر وقت ان کی ناک پر رکھا رہتا ہے۔ چہرہ سے ان کے خوف معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ اور پرندوں میں باز، شکرہ وغیرہ، اس کا سبب صرف یہ ہے کہ یہ گوشت کھاتے ہیں۔

پس جو لوگ محنتی، جفاکش بننا چاہیں ان کو گوشت خوری کے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے، وہ بھی غور کریں اور وہ بھی جن کو غضبناک اور خونخوار بننے کا شوق ہے۔

حاکم و غلام

مگر جب گوشت خوری کے مسئلہ پر غور کرو تو اس بات کو بھی دھیان میں رکھنا کہ گوشت کھانیوالے اور گوشت نہ کھانیوالے جانوروں میں ایک فرق اور بھی ہے۔ کہ گوشت کھانے والے جانور سب کے حاکم ہوتے ہیں اور گوشت نہ کھانے والے ساری عمر غلامی کرتے ہیں۔ شیر جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، ہاتھی شیر سے جسم و قد و قامت میں دس حصہ زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ مگر شیر کی صورت دیکھتے ہی جنگل چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور جب انسان کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا ہے تو ساری عمر اس کی غلامی کرتا ہے۔ پس اگر حاکم بننا ہے تو گوشت کھاؤ، اور محکوم و غلام بننا ہے تو گوشت کھانا چھوڑ دو۔

جینی جیو رکھشا کرتے ہیں

جین مذہب کے لوگ ہندو نہیں ہیں مگر ہندوؤں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے مذہب اور ہندو مذہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

جین مذہب والوں کا سب سے بڑا اصول جیو رکھشا ہے۔ یعنی جاندار کی حفاظت و رحمدلی ان کا سب سے بڑا مذہبی حکم ہے، وہ گائے کی حفاظت اس لیے ضروری نہیں سمجھتے کہ گائے کوئی مقدس جانور ہے۔ بلکہ وہ گائے کی حفاظت محض اسکے جاندار ہونے کے سبب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک واقف کار اور حساب داں جینی نے لکھا ہے کہ ہندو قوم گائے کی حفاظت کے غل شور میں جیو ہتیا کو بڑھاتی ہے اس واسطے ہم جینی ہندو قوم کی مدد نہیں کرسکتے۔

اس جینی نے دلیل یہ لکھی ہے کہ مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے، وہ گائے، اونٹ، بھیڑ، بکری چار جانوروں میں سے کسی ایک کی قربانی کرسکتے ہیں مذہب نے گائے اونٹ کی قربانی میں ان کو یہ آسانی دی ہے کہ ایک گائے اور ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، مگر بھیڑ، بکری، دنبہ کی قربانی میں یہ فائدہ نہیں ہے کیونکہ بھیڑ، بکری، دنبہ کی قربانی میں ایک مسلمان کی طرف سے ایک ہی جانور کا ہونا ضروری ہے۔ ان میں دو یا تین یا چار یا پانچ چھ سات شریک نہیں ہوسکتے۔

اس پر جینی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر گائے اور اونٹ کی قربانی ہوگی تو سات جانیں بچ جائینگی، کیونکہ ایک جان کی قربانی میں سات مسلمان حصہ لے سکیں گے اور بھیڑ، بکری، دنبہ کی قربانی میں سات جانوں کا نقصان ہوگا۔

پس جینی دھرم چونکہ گائے کو ہندوؤں کی طرح مقدس نہیں مانتا، لہذا وہ گائے کی قربانی کو بکروں کی قربانی پر فوقیت دیتا ہے کہ گائے کی قربانی میں سات جانیں بکروں کی بچ سکتی ہیں۔

اسی طرح اس جینی کا خیال ہے کہ گائے اور اونٹ کا گوشت مقدار میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ سو آدمی اس کو کھا سکتے ہونگے۔ اگر گائے کے گوشت کی مخالفت کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جتنا گوشت ایک گائے کو ذبح کرنے سے حاصل ہوتا وہ دس بکروں کے کاٹنے سے حاصل ہوگا اور ایک جان کی جگہ دس جانیں ضائع ہونگی۔

پس جین دھرم والوں کا فرض ہے کہ وہ حساب پر غور کرکے وہ کام کریں جس سے جیو رکھشا ہوسکے۔

گائے کی جون

منوسمرتی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ برہم ہتیا کا گناہ کرتے ہیں وہ گائے کی جون میں جاتے ہیں۔ پس اگر مسلمان گائے کی قربانی کرتے ہیں تو گویا وہ ایک تکلیف دہ جون اور گناہ کے کفارہ سے لوگوں کو بچاتے ہیں۔ پھر گائے کی قربانی سے ناراض ہونا فضول ہے۔

کلمۂ توحید سوراج ہے

اگرچہ آجتک سوراج کی اصلی تعریف کسی نے بیان نہیں کی ہر کوئی کہتا ہے غیر حکومت سے آزاد ہوجانے کا نام سوراج ہے، کوئی کہتا ہے اپنی خواہشات و جذبات کو قابو میں کر لینے کا نام سوراج ہے، کسی کا خیال کچھ ہے، کسی کی رائے کچھ اور ہے۔

تاہم یہ سب مانتے ہیں کہ سوراج وہ چیز ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد ملک کی تمام اقوام متحد ہو جائینگی۔ اور ایک مشترکہ مقصد ان میں پیدا ہوجائیگا چاہے وہ اور باتوں میں باہمی اختلافات رکھتے ہوں لیکن ایک مقصد ایسا ہوگا جس میں ہر قوم دوسری اقوام سے متفق و متحد ہوگی۔

تو کیا وہ لوگ اس پر غور نہیں کرتے کہ مسلمانوں کا کلمۂ توحید اس قسم کا متحدہ مقصد ہے جس پر مسلمانوں کا ہر فرقہ شریک ہے، خواہ اسلامی فرقوں میں کتنا ہی اختلاف ہو مگر کلمۂ توحید اور قبلہ رُخ نماز پڑھنے میں وہ سب متحد ہیں۔ اور ایک فرقہ کو بھی اس مقصدِ مشترک سے اختلاف نہیں ہے۔

لہذا سوراج چاہنے والوں کو مسلمانوں کا کلمۂ توحید اختیار کرکے مقصد مشترکہ کو حاصل کرلینا چاہیے۔

ناظرین کو چاہیے کہ وہ اہل سوراج کو یہ پیام پہنچا دیں۔

ترکِ موالات

مسلمان اصلی اور ازلی تارک موالات ہے کیونکہ اس کے کلمۂ توحید میں سب سے پہلا فقرہ لَآ اِلٰہَ ہے۔ یعنی مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اسلام کا اقرار کرنے سے پہلے ہر غیر خدا سے ترکِ موالات کرے "لا الٰہ" کے یہی معنی ہیں کہ غیر خدا کی نفی اور انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اللہ کا اقرار ہوتا ہے یعنی اِلَّا اللہ پڑھا جاتا ہے۔ کیا کسی اور قوم کے کلمہ میں ایسا کوئی لفظ ہے؟ دنیا کہتی ہے کہ سوائے مسلمانوں کے اور کہیں نہیں ہے۔

انسدادِ ارتداد کے لیے سفر

۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء سے سلسلۂ انسداد ارتداد سفر شروع ہوا۔ بخار کی شدت نے جسم کو بے حد کمزور کر دیا تھا۔ مگر خدا تعالے نے ہمت دی اور سفر آسانی سے ہو رہا ہے۔

ہفتہ کی شام کو دہلی سے چلکر اجمیر شریف کی چوکھٹ کو سلام کرتا ہوا راجکوٹ پہنچا، وہاں بدر الدین نظامی راجتی اور پروفیسر چاند میاں نظامی بی اے، اور حاجی عبد العزیز صاحب سے ملاقات ہوئی، حاجی صاحب دھوراجی سے لینے آئے تھے، نواگڑھ پر حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی اور جناب کنور عبد الوہاب صاحب بھی مل گئے۔ تین بجے دھوراجی پہنچے، ہزارہا مسلمان جھنڈے لیے ریل پر موجود تھے، تکبیروں کے نعروں سے زمین آسمان گونجتے تھے جلوس شہر میں پہنچا تمام راستے اور بازار مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے اور تکبیریں بلند ہوتی تھیں۔ تین روز کے قیام میں کئی جلسے ہوئے، اور انسداد ارتداد کی تبلیغ کماحقہ ہوگئی ہر مسلمان میں ایک اسلامی زندگی کا جوش پیدا ہوگیا، اسمٰعیل صاحب گاندھی نظامی ٹریا دسے اور حاجی محمد صاحب جماعت آغاخاں کی طرف سے شریک وفد ہیں۔ گاندھی صاحب بڑے پرجوش کام کرنے والے ہیں، دھوراجی کے مسلمانوں نے سچے اسلامی جوش کو ظاہر کیا۔ حضرت مولانا اور کنور صاحب نے جیت پور اپلیٹا، راناواؤ وغیرہ میں فرض تبلیغ کو ادا کیا، اور میں مانا ودر آیا۔ باٹوہ، مانگرول، مانا ودر میں تبلیغ ہوئی۔ مولانا اور کنور صاحب بھی آگئے۔ میں چالیس میل خشکی کے راستہ سے پوربندر گیا۔ بڑا خوبصورت شہر سمندر کے کنارہ ہے، وہاں تبلیغ کا فرض ادا کرکے پھر فوراً چالیس میل واپس گیا اور مانا ودر پہنچا

بعد کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاء اللہ۔

ذاتی

الحمد للہ میری صحت اچھی ہے۔ دہلی سے تار آئے ہیں حور بانو کی حالت پھر خراب ہے۔ گھر میں سب بچے موسمی بخاروں میں مبتلا ہیں۔ احباب اور پیر بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ خط و کتابت زیادہ نہ کریں کیونکہ مجھکو تمام گجرات کے خاص اور نازک حالات کو دیکھنا اور فرض تبلیغ پورا کرنا ہے۔

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ کی نئی تصنیفات

لے دور کا سلام

حضور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں درد و سوز پیدا کرنے والا سلام قیمت صرف ایک آنہ۔

غزنوی

سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملوں کا تاریخی تذکرہ ہے جو ہندوستان پر ہوئے، ہر جہاد کی پوری کیفیت ہے، جس کو پڑھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور مسلمانوں کی سرفروشیاں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ عورتوں اور بچوں کے پڑھانے اور سنانے کے قابل ہے۔ ۸ر

تین شہید

مراکشی عرب طرابلسی عرب اور ایرانی مجتہد کی شہادت کا دردناک تذکرہ جوش و خروش کا خزانہ قیمت ۲ر

چار درویشوں کا تذکرہ

ہندی۔ مصری۔ یمنی۔ اسپینی مشائخ قدیم و جدید کے حالات جن کے پڑھنے سے مذہبی و تاریخی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ۳ر

ہندو مذہب کی معلومات

یہ کتاب داعیان اسلام اور مسلمانوں کی معلومات کے لیے خاص طور سے لکھی گئی ہے۔ اسکے پڑھنے سے کسی ہندو مذہب والے کو دیکھتے ہی یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ برہمن ہے یا چھتری، ویش ہے یا شودر، اور تمام تر ہندو مذہب کی معلومات اس میں درج کی گئی ہیں اور اُن کے تمام اوتار اور دیوتا بتا دیے گئے ہیں، اُن کی کتابیں اور تہوار بھی درج کیے گئے ہیں بےحد مفید ہے۔ ۸ر

داعی اسلام

اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی اور داعی اسلام بنجانے کی ترکیبیں اور حکمتیں بتائی ہیں۔ قیمت ۳ر

مرگ نامہ

یہ کم ۔ موت کا دوسرا حصہ ہے جس میں آٹھ مرنیوالوں کے سچے اور دردناک قصے ہیں۔ قیمت ۶ر

گاندھی نامہ

مہاتما گاندھی جی کی ذات و صفات کا نہایت دلچسپ مفید تذکرہ ہے جو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ قیمت ۸ر

مسلمان بچوں کے دس سبق

نہایت دلچسپ بچوں کا جی خوش کرنیوالے تعلیمی دینی سبق ہیں، لڑکے خوشی سے پڑھتے ہیں ۲ر

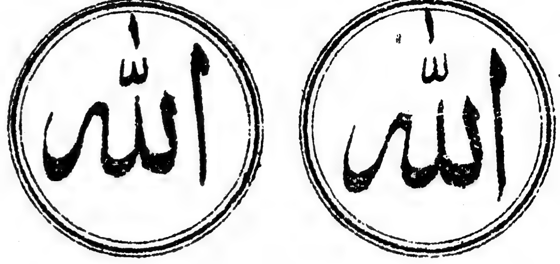
حلالخور

اس میں ہندوستان بھر کے حلالخوروں کے مذہبی قصے تاریخی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ نہایت دلچسپ ہے۔ ۸ر **سکھ قوم** — میں انکے تمام رسم و رواج اور مذہبی حالات ہیں ۶ر

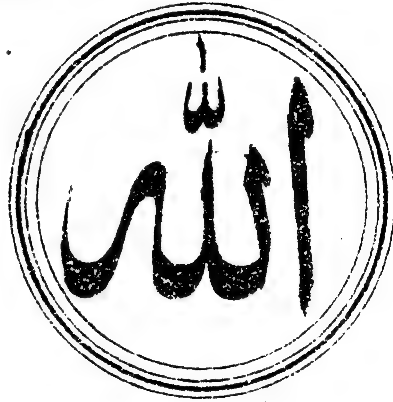
مینجر خواجہ ڈپو دہلی سے طلب کیجیے

فتنۂ ارتداد کی موجودہ اہمیت کا تقاضا ہے کہ دین و دنیا میں بھی انسدادی مضامین کا سلسلہ شروع کیا جائے اس کے لیے اشتہارات کی ایک نئی تجویز حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی نے جاری کی ہے جو ہندوستان کے اکثر مقامات میں سودمند ثابت ہوئی ہے۔ اس واسطے اس سلسلہ کے دو اشتہار جو طبائع عامہ پر تبلیغ اسلام کا گہرا اثر ڈالتے ہیں یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ آئندہ تبلیغ و دعوت اسلام کی دوسری تدبیروں اور حکمتوں کو بذریعہ اشتہارات لکھا جائے گا تاکہ ہر علاقہ کے مسلمان اپنے اپنے حلقوں میں ان کی تشہیر کرکے داعی اسلام کا ثواب و اجر حاصل کرسکیں +

دین و دنیا کا مالک کون ہے؟ دین و دنیا کو فروغ کون دیتا ہے؟



عزت وعظمت ویکتائی وکبریائی کا حقدار کون ہے

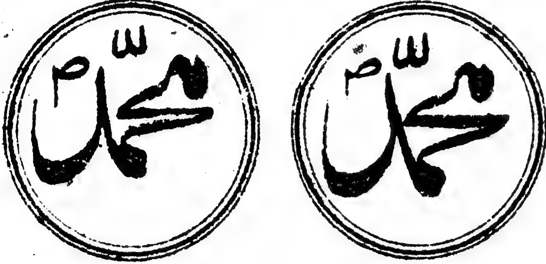


اسلام کا نصب العین کیا ہے؟ محمد رسول اللہ پر کون درود پڑھتا ہے؟



ھذا من عبداللہ ومن اللہ۔ حسن نظامی

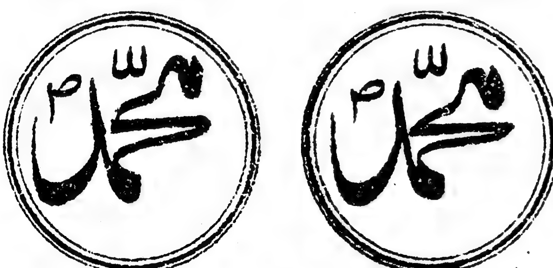
اللہ کے آخری رسول کون تھے؟ تمام دنیا کے ہادی کون تھے؟



ہر ملک اور ہر قوم کے غریبوں کے اصلی غمخوار کون تھے؟



قرآن خدا کی طرف سے کون لایا؟ دنیا میں سب سے بڑا آدمی کون تھا؟



سرکارِ محمدیؐ کا حلقہ بگوش۔ حسن نظامی

ماہ نومبر ۱۹۲۳ء
ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة
ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ
رسالہ
جلد ۳
نمبر ۸

دین و دُنیا

حمد

(از جناب منشی فیض الحسن صاحب مجور ہاپوری)

تعریف اُسی کو زیبا ہے جو دونوں جہاں کا مالک ہے   توصیف اُسی کا حصہ ہے جو کون و مکاں کا مالک ہے
خلاق ہے وہ رزاق ہے وہ۔ غفار ہے وہ ستار ہے وہ   ہر رازِ نہاں سے واقف ہے۔ ہر امرِ عیاں کا مالک ہے
اک ادنےٰ اشارے سے جسکے یہ ارض و سما سب خلق ہوئے   وہ ساری زمیں کا حاکم ہے وہ سارے زماں کا مالک ہے
پھولوں سے چمن کو زینت دی ہر گل کو عنایت نکہت کی   وہ موسمِ گل کا افسر ہے وہ فصلِ خزاں کا مالک ہے
محمود ہے وہ موجود ہے وہ معبود ہے وہ مسجود ہے وہ   جو حاکم روزِ محشر ہے جو نار و جناں کا مالک ہے
خورشید کو جسنے دی ہے ضیا۔ فرمایا قمر کو نور عطا   ہر خواہش دل سے واقف ہے ہر وہم و گماں کا مالک ہے
ارمان وہی بر لاتا ہے ہر شان وہی دکھلاتا ہے   عشاق کے دل پر قابض ہے وہ حُسنِ بتاں کا مالک ہے

کیونکر نہ رہے اُسپر ہی فدا کیونکر نہ کرے اُسکی ہی ثنا
اے مجور اُسی کی دنیا ہے جاں اور وہی جاں کا مالک ہے

رباعیات

(از جناب ابو الاحسان قربان علی صاحب مقبول بمبئی)

آتش میں جھلک تیری غضب کی پائی   دریائے کرم و وش پہ بدلی لائی
ہر ذرۂ خاک میں ہے دیکھا ترا نور   رحمت میں لبی آئی۔ ہوا جب آئی

گو آنکھوں نے دیکھی نہیں صورت تیری   دیتا ہے ہر اک عضو شہادت تیری
ہر موئے بدن سے انت ربی نکلے   دے طاقتِ گفتار جو قدرت تیری

نعت

(از ملک الکلام جناب قوی امروہوی)

اللہ غنی۔ منزلت و شانِ محمدؐ   ہے عرشِ بریں پایۂ ایوانِ محمدؐ
ہے قُربِ خدا جن کو میسر وہ فرشتے   کہلاتے ہیں کس فخر سے دربانِ محمدؐ
لاتے نہیں وہ مُلکِ سلیماں کو نظر میں   قسمت سے ہیں جو لوگ۔ گدایانِ محمدؐ
وہ لوگ ہیں آزاد غمِ ہر دو جہاں سے   جو ہو گئے وابستۂ دامانِ محمدؐ
چھوڑوں گا نہ اے شیخ میں جنت کی ہوس میں   یثرب کو۔ کہ ہے اک چمنستانِ محمدؐ
کیا رُوئے مہ و مہر کو لائینگی نظر میں   جو آنکھیں ہیں محوِ رُخِ تابانِ محمدؐ
کیا ڈر تپشِ مہرِ قیامت کا ہو مجکو   سر پر ہے قوی گوشۂ دامانِ محمدؐ

(از جناب حکیم شیخ نبی بخش صاحب سائل امروہی)

مقبول یہ دعا مری۔ پروردگار ہو   یثرب کی سرزمین ہو میرا مزار ہو
عزت نہ چاہیئے مجھے حشمت نہ چاہیئے   سارے جہاں کی ایک بھی نعمت نہ چاہیئے
غلمان و حور و کوثر و جنت نہ چاہیئے   مجکو نصیب فخرِ رسل کا دیار ہو

دیکھا اگر مدینہ نہ دُنیائے زشت میں   کیا چین ہم کو آئے کا باغِ بہشت میں
اُلفت نبیؐ کی ہے جو ہماری سرشت میں   یارب اُنہی کے در پہ ہمارا گزار ہو

اپنے لیئے تو دشتِ مدینہ بہشت ہے   سرسبز عشق احمدِ مرسل کی کشت ہے
کچھ خوب سے غرض ہے نہ پروائے زشت ہے   جو کھٹ رسولؐ کی ہو مری چشم زار ہو

حسرت یہی ہے اور یہی دل کا مدعا   ارماں یہی ہے اور یہی اپنی التجا
سائل جو پہنچے گلشنِ یثرب میں بخدا   نالوں میں اُسکے لطفِ نوائے ہزار ہو

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○

ترجمہ:- یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مول لیا گمراہی کو ہدایت کے بدلے پس نہ اُنکی تجارت سود مند ہوئی اور نہ انھیں سیدھی راہ ملی۔

تشریح الفاظ:- اَشْتِرَاء (شرا سے) مول لینا۔ ارادۂ اپنی پسند و مرضی سے سودا کرنا۔ ضَلَالَت۔ گمراہی۔ راہ راست کے خلاف راہ اختیار کرنا۔ کفر۔ بے دینی۔ حق سے عدول کرنا۔ هُدَىٰ۔ ہدایت۔ راہِ راست۔ ایمان۔ اتباع حق۔ رِبح۔ سود مند ہونا۔ نفع بخش ہونا۔ کامیاب ہونا۔ راس المال کا صحیح سالم رہ کر اُس کے ساتھ منافع بھی ملنا۔ تجارت ایسی خرید و فروخت جس میں لاگت اور اصل پر منافع ملتا ہو۔ سوداگری۔ بیوپار۔

تفسیر:- یہ آیتکریمہ بھی آیات سابق کی طرح منافقین کے متعلق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ منافقین وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کو جو ایک جنس گراں بہا تھی بدلے میں دے کر گمراہی اور نفاق مول لیا ہے اپنی نادانی اور بے وقوفی سے اِن لوگوں نے یہ سودا منفعت بخش سمجھ رکھا ہے اور بہت خوش ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس تجارت میں ان لوگوں نے ایسا نقصان اُٹھایا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے منافع تو درکنار یہ اصل بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں۔ اس خرید و فروخت میں انھیں سخت ناکامی ہوئی ہے اور ایسا خسارہ ہوا ہے جس کے لئے ابدالآباد تک دست حسرت ملینگے۔ تجارت میں کامیاب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ راس المال بدستور محفوظ رہے اور اس کے ساتھ ہی کچھ منافع بھی ملے اور اگر بدقسمتی سے منافع نہ ملے تو راس المال محفوظ رہے تاکہ تاجر کو دوبارہ قسمت آزمائی کا موقع مل سکے لیکن ان منافقوں نے ایسی تجارت کی کہ منافع تو درکنار راس المال بھی کھو بیٹھے اور اس وجہ سے آئندہ قسمت آزمانے اور فائدہ اٹھانے کا موقع بھی اُن کے لئے باقی نہیں رہا۔ اس تجارت میں راس المال انسان کی فطرت سلیم اور عقل صحیح ہے۔ پس جب ان لوگوں نے ضلالت و گمراہی اختیار کی تو عقل و ہوش اور قوت تمیز ہاتھ سے جاتی رہی۔ اور ایمان و ہدایت کی استعداد و صلاحیت باطل ہوگئی جس کا یہ مطلب ہے کہ گویا وہ راس المال کھو بیٹھے جس کی بدولت حق کی روشنی اور کمال کی بلندیاں اُن کو بطور منافع حاصل ہوتیں۔ اللہ جل شانہٗ نے منافقین کے حال زبون کو اس آیت مبارک میں بطور استعارہ ظاہر فرمایا ہے۔ اور حسن کلام نیز دلنشینی کے لئے تجارت وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ورنہ آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ منافقین کے سامنے دو باتیں تھیں۔ ایک ایمان و ہدایت۔ دوسری کفر و ضلالت۔ اُنھوں نے اپنی کوتاہی عقل اور ناعاقبت بینی کی وجہ سے کفر و ضلالت کو ایمان و ہدایت پر ترجیح دی اور بجائے اس کے کہ دلوں کو نور ایمان سے معمور کر کے اور رضائے خدا و رسول کی سیدھی راہ پر چل کر بہشت بریں کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے جہنم کو اپنا مستقر بنایا اور راہ ہی تکالیف و مصائب میں اپنے آپ کو مبتلا کیا۔

یہ آیت اگرچہ منافقین کی بابت ہے لیکن عام معنی پر بھی مشتمل ہے۔ اس صورت میں وہ لوگ بھی اس میں شامل ہوں گے جو نیکی کے عوض میں بدی۔ دیانت کے بدلے خیانت اور زہد و تقوے کے بدلے میں فسق و فجور مول لے رہے ہیں۔ اور اس تجارت میں کھلم کھلا خسارہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور عقبیٰ کی بے قیمتی اور ابدی دولت کو دنیا کی فانی اور ادنیٰ راحت پر نثار کر رہے ہیں۔ ان کی حالت بالکل ایسی ہے کہ کسی بچے کی مٹھی میں اشرفیاں ہوں اور اُسے ایک پیسہ کا کھلونا دکھایا جائے تو وہ اشرفیاں پھینک کر اُس کھلونے کی طرف ہاتھ بڑھائے گا۔ اپنی نادانی اور نابینائی کی وجہ سے ان لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ ہم دنیا کی سریع الزوال اور ناچیز راحتوں اور لذتوں کو عقبیٰ کی دائمی مسرتوں اور لازوال نعمتوں کے بدلے مول لے رہے ہیں اور ہماری یہ تجارت سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ خدا ہر بچہ کو فطرت سلیم اور دین مستقیم پر پیدا کرتا ہے پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں الخ۔ اس آیت کریمہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس فطری نور ہدایت کو جو خدا نے کریم نے پیدائش کے ساتھ عطا کیا تھا اِن لوگوں نے کفر و ضلالت کی تاریکیوں سے بدل لیا اور سعادت و کامیابی کے عوض شقاوت و ناکامی کو مول لیا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ○

ترجمہ:- ان کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی پس جب آگ نے گرد و پیش کو روشن کر دیا تو اللہ ان کی روشنی لے گیا اور انھیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا جس میں انھیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

تشریح الفاظ:- مَثَل۔ مثال۔ اِستِیقاد۔ آگ سلگانا۔ روشن کرنا۔ اِضَاءَة۔ روشن کرنا مَا حَوْل۔ جو کچھ آس پاس ہو۔ گرد و پیش۔ ظُلُمَات (جمع ظلمت) تاریکی۔ اندھیرا۔ اِبصَار۔ دیکھنا سوجھنا۔ نظر آنا۔

تفسیر:- مضمون آیات کو زیادہ واضح اور دلنشیں بنانے کے لئے جل شانہٗ نے منافقین کے متعلق یہ مثال ارشاد فرمائی۔ عوام مثال سے بات کو اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں اور خواص کو غور و خوض کے لئے نئی راہیں ملجاتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان منافقین کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے سردی وغیرہ کی تکلیف سے بچنے اور اندھیرے سے محفوظ رہنے کے لئے آگ سلگائی ہو اور جب آگ روشن ہوگئی ہو تو یکایک خدا نے اس کی روشنی معدوم کر کے اُسے پھر تاریکی میں چھوڑ دیا ہو جس میں اسے کچھ نہ سوجھتا ہو۔ آگ روشن کرنے سے ایمان قبول کرنا اور اسکی روشنی جاتے رہنے سے نفاق و کفر میں مبتلا ہو جانا مراد ہے۔ صحابۂ کبار اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ منافقین نے زبانی طور پر توحید و رسالت کی تصدیق کی جس سے اُنکا جان و مال سلامت رہا اور سچے مسلمانوں کی طرح اُنکے ساتھ مسلمان برتاؤ کرتے رہے یہ گویا آگ جلانا اور اُس سے عارضی روشنی حاصل کرنا تھا لیکن زبانی تصدیق کے فوائد صرف زندگی تک محدود رہے اور منافقین دنیاوی منافع حاصل کرتے رہے۔ مرنے کے بعد اس تصدیق زبانی کا اثر ختم ہو گیا اور گویا آگ کی روشنی بجھ گئی اور منافقین تاریکیوں میں مبتلا ہو گئے۔

شرح مثنوی مولانا رُوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

دید رنج و کشف شد بر وے نہفت　　لیک پنہاں کرد با سلطان نگفت

ترجمہ :- بیماری دیکھی اور پوشیدہ حالات اُسپر منکشف ہوگئے لیکن اُس نے اُن حالات کو مخفی رکھا اور بادشاہ سے نہیں کہا۔

لغات :- رنج - غم - مرض - بیماری - کشف - کھولنا - اولیاء اللہ کا اپنے صفات باطن سے نامعلوم باتوں کو معلوم کر لینا۔

مطلب - طبیب غیبی نے جب کنیز کو بغور دیکھا تو قوت کشف سے اندرونی حالات جن سے بادشاہ اور تمام اطبار بے خبر تھے اُسے معلوم ہوگیا۔ واقعہ یہ تھا کہ کنیز ایک شخص کے عشق میں مبتلا تھی۔ اس عشق نے اُسے بیمار کر رکھا تھا ورنہ حقیقت میں اُسے کوئی جسمانی بیماری نہیں تھی۔ طبیب غیبی کو کشف سے یہ سارا حال معلوم ہوگیا لیکن اُس نے بادشاہ سے کچھ نہیں کہا کیونکہ بادشاہ کو اس سے رنج پہنچتا اور یہ اولیاء اللہ کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی کو رنج پہنچائیں یا کسی کا عیب ظاہر کریں۔ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " درویشی پردہ پوشی ست "

رنجش از صفراؤ از سودا نبود　　بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

ترجمہ :- اُس کی بیماری صفرا اور سودا سے نہ تھی۔ ہر لکڑی کی بُو اُسکے دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

لغات :- صفرا - زرد - طبی اصطلاح میں ایک خلط کا نام - پت - سودا - سیاہ - طبی اصطلاح میں ایک خلط کا نام۔

مطلب :- کنیز کی بیماری کسی جسمانی خلط یعنی خون - بلغم - صفرا - سودا - کی خرابی سے نہیں تھی۔ اگر ایسا ہوتا طبیب غیبی کو فوراً معلوم ہو جاتا کیونکہ یہ بات چھپی نہیں رہتی جیسا کہ لکڑی کے دھوئیں سے اُسکی خوشبو یا بدبو کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر کوئی ظاہری مرض ہوتا تو قارورہ اور نبض سے اُس کا حال معلوم ہو جاتا۔ کنیز کو جو مرض تھا اُس کی تشریح آیندہ اشعار میں فرماتے ہیں۔

دید از زاریش کو زارِ دل ست　　تن خوش ست و او گرفتارِ دل ست

ترجمہ :- اُس کی زاری سے طبیب غیبی نے معلوم کیا کہ وہ دل کی بیمار ہے۔ سر سے پاؤں تک تندرست ہے۔ صرف دل کی گرفتار ہے۔

مطلب :- اُس کی بیماری یا آہ و زاری کو دیکھکر طبیب غیبی نے معلوم کیا کہ یہ کسی جسمانی مرض میں مبتلا نہیں ہے بلکہ اسے عشق کا آزار ہے اور کسی کی محبت میں گرفتار ہے۔

عاشقی پیداست از زاریِ دل　　نیست بیماری چو بیماریِ دل

ترجمہ :- دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے۔ دل کی بیماری کی طرح کوئی بیماری نہیں۔

مطلب :- اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ طبیب غیبی نے کیونکر اپنی فہم و فراست اور کشف و کرامت سے یہ معلوم کر لیا کہ کنیز بیمار نہیں بلکہ عاشق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اُسے کوئی جسمانی شکایت نہیں تھی لیکن اس کے باوجود وہ مسلسل فریاد و فغاں اور آہ و بکا میں مصروف تھی اور اُس کا دل اندرونی صدمات سے زار ہو رہا ہے۔ دل کی یہ حالت گواہی دے رہی تھی کہ وہ عشق و محبت کے مرض میں مبتلا ہے۔ اُسے کوئی جسمانی مرض نہیں بلکہ دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماری سب بیماریوں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ جس طرح تمام اعضا میں دل کو اہمیت حاصل ہے اُسی طرح تمام اعضا کی بیماریوں سے دل کی بیماری اہم ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اعضا کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں اور دل کی بیماری پنہاں ہوتی ہے اور اُس کے دریافت و تشخیص کے لئے ایک عرفانی نگاہ کی ضرورت ہے۔

علتِ عاشق ز علتہا جدا ست　　عشق اصطرلاب اسرار خدا ست

ترجمہ :- عاشق کی بیماری تمام بیماریوں سے جدا ہے۔ عشق اسرار الٰہی کا اصطرلاب ہے۔

لغات :- علت - بیماری - مرض - اصطرلاب - اہل ہیئت و نجوم کا وہ آلہ جس کی مدد سے آفتاب اور ستاروں کی گردش اور وہ باتیں معلوم کرتے ہیں جو قدرتی معمولی بینائی سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔

مطلب :- شعر ماسبق کی تائید میں پہلا مصرعہ ہے اور اُس کے بعد عشق کی تعریف ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عاشق کی بیماری نئی قسم کی ہوتی ہے اُسے دیگر بیماریوں پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ عشق عجب چیز ہے۔ یہ خدا کے بھید معلوم کرنے کا ایک ایسا آلہ ہے جس طرح آفتاب اور ستاروں کا حال معلوم کرنے کا آلہ اصطرلاب ہے۔

عاشقی گر زیں سر و گر زاں سر ست　　عاقبت ما را بداں سر رہبر ست

ترجمہ :- عاشقی اِس خیال سے ہو یا اُس خیال سے۔ آخر کار اُس راز تک ہماری رہبری کرتی ہے۔

مطلب :- عشق خواہ مجازی ہو خواہ حقیقی ہو۔ نتیجہ یہ پہنچکر اُسی راز تک یعنی اسرار الٰہی تک ہماری رہبری کرتا ہے۔ عشق حقیقی کا اسرار الٰہی تک رہبری کرنا ظاہر ہے۔ عشق مجازی کو رہبر اسرار الٰہی اس لئے فرمایا کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ (مجاز حقیقت کا پل ہے) الغرض کوئی عشق ہو اگر وہ صادق ہے تو آخر کار اسرار خداوندی تک رہبری کرتا ہے اور تجلیات سرمدی کا پردہ اُٹھاتا ہے۔

شرحِ دیوانِ حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

در سرِ زلف ندانم کہ چہ سودا داری ۔ کہ بہم برزدہ گیسوئے مشک افشاں را

ترجمہ :۔ تو زلف میں نہ جانے کیا سودا رکھتا ہے کہ گیسوئے مشک افشاں کو تو نے پریشان کر رکھا ہے۔

مطلب :۔ تجھے معلوم ہے کہ زلف کا برہم ہونا اور گیسو کا بکھرنا عشاق کے لئے نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ رُخِ انور کی تجلیات دیدۂ شوق سے نہاں ہوکر انبساط انقباض سے بدل جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہیں معلوم تجھے کیا جنون ہے اور زلف کے متعلق تجھے کیا خیال ہے کہ تو اپنے مشک افشاں گیسو کو پریشان و برہم ہی رکھتا ہے اور عشاق بے نوا کی آشفتہ حالی کی پروا نہیں کرتا ۔ سر۔ سودا ۔ وغیرہ الفاظ کا شاعرانہ تناسب ظاہر ہے ۔

ملکِ آزادگی و گنجِ قناعت گنجیست ۔ کہ بشمشیر میسّر نشود سلطاں را

ترجمہ :۔ آزادی کا ملک اور قناعت کا خزانہ ایسا خزانہ ہے کہ بادشاہوں کو وہ شمشیر سے میسّر نہیں آ سکتا۔

مطلب :۔ فقر و قناعت کی پاکیزہ زندگی کے متعلق فرماتے ہیں کہ آزادی ایسا ملک ہے اور قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جسے حملہ آوروں اور ملک گیروں سے کوئی خطرہ نہیں اس ملک اور اس خزانہ کو کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی حاصل نہیں کر سکتا ۔

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے ۔ دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

ترجمہ :۔ اے حافظ شراب پی ۔ رندی کر خوش رہ لیکن دوسروں کی طرح قرآن کو مکر و فریب کا جال نہ بنا۔

مطلب :۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میخواری اور رندی اگرچہ گناہ کبیرہ ہیں لیکن ان سب سے بڑھکر یہ گناہ ہے کہ قرآن کریم کو دامِ تزویر بنایا جائے اور احکام الٰہی کی تحریف کرکے اپنی ناپاک خواہشوں کے لئے جواز کے پہلو نکالے جائیں اور آیات کریمہ کی آڑ میں نفسانیت اور ہواپرستی کا شکار کھیلا جائے ۔ " دگراں " سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قرآن کو دامِ تزویر بنا رکھا ہے ۔ حافظ صاحب نے زورِ کلام کے لئے یہ فرمایا ہے کہ شراب پیو اور رندی اختیار کرلو لیکن قرآن کو دامِ تزویر نہ بناؤ ورنہ درحقیقت اُن کا یہ منشا نہیں کہ انسان ان گناہوں میں مبتلا ہو۔

غزل

بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعا را ۔ کہ بشکرِ پادشاہی ز نظر مراں گدا را

ترجمہ :۔ بادشاہ تک کون یہ صدا پہنچائے کہ بادشاہی کے شکریہ میں فقیر کو نظر سے نہ گرا

لغات :۔ ملازمانِ سلطاں ۔ تعظیم و ادب کے طور پر کہا جاتا ہے ورنہ در اصل سلطان مراد ہے ۔ دعا ۔ گزارش ۔ پکار ۔ صدا۔

مطلب :۔ نعمت کا سب سے بڑا اعلیٰ شکریہ یہ ہے کہ اُن لوگوں پر ترس کھایا جائے جن کو وہ نعمت میسّر نہیں ۔ بینائی کا شکریہ یہ ہے کہ اندھوں کی مدد کی جائے ۔ دست و پا کا شکریہ یہ ہے کہ اپاہجوں کو امداد کی جائے ۔ دولت کا شکریہ یہ ہے کہ مفلسوں پر ترس کھایا جائے ۔ بادشاہی کا شکریہ یہ ہے کہ فقرا کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے ۔ اور چونکہ ناشکر گزاری زوالِ نعمت کا باعث ہوتی ہے پس اگر بادشاہ نے اپنی بادشاہی کے شکریہ میں فقرا کی عزت و احترام کا خیال نہ کیا تو بادشاہی کے زوال کا اندیشہ ہے ۔

چہ قیامت ست جاناں کہ بعاشقاں نمودی ۔ رُخِ ہمچو ماہِ تاباں دلِ ہمچو سنگِ خارا

ترجمہ :۔ اے محبوب کیا قیامت ہے کہ تو نے عاشقوں کو چہرہ ماہِ تاباں کی طرح اور دل سنگِ خارا کی طرح رونما کرتا ہے ۔

مطلب :۔ ایک عام بات ہے کہ محبوب جتنے حسین ہوتے ہیں اُتنے ہی سنگدل ہوتے ہیں ۔ وہ اپنے حُسن و جمال کی رعنائی اور خوش ادائی سے عشاق کو فریفتہ کر لیتے ہیں لیکن جب محبت ارمانوں اور تمناؤں کی دنیا دل میں پیدا کر دیتی ہے اور دیدار و وصال کی التجائیں زبان پر آتی ہیں تو اُن کا دل سنگِ خارا کی طرح سخت ثابت ہوتا ہے ۔ نہ وہ عشاق کی گریہ و زاری پر ترس کھاتے ہیں نہ فریاد و شیون سے متاثر ہوتے ہیں ۔ اسی مضمون کو اس شعر میں ادا کیا گیا ہے اگر شعر کے معنوی معنی پیدا کئے جائیں تو " رُخِ ہمچو ماہِ تاباں " سے شانِ جمالی اور " دلِ ہمچو سنگِ خارا " سے شانِ جلالی مراد لینی چاہئے ۔

ز رقیبِ دیو سیرت بخدا ہمی پناہم ۔ مگر آں شہابِ ثاقب مددے کند سہا را

ترجمہ :۔ دیو سیرت رقیب سے میں خدا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ۔ شاید وہ شہابِ ثاقب سُہا کی مدد کرے ۔

لغات :۔ رقیب ۔ نگراں ۔ دم کے ساتھ لگا ہوا ۔ دیو ۔ شیطان ۔ بُری ترغیب دینے والا ۔ شہاب ٹوٹا ہوا ستارہ ۔ وہ شرارہ جو آسمان پر نظر آتا ہے اور جسکے متعلق مشہور ہے کہ شیاطین کو آتشیں گُرز لگائے جانے کے وقت رونما ہوتا ہے ۔ ثاقب ۔ چمکدار ۔ روشن ۔ سہا را ۔ ایک چھوٹا سا ستارہ ۔ ناچیز ۔ کمزور

مطلب :۔ میں اس نفسِ سرکش سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں لیکن میری کامیابی اُسی وقت ممکن ہے کہ شہابِ ثاقب مجھ ناچیز کی مدد کرے اور نفسِ لعین کو جو مجھے شیطان کی طرح بہکا رہا ہے آتشیں تازیانے لگائے ۔

شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہر کہ گردن بدعوے افرازد — دشمن از ہر طرف بروتازد
سعدی اُفتادہ است وآزادہ — کس نیاید بجنگِ اُفتادہ

ترجمہ:- جو شخص بڑا بول بولتا ہے اُس پر ہر طرف سے دشمن دوڑتے ہیں۔ سعدی عاجز ہے اور تعلقاتِ ظاہری و باطنی سے آزاد ہے ایسے عاجز کے ساتھ کوئی جنگ نہیں کرتا۔

لغات:- اُفتادہ۔ پڑا ہوا۔ خاکسار۔ عاجز۔ آزادہ۔ وہ شخص جس نے ظاہری و باطنی تعلقات کے قیود سے آزادی اور رہائی حاصل کر لی ہو۔

مطلب:- میں تو اپنی عاجزی اور ہیچمدانی کا خود اقراری ہوں۔ اگر میں نے کوئی بڑا بول بولا ہوتا کوئی دعوی کیا ہوتا تو حریف نکتہ چینی کرتے اور میرے مقابلہ میں آتے لیکن جب میں خود اپنی عاجزی کا اعتراف کرتا ہوں تو ایک عاجز کے ساتھ کون لڑائی پر آمادہ ہوگا۔

اوّل اندیشہ وانگہے گفتار — پائے پیش آمدست وپس دیوار

ترجمہ:- پہلے سوچنا پھر بات کہنا۔ کیونکہ پہلے دیوار کی بنیاد ڈالی جاتی ہے پھر دیوار بنائی جاتی ہے۔

لغات:- پائے۔ ہر چیز کا حصۂ زیریں۔ بنیاد

مطلب- اس شعر میں بھی مضمون ماسبق کی تائید و تاکید ہے یعنی پہلے سوچنا سمجھنا چاہئے پھر مُنہ سے بات نکالنی چاہئے۔ سوچنا سمجھنا بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور گفتگو اُس پر عمارت بنانے کے مانند ہے۔ پس اگر بنیاد کمزور ہوگی تو عمارت بھی کمزور ہوگی۔ بنیاد ٹیڑھی اور ناقص ہوگی تو دیوار بھی ٹیڑھی اور ناقص رہیگی۔ اس جملہ معترضہ کے بعد پھر اظہار عجز و خاکساری کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

نخلبندی دانم ولے نہ در بستاں۔ شاہدی فروشم ولے نہ در کنعاں

ترجمہ:- میں باغبانی تو جانتا ہوں لیکن باغ میں نہیں۔ شاہد فروشی کرتا ہوں لیکن کنعان میں نہیں۔

لغات:- نخلبندی۔ باغبانی۔ درختوں کا لگانا۔ شاہد۔ حسین۔ خوبصورت۔ معشوق۔ محبوب

مطلب:- میں باغبانی تو ضرور جانتا ہوں لیکن ایسا ماہر نہیں کہ باغ میں بھی کام کر سکوں اسی طرح شاہد تو میں ضرور بیچتا ہوں لیکن کنعان میں شاہد فروشی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا انجام پشیمانی ہوگا۔ اس جملہ میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ حضرت کو اُن کے بھائیوں نے سوداگروں کے ہاتھ اور سوداگروں نے مصر کے بازار میں فروخت کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت لقمان کی حکایت بیان کرتے ہیں جس سے اس خیال کی تائید مزید ہوتی ہے کہ آدمی سوچے سمجھے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایان کہ تا جائے نہ بینند پائے نہ نہند۔ قدم الخروج قبل الولوج

ترجمہ:- لقمان سے لوگوں نے پوچھا کہ حکمت کس سے سیکھی۔ جواب دیا کہ اندھوں سے کیونکہ وہ جبتک جگہ نہیں ٹٹول لیتے اُس وقت تک پاؤں نہیں رکھتے۔ داخل ہونے سے پہلے باہر نکلنے کی تدبیر سوچ لو۔

لغات:- لقمان۔ ایک مشہور دانشمند جسکے متعلق بعض علماء نبوت کا خیال رکھتے ہیں حکمت۔ دانشمندی۔ ہر بات کو جیسا کہ اُس کا حق ہے انجام دینا۔ ولوج۔ داخل ہونا۔ گھسنا

مطلب:- مشہور دانشمند حضرت لقمان سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپنے یہ دانشمندی کس سے سیکھی۔ حضرت لقمان نے جواب دیا کہ اندھوں سے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیونکر؟ فرمایا اسلئے کہ وہ جب تک جگہ محسوس نہیں کر لیتے اُس وقت تک پاؤں نہیں رکھتے۔ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں اور ہر لحظہ احتیاط کا خیال رکھتے ہیں۔ مشہور مثل ہے کہ اندر جانے سے پہلے باہر آنے کا راستہ سوچ لو

ع مردیت بیازمائے وانگہ زن کن

ترجمہ:- پہلے اپنی مردی کو آزما لو پھر عورت کرو

مطلب:- یہ شعر مثال بھی کلام ماسبق کی تائید میں لائی گئی ہے۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ — چہ زند پیش باز روئیں چنگ
گربہ شیر ست در گرفتن موش — لیک موش ست در مصاف پلنگ

ترجمہ:- اگرچہ مرغ لڑائی میں چالاک ہوتا ہے لیکن روئیں پنجہ والے باز کے سامنے کیا کر سکتا ہے۔ بلی چوہے کے پکڑنے میں شیر ہوتی ہے لیکن چیتے کے مقابلہ میں چوہے کی مانند ہے۔

لغات:- شاطر۔ چالاک۔ چلتا ہوا۔ چابکدست۔ خروس۔ مرغ۔ روئیں۔ وہ چیز جو روئی سے بنائی جائے۔ روئی ایک دھات ہے جسے تانبے اور دھات کو گلا کر بناتے ہیں۔ مصاف جائے صف بندی۔ میدانِ جنگ۔ جنگ۔ مقابلہ۔

مطلب:- اپنی خاکساری اور ممدوح کے سامنے اپنی عاجزی کے ثبوت میں فرماتے ہیں کہ میں سب کچھ ہوں لیکن ممدوح کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں جسطرح مرغ اپنی جگہ پر بڑا لڑنے والا ہے لیکن باز کے سامنے بیکار ہے اور جسطرح بلی چوہے کے لئے شیر ہے لیکن چیتے سے مقابلہ آپڑے تو چوہے کے مانند ہے۔

دین کا دوسرا نام امن ہے

اگر دین کے لئے لڑنا پڑے تو وہ جنگ درحقیقت امن ہے

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے فلسفی شاہ مصنف فلسفۂ جذبات وغیرہ نے آج کل ایک کتاب پیام امن لکھی ہے۔ اس کتاب کی بنیاد ایک یورپین کتاب کا ترجمہ ہے جس پر مولانا نے اضافہ فرمایا ہے۔ یورپین کی کتاب پر ڈاکٹر ٹیگور نے بھی مقدمہ لکھا ہے جسکا ترجمہ پیام امن میں شائع ہوا ہے اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا سے جنگ کو دور کیا جائے اور امن عام کا رواج ہو۔

یورپ کی حرص عظیم اور ترقی حرب وضرب سے ہزاروں اہل دل عاجز ہو گئے ہیں۔ اور یورپ میں کثرت ایسی کتابیں اور مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ جس میں جنگ کی مخالفت کی جاتی ہے۔

درحقیقت یورپ کا یہ بھی ایک فیشن ہے وہاں رواج و دستور کے خلاف بولنا اور لکھنا شہرت کا باعث ہوتا ہے اسواسطے یورپین باشندے ہمیشہ کوئی نہ کوئی بات نئی نکالا کرتے ہیں یہ مضمون بھی اسی قسم کا ہے ورنہ جنگ کا معدوم ہونا اور سب لوگوں کا آپس میں محبت سے رہنا ایک امر محال ہے۔

ڈاکٹر ٹیگور نے بھی مشرق و مغرب کو متحد کرنے کا ایک دلفریب خیال پیدا کیا ہے۔ یورپ دا ایشیا والے کہ ہتے ہیں کہ اس خیال سے خوش ہوتے ہیں اور ٹیگور کو امن کا فرشتہ کہتے ہیں لیکن میرے نزدیک ٹیگور کا یہ خیال قانون قدرت کے بالکل خلاف ہے۔

میرے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ جب ٹیگور یورپ میں جاتے ہیں تو ہر ملک میں لاکھوں آدمی ان کا لکچر سننے کو ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہجوم مشتاقوں کے سبب کمزور آدمی اور عورتیں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہیں۔ اور ٹیگور کی تصنیفات یورپ کے ہر مصنف سے زیادہ فروخت ہوتی ہیں۔ مگر اسکے باوجود یورپ کا ہر ملک رات دن جنگ کا شائق نظر آتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ٹیگور کی تحریر و تقریر سے محبت محض ایک فیشن ہے ورنہ یورپ کے دل پر ٹیگور کے خیال نے قبضہ نہیں کیا ورنہ کوئی ملک تو لڑائی سے دست بردار ہو جاتا۔

لڑائی انسانی فطرت میں شامل ہے جو لڑائی کو معدوم کرنا چاہے وہ گویا فطرت کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بات مشہور خوب ہوگی۔ دنیا میں اس کی تعریف بہت کی جائے گی۔ مگر عمل درآمد کے وقت اسکو طاق میں رکھدیا جائیگا۔

یہ خیال کہ حکومت جن افراد کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ جنگ کو معدوم نہیں ہونے دیتے محض فریب نفس ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جنگ تو ہر انسان کے دل پر مسلط ہے کہیں اسکے ہاتھ میں تلوار ہے کہیں قلم ہے کہیں فلسفہ ہے۔ ٹیگور اور مولانا عبدالماجد نے جنگ کے خلاف جو یہ کتاب لکھی ہے یہ بھی تو ایک طرح کی جنگ ہے کیونکہ قوت استدلال سے قوائے حربیہ کو مغلوب و فنا کرنے کی نیت سے یہ لکھی گئی ہے اور جنگ اسی کا نام ہے

یہ محض خیال خام ہے کہ دنیا سے حکومت کو اٹھا دیا جائے۔ حکومت بھی ایک فطرتی چیز ہے اس کی صورتیں بدل جاتی ہیں۔ حکومت معدوم نہیں ہوتی۔ پہلے شخصی حکومت تھی اب جمہوری ہوگئی۔ اسکے بعد کوئی اور صورت پیدا ہوگی پھر وہی شخصی حکومت واپس آجائے گی۔

جمہوری حکومت سے کیا فائدہ ہوا۔ قتل و خونریزی اس میں بھی موجود ہے۔ پس جو لوگ حکومت کو معدوم کرنا یا جنگ کو معدوم کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے وجود کو اور بہت سے کمزور آدمیوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

ٹیگور اور مولانا عبدالماجد اپنی بے شمار صفات حسنہ کے سبب میرے محبوب ہیں مگر اس مسئلہ میں ان کی رائے سے مجھے قطعی اختلاف ہے اور میرے نزدیک وہ ایک سخت مغالطہ میں مبتلا ہیں۔

ہندو قوم کا فلسفہ بہت اچھا ہے لیکن فلسفہ ہمیشہ دماغ کو مسرور کیا کرتا ہے۔ عمل کی قوت اس میں نہیں ہوتی۔ اسلام کا فلسفہ دماغ کے لئے کچھ اعلیٰ معلوم نہ ہو مگر اسکا ہر چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی عملی ہے اسواسطے وہ فطرت کے موافق ہے۔ اور چونکہ اسلام نے لڑائی کو (اپنے موقع پر) مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے اسواسطے معلوم ہوا کہ لڑائی ایک فطرتی چیز ہے اور اسکا معدوم کرنا محالات سے ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب فلسفی شاہ نے آیات بھی نقل کی ہیں اور فتنہ کی آیات پر بہت زور دیا ہے کہ قرآن نے فتنہ کو قتل سے بھی زیادہ مذموم فرمایا اور مسلمانوں کو اس سے روکا ہے۔

میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ فتنہ فساد لڑائی جھگڑا بہت بری چیز ہے مگر جس طرح ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں اسی طرح لڑائی کے بھی دو پہلو ہیں۔ ایک اچھا اور ایک برا۔ برا تو یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور اپنی برتری قائم کرنے کی نیت سے فتنہ فساد و جنگ کی جائے۔ اور اچھا پہلو یہ ہے کہ اپنے حقوق یا اپنے دین کے حقوق کی حفاظت اور فتنہ و فساد کے مٹانے کے لئے جنگ کی جائے۔ یہ آخری لڑائی اسلام نے فرض قرار دی ہے اور یہ لڑائی فلسفی شاہ اور ٹیگور کے پیغام امن سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔

میں ناجائز فتنہ فساد اور لڑائی کو بموجب حکم قرآن بہت بڑا گناہ خیال کرتا ہوں مگر جب حفاظت دین اور حفاظت ذات کا وقت آجائے تو لڑائی کو سب سے بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

میں سر سید احمد خاں صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس خاص عقیدہ میں خطا وار مانتا ہوں کہ ان دونوں نے جہاد کی مخالفت میں تحریریں شائع کیں۔ جہاد تو نماز روزہ کی طرح اسلام کا ایک رکن ہے۔ جو شخص جہاد کا انکار کرتا ہے وہ گویا اسلام کا انکار کرتا ہے

اسلام اور تلوار

سر سید کے شاگردوں نے ایک ہوا چلائی تھی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ سارے ہندوستان کے مسلمان یہی کہتے تھے کہ اسلام کو تلوار سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ میرا عقیدہ یہ نہیں ہے۔ یہ تو میں مانتا ہوں کہ اسلام کے اندر مقبول ہونے کی قدرتی صلاحیت موجود تھی اور تلوار کے جبر کا اشاعت اسلام سے کچھ تعلق نہ تھا مگر یہ ہرگز نہیں مانتا کہ اسلام کو تلوار سے کچھ تعلق نہیں ہے کیونکہ اسلام نے ہی تلوار کو مشہور کیا ہے۔ اور تلوار مسلمانوں ہی کی شجاعت سے مشہور ہوئی ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے جو تلوار سے محبت نہ رکھے اور لڑائی کا عاشق نہ ہو۔ ایسی لڑائی جو اسلام نے جائز قرار دی ہے مسلمان کو سب سے زیادہ پیاری ہے۔ اور مسلم قومیت کا راز اس کے اندر پوشیدہ ہے۔

جس چیز کا نام امن ہے وہ لڑائی کی قوت کا محتاج ہے جس ملک میں جنگ کی قوت نہیں ہے وہاں امن کی صورت دیکھنی محال ہے اور چونکہ دین و مذہب کا دوسرا نام امن ہے اسواسطے جہاں قوت حرب نہیں وہاں دین و مذہب نہیں۔

یورپ باوجود بے دین ہونے کے لڑائی کی قوت کا عاشق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دولت دنیا کو اپنا دین بنا رکھا ہے اور دولت ہی اس کی معبود ہے۔ پس اگر قوت حرب اسکے پاس نہو تو اس کا یہ معبود خمسہ (دین و دولت) بھی فنا ہو جائے۔

دنیا کا ذرہ ذرہ ہر حیوان ہر انسان رات دن لڑائی کے لئے بے قرار ہے۔ پس جو شخص لڑائی کو معدوم کرنا چاہتا ہے وہ تنازع للبقا کے فلسفہ کو نہیں جانتا اور اسکی یہ خواہش اور اسی کتاب ہی کے اندر ہمیشہ بند پڑی رہیگی۔

العلم حجاب الاکبر

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

العلم بمعنی دانستن۔ علم کی یہ تعریف مشہور ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ علم بمعنی نہ دانستن ہے۔ علم جو فطرت انسانی میں داخل ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ خالق عالم۔ قادر مطلق۔ رب العالمین اور مدبر عالم ہے۔ اور وہ کتابیں جن میں خدا کی ان صفات کا بیان ہو اور وہ اشخاص جن کے ذریعہ سے ان کی اشاعت ہو قابل عزت ہیں۔ اس فطرتی علم کے سوا اگر کوئی علم ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ انسان جاہل ہے۔ انسان اپنے آپ کو جاہل نہیں سمجھتا ذرا سا جانا اور سمجھا کہ جان گیا اور پھر کچھ اور جانا تو سمجھا کہ اب جانا اور خوب جانا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا۔ عجلت انسان کے مزاج میں ہے۔ جانا۔ اور پھر جانا کہ نہیں جانا۔ اسی پھیر میں وہ عمر بھر رہتا ہے اور جب یہ جانتا ہے کہ انسان کچھ نہیں جان سکتا تو ذرا سا علم یا دانستگی اُسے حاصل ہوتی ہے۔ علم کی غرض جاننا نہیں ہے بلکہ اپنی جہالت کا پہچاننا ہے۔ جو جتنا ہی بڑا عالم ہے اُتنا ہی اپنی جہالت کا بڑا معترف ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

انسان کو چیزوں کے نام صرف بتائے گئے ہیں۔ حقیقت اشیاء بتائی نہیں گئی ہے عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورہ بقرہ) کا یہی مطلب ہے۔ تبدیل خیالات و تمدن کے لئے اسماء سے زائد جاننا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ جاننا کچھ جاننا نہیں ہے محض اصطلاحات سے واقف ہونا ہے جسطرح ہندوستان کی یونیورسٹیاں کلرک پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اسی طرح چیزوں کا نام جاننا ہے۔ تاکہ آقا سائیس سے گھوڑا کھینچنے کو کہے تو وہ تلوار کھینچکر نہ پہنچے اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ گھوڑا ہے۔ یہ تلوار ہے۔ یہی اسماء اشیاء کا جاننا ہے اور اتنا ہی جاننا انتظام عالم کے لئے ضروری ہے۔ اور عملی علوم کا تعلق اسی میں ہے۔ اور علوم عقلیہ کے تحصیل کا حاصل یہ ہے کہ بالآخر عقل تھک کر اپنی جہالت کا اعتراف اور ذات باری کا یقین کرنے لگے۔ علوم عقلیہ کی تحصیل میں یہی فائدہ ہے اور ایک اعتبار سے یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ اپنی جہالت کا یقین ہو جاتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

آنکھ کے تل میں تمام عالم کا عکس موجود ہے۔ یہ بدیہیات سے ہے۔ تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ نطفہ کے ذروں میں بہت سے ذرے یا کیڑے ایسے ہیں کہ اس میں بچہ کا مجسمہ موجود رہتا ہے۔ اور پھر یہی کیڑے مادر رحم میں پرورش پاکر صورت انسانی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلے [illegible] کا یہ خیال تھا کہ جزو لایتجزی سے دنیا بنی ہے۔ بڑی بڑی بحثیں رہیں کہ جزو لایتجزی ممکن ہے یا نہیں۔ اب ایک اخیر میں یہ راستے ہوئی کہ جسے جزو لایتجزی سمجھتے تھے اُس کی بھی تجزی ہو سکتی ہے لیکن بعد تجزی کے وہ مادیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اب ایک حکیم نے یہ دریافت کیا ہے کہ ہر ایک ذرہ عالم تمام عالم کا مجسمہ ہے۔ جس طرح شمس کے گرد ستارے اور ستاروں کے گرد قمر اور بیچ میں فضائے محض ہے اُسی طرح ہر ذرہ میں عالم ظاہری کا پرتو ہے [illegible] محض جاہل ہیں؟ اپنے زمانہ کے وہ بھی عالم تھے اور اپنے وقت کے یہ بھی عالم ہیں۔ مگر دوسروں کی زبان سے عالم تھے اور ہیں۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو عالم نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ یہ تم سمجھتے ہیں۔ دونوں اپنی تحقیقات کو نامکمل کہتے تھے اور کہتے ہیں یا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ امر واقعی کا علم سوا خالق مطلق کے کسی دوسرے کو نہ تھا اور نہ ہے۔ اسی مضمون کو سقراط ایک زبردست حکیم یوں بیان کرتا تھا کہ لوگ مجھے بڑا عالم سمجھتے ہیں لیکن علم کے بحر زخار و ناپیدا کنار کے ساحل تک بھی میں اپنے آپ کو پہنچا ہوا نہیں سمجھتا۔ حکما اپنی نادانیوں کو انتہائے علم سمجھتے تھے اور اسی کو ابراہیم ذوق ایک دوسرے رنگ میں کہتا ہے ع

آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر ؞

شریعت و طریقت

(از جناب مولانا محمود حسن صاحب محمود۔ اسرائیلی)

ہو کے آزردہ شریعت نے طریقت سے کہا	تجھ سے تھی گرمیٔ ہنگامۂ بازار شہود!
موجب فخر تھی میرے لئے ہستی تیری	مایۂ ناز تھا مذہب کے لئے تیرا وجود
شاخ پر گل کی طرح خانۂ گلریز مرا	تیرے ہی ذوق سے اک عمر رہا مہ بیجود
ظلمت جہل کو "نفی" ترا تابِ نفس	سترِ مکنون کو "اثبات" تو تھا باب کشود
میرے انجام میں آغاز جھلکتا تھا ترا	یعنی تھی نازشِ رخسار مرا تیری نمود
کیوں تری طرز تغافل ہی تو وجہ گلہ	کہہ دیا جاتا ہے وہ رشتۂ الفت مفقود
طالب "مزد" نہ تھی ہمتِ عالی تیری	صرف مقصود حقیقی ہی تھا تیرا مقصود
نکہتِ غنچۂ توحید کی آتی تھی مہک	تیری محفل میں کہاں تھا اثر عنبر و عود
اہے نہ وہ کرخی و جیلانی و شبلی و جنید	اب نہ ادہم کوئی باقی نہ نظامی موجود
اب نہ وہ بزم نہ وہ شمع شبستاں باقی	نہ وہ ساقی، نہ وہ ساغر نہ وہ دور مسعود
ہمتیں پست ہوئیں تیرے طلبگاروں کی	ہو گیا "ذوق عمل" صورت عنقا مفقود
رنگ دکھلانے لگی نفس پرستی کی ہوس	طبع آزاد ہوئی مائل اوہام ہنود
آہ۔ جس دین نے دی خلق کو باطل سے نجات	آہ۔ جس دین نے کیں شرک کی راہیں مسدود
ڈالی اس دین میں اصنام پرستی کی بنا	آہ۔ اُس دین میں پجنے لگے لاکھوں معبود
آہ۔ جس دین نے انسان کو آزاد کیا	آہ اُس دین میں آتی ہیں نظر آج قیود
گوش عبرت سے اُسے سُن کے طریقت نے کہا	آپ گفتار سے وہ ہونے لگی یوں آہ جمود
ناشناساؤں نے جانا تو مگر ہو نہ سکا	پہر تو مہر کی صورت سراجلوۂ محسود
کون کہتا ہے کہ آئین ہیں میرے بیکار	کون کہتا ہے کہ تقلید ہے میری بے سود
میں نے قصر رہ ایقان کو کیا مستحکم	سقف ترئین کے لئے تو تھی مری ہی گل محمود
استفادہ جو کریں بحر کرم سے میرے	گوہر اندوز ہوں اب بھی وہ مثال محمود

طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید
ہمچناں در عمل معدن و کان است کہ بود

تجارت میں مسلمانوں کا حصّہ

از جناب طفیل احمد صاحب - ولایت منزل علیگڈھ

آجکل مسلمانوں کے اخبارات میں، رفیقِ ارتداد میں مذہب مسلمانوں کی مالی امداد کرنے اُنھیں بلاسودی قرض دینے، اُن کے لئے مسلمانوں سے چندہ کر کے بنک قائم کرنے اور شہروں میں مسلمانوں کی دوکانیں کھلوانے اور مسلمانوں کو قرضداری اور سود کے چکر سے نکالنے کے متعلق مسلسل قابلانہ مضامین نکل رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی جب جب ہندوستان میں جھگڑا ہوا ہے مسلمانوں میں اپنی دوکانیں کھولنے کی تحریک ہوئی ہے، مگر وہ پائدار نہیں رہی۔ مجھے دوسرے صوبوں کا تجربہ نہیں ہے، البتہ صوبہ متحدہ کے متعلق عرض کر سکتا ہوں کہ یہاں مسلمان سرمایہ دار نہیں ہیں اس لئے انھیں دکانداری، تجارت، کارخانے غرضکہ ہر قسم کے کاروبار چلانے کے لئے دیگر اقوام کے لوگوں سے روپیہ لینا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں سرمایہ روح تجارت بلکہ روح حیات ہے۔ ایسی ضروری چیز جب مسلمانوں کے پاس نہیں ہے تو وہ ہزار ٹکریں ماریں اُن کی تجارت نہ اُن کے ہاتھ میں آسکتی ہے نہ کامیاب ہوسکتی ہے۔ اور وہ مدت العمر سرمایہ داروں کی غلامی سے نہیں نکل سکتے۔ اُنھیں ہر کاروبار میں قدم بقدم پر سود دینا پڑتا ہے اور وہ اپنے مروجہ عقائد کی وجہ سے سود لے نہیں سکتے۔ سرمایہ وہ دولت ہے جس کے ذریعہ سے اور دولت پیدا کی جاتی ہے۔ ہر شخص کا پیشہ ایسا نہیں کہ وہ خود بازار میں جا کر تجارت کرے اس لئے موجودہ زمانہ میں ایسے طریقے نکل آئے ہیں کہ ہر شخص کچھ نہ کچھ پس انداز کر کے ملکی اور قومی تجارت میں گھر بیٹھے شریک ہو سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پس انداز روپیہ یا تو بنکوں کو، کمپنیوں، سرکاری تمسکات میں لگا کر اُن سے نفع اُٹھائے اور اگر زیادہ کمائی مقصود ہو تو چھوٹے دوکانداروں کو معیّن اور غیر معیّن منافع پر بطور قرض کے دیکر اپنے روپے کو بڑھائے۔ زمانہ حال میں سرمایہ بڑھانے کے طریقوں میں اس قدر سہولت پیدا کردی گئی ہے کہ ایک ادنیٰ مزدور بھی اُس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ مثلاً ڈاکخانہ میں ایک بار ایک روپیہ جمع کر دینے کے بعد وہ چار آنہ تک جمع کر سکتا ہے اور جب ساڑھے سات روپیہ ہو جائیں تو پانچ سال کے لئے جمع کر دینے سے وہ دس روپیہ پانے کا مستحق ہو سکتا ہے یہ ایک معقول شرح کا منافع ہے مگر اس ادنیٰ طریقہ سے لے کر اعلیٰ طریقوں تک سے مسلمان بوجہ اپنے مروجہ عقائد کے کسی سے بھی متمتع نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ اُن کے پبلک انسٹیٹیوشنوں کا سرمایہ اور خاندان کا ذاتی امانتوں کا کروڑوں روپیہ جس سے لاکھوں روپیہ سالانہ مستقل آمدنی ہو سکتی ہے بغیر کسی منافعہ کے سرکاری بنکوں میں یا تاجروں کے پاس پڑا رہتا ہے اور بعض وقت بالکل تلف ہو جاتا ہے۔

مصر اور ٹرکی میں عرصہ ہوا سود کا مسئلہ حل ہو چکا اور وہاں قومی بنک قائم ہو گئے۔ مصر کے نامور فاضل عبدالعزیز شاولیش، تواریخ قسطنطنیہ میں مذہبی صیغہ کے افسر اعلیٰ ہیں اور توفیق آفندی اور مفتی محمد عبدہ و دیگر علماء کے مضامین اردو میں ترجمہ ہو کر اس ملک میں بھی شائع ہو گئے ہیں، اخبارات میں ایک عرصہ تک ان مضامین کا چرچا رہا مگر عمل کے اعتبار سے ہنوز روز اول ہے۔ میں مسئلہ کے متعلق مختصر طور پر چند امور پیش کرتا ہوں۔

(۱) یہ امر مسلم ہے کہ بجز ربا النسیہ کے جو جاہلیت کے زمانہ کا سود تھا کوئی ربوا حرام نہیں ہے، چنانچہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے لَا رِبٰوا اِلَّا فِی النَّسِیْئَۃِ۔ ربوا النسیہ کی تعریف ابن جریر طبری کی تفسیر، تفسیر کبیر اور اعلام الموقعین میں بہ تبدیل الفاظ یہ ہے کہ "وہ لوگ اس عہد پر کچھ مال دیتے تھے کہ ہر ماہ مال کی ایک مقدار معیّن (بطور سود) کے وصول کرتے رہینگے اور اصل مال پورے کا پورا رہیگا۔ پھر جب قرضہ کی میعاد آجاتی تو قرضدار سے اصل مال کا مطالبہ کرتے تو اگر وہ دینے سے معذور ہوتا تو قرض اور میعاد دونوں کو بڑھا دیتے۔"

ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملہ میں کیسا نہیں ہے بلکہ ایک تاوانی صورت ہے جو نہ صرف اسلام میں بلکہ موجودہ قانون انگریزی کی رو سے بھی جو ہندوستان میں رائج ہے قطعًا ناجائز ہے۔

(۲) اور اگر سود کی یہ صورت ہندوستان میں رائج بھی ہو تب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے کی بنا پر ہندوستان میں جائز ہے جو انھوں نے لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ کی بنا پر دیا ہے۔ بعض مسلمان دارالحرب کے نام سے گھبراتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اُن پر جہاد فرض ہو جائیگا اور جمعہ کی نماز نہ ہو سکے گی۔ مگر واقع ہو کہ دارالحرب کی دو قسمیں ہیں، دارالفزار اور دارالامن۔ دارالفزار وہ ہے جہاں مذہبی ارکان ادا کرنے کی آزادی نہ ہو۔ وہاں جہاد وغیرہ فرض ہے اور دارالامن وہ دارالحرب ہے جہاں مثل ہندوستان کے مذہبی ارکان ادا کرنے کی آزادی ہو مگر بعض احکام اسلام جاری نہوں ظاہر ہے کہ ہندوستان میں احکام اسلام جاری نہیں ہیں اور ایک ادنیٰ مثال اس کی یہ ہے کہ ملکی قانون کی رُو سے ہر قسم کا سود اور سود در سود مسلمانوں سے وصول ہو سکتا ہے۔ جو خلاف شریعت ہے، پس یہاں مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ جس جس قسم کا سود اُنھیں غیر مسلموں کو دینا پڑتا ہے اُسی قسم کا سود وہ اُن سے لے سکیں۔

(۳) اب ایک صورت سود کی مضاربت ہے جس پر علماء مصر نے بحث کی ہے۔ اُن کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو کچھ روپیہ تجارت کرنے کے لئے معیّن یا غیر معیّن منافعہ پر دیا جائے تو یہ سود نہیں بلکہ مضاربت (یعنی تجارت کی شراکت) ہے جو جائز ہے۔
جب کسی شخص کو کاشت کرنے کے لئے کوئی زمین معیّن لگان پر دی جاتی ہے تو وہ جائز ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ کسی دوکاندار کو معیّن منافعہ پر روپیہ دینا ناجائز سمجھا جائے۔

(۴) اسی مضمون کے متعلق قرآن شریف کی ایک آیت ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ
تفسیر کبیر میں لفظ باطل کی تفسیر میں سود کو بھی لیا گیا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ تجارتی سود مسلمانوں میں آپس میں جائز ہے اور تجارتی سود سے مراد روپیہ کے استعمال کی بازاری قیمت ہے جس پر تمام تجارت اور کاروبار کا انحصار ہے اور جس کے لین دین میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان دنیا کی تجارت سے خارج ہو رہے ہیں۔ حالانکہ تجارت ابتدا سے مسلمانوں کا طغرائے امتیاز رہا ہے اور جس کی نسبت آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ عَلَیْکُمْ بِالتِّجَارَۃِ فَاِنَّ فِیْھَا تِسْعَۃَ اَعْشَارِ الرِّزْقِ۔ یعنی لازم پکڑو تم تجارت کو کیونکہ اُس میں رزق کا ۹/۱۰ حصہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب یہی وقت ہے کہ مسلمان اپنے ترقی اور مذہبی شعار یعنی تجارت کو اختیار کریں۔ ہر شخص کے پاس جو کچھ پس انداز ہے یا وہ پس انداز کرے اسے اپنی قومی حیات کی بقا کے لئے دوکانیں کھلوانے میں لگائے۔ دوکانداروں کو روپیہ دینے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) عام مضاربت یا شراکت جس میں روپیہ دینے والا اور کام کرنے والا نفع نقصان دونوں میں مشریک ہوں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ روپیہ والا معین منافعہ ٹھیرائے

(۳) اور تیسری صورت یہ ہے کہ روپیہ والا یہ ٹھیرائے کہ اُس کے روپیہ پر کم سے کم اتنے فیصدی منافع ملیگا اور اگر زیادہ منافع ہو تو حصہ رسد ملے۔ ایسٹ انڈین ریلوے جب جاری ہوئی تو اس کے حصے اسی ضمانت پر فروخت ہوئے تھے کہ حصہ داروں کو کم سے کم چھ فیصدی منافعہ ملیگا اور نظام اسٹیٹ ریلوے میں بھی یہی شرط ہے غرضکہ ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت حسب حال ہو اختیار کی جائے۔ مگر جب تک کہ سرمایہ کا پیدا کرنا، بچانا، اُسکو بڑھانا مسلمان نہ سیکھیں گے اور اپنی دوکانوں کے لئے اپنا سرمایہ فراہم نہ کریں گے تب تک تجارت میں کامیابی ع خیال ست و محال ست و جنوں۔

سود و تجارت میں

ایک صاحب نے بلوچستان سے جواز سود کے لئے مجھ سے استفسار کیا ہے

عموماً ایک قسم کی بیداری مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے۔ اور اپنی حالت کا احساس ان میں شروع ہوا ہے اور اب یہ سمجھتے ہیں کہ تجارت ہی ایک ذریعہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن ایک غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ بغیر سودی لین دین کئے ہوئے موجودہ زمانے میں تجارت کرنا مشکل ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ سودی لین دین تجارت میں معین نہیں ہے بلکہ مضر ہے۔ اصل خط اور اُس کا جواب جو میں نے لکھا ہے دونوں کو مخلص مسلمانوں کی آگاہی کے لئے میں شائع کرتا ہوں مستفتی سے میں نے اس کے خط شائع کرنے کی اجازت حاصل نہیں کی اس لئے بجائے نام کے فرضی نام الف لکھا جاتا ہے۔

"جناب من تسلیم۔ مجھے آپ کے نادر مضامین دین و دنیا و دیگر رسالجات میں دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ جن سے آپ کی علمی قابلیت و وسعت معلومات کا پورا اثر انسان کی طبیعت پر پڑتا ہے۔ میں خوش ہوں کہ ہم مسلمانوں میں آپ جیسی برگزیدہ ہستیاں بھی موجود ہیں جو دین کے ساتھ دنیاوی عزت بھی حاصل کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ میں ایک تاجر پیشہ شخص ہوں جسے آئے دن غیر مذاہب کے لوگوں سے لین دین کا واسطہ پڑتا ہے اور روپیہ پر سود دینا اور لینا پڑتا ہے۔ اس معاملہ کو ہمارے علماء نے حرام قرار دے دیا ہے حالانکہ یہ ایک ناچیز رائے سود مکان کے کرایہ کی طرح روپیہ کا کرایہ ہے۔ اس لئے میں آپ کی قیمتی رائے اس معاملہ کے متعلق جاننا چاہتا ہوں کہ سود کی تشریح و تعریف کیا ہے اور اس کی ممانعت کیوں ہے اور جو سود تجارتی معاملات میں لیا دیا جاتا ہے وہ دونوں سے [illegible] حقیقت سے باخبر ہو کر میں سود

کے نادار ہونے کی حالت میں مزید گناہ سے بچوں اور درست ہونے کی صورت میں فائدہ سے محروم نہ ہوں۔ امید ہے کہ بواپسی ڈاک اس کی پوری تشریح کر کے مجھے ممنون و مشکور فرمائینگے فقط۔ راقم۔ الف"

"جناب من۔ السلام علیکم۔ میری تحریرات سے آپ نے خیال کیا ہوگا کہ میں آزاد خیال رکھتا ہوں اور مذہبی باتوں میں قرآن اور صحیح حدیثوں کے سوا کسی کی رائے اور قول کا پابند نہیں ہوں اور ضرورت زمانہ کے مطابق ہر وقت علماء کی کثرت رائے اور اجتہاد کو قابل عمل عوام کے لئے جانتا ہوں اور علماء متبحر کو ہر وقت اجتہاد کا حق دار جانتا ہوں لیکن خود اپنے آپ کو علمی کم بضاعتی کی وجہ سے اجتہاد کے قابل نہیں سمجھتا۔ زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا مجاز سمجھتا ہوں کہ ائمہ سابق نے جن مسائل میں اختلاف کئے ہیں ان مختلف فیہ مسائل میں سے کسی ایک کو ترجیح سمجھوں۔ میں اہل سنت والجماعت ہوں لیکن سنیوں اور شیعوں میں جو مسائل مختلف فیہ ہیں اُن میں بھی قول صحیح کو [illegible] معلومات کے مطابق جانچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ باوجود اس سیر محدود ازادی کے [illegible] میں سود خواری کو کسی حالت میں جائز نہیں سمجھتا اور نہ [illegible] خیال کیا ہے۔ ائمہ نے وہ مصالح جن پر تاجداری سود [illegible] ایک مرتبہ میں موجودہ زمانے کی حالتوں پر بھی انطباق کئے دو باتیں اور وضاحت کرتا ہوں۔ [illegible] ائمہ سابق نے ان کا ذکر کیا ہو لیکن میں نے کسی کتاب میں اُنھیں نہیں دیکھا۔ مجھ سے کوئی لغزش ہو تو خدا معاف کرے۔

(۱) سود خواری تجارت کے [illegible] قومی اور ذاتی ترقی کی دو رکاوٹ ہے۔ تجارت کی ترغیب [illegible] مسلمانوں کو مجبور کرنے کے لئے شارع نے زکوٰۃ کو فرض کیا ہے [illegible] سالانہ زکوٰۃ میں نقد روپیہ غائب ہو جائے گا [illegible] سود کو حرام کر دیا تاکہ روپیہ والے خواہ مخواہ تجارت میں روپیہ لگائیں۔ گھوڑے [illegible] کہ وہ دوڑے اور جب وہ دوڑنا چاہتا ہے تو لگام کھینچ لیتے ہیں کہ وہ دوڑ نہ سکے۔ گھوڑے کو قدم باز بنانے کے لئے جس طرح آگے سے کھینچا اور پیچھے سے [illegible] اسی طرح مسلمانوں کو تاجر بنانے کے لئے زکوٰۃ واجب کی گئی ہے اور سود خواری حرام کی گئی ہے۔ وجوب زکوٰۃ کے اور اور بھی مصالح ہیں۔ اس مضمون کے اغراض کے لئے اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ حرمت سود میں صرف اتنی ہی مصلحت نہیں ہے۔ اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے الاسلام طبع ثانی کی فصول ۷ و ۸ دیکھئے۔ یہ کتاب میں جہاں تک خیال کرتا ہوں آپ کے شہر میں ضرور ملے گی۔ تلاش کیجئے۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ سود خواری میں بہ نسبت تجارت کے زیادہ نفع ہے تو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۳ میں بغداد کے ایک تاجر اور ایک بنیا کی حکایت پڑھئے۔ اس حکایت کے پڑھنے کے بعد تعجب ہو گا کہ تجارت کے فوائد [illegible] واقفیت ہوئی [illegible] فوائد سے واقف ہونے کے بعد بہت بڑھتی ہے اور بہت کے ساتھ تجارت کا [illegible]

(۲) اب رہا سود پر روپیہ لینا۔ سود لینے والا گنہگار ہے تو دینے والا گنہگار رہے گا اگر کوئی شخص سودی روپیہ لینے کے لئے مجبور ہے تو مجبوری [illegible] میں حلال کر دیتی ہے۔ مقامی فقیہوں سے [illegible] آپ کا

یہ خیال ہو کہ بغیر سود دئے ہوئے آج کل کی تجارت بخوبی چل نہیں سکتی تو یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ سودی روپیہ سے کر تجارت کرنا تجارت نہیں ہے قمار بازی ہے۔ نفع ہوا تو اتنا کہ خیال بھی نہ تھا اور نقصان ہوا تو اتنا کہ دیوالہ نکل گیا۔ یوربین قومیں تجارت میں کتنی ہی بڑھ جائیں۔ لیکن ان کی حالت میں وہ برکت یا استقلال کہاں؟ جو مسلمان تاجروں کو گذشتہ زمانے میں حاصل تھا۔ سودی روپیہ سے تجارت کرنا قمار بازی ہے تجارت نہیں ہے۔

اس کے سمجھنے کے لئے میں نے کتاب مذکورہ کے صفحہ ۵۰ میں اپنا ذاتی تجربہ درج کیا ہے اسے پڑھکر آپ کو معلوم ہوگا کہ سود پر روپیہ لے کر تجارت کرنا کیوں قمار بازی ہے۔

(۳) میں آجکل کی طریقۂ تجارت سے ناواقف نہیں ہوں۔ واقف ہوں اور واقف ہو کر کہتا ہوں کہ غیر مذہب والوں سے سود اپنے روپیہ کا آپ نہ لیجئے۔ مال کسی قدر گراں ان کے ہاتھ بیچئے یا ان سے یہ کہئے کہ ہم مذہبی آدمی ہیں سود نہیں لیتے اسلئے تم کو اتنے روپیہ کے لئے کتنا تاوان دیتے ہیں۔ اگر تم اتنے دن میں روپیہ دو تو بلا سود دو اور اگر تم نے دھوکا دیا اور قصداً وعدہ خلافی کی تو ہم تم سے تاوان لینگے۔ میرا خیال ہے کہ ایسا تاوان لینا غالباً ناجائز نہو اور سود کی مد میں داخل نہو۔ منافی تیاری سے رائے لیجئے کہ کتابوں میں ائمۂ سابقین کی رائیں تلاش کرلیں۔ عدیم الفرصتی میرے لئے مانع ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ لوگ ایسی ڈاک آپ جواب مانگتے ہیں اور سود دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ تاجر اس وقت تاجر ہے جب تک اپنے روپیہ سے وہ تجارت کرتا رہے۔ سود پر روپیہ لیکر کاروبار کرنا کاغذ کی ناؤ چلانا ہے آئے دن یورپ اور ہندوستان میں جو دیوالے نکلتے رہتے ہیں زائد تر ان کے اسباب یہی ہیں کہ کاغذ کی ناؤ چلتی تھی بالآخر بھیگی اور پانی میں بیٹھ گئی +

آپکا خیر خواہ "محمد احسان اللہ"

حرص و قناعت

(از جناب مولوی محمد منظور فاضل الہ آبادی)

موجودہ حالت پر رضامند رہنا، جو کچھ مل جائے ہو یا بُری مگر دیا ہو خراب حالت پر صبر و شکر کرکے زیادہ کی خواہش نہ کرنا۔ تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جانا، ہوا و ہوس، تقدیر پر بھروسہ کرکے نہ کرنا، دوسروں پر رشک و حسد کرنے، اور کسی پر سبقت لے جانے کو گناہ سمجھنا قناعت ہے۔ اور حرص دوسرے پر سبقت لے جانے، ترقی و عروج کی خواہش موجودہ حالت پر قناعت نہ کرنے، اور زیادتی ہوس کو کہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض حضرات اس تعریف سے اتفاق نہ کریں۔ لیکن اخلاقیین نے جو کچھ بتایا ہے یہی ہے جو میں نے عرض کیا۔

اخلاق انسانی میں قناعت و حرص دو ایسی اہم خصلتیں ہیں جن پر ترقی و عروج اور نکبت، ادبار کا دار و مدار ہے۔ ایک قوم ان میں سے ایک کے اختیار کرنے سے بام ترقی پر جلوہ فگن ہے تو دوسری قوم دوسری خصلت پر عمل پیرا ہو کر نکبت و ادبار، ذلت و عسرت کے قعر عمیق میں بیخبر پڑی ہے۔

سوال یہ ہے کہ قناعت افضل ہے یا حرص۔ حرص قابل عمل خصلت ہے یا قناعت، قناعت پر عمل کرنا چاہئے کہ حرص اختیار کرنا لازمی ہے"۔

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں، غور کرکے، خوب سمجھ کے، نشیب و فراز دیکھکر جواب دیجئے، کہ آپ قناعت کو ترجیح دیتے ہیں یا حرص کو؟ اور آپ قانع ہونا پسند فرمائیں گے یا حریص؟

آپ فرمائینگے قناعت اور حرص کا مقابلہ۔ یعنی چہ؟ زمین کو آسمان سے کیا نسبت اور یقینی آپ کبھی حریص ہونا پسند نہ کریں گے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ اس سے سخت ناراض ہوں گے اور ناخوش کہ لوگ حریص کہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہم کو عہدِ عتیق کا فلسفۂ اخلاق یہی بتاتا ہے۔ قناعت کی خوبیوں سے دفتر کے دفتر سیاہ ہیں اور حرص کی مذمت سے کتابیں پُر ہیں۔ لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے اور "ہر کس بخیال خویش خبطے دارد" کہ قناعت پست ہمتی، تقدیر پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہنے، سستی و کاہلی اور غیر مستقل مزاجی کا دوسرا مگر مہذب نام ہے۔ اور حرص میری رائے کے مطابق بلند ہمتی، عزم و استقلال، محنت و کوشش، جانفشانی و عرق ریزی، چالاکی و چابک دستی اور مردانگی کو ابد صورت ابد کا لفظوں میں کہتے ہیں۔

سو میں ۹۹ لوگ ایسے ہیں جو مانتے ہیں کہ حرص نہایت قابل نفرین چیز ہے اور قناعت ہی اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے۔ حریص ہیں حرص کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے ایک فی صدی آدمی مشکل سے ملے گا جو واقعی قناعت پر یقین رکھتا ہو اور قناعت کرتا ہو۔

میں تو کہتا ہوں لاکھ میں ایک آدمی ایسا مشکل سے ملے گا جو واقعی قناعت کرتا ہو، بخلاف اس کے تمام آدمی حریص اور ترقی کے خواہشمند ہیں۔ میں دریافت کرتا ہوں کون ایسا شخص ہے جو اچھا بننا نہیں چاہتا اور ترقی کی خواہش نہیں رکھتا۔

ایک عابد زاہد سے لیکر دنیادار جاہل تک یہی خواہش رکھتا ہے کہ اپنی موجودہ حالت سے ترقی کرکے اعلیٰ مراتب کو پہنچے۔ ایک بلند ہمت سوداگر اسی کا خواہشمند ہوگا کہ اگر دو ہزار کا مال آج فروخت کیا ہے تو کل چار ہزار کا بیچنا چاہئے۔ ایک حامل رعایا کی فلاح و بہبود کا حامی بادشاہ یہی چاہیگا کہ گذشتہ سال سے زیادہ رعایا کو آرام اور امن حاصل ہو۔ ایک صمیم العزم طالب علم اگر پارسال دوسرے درجہ میں کامیاب ہوا ہے تو یہ کوشش کریگا کہ اس سال اوّل درجہ میں پاس ہو۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ خواہشیں یہ کوششیں یہ آرزوئیں بیجا ہیں؟

ایک اہلِ قلم بڑی محنت و کاوش سے اگر ایک کتاب تصنیف کرے تو کیا اس کو اسی ایک تصنیف پر قناعت کرنا چاہئے اور آئندہ تصنیف کرنا گناہ سمجھنا کیا لازمی ہے۔ یقیناً ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر اس نے پہلی تصنیف ایک سال میں کی ہے، تو دوسری تصنیف کو چھ مہینے میں تمام کر دینا چاہیگا۔

ایک اخبار یا رسالہ کے منیجر کی کیا یہ کوشش کہ گذشتہ سال سے اسکے اخبار یا رسالہ کی اشاعت زیادہ ہو، بیجا ہے؟

ایک کمپنی اگر دوسری کمپنیوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے تو نا جائز نہیں۔

ہم کو تاریخ بتاتی ہے کہ جو قومیں حریص رہیں وہی پھر عروج و ترقی پر آفتاب تاباں ہو کر چمکیں، اور جو قوم قناعت پسند ہو گئی وہ چاہِ نکبت ادبار میں گری۔

تاریخ شاہد ہے جب تک مسلمان حریص رہے، مسلمانوں میں حرص رہی ہر قسم کی ترقی کی، وہ علم کے ایسے حریص تھے کہ ذرا ذرا باتوں کی تلاش میں سینکڑوں میل پُر خطر سفر کرتے تھے، اور جب تک تلاش و جستجو کی حرص ان میں رہی ہزار ہا ایجادات و اختراعات کیں۔ کیا مسلمانوں سے پہلے بھی کہیں گھڑی تھی، یا کسی کو علم ہے کہ عربوں سے پہلے نل (پائپ) استعمال کیے گئے تھے۔ یہ سب کب تک رہا؟ جب تک اُن میں علمی حرص موجود تھی۔

دولت و ثروت کی حرص ہی تھی جو اُن کو کشاں کشاں بحری و بری تجارت کے سلسلے میں دنیا کے گوشے گوشے میں لیے پھرتی تھی۔ حکومت و ریاست کی حرص اُن کو ہندوستان لائی، اور یورپ لے گئی۔ ملک گیری و تاجداری کی ہوس ہی تھی جو مسلمانوں کو آٹھ سو برس تک اسپین کا حاکم بنائے رہی اور آٹھ سو برس تک ہندوستان پر سلطنت کراتی رہی۔

ممکن ہے کہ لوگ اختلاف کریں لیکن میرے نزدیک اُن کی مذہبی تبلیغ و اشاعت کی حرص کی بدولت آج چالیس کروڑ مسلمان دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کیا آپ اُن لوگوں کو بُرے الفاظ میں یاد کریں گے جنھوں نے حریص بن کر اپنے وطن چھوڑے اور دنیا میں پھیل گئے۔ میں آپ سے بالکل سچ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے اسلاف کی حکومت و ریاست، دولت و ثروت کی حرص کی وجہ سے آج ہندوستان میں، کروڑ آباد ہیں۔

اپنے بزرگوں کی دولت و ثروت جاہ و جلال کا حال کتابوں میں دیکھئے۔ کیا اُن کی دولتمندی قناعت سے تھی۔ اگر ایسا ہے تو ہم کو زیادہ دولتمند ہونا چاہئے جو کہ تقدیر پر بہت زیادہ بھروسہ کر کے کسی قسم کی کوشش نہیں کرتے اور اپنی حالت پر قانع ہیں۔

ذرا نظر اُٹھا کے دیکھئے ہمارے برادرانِ وطن ہم سے کس قدر زیادہ حریص ہیں، میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ مسلمان اس وقت جو تمام اقوام عالم سے پیچھے ہیں، اس کا سبب صرف حرص کا فقدان ہے۔

ان کو جانے دیجئے آج جو تمدن و تہذیب کے علمبردار خیال کئے جاتے ہیں اُن کی حریصانہ حالت پر غور کیجئے، علمی حرص ان میں ہے، تجارتی حرص ان میں پائی جاتی ہے، مذہبی حرص اور حکومت کی حرص ان میں موجود ہے، یورپ والوں نے مثال کے طور پر جو کتابیں عربی یا فارسی کی چھاپی ہیں کس تحقیق اور جستجو کے ساتھ۔ یہ نہیں کہ ایک نسخہ جو ہاتھ آیا وہ جوں کا توں چھاپ دیا، عمر و خیام کی رباعیات دیکھئے کسی اور مطبع نے بھی سوائے یورپ کے اس خوبی کے ساتھ چھاپا ہے؟

ان کی تجارت پر نظر کیجئے، جو کام کرتے ہیں کیسی بلند آہنگی اور بلند ہمتی کے ساتھ کس قدر حریصانہ کوششیں کرتے ہیں، بحد امکان ترقی اور بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں، ایک کمپنی اخبار نکالتی ہے، لاکھوں کی اشاعت ہو جاتی ہے لیکن یہی کوشش ہوتی ہے کہ اور ترقی ہو تو بہتر ہے، بخلاف ہمارے کہ ایک معمولی رسالہ نکالتے ہیں۔ چند ہزار کی اشاعت کو انتہا ترقی خیال کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں اور بہانگ دہل کہتا ہوں کہ حریص بنئے اور حرص اختیار کیجئے میں نہایت زور دے کر یہ کہونگا کہ حریص بنئے لیکن ظلم و ستم اور حسد و غضب سے بچئے طمع کو پاس نہ آنے دیجئے۔ حرص اور طمع میں ایک بین فرق ہے، جس کو اہل ذوق کی نگاہیں محسوس کرتی ہیں۔ ہر نیک کام میں حرص محمود ہے اور جس طرح بُرا کام بُرا ہے اُسی طرح اس کی حرص بھی مذموم ہے، جو بحث سے خارج ہے۔ دولت کی حرص کر کے دولت خوب بڑھائیے، لیکن فیاض بنئے۔ بخل نہ کیجئے۔ کسی ہنر کو حریصانہ حاصل کیجئے۔ لیکن ماہر بنکر مغرور نہ بنئے۔

میں آخر میں پھر عرض کروں گا کہ جو کام آپ کرنا چاہیں، کریں لیکن حریصانہ کیجئے۔ اگر آپ کسی امر میں حریصانہ کوشش نہ کرینگے تو یاد رکھئے کبھی آپ اُس میں کامیابی حاصل نہ کریں گے۔

قناعت صرف بُرے کاموں میں محمود ہے اور اچھے کاموں میں مذموم، قناعت سے کوئی انسان کسی امر میں ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اگر تمام آدمی قانع ہو جائیں تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے، حالانکہ حریص ہونے پر تمام کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام پائے ہیں، بشرطیکہ حرص بے لوث ہو۔

اُصولِ زندگی

(از جناب منشی معین الدین صاحب)

دماغ اور جسم، موت اور حیات کے تعلقات یقیناً بعید الفہم ہیں بجز سائنس و فلسفہ کے غواص جنھیں دعوٰے ہے جدید تحقیقات کے آبدار موتی سے دامن معلومات کو مالا مال کرنے کا۔ اُمیں اور اس ربط و تعلقات میں گھر کر جو اہم انکشافات کو غوطہ زن ہو کر تہ دریا سے نکال تو لائیں؟ میں کہتا ہوں اُنھیں سر آئزک نیوٹن کا ہمزبان ہونا پڑے گا۔ ضرور ہونا پڑے گا ؎

ہم عالم و باخبر ہیں۔ مانا ہم نے — دیکھا بھالا بہت زمانا ہم نے
لیکن جو کچھ کہ ہم نے جانا اُس سے — اتنا جانا۔ کہ کچھ نہ جانا ہم نے

مثل مشہور ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَکْبَرُ یا اَلْعَالِمُ مَنْ عَلِمَ جَهْلَهٗ۔ عقل و دانش۔ فہم و ادراک پر ناز کرنے والے انسان! تو ضعیف البنیان ہیں۔ اُسے عقل دی گئی ہے لیکن ایک حد تک اُسے فہم و ادراک کا مادہ عطا ہوا ہے مگر ایک انداز کے ساتھ تیری دانش اسی قدر ہے جتنا تجھے سکھلایا گیا ہے۔ اے نحیف انسان! اگرچہ تجھے آسمانی مقدس کتاب میں خطاب کیا گیا ہے اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ یہ سب کچھ ہے مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا بھی ہے۔ پس تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اعتراف کرے یہ کہہ کر سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ؎

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا — ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے — جو کچھ ہوگا، تیرے کرم سے ہوگا

تمہارا پیچیدہ مگر نازک و دقیق تن بدن (جسے بعینہ مشین سمجھو) کیسے کیسے حیران کن جلیل الشان امورات کے انجام دہی کی استعداد رکھتا ہے جن کی زندہ مثال فلسفۂ تاریخ پیش کرنے کو موجود ہے۔ نامناسب ہوگا اگر تمثیلاً کہا جائے کہ اہرام مصری کے بانی تم تھے۔ جبل ہمالیہ (ماؤنٹ ایورسٹ) کی چوٹی پر جھنڈا گاڑ آنے والے تم تھے۔ ہاں! تمہیں میں سے بعض کا تو مقولہ تھا کہ اس کرۂ دنیا کے اوپر تلے کوئی شئے ناممکنات سے نہیں۔ لفظ "ناممکن" احمقوں کے لغات میں ہو تو ہو۔ مگر اس لفظ ہی سے مجھے ہمیشہ انکار رہا ہے ؎

منصور نے تنہا دار پر حق کو بلا لیا — کیا وہ بھی کام ہے کہ جو تدبیر سے نہ ہو

ہینی بال پر یونان جتنا فخر کرے تھوڑا ہے۔ درۂ خیبر کے اکھاڑ پھینکنے والے پر اسلامی دنیا جتنا ناز کرے اکم ہے۔ کلمبس تم میں تھا۔ لقمان تمہارے تھے۔ اسکندر اعظم تمہارا ہی کہلاتا ہے۔ ولنگٹن، نپولین کی بھی ہستی کچھ کم نہ تھی۔ ابھی ایسے ہزاروں موجود ہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ ایسے عجائبات، نادر امورات کن ذریعوں سے انجام دئے۔ میں بتھائی ہستی ہے جو تھوڑی سی غفلت میں، تو دہ خاک ہو جاتی ہے تو لسبسم تم اس کی کما حقہ حفاظت کرو۔ ذرا چوک ہوئی اور سمجھ رکھو کہ اس کے خمیازے تمہیں بری طرح بھگتنے پڑینگے۔ میں کہتا ہوں یہ تم پر منحصر ہے کہ جسم کو تم ایسا سعید بناؤ جس پر اسرار حقیقت کی پرستش ہو یا اس کو ایسے خوفناک ویرانہ میں لا بساؤ جہاں اس پر کسی کی بھی آٹھ آٹھ آنسو روتی ہو۔

زندگی مختصر ہے اور کام انجام دینے کو بہت۔ انسانی قیام اس دنیا میں بہت ہی تھوڑے دنوں کے لئے ہوتا ہے اور وہ بھی مقرر وقت تک۔ اس تھوڑے سے وقت میں ہر ایک شخص کو اپنی قوت کے مطابق وہ کام پورا کر لینا چاہئے جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اور یہی زندگی کا اصل مقصد ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار — شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کل کا قاعدہ ہے کوئی پرزہ ذرا بگڑا اور وہ کام کرنے سے رہا۔ میں کہہ چکا ہوں انسانی جسم کو ایک مشین سمجھو جسکی ساخت نادر و انوکھی ہے۔ جب کبھی کوئی جز و بدل کے بے ترتیب ہوتا ہے تو تمہیں کو کیسے نڈھال ہو جاتے ہو۔ طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔ اور تم کام کرنے کے لائق نہیں رہتے ؎

چو عضوے بدرد آورد روزگار — دگر عضوہا را نماند قرار

خداوند تعالیٰ نے جسم انسانی کی ترتیب و جوڑ، طاپ و ساخت میں بڑی آراستگی رکھی ہے جو خوشنما ہونے کے علاوہ بہت ہی نازک و دقیق ہے۔ اس کی اندری

دیر بادی کو صرف قابل غلطی ہی نہ سمجھو بلکہ اسے گناہ کبیرہ سمجھے سنتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ خدا وند بزرگ و برتر اگر انسانی اوصاف سے متصف ہوتا تو صحت جسمانی کو مقدم رکھتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ بدنی صحت کو کتنی اہمیت ہے۔ تم نے ضرور سنا ہوگا "صحیح دماغ صحیح بدن انسان" یہ سچ ہے کہ اچھے دماغ کا ہونا بھی اچھے بدن کے ہونے پر موقوف ہے۔ اور جب تمہارا دماغ صحیح نہیں تو تم دنیا کے کام کے نہیں عبادت الٰہی جو تخلیق انسانی کی غایت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔ بن نہیں پڑ سکتی جب تک صحت نصیب نہ ہو۔ جوانی کی عبادت کیوں پسندیدہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اس وقت انسانی اعضا کے قویٰ عالم شباب میں رہتے ہیں۔ ارکان عبادت پورے پورے طور پر ادا کئے جا سکتے ہیں اور یہی مطلوب ہے

(ملخص)

افکار کبار

(مرتبہ جناب جلیل صاحب عظیم آبادی)

(۱) کوئی شخص اس استاد سے زیادہ خطرناک نہیں جو صرف اتنی ہی قدر جانتا ہو جس قدر کہ اسے طلب کر کے بتانا ضروری ہو۔ (گوئٹے)

(۲) دانا اور احمق صبر دونوں ہی کرتے ہیں مگر احمق رو دھو کر جب ہو جاتا ہے اور دانا شروع سے خدا پر نظر کر کے خاموشی اختیار کرتا ہے۔ (نامعلوم)

(۳) عقلمندوں کی لڑائی دیکھنے سے زیادہ دنیا میں کوئی تماشا عمدہ نہیں۔ (مامون خلیفہ)

(۴) دلیل سے غالب ہونا میں بہ نسبت زور سے غالب ہونے کے زیادہ پسند کرتا ہوں (مامون خلیفہ)

(۵) عادت کا اختیار کرنا آسان ہے مگر اختیار کرنے کے بعد چھوڑنا مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ (جلیل)

(۶) علم جب محدود نہیں تو طلب کی بھی کوئی حد نہ ہونی چاہئے۔ (علامہ ابن العلا)

(۷) میرے علم کی معراج یہ ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (سقراط)

(۸) دنیا کی ہر چیز قید کی جا سکتی ہے مگر دل قید نہیں کیا جا سکتا۔ (جلیل)

(۹) شریف کی یہ پہچان ہے کہ اپنے بڑے کو دبائے اور چھوٹے سے خود دب جائے (مامون خلیفہ)

(۱۰) دو دوستوں کے لئے کوئی جگہ تنگ نہیں اور دو دشمنوں کے لئے سارے جہان میں بھی وسعت نہیں ہے۔ (امام خلیل بصری)

(۱۱) بچو دین میں جھگڑا کرنے سے اس واسطے کہ وہ دل کو کام کی باتوں سے باز رکھتا ہے اور نفاق پیدا کرتا ہے (امام جعفر صادق ؑ)

(۱۲) جب تم دیکھو کہ ایک قوم جھگڑنے میں بہت چست ہے اور عمل میں سست تو سمجھ لو کہ خدا کی بھیجی ہوئی آسیب آ رہی ہے (امام اوزاعی)

(۱۳) دولت کو عدل سے آباد کرو، ظلم تو اس کا ڈھا دینے والا ہے۔ (مامون خلیفہ)

(۱۴) مجھکو عفو میں ایسا مزہ آتا ہے کہ ثواب ملنے کی توقع نہیں۔ (مامون خلیفہ)

(۱۵) علما اہل دوست ہیں اور مفتی ہمیشہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ (جعفر شیبانی ابن سعید)

(۱۶) میں جو کچھ علم و حکمت کی باتیں جانتا ہوں اگر ان پر عامل ہو جاؤں تو یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اور زیادہ جانوں اور ان پر عمل نہ کروں۔

رسائل کی روح

ضبطِ نفس

جبتک ضبطِ نفس کی مشق نہ ہو تب تک انسان دنیا میں کوئی فضیلت حاصل نہیں کر سکتا۔ مشق شروع سے درجہ بدرجہ بڑھ سکتی ہے۔ بعض نفسانی خواہشات میں کچھ اصلی ہیں اور کچھ اُن کی شاخیں ہیں جیسے درخت کی جڑ سے کئی تنے نکل کر ہر ایک شاخ در شاخ ہوکر پھیلتا ہے۔ مثلاً بسیار خواری کی عادت، تعطل اور بیکار رہنا، شہوات پرستی یہ سب اصلی ذمائم ہیں اور ان کے شاخسانے، آرایشات جسمانی، بناؤ سنگار، دل بہلاؤ کے کھیل، تماشے، یا وہ گوئی فضول بکواس، دخل در معقولات وغیرہ جن کی جڑ کاٹنی چاہئیے نہ کہ ان کی شاخوں کا تراشنا۔ جو شخص زیادہ کھاتا ہے وہ کبھی عطل اور بیکاری کو چھوڑ نہیں سکتا اور ایک بندۂ شکم اور بیکار شخص سے کبھی ممکن نہیں کہ دماغ میں شہوانی خیالات پیدا نہ ہونے دے۔ اس کا آسان علاج فاقہ کشی ہے مگر افسوس کہ فی زمانہ نیک زندگی کے حاصل کرنے کے ذرائع قطعاً مفقود ہیں۔ ہر چند کہ ضبطِ نفس کی عادت بغیر کوئی نیکی میسر نہیں ہو سکتی۔ مگر اس صفت کو عام طور پر لغو سمجھا جاتا ہے اور اس کے حاصل کرنے کے مبادیات کو حماقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ فاقہ کش اور روزہ دار شخص کو متعصب ملّا خیال کرتے ہیں۔ تم نیک بننے کی عمر بھر آرزو کرتے رہو، جب تک فاقہ کشی نہ سیکھو گے تب تک نیکی ارمانِ دل رہے گا۔ فاقہ کشی بغیر ضبطِ نفس کی عادت پیدا کرنا ایسا ہے جیسا کہ ٹانگوں کی مدد بغیر کھڑا ہونا ؂

(کانفرنس گزٹ)

انسان کی رُوحانیت

اگر ہم انسان کی قوتوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اُن کی وسعت محض شہوانی زندگی تک نہیں بلکہ اس سے پرے تک پہنچتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک جنگلی انسان کی تگ و دو اپنی حفاظت تک محدود ہو مگر اکثر اقوامِ انسانی ایسی ہیں جن کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان کی آنکھوں اور کانوں کے ذریعہ سے دماغ میں وہ روشنی پہنچتی ہے جو ہماری زندگی کے اُس حصہ کو منور کرتی ہے جسے حیوانی یا مادی زندگی سے کچھ تعلق نہیں۔ ہمیں رنگوں کے تناسب، حسن و صورت اور آوازوں کی موزونیت میں خاص لطف آتا ہے۔ حیوانی زندگی کو ان کی مطلق ضرورت نہیں۔ انسان محسوس کرتا ہے کہ اس میں حیوانی احساس کے علاوہ ایک اور احساس بھی ہے جسے روحانی کہنا چاہئیے کیونکہ اگر ہم اسے نہیں مانتے تو ایک خاص سلسلہ فطرتی تمیزوں احساسات اور قوت ارادی کا محض بیکار رہ جاتا ہے۔ انسان ایسی اشیاء سے بے حد مسرت اور لطف حاصل کرتا ہے جنھیں اس کے حیوانی احساس سے کچھ تعلق نہیں۔ آسمان پر خوش نما اور خوش رنگ دھنک کو دیکھ کر کتے یا گھوڑے کو کچھ احساس نہیں ہوتا۔ حالانکہ انسان اس سے لطف اٹھاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کے دیکھنے سے اُس کی روحانی زندگی پر اثر پڑتا ہے جو اس کی نشو و نما کے لئے ضروری ہے۔ یہانتک کہ بچے بھی اس لطف کا اظہار کرتے ہیں۔ لوری یا گانا سُننے سے انھیں بھی مزہ ملتا ہے۔ خوبصورت پھول دیکھنے سے وہ بھی اسی طرح خوش ہوتے ہیں ؂

(نظام کالج اُردو میگزین)

علم الحقیقت

انسان کی زندگی کا سب سے اچھا اور بہترین شغل یہ ہے کہ اپنے وجود کائنات عالم کے سلسلہ تخلیق پر غور کیا کرے۔ جو شخص علم الطبیعات کو غور و توجہ سے مطالعہ کیا کرتا ہے اور چشم حقیقت بین سے اس عالم کی ہر ایک شئے کو دیکھا کرتا ہے تو اس کو عالم کے ہر ذرّے ذرّے سے خالق کائنات عالم کے وجود کا کافی ثبوت مل جاتا ہے اور ہر ایک شئے عالم کی اور اس کا سلسلۂ تخلیق اور فنا اس کے کامل انتظام کے قابل اطمینان شہادت اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی جس وقت اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر دیکھتا ہے تو وہ اس وسیع اور لامحدود فضاءِ عالم میں یہ دیکھتا ہے کہ سب سے زیادہ روشنی و گرمی پہنچانے والا کرۂ آتشین یعنی آفتاب اپنی مقررہ جگہ پر قائم ہے اور ہزاروں سیارے اپنی رفتار پر گردش کر رہے ہیں اور اکثر ستارے ایسے بھی ہیں جو اپنی جگہ پر قائم اور یہ بھی دیکھتا ہے کہ وہ دار ستارے صرف دوسرے ستاروں کی قوت کشش اور روشنی کی وجہ سے گردش کر رہے ہیں اور بالخصوص یہ منظر اس کو بیحد ششدر و حیران بنا دیتا ہے کہ باوجودیکہ ہزارہا ستارے ہر وقت گردش کیا کرتے ہیں مگر کوئی ستارہ دوسرے ستارے کے راستہ پر نہیں جاتا اور نہ ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے اور جب وہ زمین کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کو اس کھوس اور متحد تختہ کی سطح پر جسکو زمین کہتے ہیں، کروڑہا چھوٹی اور بڑی ایسی ہستیاں دکھائی دیتی ہیں جن کا شمار احاطۂ عقل سے باہر ہے جنکی شکل و صورت مزاج و طبیعت ایک دوسرے سے بالکل ضد ہیں اور جو ایک حیرت انگیز طریق عمل پر ایک معینہ دورِ حدود میں ہر وقت گردش کر رہی ہیں اور بقا و فنا ایسے متضاد کیریٹروں کو جوڑے ہوئے ہیں۔

اللہ اکبر! جسوقت صحیح علم کا نور شیشۂ دل پر روشنی ڈالتا ہے اور اس کے عکس میں انسان تمام ہستیوں کے جادۂ وجود اور رفتار کو اور ان کی منازل کو اور اس وسیع اور مکمل انتظام کی مشین کو ہر وقت چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو ایک عجیب عالم محویت کا اس پر طاری ہو جاتا ہے اور اس وقت وہ فطری طور پر اس کے جلال کے سامنے سرِ نیاز و اطاعت خم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جسقدر اس پر مذکورہ بالا حقیقتیں واضح ہوتی جاتی ہیں۔ اُسی قدر وہ خالق کائنات عالم کی تسبیح و تہلیل کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور بالآخر اس کی زندگی ایک سلسلۂ عبادت میں مربوط ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ دل سے قائل ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جس میں ایسی عقل کامل ہو اور ان میں ایسی مافوق الفطرت قوت و قدرت پائی جاتی ہو جو اتنا وسیع اور اتنا مکمل انتظام کر سکے۔

کیا کوئی شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں ایک مکھی یا ایک ناچیز کیڑے تک کو پیدا کر دونگا۔ اور کیا دنیا میں ایسی دوسری ذی شعور قوت ہے کہ جو تمام ذی روح ہستیوں کو بھوک اور خورش غذا کے وقت جتنی اور جس قسم کی ان کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے پہنچایا کرتی ہے۔ کیا کوئی انصاف سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک ناچیز کیڑے کو بھی کوئی بے شعور قوت پیدا کر سکتی ہے۔

(شباب اردو)

حقیقی عزت

اے انسان اصلی شرافت روح کی نیکی و پاکیزگی سے حاصل ہوتی ہے اور یہی وہ عزت ہے جسکو صحیح عزت کہہ سکتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ ظاہر میں مرتبہ و وقار بادشاہوں کی خوشنودی سے حاصل ہوتا ہے یا کبھی مال و دولت کی وجہ سے بھی کوئی خطاب مل جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ عزت وہ نہیں ہے جو روح کی نیکی اور پاکیزگی سے انسان حاصل کرتا ہے۔ قابل عزت وہ خطاب ہے جو بنی نوع انسان کی نیکی اور بھلائی کے کرنے کی وجہ سے ملا ہو۔ یا ملک کی خدمت کے صلہ میں عطا ہوا ہو۔ بلکہ اصلیت تو یہ ہے یہی وہ خطاب ہے جو خطاب دینے والے اور خطاب پانے والے دونوں کو سچا افتخار

بخشتا ہے۔

دنیا میں ظاہری وقار انسان کو اصلی اعزاز کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ سیم و زر ذلیل طبیعت کے انسان کو اعلیٰ اعزاز کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ سیم و زر ذلیل طبیعت کے انسان کو شریف بنا سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب کبھی کوئی شجاع و بہادر اپنے شریف اجداد کی شجاعت و بہادری کے جوہر کو ورثہ میں پاتا ہے تو وہ البتہ عزت و خطاب کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور جب وہ خوبیاں جو جوہر شرافت ہیں اس میں موجود نہ ہوں تو وہ حقیقت میں کسی عزت و مرتبے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کو اچھے آدمی یہ کہینگے کہ یہ خود بھی ذلیل ہے اور اس نے اپنے بزرگوں کو بھی ذلیل کر دیا ہے!

خاندانی اعزاز اُس وقت قابل عزت و قابلِ قدر ہو سکتا ہے جب خود کسی شخص میں بھی خوبیاں ہوں جو اس کے اجداد میں تھیں اور جو شخص خود نالائق ہے وہ کیا اپنے بزرگوں کی لیاقت و عزت پر فخر کر سکتا ہے۔ ایسے آدمی کی مثال اُس شخص سے زیادہ مناسب ہوگی جو چوری کر کے کسی عبادت گاہ میں پناہ لینے کی غرض سے جا کر چھپ جائے۔

(شباب اُردو)

تم کیسے ناخدا ہو

(از جناب ماسٹر باسط بسوانی)

درویش باصفا ہو، تم مردِ باخدا ہو　　منزل سے آشنا ہو ہادی ہو پیشوا ہو!
خضرِ رہِ طریقت، رہبر ہو رہنما ہو　　شیدائے زہد و طاعت پابند اتقا ہو
روشن ہے سب جہاں پر تم کون اور کیا ہو

سجدہ میں یوں گھسا ہے برسوں جبیں کو تم نے　　شرما دیا ہے جس سے ماہِ مبیں کو تم نے
پہنچایا فیضِ باطن ہر ہم نشیں کو تم نے　　سیرِ فلک دکھائی اہلِ زمیں کو تم نے
اسرارِ معرفت سے محرم ہو آشنا ہو!

تم ہو سلف سے ابتک شیدائے دین و ملت　　مذہب کی جان و دل سے کرتے ہیں اشاعت
گمراہوں کو دکھائی تم نے رہِ ہدایت　　تم پیکرِ وفا ہو تم پیکرِ اخوت
ہمدردِ قوم تم ہو تم درد آشنا ہو!

ہم دل سے کہہ رہے ہیں تم فرد ہو یگانہ　　وہ خوبیاں ہیں تم میں جن کا نہیں ٹھکانا
ہر لب پہ ہر زباں پر ہے آج تک فسانہ　　خادم بنے تمھارے شاہانِ ہر زمانہ
باطن میں بادشاہ ہو ظاہر میں اک گدا ہو

نرغے میں کفر کے ہو دنیائے دیں ستم ہے　　اس طرح ظلم ڈھائے چرخِ بریں ستم ہے
دشمن ہوں جان و دل کے یوں اہلِ کیں ستم ہے　　اس پر بھی گر ہو تم خلوت گزیں ستم ہے
دکھ میں ہو تم ہمارے تو کس کا آسرا ہو

کچھ دن کو چھوڑ دو تم اب گوشۂ عبادت　　تبلیغِ دینِ حق ہو مذہب کی ہو اشاعت
بھٹکے ہوؤں کو لاؤ سوئے رہِ شریعت　　فضلِ خدا سے روحی حاصل ہے تم کو طاقت
باطن میں اہلِ ساماں ظاہر میں بے نوا ہو

باہر نکل کے دیکھو حالت سنے جو ہماری　　اس وقت ہے ضرورت امدادِ دینِ حق کی
ساحل ہے دور باسط اور رات ہے اندھیری　　طوفاں کا سامنا ہے منجدھار میں ہے کشتی
گوشہ نشیں ہو ابتک تم کیسے ناخدا ہو!　　(درویش)

قرآن پاک اور غیر مسلم

مسٹر گوئٹی فرماتے ہیں قرآن کریم کے ان مضامین میں جو برق کی طرح تڑپا دینے والے ہیں اس کتاب کے حُسن کا جلوہ نظر آتا ہے اور جسقدر ہم ان مضامین پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اور زیادہ ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یعنی وہ زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے۔ اور آخر کار فرحت آمیز تحیر میں ڈالدیتی ہے۔ اسلئے ہم بے اختیار اس عجیب و غریب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(کوارٹرلی ریویو آف لندن)

اقوال نبی

اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِم (ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے یعنی اگر کوئی شخص آئینہ دیکھے تو جسطرح آئینہ اس کے چہرے کے تمام داغ دھبے اور عیوب تبلاتا ہے اسی طرح ہر مسلمان بھائی کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیوب اس کو تبلا دے تاکہ وہ اپنی اصلاح میں مصروف ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ عیوب کسی دوسرے شخص سے بیان نہ کرے۔ جیسا کہ آئینہ میں یہ وصف ہے کہ اگر اس کے بعد کوئی دوسرا شخص آئینہ کے سامنے کھڑا ہو تو وہ پہلے شخص کے عیوب اس کے سامنے ظاہر نہیں کرتا)۔

اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ - اپنی ضرورتوں میں پوشیدگی سے مدد چاہو اپنی حاجت کی طلب علانیہ کرنا مناسب نہیں۔ عوام کی نظروں سے چھپا کر کام کرنا چاہئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے مختلف لوگ خواہشمند ہوتے ہیں اگر کھلم کھلا اُس کو حاصل کرنا چاہو تو کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر پوشیدہ سعی کی جائے اور مطلب حاصل ہو تو فہوالمراد۔ اگر مطلب حاصل نہ ہوا تب بھی ہمچشموں میں سبکی نہیں ہوتی کیونکہ اُن کو معلوم ہی نہیں کہ فلاں شخص بھی اسکی طلب میں تھا

(واعظ)

حضرت علیؓ اور حسینؓ

ایک روز شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے چند سوالات فرمائے اُس کے برجستہ جوابات آپنے دئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

س۔ اے صاحبزادے! انتظام کیا چیز ہے؟

ج۔ باباجان! بُرائی کو بھلائی سے دفع کرنا۔

س۔ شرف کیا چیز ہے؟

ج۔ قبیلہ والوں سے موافقت۔ اور اُن کی تکالیف کی برداشت۔

س۔ بخشش یا سخاوت کیا چیز ہے؟

ج۔ تنگدستی و فراخدستی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔

س۔ بخیل کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ انسان کا اپنی عزت کو خراب کر کے مال کی حفاظت کرنا۔

س۔ بزدلی کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ دوست پر جرأت کرنا اور دشمن سے بھاگنا۔

س۔ تونگری کیا چیز ہے؟

ج۔ نفس کا راضی ہو جانا اُس چیز سے جسکو اللہ نے اسکی قسمت میں لکھا ہے اگرچہ وہ تھوڑی ہے

س - حلم کیا چیز ہے ؟

ج - غصہ کو پی جانا اور نفس کو اپنے قابو میں رکھنا۔

س - عزت کیا چیز ہے ؟

ج - اللہ سے زیادہ ڈرنا اور اس بارہ میں بڑے سے بڑے شخص سے لڑنا یعنی اسکی پروا نکرنا

س - ذلت کیا چیز ہے ؟

ج - صدمہ پہنچنے کے وقت گھبرا جانا

س - تکلیف کیا شے ہے ؟

ج - لایعنی گفتگو کرنا۔

س - بزرگی کیا ہے ؟

ج - تاوان بھرنا - اور جرم معاف کرنا۔

س - سیادت کیا شے ہے ؟

ج - بھلائی کرنا - برائی چھوڑنا۔

س - کمینہ پن یا بیوقوفی کس کو کہتے ہیں ؟

ج - کمینہ لوگوں کی اتباع - اور گمراہوں کی صحبت۔

س - غفلت کس کو کہتے ہیں ؟

ج - مسجد کو چھوڑنا اور مفسدوں کی تابعداری کرنا۔

(واعظ)

ریاضت حضرت رابعہ بصریؒ

روایت ہے کہ حضرت بی بی رابعہ بصری یاد الٰہی میں ایسی مستغرق رہتی تھیں کہ آپنے چالیس سال تک لمحہ بھر آرام نہ فرمایا - آپ شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ خداتعالیٰ نے اوصاف حمیدہ کے ساتھ آپ کو حسن ظاہری بھی کمال درجہ کا عطا فرمایا تھا - آپ کی ریاضت و حسن و جمال کا شہرہ سنکر حضرت حسن بصریؒ نے جو ایک جلیل القدر بادشاہ تھے - نامہ بھیجکر آپ سے نکاح پڑھانے کی استدعا کی تاکہ دونوں ملکر یاد الٰہی میں مشغول رہیں۔

حضرت رابعہ بصریؒ نے جواباً لکھا کہ مجھ کو چار تکلیفیں ہیں - اگر صحت ہوگئی تو نکاح پڑھالوں گی۔ خواجہ حسن بصریؒ نے حکما و حاذق کو حضرت بی بی رابعہ کی خدمت میں بھیجا - آپنے ان سے کسی بات کا اظہار نہ فرمایا - اور کہا کہ خواجہ صاحب سے جاکر کہدو کہ بی بی رابعہ اپنے امراض کا احوال بجز اُن کے اور کسی سے بیان نہ کرے گی۔

الغرض حضرت حسن بصری بذات خود تشریف لے گئے اور احوال دریافت فرمایا۔

بی بی رابعہؒ نے کہا - خواجہ صاحب! مجھے چار تکلیفیں یہ ہیں :-

اوّل یہ کہ روز ازل میں میں نے قالوا بلیٰ کہا ہے یا نہیں - اور دونوں سجدے کئے ہیں یا صرف ایک۔

دوسرے یہ کہ نہ معلوم قیامت کے روز نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں ہوگا یا بائیں میں۔

تیسرے مجھے اس بات کا علم نہیں کہ مرتے وقت میرا ایمان سلامت رہیگا یا نہیں۔

چوتھے خدا جانے میرا حشر کونسے فرقہ کے ساتھ ہوگا۔

خواجہ حسن بصریؒ ان باتوں کو سنکر حیران رہ گئے - اور کہا - میں بھی ان آزاروں سے خالی نہیں ہوں۔ آپ کے دل میں اثر ہوا - اور فوراً سلطنت چھوڑکر راہ مولا اختیار کی - اور تھوڑے ہی عرصہ کے اندر کاملین میں سے ہو گئے۔

بارِ دگر بی بی رابعہ کو لکھا کہ مجھے بھی چاشنئ حق حاصل ہوگئی ہے اب تو اپنے نکاح میں قبول کرلو بی بی رابعہ نے لکھ کر دریافت کیا کہ اے حسن! کیا واقعی یہ سچ ہے - جواب آیا بیشک اسے سچ سمجھنا چاہئے۔

حضرت بی بی رابعہ نے پھر لکھا کہ اے حسنؒ شاید تونے یہ حدیث نہیں سنی کہ طالِبُ المَوْلیٰ مُذَکَّرٌ پس جب میں اُس کی طالب بن گئی تو اُس کی ذاکر ہوئی اور اُس کے ذاکر کو ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں

یہ سنکر خواجہ حسن بصری ایسے متعجب ہوئے کہ گفتگو کی مجال نہ رہی اور آپنے خاموشی اختیار کی۔ یاد حق ہو تو ایسی ہو - ریاضت اس کا نام - ریا کاری کس کام کی کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے

جب نہ ہو یاد خدا دل میں تو ہے کیا فائدہ   ہاتھ میں ہر وقت گر تسبیح صد دانہ رہے

(مع البحرین)

اسلامی مساوات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جبالا ایکا ڈسی شاہ مشرف باسلام ہوکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ امیر المؤمنین کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرے - وہ شہر میں بڑی طمطراق اور شان و شوکت سے داخل ہوا - اسکی مسلمانوں کی طرف سے معقول خاطر و مدارات اور خیر مقدم کیا گیا - جب وہ طواف کعبہ میں سرگرم تھا ایک غریب مسلمان بھی اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہا تھا - طواف کی حالت میں اس کے لباس کا ایک گوشہ شاہی کندھوں سے چھو گیا - یہ معلوم کرتے ہی جبالا نے رخ پھیرا اور منہ سے نہایت زور میں ایک مکا اس کے منہ پر مارا - جس سے اس غریب کے دانت ٹوٹ گئے اس واقعہ کا باقی ماندہ حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے یادگار الفاظ میں بیان کرنا چاہئے جو آپ نے ابو عبیدہ رضؓ کو جو سپہ سالار افواج شام تھے لکھے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے :-

”اور وہ غریب شخص میرے پاس آیا - اور دادرسی کے لئے استغاثہ دائر کیا - میں نے جبالا کو بلایا - جب وہ میرے پاس آیا - میں نے اس سے دریافت کیا کہ تونے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ کیوں اس سختی کا برتاؤ کیا - اس نے جواب دیا کہ اس شخص نے میری توہین کی - اگر مجھے کعبہ کی بزرگی کا خیال نہ ہوتا تو اسے اسی جگہ قتل کر ڈالتا - میں نے جواب دیا کہ تیرے الفاظ میں جرم کا وزن ملا ہوا ہے - یعنی تو خود جرم کا اقراری ہے - اگر تو اس سے معافی مانگ لے جب بھی قانونی سزا تجھے دی جائے گی - جبالا نے جواباً کہا - میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی آدمی ہے - میں نے جواب دیا - شاہ ہو یا گدا ہو قانون کی آنکھ میں سب برابر ہیں - تم دونوں مسلمان ہو - پھر چھوٹا بڑا پن کاہے کا ہے - اس نے پھر التجا کی کہ کل تک مہربانی فرماکر سزا میں تعویق کر دیجئے - میں نے مجرم کی خواہش کے بموجب ایک دن کی تعویق منظور کرلی - رات کو جبالا بچ نکلا اور سیمی کتے سے مل گیا - لیکن خدا تجھکو اسیر اور اس جیسے اوروں پر فتحمندی بخشے گا“ (سیرت محمدیہ)

(نظام المشائخ)

انتخاب آفرینش عقل ہے   نور چشم اہل بینش عقل ہے
لوح گردوں پیش پا اُفتادہ ہے   ربع مسکوں پیش پا اُفتادہ ہے
عقل سے کھلتا ہے راز جان و جسم   عقل ہے مشکلکشا ہر طلسم
عقل مرہم ہے جہاں مجروح ہے   عقل فاتح ہے جہاں مفتوح ہے

معلومات

قوت اور کشش

اس رسالہ کے ناظرین سب جانتے ہونگے کہ کشش اُن تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے جو مادی کہلاتی ہیں۔ جہاں کہیں مادہ ہے کشش ضرور موجود ہے، عام طور پر اُسکی جو شکلیں نظر آتی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو کشش اتصال کہلاتی ہے۔ یہ کشش ہر مادی چیز کے ذروں میں کم و بیش موجود ہے اس کے سبب سے ہر چیز کے ذرے ایک دوسرے سے ملے جلے رہتے ہیں، اگر یہ کشش نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی چیز متشکل نظر نہ آتی اس کشش کے سبب سے مختلف مادی چیزوں کے ذرّے آپس میں ملکر نئی نئی شکلیں بناتے رہتے ہیں۔ لوہا کیا چیز ہے؟ مادی ذرّوں کا ایک مجموعہ ہے جو آپسمیں ایک دوسرے سے نہایت گہرے طور پر وابستہ ہیں مٹی کیا چیز ہے؟ یہ بھی مادی ذروں کا ایک مجموعہ ہے، مگر اُسمیں ذروں کا ملاپ اسقدر گہرا نہیں ہے جیسا کہ لوہے میں ہے۔ اسی سبب سے مٹی کا ٹکڑا تھوڑی سی طاقت لگانے سے پاش پاش ہوجاتا ہے برخلاف اس کے لوہے کے ٹکڑے کو توڑنے کے لیے بہت بڑی طاقت کی ضرورت ہے، ایک کشش وہ ہے جو کشش شعری کہلاتی ہے اس کے سبب سے تمام مسامدار مادی چیزیں پانی جیسی سیّال چیزوں کو اپنے اندر جذب کرتی ہیں۔ اسفنج کو دیکھو کہ وہ پانی کو کس طرح اپنے اندر جذب کرتا ہے، اور ایک اور کشش ہے جو کیمیائی کشش کہلاتی ہے، اس کے سبب سے عنصر یعنی مفرد چیزیں ایک دوسرے سے ملتی اور مرکب چیزیں بناتی ہیں۔ یہ مرکب چیزیں اُن مفرد چیزوں کی نسبت جن سے ملکر وہ بنتی ہیں صفات اور قوام کے لحاظ سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً آکسیجن اور ہیڈروجن دو ہوائی عنصر ہیں، اُن کے آپس میں ملنے سے پانی بن جاتا ہے، اور پانی کے خواص اور صفات ان دو ہوائی مفرد چیزوں کے خواص اور صفات سے جُداگانہ ہوتی ہیں۔ کھانے کا نمک کلورین اور سوڈیم سے ملکر بنتا ہے، کاسٹک جس کے چھونے سے بدن سیاہ پڑ جاتا ہے اور جل جاتا ہے، شورہ کے تیزاب اور چاندی سے ملکر بنتا ہے۔ ایک اور کشش ہے جو مقناطیسی کشش کہلاتی ہے، یہ وہ کشش ہے جس کے سبب سے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، ایک مشہور کشش وہ ہے جو برقی کشش کے نام سے موسوم ہے۔ ایک وہ کشش ہے جو کشش ثقل کہلاتی ہے اس کے سبب سے زمین اُن تمام چیزوں کو جو اُس پر موجود ہیں اپنی طرف کھینچتی رہتی ہے۔ پتھر کو کیسی ہی بڑی طاقت سے آسمان کی طرف پھینکو وہ ضرور زمین پر واپس آئیگا۔ اس سے بھی زیادہ شاندار وہ کشش ہے جو تمام ستاروں کے درمیان موجود ہے، ہر ستارہ دیگر ستاروں کو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے مثلاً زمین سورج اور دیگر تمام ستاروں کو کھینچ رہی ہے، اسی طرح سورج زمین چاند اور دیگر ستاروں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، اسی کے سبب سے ہر ستارہ اپنے خاص مدار میں حرکت کرتا ہے، اور کوئی ستارہ کسی اور ستارہ سے ٹکرانے نہیں پاتا۔

نباتات اور حیوانات میں جو کشش اتصال موجود ہے اُس کے سبب سے اُنکے اجزا باہم پیوستہ رہتے ہیں اور وہ شعری کشش کی مدد سے اپنی غذا کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔

غرضکہ تمام مادی اور حیوانی دنیا کی زندگی کا مدار کشش پر ہے اور کشش قدرتی طور سے اُن کے اندر موجود ہے اور اپنا کام ہر وقت کرتی رہتی ہے۔ اگر کشش اس عالمگیر طریقہ سے دنیا کی تمام مادی چیزوں میں نہ پائی جائے تو یہ بات یقینی ہے کہ نظام کائنات کا شیرازہ بالکل بکھر جائے اور اس لامحدود فضا میں جس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہے گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔

حیوانی دنیا میں بھی کشش اپنا جلوہ نمایاں طور پر دکھاتی ہے۔ محبت بھی ایک کشش ہے، اس کشش میں اور اُس کشش میں جو دنیا کی تمام مادی چیزوں میں پائی جاتی ہے، اعتباری فرق کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے، وہی ایک چیز ہے جو مختلف شکلوں میں جلوہ گر ہے، ذرا خیال کرو کہ ہم میں سے ہر انسان اپنی ذات سے محبت رکھتا ہے اور اگر وہ کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت بھی وہ اپنی ذات ہی کے لیے کرتا ہے۔ محبت کی کوئی شکل اور کوئی قسم کیوں نہو ہر صورت میں اُس کے اور اُس عالمگیر کشش کے درمیان کوئی بیّن فرق نظر نہیں آتا جب کوئی بچّہ اپنی فطرت پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ ہر چھوٹی چیز کو جو اُس کے سامنے آئے مُنھ میں لیتا ہے اور اُس کو نگل لینا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی بڑی چیز اُس کے سامنے آئے جس کو وہ مُنھ میں نہیں رکھ سکتا تو اُس کو اپنی چھاتی سے لگا لیتا ہے اور اگر کوئی شخص اُس چیز کو چھیننا چاہے تو جہاں تک اُس کے امکان میں ہے اُس کو اپنے سے جُدا کرنا نہیں چاہتا، اور اگر وہ چیز اچانک چھین لی جائے تو چیخ مار کر رونے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ بچّہ کو اس بات کی تمیز ہونے لگتی ہے کہ کون سی چیز اُس کے لیے مفید ہے اور کونسی چیز اُس کے لیے مُضر ہے، اُس حالت میں وہ صرف مفید چیزوں کو لیتا اور مُضر چیزوں کو پھینک دیتا ہے۔ یہ مضر چیزوں کو پھینکنے اور اپنے سے دور رکھنے کی عادت مجبوری سے پیدا ہوتی ہے، نہ رغبت سے، عام طور پر تو ہر بچّہ اس بات کی طرف مائل ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچے اور کسی چیز کو ہاتھ سے نہ دے۔ خواہ وہ چیزیں اُس کے کار آمد ہوں یا نہ ہوں۔ یہ ٹھیک نمونہ اُس کشش کا ہے جو مادی اجسام کے درمیان موجود ہے۔

(ماخوذ)

خریداران رسالہ

خط و کتابت و ترسیل زر کے وقت اپنا مکمل پتہ اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں

عدم وصولی رسالہ کی شکایت تاریخ اشاعت کے پندرہ روز بعد تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیے، اس کے بعد قیمتاً دوبارہ رسالہ بھیجنے سے معذور ہیں۔ "منیجر"

کم سرمایہ والوں کیلیے وسائلِ معاش

ربڑ کی مُہر کی سیاہی

اس سے قبل کی اشاعت میں ہم ربڑ کی مہریں بنانے کا مکمل طریقہ ناظرین دین و دنیا کے لیے درج کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ ربڑ کی مہریں چھاپنے کے لیے سیاہی بھی مخصوص ہوتی ہے لہٰذا اس جگہ ہم اُس کے بنانے کا قاعدہ اور طریق استعمال بھی درج کیے دیتے ہیں تاکہ ہمارے وہ بیکار بھائی جو بدقسمتی سے علم سے بے بہرہ اور نوکری سے مایوس ہو کر ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور کسی ہنر کے نہ جاننے کی بنا پر اپنی اور اپنے متعلقین کی شکم پُری کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے اس کے تیار کر لینے کے بعد تنگدستی کی ناگفتہ بہ تکالیف سے بآسانی نجات حاصل کر سکیں۔

دو تین نسخے درجِ ذیل ہیں ان میں سے جس کو آسان اور ارزاں پائیں بنائیں اور خاطر خواہ نفع حاصل کریں:۔

(۱) ایی لن نیلا رنگ، ۳ ڈرام۔ آب مقطر ۱۰ ڈرام۔ ایسی ٹک ایسڈ دو ڈرام ایلکوحل ڈیڑھ اونس۔ گلیسرین ساڑھے چھ اونس۔

ان تمام اشیاء کو ملا کر حل کر لیا جائے۔ اور بوتلوں میں بھر لی جائے۔ اگر سُرخ رنگ شامل کرنا ہو تو ایسی ٹک ایسڈ کو شامل نہ کرنا چاہیے۔

(۲) ٹینن (Tannin) ایک حصّہ اور پانی ایک حصہ دونوں کو دو حصّہ گلیسرین میں ملا کر استعمال کرنے کے قابل سیاہی تیار ہو جاتی ہے۔ دوسرے رنگوں کی اگر سیاہی تیار کرنی منظور ہو تو ٹینن کی جگہ حسب خواہش رنگ ملا لینے چاہئیں۔

(۳) ایک اونس نگروسن (Nigrosine) ۲ ڈرام گلیسرین۔ ۶ ڈرام سلیکا سلوشن (Silica Solution) اور آٹھ اونس پانی۔ ان سب کو باہم اچھی طرح ملا لینا چاہیے۔ یہ نہایت عمدہ سیاہ رنگ کی روشنائی بن جائیگی جو ربڑ کی مہر سے نہایت عمدہ چھاپہ دیگی۔

مُہر پر سیاہی لگانے کی گدّیاں

اوّل تو ان گدیوں ہی کا تیار کرنا بجائے خود ایک ایسا کام ہے جس سے ایک ناخواندہ بآسانی اپنی اور اپنے متعلقین کی روزی پیدا کر سکتا ہے اور اگر تمام گھر والے اس کام کو مل جلکر کریں تو ایک دن میں پانچ چھ روپیے روز کما لینے کچھ دشوار نہیں۔ اس طرح کہ ایک لکڑی کے چھوٹے سے ہموار تختہ پر نمدہ کی ایک تہ تختہ کے برابر کاٹ کر رکھی جائے اور ایک تہ اُس سے کسی قدر کم۔ یہ نمدہ جس کی یہ دو تہیں تراشی گئی ہیں پتلا ہونا چاہیے زیادہ موٹا نہ ہو ورنہ گدّی بہت زیادہ بلند ہو جائیگی۔ پھر تھوڑی روئی اس طرح بچھائی جائے کہ درمیان سے تختہ مذکور کے سروں تک ہموار ڈھلاؤ پیدا ہو جائے۔ پھر اس روئی اور نمدہ پر دو کپڑے کی تہیں نمدہ سے تقریباً انگل انگل بھر زیادہ رکھکر چیڑ کے تختہ میں باریک کوکوں (چھوٹی چھوٹی کیلوں سے) جڑ دی جائیں۔ یہ گدّی تیار ہو گئی۔ اب اس گدّی کو قائم اور محفوظ رکھنے کے لیے ٹین کے خوبصورت بکس تیار کرا لیے جائیں اور اُس میں گدّی کو سریش وغیرہ سے چپکا دیا جائے۔ یہ بکس سوداگروں اور مہر کنوں کی دوکانوں پر بہت زیادہ مقدار میں فروخت ہو سکتے ہیں۔ بکسوں پر وارنش وغیرہ کا پالش کر کے اُس کو خوبصورت کر لینا چاہیے۔ اگر خود پالش نہ کر سکتے ہوں تو ہر شہر میں کمنگروں کی دوکانوں پر عمدہ اور پانی سے نہ دھلنے والا رنگ ہو سکتا ہے۔

دوسرے ان گدیوں کو تر رکھنے کے لیے بھی ایک مرکب تیار کیا جاتا ہے جس کے تیار کر لینے سے اچھی خاصی یافت ہو سکتی ہے۔ یہ مرکب ہر مہر خریدنے والے کے لیے ضروری ہے ورنہ گدّی خشک ہو جانے کے بعد بیکار ہو جاتی ہے۔ اور یہ مرکب گدی کو خشکی کی خرابی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس مرکب کے تیار کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ:۔

۳۵ حصہ جیلیٹین کو ۳۰۰۔۔ حصّے پانی میں جوش دیکر گرم حالت میں فلالین کے ذریعہ سے چھان لیا جائے اور ۶۰۰۔۔ حصے گلیسرین ملا کر پھر آگ پر اس قدر پکایا جائے کہ ایک ہزار حصّے پانی جل جائے۔ اب مرکب ہذا میں حسب خواہش رنگ ملا کر بوتلوں میں بھر لیا جائے۔ اول اس مرکب سے گدی کو تر کر دینا چاہیے۔ اگر اتفاقیہ گدی خشک ہو جائے تو پانی اور گلیسرین سے تر ہو سکتی ہے۔

کاغذ اور رُوئیڑ کی ڈلیاں

یہ کام بیچاری بیوہ عورتیں اپنے پیٹ پالنے کے لیے کر سکتی ہیں۔ اگر بوڑھے اور مسن مرد بھی اس کام کو کریں تو کم از کم دوسروں کے محتاج نہیں رہ سکتے اور اپنی عمر کا بقیہ حصّہ بآسانی بسر کر سکتے ہیں۔

سطحی نظر سے دیکھنے میں اگرچہ یہ کام نہایت معمولی ہے لیکن اس میں بڑی بات یہ ہے کسی قسم کا سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں صرف ہاتھ پاؤں کی محنت اور ردی کاغذ اور پرانے روئیڑ سے یہ کام چل سکتا ہے۔ ایک دن میں تقریباً دس ڈلیاں ایک شخص تیار کر سکتا ہے، اور فی ڈلیا اگر ۲ ہی قیمت قرار دی جائے ایک روپیہ چودہ آنے کی مزدوری ہو سکتی ہے۔ یہ ڈلیاں اس طرح بنائی جاتی ہیں کہ:۔

ردی کاغذ اور روئیڑ اور کھریا مٹی کو ہموزن اتنے پانی میں بھگوتے ہیں کہ کاغذ اچھی طرح گل جائے۔ اور کم از کم اتنے ہی عرصہ تک یہ چیزیں بھیگی رہنی چاہئیں کہ کاغذ اچھی طرح گلکر اس مرکب کی لگدی سی بن سکے۔ اب اس مرکب کو کسی پتھر کے بٹّے سے اچھی طرح کوٹ لینا چاہیے جب ایک ذات ہو جائے تو جتنی بڑی ڈلیا بنانی ہو اُسکے موافق اس مرکب کی ہموار بیلن سے بیل کر روٹی سی بنائی جائے اور کسی اُلٹے گھڑے پر ڈالکر چاقو سے کوتے برابر تراش کر کنارے گھڑے کے باہر کی جانب موڑ دیے جائیں اور درمیان میں پیندی اسی مرکب کی بنا کر قائم کر دی جائے اور اس ڈلیا کو پانی کا ہاتھ لگا کر چکنانے کے بعد دھوپ میں خشک کر کے گھڑے پر سے اُتار لی جائے +

(جری امروہوی)

سوالات

مذہبی

(۹۹۱) اسم اعظم مع فوائد جاننا چاہتا ہوں۔ (کے۔ ایس۔ بی۔ ایم ذکریا)

(۹۹۲) کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص نماز مسجد میں ادا نہیں کرسکتا تو کیا وہ گھر میں اپنی اہلیہ اور ہمشیرہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرسکتا ہے۔ جواب مستند درکار ہے۔ (۱۵۸/س)

طبی

(۹۹۳) تپ محرقہ کے باعث ایک عورت کے سر کے بال گر گئے ہیں، جلد بڑھنے اور پوری طرح نکل آنے کا نسخہ مطلوب ہے۔ (۲۶۹/الف)

(۹۹۴) مقوی دل و دماغ و دافع نسیان گولیوں کا نسخہ مطلوب ہے (مشتری/خریدار)

(۹۹۵) میرے بھائی کی زبان میں لکنت ہے۔ پڑھتے وقت حروف صاف نہیں نکلتے ہیں مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (نمبر ۴۹۱ خریدار)

(۹۹۶) کثرت مجامعت کی وجہ سے سرعت کی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۹۷) عرصہ تین سال سے دن میں چار پانچ دست آجاتے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ابوالحسین خاں خریدار)

صنعتی

(۹۹۸) شیشہ پر قلعی کرنے کی ایسی صحیح اور درست ترکیب درکار ہے جس میں چاندی یعنی نائٹریٹ آف سلور کی اتنی ہی مقدار ڈالی جاسکے جو کل شیشہ پر صحیح طور سے جذب ہو جائے اور ضائع نہ جائے۔ (حجری)

متفرق

(۹۹۹) رسالۂ دین و دنیا جلد اول نمبر ۱ و جلد دوم نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و جلد سوم نمبر ۱ کے پرچے مطلوب ہیں۔ (۹۵/ن)

(۱۰۰۰) ایک اردو رسالہ جس کے مطالعہ سے نبض کی شناخت ہو سکے کہاں سے مل سکتا ہے؟ کتاب جس کا نام وعظ سکھانے والی کتاب ہے کہاں سے ملیگی؟ (محمد علی)

(۱۰۰۱) اسرار دربار لندن ترجمہ اردو مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن کی مکمل جلدیں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہیں۔ (نواب نصیب یاور جنگ)

(۱۰۰۲) کتاب سیرۃ النبی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی اور شمس التواریخ اور ایک کتاب منتہل شرح وافی علم نحو قلمی یا مطبوعہ رعایتی قیمت پر درکار ہے۔ (عبدالرحمن)

(۱۰۰۳) خفیہ پولیس کے لیے ربڑ کے چہرے بھیس بدلنے کو عمدہ کس کمپنی سے مل سکتے ہیں؟ (نمبر ۲۴۳ خریدار)

(۱۰۰۴) ہرن کے شکار کے لیے کونسی بندوق اچھی ہوتی ہے؟ (نمبر ۳۴۴ خریدار)

(۱۰۰۵) والدہ محترمہ نے ۱۳۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ ناظرین شعراء میں سے کوئی صاحب تاریخ وفات کا قطعہ اردو تحریر فرما کر مشکور فرمائیں (۶۸/س)

(۱۰۰۶) صنعتی و تجارتی اخبارات کے پتے درکار ہیں۔ (ذکریا خریدار)

(۱۰۰۷) ایک عربی اردو ریز ٹائپ کی ضرورت ہے (جیسا انگریزی ٹائپ ہوتا ہے) کس قیمت کو اور کہاں سے مل سکتا ہے؟ (۴۹۱ خریدار)

(۱۰۰۸) ہندوستان و یورپ کی معتبر لاٹری کمپنیوں کے پتے درکار ہیں کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (ایک خریدار)

(۱۰۰۹) رسالۂ دین و دنیا مئی ۱۹۲۲ء و جنوری ۱۹۲۱ء و فروری ۱۹۲۱ء و مارچ ۱۹۲۱ء و ستمبر ۱۹۲۱ء و اکتوبر ۱۹۲۱ء کا ایک ایک پرچہ درکار ہے جن صاحب کے پاس ہوں اطلاع دیں۔ (ابوالحسین خان خریدار)

(۱۰۱۰) کیا کوئی صاحب دین و دنیا کا ۱۰ جولائی ۱۹۲۳ء کا پرچہ مفت یا قیمتاً دے سکتے ہیں؟ (ایزد بخش قادری خریدار)

(۱۰۱۱) تفسیر اکسیر اعظم مطبوعہ مطبع احتشامیہ مراد آباد ۲۴ پارہ تک میرے پاس موجود ہے اس مطبع کی باقی پاروں کی تفسیر کہاں سے اور کس قیمت پر ملیں گی۔ (۱۸/س)

(۱۰۱۲) نکار بانڈ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (نبی حسین خان خریدار)

(۱۰۱۳) شیشے پر پختہ کام کرنے کی ہندوستانی اشیاء سے پختہ رنگ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ ہر قسم کا رنگ سنہری روپہلی تیار ہو سکے۔ (")

(۱۰۱۴) آئینہ جس کا شیشہ ڈبل ہو کہاں سے مل سکتا ہے۔ پتہ مطلوب ہے۔ (کامل دین خریدار)

(۱۰۱۵) الیکٹرک انجینیری کا امتحان پرائیویٹ کس جگہ دیا جا سکتا ہے۔ مگر سند کارآمد ہو۔ (۱۹/ی)

(۱۰۱۶) الیکٹرک انجینیری کی کتابیں اردو اور انگریزی میں کہاں سے مل سکتی ہیں (۱۹/ی)

(۱۰۱۷) کچا ربڑ اور کچا شیشہ کہاں سے مل سکتا ہے۔ پتہ مطلوب ہے۔ (۳/ص)

(۱۰۱۸) شرح سکندر نامہ، سراج المحققین از سراج الدین علی خاں آرزو۔ شرح سکندر نامہ خیرات رحین از نواب امانی خاں۔ شرح سکندر نامہ از مولوی محمد شاہ، شرح سکندر نامہ از سیف اللہ

احمد آبادی - شرح گلستان شکرستان از ملا محمد سعید - شرح گلستان بہارستان از عبد الغنی - شرح گلستان عبد الرسول - شرح گلستان از عطاء اللہ لاہوری شرح گلستان از مولوی عبد السمیع شرح گلستان عربی سروری کاشانی مندرجۂ بالا شروحات کہاں سے اور کس قیمت پر ملیں گی - پرانی کتب فروخت کرنے والے اصحاب کے پتے مطلوب ہیں (خریدار نمبر ۲۵۳)

جوابات

(۹۴۹) "علاج بانمات" ہے - قیمت سات روپے آٹھ آنے ہیں غلام علی تاجر کتب کشمیری دروازہ لاہور سے ملیگی - (خادم حسین)

(۹۸۱) میر نذر علی صاحب درد - اورنگ آباد دکن سے خط و کتابت کیجیے -

( ) ممالک غیر کے ڈاک کے ردی ٹکٹوں کے تبادلہ خرید و فروخت کے متعلق پتۂ ذیل پر خط و کتابت کیجیے -

پتہ :- عبد الرحمٰن علوی سب انسپکٹر مدارس - بہرائچ ، اودھ)

(۹۳۲) پر جو نسخہ ہے وہ ایک یوم کی خوراک ہے لہٰذا جو وزن تحریر کیا گیا اُسی وزن کے پانچ نسخے علیحدہ علیحدہ ایک ایک کرکے پانچ روز استعمال کرانا چاہیے - (حکیم محمد اظہر علی)

(۹۳۱) پر جو نسخہ ہے وہ اس وقت استعمال کرنا چاہیے جس وقت مرگی کا دورہ پڑے جو وزن نسخہ کی ادویہ کا ہے وہ ایک روز کے استعمال کے واسطے کافی ہوگا اور اُس میں سے ہی قدرے ناخونوں پر مل دیا جائے - جس زمانہ میں دورہ پڑے اس وقت سے لیکر اور اس کے ایک ہفتہ بعد تک استعمال نسخہ کرایا جائیگا تو انشاء اللہ آئندہ دورہ نہیں پڑے گا -

(حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۲) ہاشمی دواخانہ سے طلائے بے نظیر طلب کیجیے ۲ ماشہ ۱۲ کو ملے گا -

(حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۶۲) سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بغیر نماز صحیح نہیں جبکہ کوئی شخص بغیر جماعت کے نماز پڑھے - لیکن جماعت کے ساتھ نماز پڑھے - پھر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنا چاہیے - اسلیے کہ حدیث ہے قرأۃ الامام قرأۃ للمقتدی (ترجمہ) "امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے" (ر ح ۲۱)

(۹۶۳) کافر کی اولاد اگر زمانۂ شیر خواری میں مرجائے تو اُس سے کوئی حساب نہیں لیا جائیگا - اس لیے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے - کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام الخ (ر ح ۲۱)

(۹۶۴) وہ عورت کسی کو نہیں ملے گی بلکہ وہاں کوئی ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکیگا وہاں کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ کا خیال نہیں کیا جائیگا - سب کے رشتے ناطے قطع ہو جائیں گے - سوائے اہلبیت علیہم السلام - (ر ح ۲۱)

(۹۶۴) وہ عورت اپنے آخری شوہر کو دلائی جائیگی - کیونکہ ماقبل کے مرنیوالے شوہروں کے بعد اُس عورت نے جو عدت کا زمانہ گزارا ہے اُس نے اُس عورت کو ماقبل کے شوہروں کی زوجیت سے خارج کر دیا ہے - اگر یہ زمانۂ عدت زوجیت سے خارج کرنیوالا نہوتا تو مدت العمر کوئی عورت عقد ثانی نہ کرسکتی - (سید عین الحسن جرمی)

(۹۶۵) نہیں پہن سکتا - اس کا پہننا ہر حالت میں حرام اور ناجائز ہے - (ر ح ۲۱)

(۹۶۶) ہاتھوں پر لگانا جائز نہیں لیکن ناخونوں پر لگانا اچھا ہے - (")

(۹۶۷) عاقِ والدین کی بیعت جائز نہیں - (")

(۹۶۸) درست ہے -

(۹۶۹) یہ قانونِ قدرت کے خلاف نہیں - شیطان لعین ابتک زندہ ہے - حضرت خضر ابتک زندہ ہیں - حضرت ادریس ابتک زندہ ہیں - حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فوت ہونے میں حکمت تھی اور ان کے زندہ رہنے میں حکمت ہے - (")

(۷۲۰) مبلغ پانچ روپے کی کتابیں مندرجۂ ذیل پتہ سے طلب کریں -

پتہ :- (رضا حسین صاحب - محلہ مصرانہ - قصبہ بھانی - ضلع ہردوئی)

(۸۳۰ و ۸۶۷ و ۸۷۵) کی کتاب بھی اسی مندرجہ پتہ سے طلب کریں -

(۸۴۰) کتاب مطلوبہ مبلغ للعہ میں پتہ مندرجۂ جواب (۷۲۰) پر طلب کریں -

(۸۶۶ و ۹۰۱) صابون بنانے کی ترکیبیں معلوم کرنے کے لیے بھی پتۂ مندرجۂ جواب نمبر ۷۲۰ پر خط و کتابت کریں -

(۹۸۷) پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں (حبیب احمد ہیڈ کلرک وزارت سکردو کشمیر) (ر ح)

(۹۷۴) اوّل داد کو اچھی طرح باچک صحرائی سے رگڑ کر ضماد ادویۂ ذیل لگائیں داد کے واسطے بھی مفید ہے اور بال صفا کا کام بھی دیگا -

ہرتال - اُشق - مقل - زاج - روغن گندم
۱ تولہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۹ ماشہ ۶ ماشہ

ہمہ ادویہ را در سرکہ باریک سائیدہ ضماد نمایند - (حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۳) اول فوطہ کو گل ٹیسو کا بھپارہ دیں اور بعد بھپارہ دینے کے اُس پر ذیل کی ادویہ کا ضماد کردیں - بزر البنج ۹ ماشہ - برادہ مس تولہ بھر - برادہ سُرب تولہ بھر - بُرادہ سنگِ آسیا تولہ بھر - گل ارمنی ایک تولہ باریک در عرق کشنیز سبز سائیدہ ضماد نمایند - (حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۵) چرائتہ - سرپھوکہ - نگند بابری - عناب - عشبہ مغربی - چوب چینی - ورد - بسفائج فستقی
۳ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۲ تولہ
گل نیب - بادرنجبویہ - گلسرخ - گل سیوتی - گل گڑہل - گل ہندی - بیخ کیوڑہ
۳ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۵ تولہ ۳ تولہ
شیر گاؤ - آب دریا - ہمہ را در قرع انبیق انداز ند و برسم معروف عرق کشند -
۵ سیر ۵ سیر ۱۲ تولہ عرق ہمراہ شربت عناب ۲ تولہ علی الصباح بنوشند (")

انشائے لطیف

کھُلتا ہُوا پتّا

اُس کی صناعیاں، اُس کی دستکاری، اُس کی رنگیلی طبیعت اور ایک سے دوسری کی صورت نہ ملنے دینے والی قدرت کاملہ بھی کس شان کی موجد ہے کہ ہر خاک میں ایک جوہر، ہر جوہر سے ایک تصویر اور ہر تصویر میں وہ وہ باتیں پیدا کر دیتی ہے جو دیکھکر عش عش کرنے کے سوا ذرّہ برابر بھی نقل نہیں کی جا سکتیں سے

ہوا و سبزہ و گلہائے رنگیں — یہ ساری شوخیاں ہیں اک حسیں کی

اِس بھری پُری دُنیا میں کیا کوئی ایسا چابکدست مصوّر- سائنٹسٹ- یونیٹکل آرٹس کا ماہر- باغبان یا مالی موجود ہے جو ایک جوہی کے نازک پھول کی نظیر اپنی قوت مدرکہ یا کاریگری سے بنا سکے، کیا ایک سادے سے پتّے یہ ویسے ہی نرم اور نازک نازک نقش کسی مشین یا کسی دوا کے زور سے پیدا ہو جائینگے، جو ایک معمولی کیلے کے چوڑے پتّے پر دیکھے جاتے ہیں- ہاں- ہاں- امریکہ کا مشہور حکیم ایڈیسن جو اپنے قول کے موافق ایک بٹن کے دبانے سے گریٹ برٹن کو اُڑا دینے کی دھمکی دیتا ہے، بلکہ اُس کے بنائے ہوئے عجائبات اس وقت سیّاحوں کے لیئے اعجاز اور سحر عالم آشکارا کا مرتبہ دکھا رہے ہیں کیا اس سے یہ ممکن ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی ہری ٹہنی کو توڑ کر اُسکی جگہ ویسی ہی دوسری لگا دے- ایک دن میں نہیں، سَو دن میں- سو دن میں نہیں ہزار دن میں- نہیں یہ ناممکن ہے، قدرت کے مقابلہ میں کس کی مجال ہو سکتی ہے جو ایک تنکا بھی بنا سکے قدرت کی صنعتیں، زبردست حکمتیں ہیں اور حکمت کی شان ہر ذرّے ذرّے سے پتّی پتّی سے، روئیں روئیں سے ظاہر ہے- اگر دیکھنے والے کو سلیقہ ہے، اگر سمجھنے والے کو سمجھ ہے، تو وہ دن رات میں کیا کچھ نہیں دیکھ سکتا، اور ذرا سے غور میں کیا کچھ نہیں سمجھ سکتا- وقت پر لگا کر اُڑ رہا ہے- زندگی موت کے دن گن رہی ہے خواہشیں جان لیئے لیتی ہیں، اور آنکھیں کھُلے رہنے پر بھی بند ہیں +

کھُلتا ہوا پتّا- آئیے- میں آپ کو بتاؤں! اس سُرخی میں کیا بھید ہے اور نفس مضمون سے اس سے کیا دست و گریبانی ہے- میرے مضمون کے پڑھنے والو میرے گھر میں ایک ایسے درخت کا گملہ ہے جس میں پھل پھول تو نہیں آتا مگر ہاں اُس کے پان کے سے پتّے لال لال اور بڑے بڑے ہو کر بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں- اصل میں یہ ایک چھوٹا سا پودا ہے اس لیئے اُس کی بساط کے موافق ہر شاخ میں دو دو تین تین ہی پتّے آیا کرتے ہیں- مگر وہ بھی باری باری سے- یعنی جب ایک پتّہ پورے طور پر اپنی بہار دکھا جاتا ہے تو جل کر گر پڑتا ہے اور اُس کی جگہ دوسرا پیدا ہو جاتا ہے اس کے کھِلنے کا بھی عالم نرالا ہوتا ہے- لال لال ڈنٹھل میں سے پہلے ایک مہین سی ملگجی نوک پیدا ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے نکھرتے نکھرتے پانچ چھ دن میں ایک [illegible] پتّا بنجاتی ہے اور یہی درحقیقت وہ لپٹا ہوا پتّا ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ کھُلنا شروع ہوتا ہے- رفتہ رفتہ جتنی جتنی نسیم سحر کے پولے پولے ہاتھوں کی ہلکی ہلکی جنبش اور دریا دل شبنم کے گول گول موتیوں کی بچھاور اسپر ہوتی جاتی ہے، سورج کی دھیمی دھیمی شعاعیں ادھر اُدھر سے پڑتی جاتی ہیں اُتنی ہی اُتنی یہ پھول سی پتّی لمبی ہو ہو کر کھلتی بھی جاتی ہے اور آخر ایک اٹھوارے کے بعد وہی راز سربستہ ایک پنجۂ نگاریں ہو جاتا ہے- جب یہ کھلنا شروع ہوتا ہے تو اس کی نیم وا حالت اُن نازک اُنگلیوں کی جھلک مارتی ہے جو حنا کی بدولت خون میں ڈوبے ہوئے نشتر کہلاتی ہیں- اسکی سُرخ سُرخ رگیں جب آپس میں پھیل پھیل کر مل جاتی ہیں تو یہ عین بین اُس نازنین مظلومہ کا کمزور ہاتھ معلوم ہوتا ہے جسنے قاتل کی ننگی تلوار روکنے کے لیئے گھبراہٹ میں اپنی گوری گوری ہتھیلی آگے کر دی ہو اور وہ لہو لہان ہو کر رہ گئی ہو-

میرے دوستو! جب تک یہ کھُلتا نہیں ہے اور ایک سربند کلی کی طرح رہتا ہے اُس وقت تک میں کیا بتاؤں کہ دن بھر میں کے کے دفعہ میری نگاہیں اس تک جاتی ہیں اور مایوس پلٹ آتی ہیں، یہ کھُلنا شروع ہوتا ہے اور میری بیقراری پہلے سے بھی دوچند سہ چند ترقی کر جاتی ہے- یہاں تک کہ وہ بالکل کھُل جاتا ہے اور میری لب تشنہ نظریں اس کی رنگینیوں سے لبریز ہو کر بالکل سیر ہو جاتی ہیں، پھر وہ اپنی عمر کی پوری میعاد تک برابر کھِلا رہتا ہے، مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ پھر مجھے اس کی طرف سے کچھ ایسی سیادات ہو جاتی ہے کہ کبھی بھولے سے بھی نظر اُٹھا کر اُس کی طرف نہیں دیکھتا- ہاں جب کبھی دھیان بٹتا ہے تو کدھر؟ اس دوسری پتّی کی طرف اس اُمید میں کہ دیکھیئے وہ کب کھُلتی ہے- آہا- اس میں ایک عجیب بھید ہے، اس میں ایک طُرفہ جدّت ہے- بلکہ اس میں ایک اچھی خاص نصیحت پوشیدہ ہے، جیسے کھُلے ہوئے پتّوں کے خطوں نے ذرا سے غور کے بعد حرف بحرف کہہ دیا- کمال اور نقص میں کچھ یوں ہی سا فرق ہے- کمال کے بعد ہی زوال شروع ہو جاتا ہے جس کی دھیمی نمایش بہت کم دکھائی دیتی ہے- صرف مُٹھی کھُلنے کی دیر ہے، خدا نہ کرے جو کسی کی مُٹھی کھُلے کلی کلی کی رسیا نگاہیں ساری خوشبو بنکر اُڑ جاتی ہیں- اور پھر اُدھر بھولے سے بھی نہیں پھٹکتیں- راز سربستہ جبتک سربستہ ہے بالکل محفوظ او رمقیّد ہے، جہاں اُس کی ذرا سی بو پھوٹی اور بس ہونٹوں نکلی اور کوٹھوں چڑھی- اپنا راز جان سے زیادہ عزیز چیز ہے- اپنی مٹھی کھول دینی سراسر نادانی ہے، دوسرے سے اپنا بھید کہہ دینا اُس کا غلام بن جانا ہے- بھلا یہ کونسی دانائی ہے کہ اپنی تمام توقیر، اپنا جوش- اپنی عزت- اپنی آبرو- دفعتاً دوسرے کے ہاتھ میں دیدیئے جائیں +

دُنیا والو! دُنیا میں بھرم عجیب چیز ہے اور بے اعتباری سخت ذلّت- اپنا بھرم کھونا گویا دوسروں سے اپنی عزّت کرانا ہے اس لیئے اپنے خزانہ کی کنجی دوسرے کی جیب میں ڈال دینی دیدہ و دانستہ اُس کا محتاج بننا ہے- مٹھی کھُلنے کے بعد کبھی بند نہیں ہو سکتی اور گئی ہوئی خوشی پھر نہیں پلٹتی- اپنا راز جب تک اپنے دل میں ہے اُسے ذرا آنچ نہیں، اور جہاں دوسرے کو ہمراز بنایا ہمیشہ نگاہیں نیچی ہوتی ہوئی دیکھیں +

اے اس نئی روشنی کی جھلک سے ٹٹول ٹٹول کر چلنے والو! کھلتا ہوا پتا گر گیا دو دن کی بہار تھا جو پھر دفعتاً نظر سے گر گیا۔ اور نظر سے گرتے ہی جاکر بھاڑ میں آ پڑا یہاں سے ہوا نے اُسے زمین پر پھینک دیا اور دوسرے دن جھاڑو کی سینکیں اُسے دروازہ سے باہر بھی کر آئیں۔ میں نے اُسے پھر ٹٹولا بھی نہ دیکھا کہ اُس کی کیا نوبت ہوئی اور وہ کس درجہ کو پہنچا۔

کیوں کسی غیر کا محتاج بنے ہے او ناداں!
ہونٹ سی لے کہ یہاں لذتِ گفتار نہیں
(ماہر دل)

تفریح

(از جناب شہدی صاحب)

انسان دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک محنتی اور دوسرے کاہل۔ ایک اپنی زندگی کا خضر جفاکشی اور استقلال کو سمجھتا ہے، اور دوسرا سستی اور آرام پر مٹا ہوا ہے، اول الذکر تندرست، قوی اور دُنیوی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ دوسرا بیمار، نحیف اور تنگ دست و پریشان حال۔ ایک کا اُصول "ہم خرما و ہم ثواب" ہے اور دوسرا "پراگندہ روزی پراگندہ دل" کا مصداق۔

اس عمیق فرق کو دیکھتے ہوئے جو ان گروہوں میں ہے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ تفریح محنتی اور جفاکش کا حق ہے نہ کہ سست اور کاہل کا۔ تفریح کی لازمی شرط تکان ہے خواہ وہ جسم کی ہو خواہ دماغ کی۔ پس وہ شخص جو اپنی تمام قوت کو اپنی یا نوع انسان کی ترقی میں خرچ کرتا ہے مستحق ہے کہ کچھ گھنٹے تفریح طبع میں صرف کرے تفریح اُس کو شگفتگی، دل کو حیات بخشیگی اور روح کو تازہ و لطیف بنا دے گی جو دوسری حالت میں مردہ ہو جاتی ہے۔

دُنیا تسلیم کرتی ہے کہ ہم ہندوستانی غایت درجہ کے محنتی اور جفاکش ہیں۔ اگر ضرورت پیش آئے ۔لیکن ہماری محنت اور جفاکشی تھوڑے عرصہ میں ہمارے جسمانی اعضاء کو ناکارہ اور قوائے ذہنی کو کمزور کر دیتی ہے۔ برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ کی جسمانی اور دماغی قوتیں تا حیات عمدگی اور چستی سے کام کرتی رہتی ہیں۔ کبرسنی ہمارے دماغ کو عقل سے خالی اور جسم کو درد اور اعضاء شکنی کا شکار بنا دیتی ہے برخلاف اس کے اہل یورپ میں زیادتی عمر اُن کی کوششوں میں طاقت اضافہ کرتی ہے اور دوسروں کی رہبری کا باعث ہوتی ہے۔ ہندوستان کی کہاوت کہ "ساٹھا پاٹھا" ہوتا ہے اور یورپ کا مقولہ کہ چالیس برس کے بال قابل تعظیم ہیں ایک دوسرے کی حالت کا عمدہ فوٹو ہیں۔ ایک افسوس اور تنزل کا سبب صرف یہی ہے کہ ہماری تفریح طبع کے مشاغل صحیح اصول پر مبنی نہیں ہیں۔ اور وہ ہماری قوتوں کے ممد و معاون ثابت ہونے کے بجائے دشمن جانی نکلتے ہیں اور مشاغل پر مختصراً روشنی ڈال کر تفریح کے متعلق چند مفید اور مجرب اصول پیش کرتا ہوں کہ پبلک اُن پر عمل پیرا ہو اور گم شدہ تندرستی کو دوبارہ حاصل کر سکے۔

اوّل اچھی طرح اطمینان کر لو کہ جو مشاغل تفریح تم اختیار کرنا چاہتے ہو تمہاری قوت ضمیر کے خلاف تو نہیں ہیں، کیونکہ اس قسم کا گناہ شگفتگی طبع اور اطمینان قلب کو برباد کر دیتا ہے اور تفریح کا اصلی مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ بعض شخص حرب فیل اور جنگ مرغ کو پسند کرتے ہیں اور بعض گناہ خیال کرتے ہیں۔ پس اس قسم کے مشاغل میں قوت ضمیر کے ارشاد پر عمل کرو۔

۲ دوم:۔ صبح کا وقت تفریح میں ضائع نہ کرو۔ رات بھر کا آرام کافی تفریح ہے، اور وہ شخص جو تھکا نہ ہو تفریح کا مستحق نہیں ہے۔ اس لیے صبح کا وقت تفریح میں خرچ کرنا وقت کو بیکار اور ضائع کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو اُس کا تمام عمر افسوس کرنا پڑے۔

۳ سوم۔ مشاغل تفریح کو تکلفات سے آزاد رکھو اور عمر کی مناسبت کو فراموش نہ کرو تکلفات کی زیادہ پابندی تکلیف کا باعث ہوتی ہے، اس لیے اُن گھنٹوں کو جسم و دماغ کے تر و تازہ کرنے میں صرف کرنا چاہتے ہو سوہانِ روح نہ بناؤ، اگر تم بچوں کا کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو بچوں کا ڈھنگ اختیار کرو۔ اور اگر جوانوں کا تو اُن کی عمر کی حرکات سے پرہیز کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایشیائی شکسپیر سعدی کا شعر

چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

تمہیر صادق آجائے۔

۴ چہارم اُس حصہ کو جو زیادہ تھکا ہوا ہے ضرور تر و تازہ بناؤ۔ اگر تمہاری زندگی عزلت گزینی کی ہے تو جسم کی ورزش کرو۔ اور اگر حرکت دینے والی اور چستی کی ہے تو دماغ کو شگفتہ بناؤ لیکن خیال رکھو کہ آخر الذکر حالت میں دماغ کو بجائے آرام دینے کے الٹا صدمہ کام اُس کے سپرد نہ کرو اور شطرنج یا دوسرے دماغی کھیلوں کو بطور تفریح کے نہ کھیلو۔ زیادتی ہر ایک شے کی مضر ہوتی ہے اس لیے زیادہ ورزش یا زیادہ جوشیلے کھیلوں سے بچنا بہتر ہے۔

۵ پنجم تفریح کی بھلائی یا برائی کا تعلق طبیعت سے ہے اس لیے حسب دلخواہ مشاغل پسند کرو۔ کاشت کے ذریعے تھیلی یا پتنگ بازی میں گھنٹوں خاموش کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ بعض مصیبت خیال کرتے ہیں اور بعض بجید مسرت کا ذریعہ جانتے ہیں دوڑنا۔ کودنا۔ میدانوں کے نشیب و فراز میں سیر کرنا۔ پہاڑوں پر چڑھنا عام طور پر پسند کیے جاتے ہیں لیکن وہ کھیل جو علاوہ فرحت بخشنے کے کوئی اور عمدہ کام کے موجب ہوں زیادہ اچھے ہیں مثلاً گیند کا پھینکنا ہاتھ اور آنکھ دونوں کو علم ریاضی کی تعلیم دیتا ہے۔ پیرنا صدہا جانوں کا جو پیراکی کی عدم موجودگی میں غرق ہو جاتیں حیات کا باعث ہوا ہے۔ پٹہ اور بنوٹ علاوہ تفریح کے فن جنگ کے اصول بتاتا ہے۔

۶ ششم لیکن تفریح کے لیے فضول ترشکار رکھا ہے کسی امیر نے ایک غریب سے کہا کہ میں شکم کی آواز سن جاتا ہوں جو میرے شکم سے سیر ہو۔ غریب نے جواب دیا کہ میں شکم کی فکر میں ہوں کہ میرے شکم کو سیر کرے۔ یہ خوبی شکار میں پائی

غذائی ہے جو دونوں کی خواہش کو بوجوہ احسن پورا کر دیتا ہے، اگر آدمی بھوکا ہو تو گوشت مہیا کرتا ہے اور اگر زیادہ سیر ہو تو ہاضمہ کو درست بنا دیتا ہے۔
بذاتہ یہ اصول نہایت سادے اور ممکن العمل ہیں، نہ تو ان میں کوئی سائنس کی پیچیدگی ہے اور نہ فلسفہ کی باریکی جو فہم میں نہ آسکے۔ عامل ہو اور دیکھو کس طرح یہ اصول تمہارے قلب ماہیت کا باعث ہوتے ہیں۔ یہی اصول ہیں جنہوں نے آج یورپ و امریکہ کی کایا پلٹ دی اور ان کو عاقل، [illegible] فارغ اور ہوشیار بنا دیا۔ مہذب ممالک ان کی قدر کرتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کو اخلاقی جرم سمجھتے ہیں۔ واقعی صحیح ہے

"[illegible] انڈیا ڈائجسٹ" (ماخوذ)

میری بربادی کا باعث

(خواب سے بیدار ہو کر)

کبھی اے دوستو! میں کہ جتنی تھا [illegible] | زمانے میں ہوا کوئی نہ ہم جیسا مرا ہوگا
کھڑی رہتی تھی دولت [illegible] | کہ وہ [illegible] اس کا میں ہوا
[illegible] تمام کو [illegible] | [illegible]
مرے اقبال و دولت کو [illegible] افزوں ترقی ہی | رقیبوں کے [illegible] تنزل تھا
شدہ [illegible] کارخانہ میں مرے [illegible] | اگر [illegible] ہی رہ جاتا تو کیا ہوتا

مجھے برباد لیکن کر دیا ہے میری بیوی نے | مجھے افسوس ظالم نے کہیں کا بھی نہیں رکھا
غضب یہ ہے کہ [illegible] | تباہی کر دیے ظالم نے اک [illegible]

بتاؤں میں کس طرح یہ معجزہ دکھلا دیا اُس نے
کہا کمبخت نے اُٹھ بجے ہیں اور دن نکلا!

حال

ہم اپنے دوستوں سے خدا [illegible] کہ [illegible] ہم [illegible] ہوتے [illegible] کہ [illegible] آئے [illegible] کے برعکس [illegible] ایک وقت کہا ادر [illegible] کبھی پڑھتے رہتے ہیں اور [illegible] قوت ہے تو وہ [illegible] ہمارے لیے پیدا کر سکتی ہے۔
خدا کی آواز ہمیں کہہ رہی ہے کہ "آگے بڑھتے جاؤ" اور ہم ہیں کہ حال و استقبال دونوں کو چھوڑ کر صرف ماضی پر انحصار رکھتے ہیں اور ان عجیب الخلقت مخلوقوں کی طرح پیچھے کو دیکھتے رہتے ہیں جن کی آنکھیں کہا جاتا ہے کہ پس پشت ہوتی ہیں۔ (ترجمہ۔ ماخوذ)

گزرے زمانہ کی یاد

(از جناب نادر علیخاں صاحب نادر)

اکثر شب تنہائی میں | کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں | بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی | اور ڈالتے ہیں روشنی
میرے دلِ صد چاک پر

وہ بچپن اور وہ سادگی | وہ رونا وہ ہنسنا کبھی
پھر وہ جوانی کے مزے | وہ دل لگی وہ قہقہے
وہ عشق وہ عہد وفا | وہ وعدہ اور وہ شکریہ
وہ لذت بزم طرب یاد آتی ہیں اک ایک سب | دل کا کنول جو روز و شب رہتا شگفتہ تھا سو اب
اُس کا یہ ابتر حال ہے | اک سبزۂ پامال ہے
اک پھول کمھلایا ہوا | سوکھا ہوا بکھرا ہوا
رونا پڑا ہے خاک پر

یوں ہی شب تنہائی میں | کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی ناکامیاں | بیتے ہوئے دن رنج کے
بنتے ہیں شمع بیکسی | اور ڈالتے ہیں روشنی
اُن حسرتوں کی قبر پر

جو آرزوئیں پہلے تھیں | پھر غم سے حسرت بن گئیں
غم دوستوں کے فوت کا | اُن کی جدائی موت کا
لے دیکھ شیشے میں مرے | اُن حسرتوں کا خون ہے
جو گردشِ ایام سے جو قسمت ناکام سے | یا عشقِ غم انجام سے مرگ بت گلفام سے
خود دل میں میرے مر گئیں | کس طرح یاد آئیں نہ پھر
قتل ہو دل بے صبر پر

جب آہ اُن احباب کو | میں یاد کرتا ہوں جو
اُن مجھ سے بچھڑ کے | جس طرح طائر باغ کے
یا جیسے پھول اور پتیاں | گر جائیں سب قبل از خزاں
اور خشک رہ جائے شجر

اُس وقت تنہائی مری | بنتی مجسم ہے کسی
گردش کو پیش نظر رہتی ہے [illegible] ویران گھر | برباد جس کو چھوڑ کے سب رہنے والے چل بسے
ٹوٹے کواڑ اور کھڑکیاں | چھت کے شکستہ سے نشاں
پرنالے ہیں روزن نہیں بیحال ہے آنگن نہیں | پردے نہیں چلمن نہیں اک شمع تک روشن نہیں
میرے سوا جس میں کوئی | جھانکے نہ بھولے سے کبھی
وہ خانہ خالی ہے دل | پوچھے نہیں کوئی کبھی
اُجڑا ہوا ویران گھر

یوں ہی شب تنہائی میں | کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں | بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی | اور ڈالتے ہیں روشنی میرے دلِ صد چاک پر

صنفِ نازک کے لئے

ہماری صحت

جب میں امریکہ اور ہندوستان کی عورتوں کا مقابلہ کرتا ہوں - تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے - امریکہ میں قانوناً ۱۸ سال سے کم عمر میں لڑکیاں شادی نہیں کر سکتیں - اسی قسم کا قانون ہندوستان میں بھی ہونا چاہئے - تندرست توانا بچوں کے پیدا کرنے کے لئے صغیر سنی کی شادی قطعاً موقوف بلکہ جرم قرار دینی چاہئے - وہ ماں باپ جو لڑکی کے بالغ ہوتے ہی شادی کی فکر میں لگ جاتے ہیں حالانکہ اکثر حالات میں اس کے اپنے جسم کی نشو و نما بھی پوری نہیں ہونے پاتی - اور تعلیم و تربیت تو بھلا الگ رہی - وہ پاگل ہیں - ان کو پاگل خانے میں رکھنا چاہئے - یہ خیال کہ اپنے جیتے جی سب بچوں کی خوشیاں دیکھ لیں ایک لایعنی اور لغو خیال ہے - وہ خوشیاں نہیں ہیں بلکہ اکثر اوقات وہ ماتم میں تبدیل ہو جاتی ہیں - یہ معاملات بہت کچھ عورتوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں سو بہنوں تمام الزام مردوں کے سر پر ہی نہ تھوپو - بلکہ کچھ اپنے فرائض کا بھی خیال کرو - آپ بہت کچھ اپنی جنس کی ترقی میں مدد دے سکتی ہیں - کم از کم ان شادی بیاہ وغیرہ کے معاملات میں آپ بہت کچھ اصلاح کر سکتی ہیں - کچھ تو تم خود کر کے بھی دکھلاؤ - صرف اخباروں کے صفحات سیاہ کر دینے سے کچھ نہیں بن جاتا -

صحت سب سے بڑی دولت ہے - اس کے قایم رکھنے کے لئے انسان کو بعض قواعد کی پابندی کرنی پڑتی ہے - مگر صرف صحت قایم رکھنا ہی کوئی بہادری نہیں ہے - بلکہ اس میں دن بدن ترقی کرنا اور جسمانی حالت کو بہتر بناتے رہنا اصل جوانمردی ہے -

(۱) حتی الوسع رات کو جلدی سونا اور صبح سویرے اٹھنا - جو باتیں رات کو فرش پر بیٹھکر اور پاندان بیچ میں رکھکر آپ کر سکتی ہیں وہ دن کو بھی ہو سکتی ہیں - رات خدا تعالےٰ نے سونے کے لئے بنائی ہے -

(۲) سونے کے کمرے کے روشندان ہمیشہ کھلے رہنے چاہئیں چاہے سردیاں ہوں یا کوئی موسم - دن کے وقت تمام کھڑکیاں وغیرہ نہ صرف سونے کے کمرے کی بلکہ تمام کمروں کی کھلی رکھنی چاہئیں - تاکہ تازہ ہوا - اور دھوپ کی روشنی اچھی اندر آ سکے - یاد رکھو کہ تمام بیماریوں کے جراثیم اندھیری اور نمدار اور غلیظ جگہ میں بہت نشو و نما پاتے ہیں - ہمارے ہندوستان میں بعض گھروں میں خاصکر سردیوں میں سونے سے پہلے تمام کواڑ کھڑکیاں اور روشندان نہایت احتیاط سے بند کر دئے جاتے ہیں کہ کہیں غلطی سے تازہ ہوا اندر داخل ہو سکے - اس کے بعد کوئلوں کی انگیٹھی خوب دہکائی جاتی ہے - جب کمرہ تنور کے موافق ہو گیا - تو دلائی یا رضائی میں منہ اور سر چھپا کر سو گئے - "بدیں عقل و دانش بباید گریست"! ایسے حضرات سب سے پہلے تپ دق - نمونیا - زکام - کھانسی اور انفلوئنزا کا شکار ہوتے ہیں - تازہ ہوا حقیقتاً آپ کی صحت اور تندرستی کے لئے نہایت اشد ضروری ہے -

(۳) کھانے میں یہ احتیاط رکھیں کہ وقت پر ہی کھائیں - کہ قریباً ہر سمجھدار امریکن ماں اپنے بچوں کو وقت پر کھانا دیتی ہے - اور درمیان میں اور کوئی چیز مطلق نہیں کھانے دیتی - اس سے بچے اول تو کھانا شوق سے کھاتے ہیں - کیونکہ ان کو اس کی اشتہا ہوتی ہے دوسرے کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے اور صحت و تندرستی قائم رہتی ہے -

(۴) کھانے میں سبزیاں ضرور ہونی چاہئیں - بدن کی نشو و نما اور خاصکر ہڈیوں کی مضبوطی اور نشو و نما پانے کے غذائی اجزا ان چیزوں میں بہت ہوتے ہیں -

دودھ بھی ہر انسان کے لئے ایک ضروری چیز ہے مگر حتی الامکان دودھ کو اُبالنے سے پرہیز کریں *

(تہذیب النسواں)

نماز

نماز ایک ایسی چیز ہے جسکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے - اور انسان جس قدر اس کو بجا لائے تھوڑا ہے - نماز کا پابند دین و دنیا میں سرخرو رہتا ہے ؎

قلب میں اس کے بھرے رہتے ہیں انوارِ خدا
اس پہ رہتی ہے سدا رحمت خالق کی نظر

بروز قیامت پہلے جو چیز پوچھی جائے گی وہ یہی ہے - اس کی پابندی کے متعلق متعدد احکام ہیں - یہی وسیلۂ نجات بھی ہوگا - پس اس کی پابندی کرنا کس قدر ضروری ہے - اگر کوئی شخص اس کو پابندی سے پڑھے تو پھر اس کو چھوڑنا وہ پسند نہ کرے گا ہم لوگ تمام دن مکروہات دنیا میں صرف کرتے ہیں - اگر تھوڑا سا وقت نماز کے لئے نکال لیں تو کیا مشکل ہے - مگر افسوس ہے ہم لوگوں پر کہ ذرا توجہ نہیں کرتے - سچ ہے ؎

ع سو میں دو بھی نہیں نماز گذار -

سب کچھ کرینگے مگر نماز کے نام سے ایسی سستی آتی ہے جسکی کوئی انتہا نہیں - اتنا نہیں سمجھتے کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے جس وقت موت آئی اسی وقت چلے - پس جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کو اس دنیا سے جانا اور خدا کو جواب دینا ہے تو جس قدر ہم عبادت کریں ہمارے لئے اچھا ہے ورنہ بعد مُردن بجز افسوس کے کچھ نہ ہوگا - [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ایسے چشمے سے تشبیہ دیتے ہیں جو کسی شخص کے [illegible] اور وہ اُس میں رات دن پانچ مرتبہ غسل کیا کرے پھر ممکن نہیں کہ اُس کے جسم پر کسی قسم کا میل باقی رہ جائے -

اسی طرح نماز گناہوں کو گراتی ہے جیسے درختوں سے پتے جھڑا کرتے ہیں -

کثرت نماز سے آپ کا جسم بہت دکھ اٹھاتا تھا - اپنے اہل و عیال کو اسی کا حکم کرتے تھے اور بہ نفس نفیس اس کی مشغولی پر صابر تھے -

حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ نہایت خشوع و خضوع سے ظہر کی نماز اُس وقت ادا کرو - جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھکر ایک بکری کی خوابگاہ کی مانند ہو جائے - عصر کی نماز اُس وقت پڑھو جبکہ قرص آفتاب سفید ہو، زندہ ہو، مائل بہ زردی ہو کر قریب غروب نہ ہو - [illegible] فضیلت عصر کا وقت ہے - مغرب کی نماز عاجزانہ اُس وقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں اور حاجی مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں - عشا کی نماز [illegible] اُس وقت پڑھو جبکہ سمت مشرق کی سرخی زائل ہو جائے ایک ثلث رات گذر جانے تک - صبح کی نماز باہم مل کر اسوقت پڑھو جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچاننے لگے *

(ر - ب - دکن)

تندرستی

تنگدستی اگر نہو سالک تندرستی ہزار نعمت ہے

تندرستی کے واسطے محنت جسمانی بہت ضروری ہے۔ اور [illegible] کے واسطے اپنے گھر کا کام اپنا محنت جسمانی کا فائدہ دیتا ہے۔ بلا محنت کے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں۔ [illegible] اچھا پورا کام نہیں کر سکتے ہیں اور معدہ اور آنتوں میں [illegible] طرح طرح کے امراض پیدا ہوجاتے ہیں مگر تمہاری حالت کے مناسب ایک تدبیر بتائی جاتی ہے۔ گھر کا کام کرنے سے تم کو اور ہر شخص کو جیسے موقع جسمانی محنت کا ملتا ہو وہی فائدہ ہوگا جو محنت اور ریاضت سے ہوتا ہے اور وہ پرہیز [illegible] اور پرہیز [illegible] نہیں ہے جو عام اصطلاح میں [illegible] دال کھانے کا نام ہے [illegible] جو شے مزاج کے موافق نہ ہو اس کو نہ کھانا چاہئے اور جب اصلی بھوک نہ ہو کھانے میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہئے۔ اور جب کھاؤ تو خوب شکم سیر ہوکر نہ کھاؤ تھوڑی جگہ معدہ میں خالی رکھو اس کا نام پرہیز ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ [illegible] فضلات دور ہوتے ہیں مگر ہر سبب [illegible] پیدا ہی نہیں ہونے پاتے۔ محنت تمام رگوں کو پاک و صاف کرتی ہے پسینہ سے ان میں کثافت کو پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ اگر محنت مزاج کے مناسب جوش پیدا کرتی ہے تو وہ اعتدال پر رہ کر طبیعت کو [illegible] کر دیتا ہے کہ وہ اپنا پورا عمل کر سکے اور اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے پورے زور اور قوت کو کام میں لا سکے۔ اس موقع پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک بادشاہ نے ازراہ محبت آپ کے [illegible] ایک حکیم بھیجا۔ حکیم حاضر دربار نبوی ہوا حضور نے اس کے قیام کے واسطے جگہ بتا دی۔ کئی مہینے وہ مدینہ منورہ میں رہا اور اس کی ضرورت کسی کو نہیں ہوئی۔ ایک دن حکیم نے عرض کی کہ میں اس قدر عرصہ سے حاضر ہوں لیکن ضرورت نہ آپ کو ہوئی اور نہ آپ کے حضرات صحابہ کرام کو۔ لہذا میرا یہاں رہنا فضول ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے مہمان ہو جب تک تمہارا دل چاہے یہاں رہو لیکن جو صفت اور غذا خدا تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی ہے اس کی ضرورت نہ مجھے ہے اور نہ میرے صحابہ کو کیونکہ کسی کا معدہ پر نہیں ہوتا ہے اور نہ کوئی شکم سیر ہوکر کھاتا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ جو آدمی قاعدہ سے بھوک رکھ کر کھانا کھائے وہ ہزاروں امراض سے دور رہیگا اور اس کو بیمار کے فائدے دواؤں کے حاصل ہونگے۔ تندرستی اللہ تعالیٰ کی عمدہ نعمت ہے اس کے قائم رہنے میں انسان ہر کام دینی ہو یا دنیوی اپنے طور پر کر سکتا ہے۔ بیماری سے آدمی بیکار ہو جاتا ہے یا وہ مطلق کام نہیں کر سکتا یا کام کرنا اس کو دشوار ہو جاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں انسان کو سب باتیں بری معلوم ہوتی ہیں۔ بیمار [illegible] زندگی تلخ کر دیتی ہے۔ اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی صحت جسمانی کا خیال بڑی توجہ کے ساتھ رکھے کیونکہ جسم اور روح کا آپس میں نہایت تعلق ہے جب جسم کو آرام پہنچتا ہے تو روح کو بھی تفریح ہوتی ہے جسطرح جسم کو صحت کے واسطے غذا کی احتیاط ضروری ہے اسی طرح عمدہ ہوا اور صاف پانی کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ (ایک بیگم صاحبہ)

صبر

صبر دنیا میں ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس میں یہ صفت نہیں وہ انسان [illegible] دائرہ انسانیت سے خارج سمجھا جاتا ہے اس کے جتنے وصف بیان کئے جاویں کم ہیں اور یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ خداوند عالم نے ہر ذی روح کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان کم و بیش عطا فرمایا ہے مگر افسوس کہ ہم لوگ اپنی غیر مستقل مزاجی اور تلون کی وجہ سے ایسی بڑی نعمت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ ہمارے دین و ایمان کا بڑا جزو ہے۔ اور دنیاوی تکالیف و مصائب کا مقابلہ انسان صرف اسی سے کر سکتا ہے۔ خداوند عالم کو صبر بہت پسند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خوبی انتہائی درجہ پر تھی۔ کفار حضرت کو سخت سے سخت ایذا دیتے تھے مگر حضرت بجائے اس کے کہ بدلہ لیں باوجود قدرت صبر فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت کی کامیابی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا۔ خدا اور رسول جب اس کی تعریف فرمائیں تو افسوس ہے اگر ہم لوگ اسکے عادی نہوں۔ صبر ہر مصیبت میں خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی ہو لازمی ہے۔ اور خوش حال ہے اس شخص کا جو صبر کو اپنا شیوہ بنائے اور دنیاوی مصائب کا اس سے مقابلہ کرتا رہے۔ جس شخص پر کوئی مصیبت پڑے اس کو چاہئے کہ صبر کرے اور خدا کا شکر کرے اور اسی پر توکل کرے پھر دیکھے کہ اس کو اس صبر میں کیا حظ حاصل ہوتا ہے۔ اور جب وہ مصیبت ٹل جائے تو اس کا دل کس طرح باغ باغ ہو جاتا۔ بیشک صبر کا بیج کڑوا ہے مگر اسکا پھل ایسا شیریں ہے کہ اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی دنیاوی شیرینی اپنی حقیقت نہیں رکھتی۔ جو خوش نصیب اس کا پھل حاصل کرتا ہے وہ اپنی [illegible] فخر کرتا ہے جیسے وہ محکوم جو اپنے مالک کی سختیوں کو برداشت کرے اور رحم کم اس کے صبر کی قدر کرکے اس کو [illegible] یا وہ مزدور جو صبح سے محنت کرتے کرتے تھک جائے اور شام کو اس کے خاطر خواہ اس کو مزدوری ملے اور وہ اس بات پر خوش ہو کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور بدلہ اس کا مل گیا۔ میری معزز بہنو! خوب جان لو کہ صبر کا پھل شیریں ہے اور ہر شخص کی مصیبتیں ختم ہونے والی ہیں جس کے بعد راحت کا ہونا لازمی ہے۔ پس حیف ہے اگر ہم اپنی بے صبری سے ایسی نعمت کو کھو بیٹھیں اپنے کو اس کا خوب عادی بناؤ اور خوب جان لو کہ اگر تم صبر کروگی تو خدا اور رسول تم سے خوش رہینگے۔ اگر آج چھوٹی چھوٹی مصیبتوں میں ہم صبر کرینگے تو کل بڑی بڑی مصیبتوں کا ہم آسانی سے مقابلہ کر لینگے۔ (ماخوذ)

عورتوں کے توہمات

(۱) شب کے وقت آئینہ دیکھو تو منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں
(۲) شب کو پلنگ کی ادوان کسو بیٹی پیدا ہوتی ہے۔
(۳) گھر میں کبھی جھاڑو دو تو پیر یا جمعہ کے دن (۴) ہاتھ کھجائے تو روپیہ ملے۔
(۵) چاند دیکھکر لڑکوں کا منہ نہ دیکھو ورنہ مہینہ بھر ٹھوکریں کھا کر گرتے ہیں۔
(۶) جوتے پر جوتہ چڑھاؤ تو سفر درپیش ہو۔
(۷) مرد عورت کی چوٹی نہ چھوئے۔ بیمار پڑ جانے کا خوف ہے۔
(۸) گھر سے نکلتے وقت اگر کوئی چھینکے یا بلی راستہ کاٹ جائے تو باہر نہ جاؤ۔
(۹) آنکھ پھڑکے یا چولہا ہنسے تو خوشی ہوتی ہے۔
(۱۰) عورت شوہر کا نام لے تو نکاح ٹوٹ جائیگا۔

(مجیب حسین ماہ عظیم آبادی)

پیکرِ دیانت

(۱)

مولوی شمس الدین اگرچہ علوم عربیہ سے واقف اور اصطلاحی عالم نہیں تھے لیکن دینداری، احکامِ شریعت کی پابندی اور نیک مزاجی کی وجہ سے انھیں سب مولوی صاحب کہتے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے والدین کے زیرِ سایہ رسمی طور پر اردو فارسی اور انگریزی مڈل کلاس تک تعلیم پائی تھی وہ کچھ اور پڑھتے لیکن ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے اور کوئی سرپرست یا جائداد نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم چھوڑ کر انھیں معاش کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مولوی صاحب صوبجات متحدہ کے ایک بڑے شہر میں رہتے تھے لیکن اپنے وطن میں کوئی معقول ذریعۂ معاش پیدا نہ ہونے سے وہ اپنے ایک محلہ دار کے ہمراہ بمبئی چلے گئے اور چند روز پریشان رہ کر ایک کارخانے میں چالیس روپیہ ماہوار کے نوکر ہوگئے۔ انھیں انگریزی میں خط و کتابت کا کام کرنا پڑتا تھا۔ ابتدا میں تو کچھ دقتیں پیش آئیں لیکن پھر وہ اپنے کام میں بہت ہوشیار ہوگئے اور کارخانہ کے مالک نے کام سے خوش ہو کر اُن کی تنخواہ پچاس روپے کردی۔ مولوی صاحب کے لئے اپنی نیک چلنی اور سادہ مزاجی کی وجہ سے بمبئی اور ایک گاؤں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ کارخانہ کے مالک نے دفتر ہی میں انھیں رہنے کے لئے جگہ دے رکھی تھی دفتر کے نیچے ہوٹل تھا۔ وہ دن بھر اپنا کام کرتے تھے ہوٹل میں دونوں وقت کھانا کھاتے تھے اور پھر اپنی جگہ آکر بیٹھ رہتے تھے۔ دفتر کی ضرورتوں کے سوا کہیں باہر نہیں جاتے تھے اور رات دن ایک خاموش طبع سنجیدہ بلکہ ایک افسردہ انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ مولوی صاحب تین سال تک بمبئی میں رہے۔ اگر کوئی قسمت کا دھنی اور چلتا ہوا آدمی ہوتا تو اتنے عرصہ میں لکھ پتی بن جاتا۔ لیکن مولوی صاحب نے صرف آٹھ سو روپے جمع کئے اور وہ بھی صرف اپنی معاشرت کی سادگی اور کفایت شعاری کی بنا پر۔ اُن کا خیال تھا کہ پورے ایک ہزار کی رقم پس انداز ہو جائے تو وطن کا رخ کریں لیکن وہ یکایک بیمار ہوگئے۔ اور کھانسی بخار نے اس قدر طول کھینچا کہ مسلسل چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اب اُن کے لئے دفتر کے فرائض کا انجام دینا دشوار تھا۔ بمبئی میں کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوتا اس لئے تیمارداری میں بھی سخت دشواریاں پیش آئیں۔ اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے وطن اور پردیس برابر تھا لیکن تبدیل آب و ہوا کے خیال سے وہ اپنے وطن کو واپس چلے آئے اور گھر پہنچ کر بھی تین چار ماہ تک بیمار رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پس انداز رقم میں سے تین سو روپے اُٹھ گئے اور جب وہ تندرست ہوئے تو اُن کے پاس مکان سکونت کے علاوہ صرف پانچ سو کا اثاثہ تھا۔

(۲)

تندرست ہوکر مولوی صاحب کو پھر فکر معاش درپیش ہوئی لیکن علالت نے اس قدر مضمحل اور شکستہ دل کر دیا تھا کہ وہ کسی طرح بمبئی کے دور و دراز سفر کی ہمت نہ کر سکے۔ دہلی اُن سے قریب تھی اور انھوں نے یہیں تقدیر آزمائی کا ارادہ کیا۔ چنانچہ مختصر طور پر سامان سفر درست کر کے ایک دن وہ روانہ ہوگئے۔ اور چند گھنٹہ ریل میں بیٹھ کر اُس شہر میں پہنچ گئے جو صدیوں تک مسلمانوں کا پایۂ تخت رہ چکا ہے۔ اور جس میں ہنوز اسلامی شان و عظمت کی زندہ یادگاریں موجود ہیں۔ دہلی پہنچ کر مولوی صاحب نے سرائے میں قیام کیا اور ارباب تجارت میں ملازمت کی جستجو شروع کی۔ حسن اتفاق سے پہلے دن ہی وہ کامیاب ہوگئے اور حاجی . . . . کے شوروم میں وہ پچاس روپے ماہوار پر ملازم ہوگئے۔ حاجی صاحب اگرچہ پابند صوم و صلوٰۃ تھے لیکن مزاج کے بہت سخت تھے۔ وہ جانتے تھے کہ تجارت اور مُرُوّت دو متضاد چیزیں ہیں۔ نوکروں پر جرمانہ تو وہ ضرور کرتے تھے لیکن کبھی انعام کا خیال اُن کے دل میں نہیں آتا تاہم وہ کسی کی تنخواہ نہیں روکتے تھے اور جس طرح دوسروں سے معاملہ کی صفائی کے خواہاں تھے اسی طرح خود بھی معاملات صاف رکھنا چاہتے تھے۔ بہرحال مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے ہاں کوئی زحمت نہیں ہوئی۔ اسلئے کہ وہ خود نہایت سنجیدہ اور دیانتدار شخص تھے اور ملازمت کی حالت میں تنخواہ اور کام کے سوا انھیں کسی بات سے سروکار نہیں رہتا تھا اس لئے آقا کی خشک مزاجی اور بے مروتی سے انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مولوی صاحب کی ملازمت کو ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ احباب و اعزہ اور خاص کر فطرت نے انھیں شادی کے لئے مجبور کیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے وطن میں ایک یتیم و بیسہارا لیکن خوش رو اور خوش خو لڑکی سے شادی کر لی۔ بڑی خوش نصیبی یہ تھی کہ مولوی صاحب کی بیوی بھی اُن کی طرح دیندار اور نیک خیال تھی۔ چونکہ اُن کی بیوی کے ماں باپ نہ تھے اور انھوں نے اپنے چچا کے ہاں پرورش پائی تھی اس لئے مولوی صاحب شادی کے پندرہ دن بعد جب دہلی کو واپس آنے لگے تو بیوی کو ہمراہ لیتے آئے۔ ہمخیالی اور نیک مزاجی کی وجہ سے اِن میاں بیوی میں باہم ایسی محبت اور یکجہتی پیدا ہوگئی کہ گویا اُن کی روحیں روز ازل سے باہم وابستگی رکھتی تھیں۔ مولوی صاحب نے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے لیا تھا اور اس معمولی آمدنی میں بھی وہ خوش سلیقہ بیوی کی بدولت آرام و آسایش کی زندگی بسر کرتے تھے۔

(۳)

دہلی آکر تین ماہ تک مولوی صاحب اور اُن کی بیوی بخیریت رہیں لیکن پھر یہاں کی آب و ہوا موافق ثابت نہیں ہوئی اور مولوی صاحب کی بیوی علیل رہنے لگیں جس سے وہ بہت کمزور ہوگئیں۔ اسی اثنا میں ٹائیفائڈ دہلی میں پھیلا اور بدقسمتی سے وہ مبتلا ہوگئیں۔ چونکہ کمزور تھیں اس لئے بخار کا غیر معمولی اثر ہوا۔ بیوی کی علالت نے مولوی صاحب کو نہ صرف دفورِ غم کے باعث حواس باختہ کر رکھا تھا بلکہ وہ کھانے پینے، دوا علاج اور تیمارداری کی زحمتیں بھی محسوس کرتے تھے۔ اگر وہ گھر میں بیٹھکر بیوی کی تیمارداری کرتے تو حاجی صاحب سے یہ امید نہ تھی کہ وہ تنخواہ وضع کرنے سے باز رہینگے اور تنخواہ وضع ہونے کی حالت میں مولوی صاحب کو مالی پیچیدگیوں کا سامنا تھا کیونکہ اُن کے پاس اب کوئی سرمایۂ پس انداز موجود نہ تھا۔ الغرض بیچارے ملازمت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ اور جہاں تک وقت ملتا تھا اپنی جان پر تکلیف اٹھا کر بیوی کے دوا [illegible] کی بھی کوشش کرتے تھے۔ چونکہ وہ عفیفہ مکان میں بالکل تنہا تھی اس لئے ایک ضعیفہ کو انھوں نے رفعِ تنہائی اور تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب اپنے مقدور سے زیادہ علاج میں کوشش کرتے تھے لیکن ٹائیفائڈ نے ابھی اپنی میعاد ختم نہیں کی تھی اور دن کو تین بجے سے بخار میں ایسی شدت اور اُس کے ساتھ ہی حواس میں ایسا انتشار پیدا ہوتا تھا کہ زندگی کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی تھیں۔ مولوی صاحب کو صبح ۸ بجے سے شام کے ۵ بجے تک دفتر میں موجود رہنا پڑتا تھا اور وہ اس سے پہلے کسی طرح گھر نہیں آسکتے تھے۔ ایک دن کام کی بہت کثرت تھی غالباً پنجشنبہ کا دن تھا معمولی خط و کتابت کے علاوہ ولایتی ڈاک کی روانگی بھی ہو رہی تھی۔ حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو دس ہزار روپیہ کے نوٹ دئے جو بیمہ کی صورت میں ایک جگہ روانہ کرنے تھے۔ مولوی صاحب نے نوٹ پیپرویٹ کے نیچے دبا دئے اور خود اُس کام میں مصروف ہوگئے جو پہلے سے انجام دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں وہ ضعیفہ جو اُن کی بیوی کے پاس رہتی تھی حواس باختہ اُن کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ تمھاری بیوی حالتِ نزع میں ہیں یہ سُن کر مولوی صاحب کا دماغ مختل

ذبیکار ہوگیا - اور یہ معلوم ہوا کہ گویا بدن سے روح نکل گئی ہے - اُنھوں نے جوں توں تمام ضروری کاغذات اور اُن کے ساتھ ہی دس ہزار کے نوٹ جن کا بیمہ بھیجنا تھا میز کی دراز میں رکھکر قفل لگادیا لیکن بدقسمتی سے کنجیاں میز ہی پر چھوڑدیں - وہ اس قدر بدحواس ہو رہے تھے کہ اُنھوں نے دوسرے کمرہ میں جاکر حاجی صاحب سے اس طرح جانے کی اطلاع بھی نہیں کی اور اُفتان و خیزاں گھر کو روانہ ہوئے ۔

(۴)

اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کی بیوی کا حال بہت نازک ہو رہا تھا - اُن کی آنکھیں بند تھیں نبض غیر معمولی تیزی سے چل رہی تھی اور بخار کی یہ شدت تھی کہ جسم پر ہاتھ رکھنا دشوار تھا - مولوی صاحب نے یہ حالت دیکھ کر فوراً یوڈی کلون کی شیشی اٹھائی اور پانی میں چند قطرے ڈال کر پیشانی پر چھینٹے دئے اور کپڑا بھگوکر سر پر رکھا جس سے چند منٹ میں مریضہ نے آنکھیں کھولدیں - تھوڑی دیر کے بعد اجابت ہوئی اور مزاج کسی قدر اعتدال پر آگیا - اس کے بعد مولوی صاحب ضعیفہ کو مریضہ کے پاس چھوڑ کر خود دفتر روانہ ہوئے کیونکہ ڈاک کا وقت تنگ ہو رہا تھا - دفتر پہنچکر جب اُنھوں نے کنجیاں میز پر رکھی ہوئی دیکھیں تو اُن کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ بھی دراز میں رکھ گئے تھے - اور اس سے پہلے ایک دفعہ جب وہ کاغذات کو میز پر چھوڑکر کسی کام کو باہر گئے تھے تو حاجی صاحب کے صاحبزادے جو اپنے والد کے بالکل برعکس نہایت آوارہ وضع اور اوباش مزاج تھے - پانچ روپے کے ٹکٹ اُڑا لے گئے تھے - بہرحال اُنھوں نے نہایت وحشت زدہ ہوکر دراز کو کھولا - کاغذات نکالے - جلد جلد بیمہ کی جستجو کی اور جب نوٹوں کی صورت نظر نہ آئی تو زمین پیروں کے نیچے سے نکل گئی - دیر تک غشی کی سی حالت طاری ہوئی اور یہ محسوس ہوا کہ دل کی حرکت بند ہوئی جاتی ہے - جب اس کیفیت میں کسی قدر کمی ہوئی تو مولوی صاحب نیم جان حاجی صاحب کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا - حاجی صاحب نہایت برافروختہ ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اگر دس پانچ روپے کی بات ہوتی تو میں درگذر کرسکتا تھا - دس ہزار روپے کی رقم سے میں ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا - آپ ایک گھنٹہ کے اندر نوٹ مجھے لاکر دیجئے ورنہ میں پولیس میں اطلاع کرتا ہوں - مولوی صاحب پھر اپنی میز کے پاس واپس آئے - ایک ایک کاغذ اُٹھا کر دیکھا لیکن نوٹوں کا سراغ نہ ملا - جب دیر ہوئی تو حاجی صاحب خود اپنے کمرہ سے اُٹھ کر منشی صاحب کے کمرہ میں آئے - منشی صاحب اور دیگر اہلکاروں کی جامہ تلاشی لی گئی - میزوں اور کاغذوں کو دیکھا بھالا لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی - آخر حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو علیحدہ لے جاکر سمجھانا شروع کیا اور کہا کہ تم اپنی شرافت میں کیوں داغ لگاتے ہو روپیہ تم اپنے گھر میں رکھ آئے ہو اُسے خاموشی کے ساتھ واپس لے آؤ اور اس قصہ کو ختم کرو - میں اس کے سوا اور کوئی بدسلوکی تمھارے ساتھ نہیں کرونگا کہ تمھیں ملازمت سے برطرف کردونگا - مولوی صاحب کے پاس ان تمام باتوں کا جواب خونی آنسوؤں کے سوا کچھ نہ تھا - آخر حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو اپنے ملازمین کے سپرد کردیا کہ یہ کہیں جانے نہ پائیں اور خود تھانے میں پہنچے - تھوڑی دیر میں انسپکٹر انچارج اور چار کانسٹیبلوں کو ہمراہ لے کر وہ دفتر میں آپہنچے - تھانہ دار صاحب نے دفتر کے ملازمین کا بیان قلمبند کیا - سب کی جامہ تلاشی لی - میزوں کی درازوں ڈیسکوں اور صندوقچوں کو دیکھا مولوی صاحب سے نہایت سختی کے ساتھ استفسار کیا اور جب کچھ سراغ نہ ملا تو حراست کے اندر انھیں اُن کے مکان پر لے گئے اور اچھی طرح خانہ تلاشی کی جس وقت یہ لوگ پہنچے اُس وقت مولوی صاحب کی بیوی کا اضطراب ناقابل بیان تھا - الغرض سب کچھ ہوا لیکن نوٹوں کا پتہ نہ چلا - تھانہ دار صاحب مولوی صاحب کو بدستور حراست میں تھانے لے آئے اور حوالات میں بند کردیا - اس غریب انسان کا کوئی مددگار و دستگیر نہ تھا - صرف خدا تھا لیکن وہ بھی امتحان تھا - ایک ناچار شوہر حوالات میں اور ایک بیمار بیوی عالم تنہائی میں جس طرح بے چین اور مضطرب تھے اُس کا اندازہ دشوار ہے ۔

(۵)

پولیس نے شہادت بہم پہنچا کر مقدمہ کا چالان کردیا - بازار والوں نے شہادت دی اور بالکل صحیح تھی کہ فلاں وقت ملزم نہایت تیز تیز اپنے مکان کی جانب جا رہا تھا - مولوی صاحب کو اس امر سے خود اقبال تھا کہ دس ہزار کی رقم اُنھوں نے حاجی صاحب سے وصول پائی - عدالت نے جرم ثابت پایا اور مولوی صاحب کو تین سال قید باشقت کی سزا دی - عزیز بیوی پردیس میں اور عالم کس مپرسی میں - شدید علالت میں مبتلا - خود تین سال کے لئے قید باشقت میں گرفتار - نہ کوئی غمگسار اور نہ کوئی پیروکار یہ باتیں ایسی نہ تھیں جو مولوی صاحب کے دماغ کو بیکار نہ کردیتیں - اُنھیں خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ کہاں جا رہے ہیں اور جب تک اہالیان جیل کی گالیوں اور بے دردانہ زد و کوب نے اُنھیں مشقت کے لئے مجبور نہیں کیا اُس وقت تک اُن کے حواس بالکل باطل رہے - طاہرہ (مولوی صاحب کی بیوی) کا حال اُن سے زیادہ زار و ابتر تھا - سولہ سترہ سال کی ایک لڑکی جس نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا تھا - اور جو اگرچہ وہ ہوشمند و سلیقہ شعار تھی لیکن ہنوز ناتجربہ کار تھی اس مصیبت میں اگر دیوانی ہوجاتی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی لیکن یہ قدرت کے راز ہیں کہ مصائب کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کا فرشتہ بھی آسمان سے اُترتا ہے اور کمزور انسان کو مشکلات سے عہدہ برآ ہونے میں حیرت انگیز مدد دیتا ہے - طاہرہ کا میعادی بخار اُتر چکا تھا اور صرف نقاہت باقی تھی لیکن تفکرات نے اُس میں غیر معمولی اضافہ کردیا تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کو تین سال کی سزا ہوگئی تو اُس نے مایوس ہوکر اپنے چچا کو تفصیلی حالات کا خط لکھا - وہ بیچارے گھبرائے ہوئے دہلی آئے - وکیلوں سے ملے اور جب کئی وکلا نے باتفاق یہ رائے دی کہ اپیل بیکار ہے تو بھتیجی کو ہمراہ لے وطن چلے گئے - منشی امتیاز حسین (طاہرہ کے چچا) بڑے نیک اور دیندار شخص تھے اور اُنھیں کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ طاہرہ اس عمر میں ایسی پابند صوم و صلوٰۃ تھی - منشی صاحب دنیا کے تمام بکھیڑوں سے فرصت پاچکے تھے اور عرصہ سے اُن کو حج بیت اللہ کی تمنا تھی - اُنھوں نے طاہرہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ تم بھی اپنا زیور اور اثاثہ فروخت کرکے ہمارے ہمراہ چلو کیونکہ یہاں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کے پاس ہم تمھیں چھوڑ جائیں - طاہرہ جانتی تھی کہ اُس کا شوہر تین سال سے پہلے رہائی نہیں پاسکتا اور دینداری کا جذبہ اُسے اس تجویز کی مخالفت پر آمادہ نہیں کرسکتا - وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنا زیور وغیرہ فروخت کرکے چچا کے ہمراہ حج کو روانہ ہوگئی - مکہ معظمہ پہنچکر منشی امتیاز حسین اور اُن کی بیوی کو ایسی وابستگی ہوئی کہ حج کے فریضہ سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ مکہ معظمہ ہی میں مقیم رہے اور اُن کی خوش قسمتی کی قسم کھانی چاہئے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں دونوں نے حرم محترم میں وفات پائی ۔

(۶)

اس حادثہ سے طاہرہ کا دل پاش پاش ہوگیا۔ ابھی مولوی صاحب کی رہائی میں پونے دو سال کا وقفہ تھا۔ طاہرہ سخت پریشان تھی کہ کیا کرے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اپنی بے لبی اور کس مپرسی پر ہر وقت اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں رہتے تھے۔ کئی کئی وقت گزر جاتے تھے کہ وہ کچھ نہیں کھاتی تھی۔ آخر اس رنج و اندوہ نے اُسے صاحب فراش کر دیا۔ مکہ معظمہ میں غمخواروں اور تیمار داروں کی کمی نہ تھی لیکن کسی کو اُس کے حال کی کیا خبر تھی۔ اس طرح بے خور و خواب اور بیمار رہنے سے وہ بہت کمزور ہوگئی اور ہر وقت غشی میں پڑی رہنے لگی۔ ایک دن جب اُس نے غش سے آنکھ کھولی تو اپنے سامنے کرسی پر ایک ضعیفہ کو بیٹھے دیکھا جنکے چہرہ سے شان و عظمت اور لباس سے امارت ظاہر ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ صوبجات متوسطہ کی ایک بیگم صاحبہ ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ معظمہ آئی تھیں۔ شوہر نے انتقال کیا اور یہ بدستور یہاں مقیم رہیں۔ بیگم صاحبہ لاولد تھیں۔ لاکھوں روپے کی جائداد فروخت کر کے اُنھوں نے ہجرت کی تھی۔ کئی سال سے مکہ معظمہ میں مقیم تھیں اور جس مکان کے حصہ زیریں میں طاہرہ رہتی تھی وہ اُن ہی کا تھا۔ بیگم صاحبہ نے طاہرہ کے حالات سُنکر بے حد شفقت و محبت کا اظہار کیا۔ اُسے اپنے ہمراہ لے گئیں اور حقیقی بیٹی کی طرح برتاؤ کرنے لگیں۔ طاہرہ اب بالکل مطمئن تھی۔ دنیا کی تمام آسائشیں اُسے حاصل تھیں۔ دل کو جو تکلیف تھی وہ شوہر کی یاد سے تھی اور اس خیال سے تھی کہ وہ ان آسائشوں میں اُس کا شریک حال نہیں۔ بیگم صاحبہ کی شفقت روز افزوں ترقی پر تھی کیونکہ طاہرہ نے اپنے سلیقے اور اطاعت سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اگر خدا بیگم صاحبہ کو اولاد دیتا تو وہ اُن کے لئے اس سے بہتر نہ ہوتی۔ ایک سال کا زمانہ اسی حالت میں گزرا اور طاہرہ کو کوئی نیا صدمہ نہیں پہنچا لیکن پھر آسمان نے رنگ بدلا اور بیگم صاحبہ ایک ماہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوئیں۔ مرنے سے پہلے اُنھوں نے اپنا تمام زر و مال اور نقد و جنس طاہرہ کو ہبہ کر دیا۔ بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد طاہرہ کے لئے اُس مکان میں رہنا دشوار ہوگیا اُس نے ایسی شفقت اپنے چچا کے گھر بھی نہیں دیکھی تھی آخر اُس نے ہندوستان کی واپسی کا ارادہ کیا اور لاکھوں روپے کا سامان اور نقد و جنس ساتھ لے کر بیگم صاحب کے قدیم الخدمت ایک نوکر اور ایک خادمہ کے ہمراہ وہ ہندوستان کو روانہ ہوگئی۔ اب مولوی صاحب کی رہائی میں ایک سال کی دیر تھی اس لئے اُس نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں سیاحت شروع کی اور جہاں آب و ہوا مناسب دیکھی وہاں ایک ایک دو دو ماہ قیام بھی کیا تاکہ کسی طرح یہ مدت بھی بسر ہو جائے۔

(۷)

مولوی صاحب کو حکم سزا ہوئے ڈیڑھ سال گزرے تھے کہ حاجی صاحب کا اکلوتا بیٹا تپ دق میں مبتلا ہوا۔ بہتیری کوشش کی لیکن اُس کی حالت روز بروز تباہ ہوتی گئی۔ آخر میں پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ حاجی صاحب تمام کاروبار سے دست بردار ہوکر ہر وقت اُس کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں اُس نے کہا کہ مولوی شمس الدین کو بے گناہ سزا ہوئی۔ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ میں نے اُن کی میز سے نکال لئے تھے۔ یہ سُنکر حاجی صاحب کا دل ہل گیا اور اُنھیں یقین ہوگیا کہ ہم پر مولوی صاحب کا صبر پڑا ہے وہ مولوی صاحب کی رہائی کے دن گن رہے تھے۔ آخر تقریباً ڈھائی سال کے بعد جب مولوی صاحب رہا ہوئے اور اپنے مسکن کے پڑوس میں ایک دوست کے ہاں مقیم ہوئے تو حاجی صاحب نے دس ہزار روپے کے نوٹ ایک لفافہ میں بند کر کے ایک شخص کے ہاتھ اُن کے پاس روانہ کئے۔ اُس شخص کو ہدایت کر دی تھی کہ لفافہ دے کر فوراً چلے آنا۔ تاکہ اُن کو استفسار کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مولوی صاحب نے لفافہ کھولا تو اُس میں سے دس ہزار کے نوٹ برآمد ہوئے۔ وہ بڑی دیر تک عالم حیرت میں رہے۔ پھر یہ خیال کر کے کہ شاید خدا نے یہ میری بے گناہی کا صلہ دیا ہے خاموش ہو رہے لیکن اُن کے ضمیر نے کسی طرح اس رقم کو قبول نہیں کیا اور وہ اُسی وقت حاجی صاحب کے دولتکدہ پر آئے حاجی صاحب نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ مولوی صاحب سے ملاقات کی۔ مولوی صاحب نے وہ سب نوٹ حاجی صاحب کے سامنے رکھدئے اور کہا کہ میں نے مجرمانہ یا غیر مجرمانہ سزا ضرور پائی لیکن اس سے آپ کی گم شدہ رقم آپ کو نہیں ملی۔ اب خدا نے غیب سے یہ روپیہ میرے پاس بھیجا ہے لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ رقم پیش کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر مولوی صاحب اُٹھنے لگے لیکن حاجی صاحب نے اُن کا دامن تھام لیا اور زار زار رونے لگے۔ حاجی صاحب نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ مولوی صاحب سے معافی مانگی اور بڑی منتوں کے ساتھ یہ خواہش کی کہ وہ اس رقم کو قبول کریں لیکن مولوی صاحب کسی طرح آمادہ نہ ہوئے اتنے میں خدمتگار نے اطلاع دی کہ ایک بیگم آپ سے ملنا چاہتی ہیں حاجی صاحب نے کہا بلا لو۔ یہ بیگم صاحبہ مولوی صاحب کی بیوی تھیں جو بخیال خود شوہر کی رہائی سے چھ ماہ قبل دہلی میں آکر مقیم ہوئی تھیں اور حاجی صاحب کے پاس مولوی صاحب کے متعلق حالات دریافت کرنے کے لئے اپنے خدمتگار اور خادمہ کے ساتھ آئی تھیں بیگم صاحبہ نے جب مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے پاس دیکھا تو قریب تھا کہ اُنھیں غش آجائے لیکن اُنھوں نے ضبط سے کام لیا۔ مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر مکان کے باہر چلی آئیں اور اُنھیں اپنی پالکی گاڑی میں بٹھا کر بیت تم کا نقاب اٹھا دیا۔

تندرستی ہزار نعمت ہے

کون نہیں جانتا کہ تندرستی اور صحت جسمانی پر انسان کے جملہ تعلقات دینی و دنیوی کا دار و مدار ہے کس کو نہیں معلوم کہ اگر صحت و تندرستی حاصل نہو تو انسان کا دنیا میں موجود ہونا محض بیکار ہے۔

تندرستی ہی ایک ایسی نعمت ہے جس کو انسان اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز و اقربا، دوست احباب، اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے۔

تندرستی ہی سے انسان دنیا میں رہکر نیک و بد اعمال پر قادر ہو سکتا ہے۔ اور اپنی ہستی کی ضروریات کو اچھی طرح پورا کر سکتا ہے۔

تندرستی ہی انسان کو دنیا میں نیکنامی کے ساتھ اعلیٰ اعلیٰ مدارج پر فائز کر سکتی ہے، اور عقبےٰ کے لیے بھی بلند سے بلند تر مراتب حاصل کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔

تندرستی ہی دنیا کی عجیب و غریب ایجادوں کی موجب ہے۔ آج دنیا میں جس قدر اشیا ہیں وہ سب تندرستی کی بدولت ہیں۔

غرضکہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہیں جس میں انسانی ضرورت کا احساس ہوتے ہوئے تندرستی کو دخل نہو۔

انسان تو انسان اس نعمت کی جانوروں کو بھی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ زندگی کو روح کی۔

کچھ جانداروں ہی پر موقوف نہیں بیجان چیزوں کے لیے بھی اس کی اشد ضرورت ہے، معمولی سے معمولی کمہار کے بنائے ہوئے مٹی کے برتن آپ اُسی وقت برتنا اور گھر میں رہنے دینا پسند کر سکتے ہیں جب تک اُن میں کوئی بُرائی یا عیب پیدا نہو۔ اور بدنما نہ ہو جائیں

اس لیے انسان کو اپنی تندرستی کی بے انتہا قدر کرنی چاہیے، اور جہانتک ممکن ہو ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے جس سے تندرستی میں بدنمائی پیدا نہو سکے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب صحت میں بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے تو اپنے بیگانے سب نفرت کرنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اپنے پاس تک بٹھانا پسند نہیں کرتا۔

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تندرستی کی قدر کس طرح کی جائے اور کیا طرز عمل اختیار کیا جائے جو صحت و تندرستی کو اعلیٰ پیمانہ پر قایم رکھ سکے اور اُس میں کوئی بُرائی نہ پیدا ہونے دے؟

پروردگار عالم نے جہاں انسان کے لیے تندرستی کو نعمت عظمےٰ قرار دیا ہے وہاں اُس کی حفاظت کے لیے بھی کافی سامان پیدا کر دیا ہے اور ایسے ایسے ذرائع قرار دیے ہیں جن سے انسان پورے طور پر اُس کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ صحت میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہو گئی ہو تو انسان اُن کے ذریعہ سے قرار واقعی طور پر اُسکا تدارک کر سکتا ہے۔

یہ ذرائع آپ کو بجز اُن حکما و اطبا کے جنکو خدا نے محض اسی کام کے لیے مامور و مخصوص فرمایا ہے اور کسی سے دستیاب نہیں ہو سکتے بشرطیکہ آپ اُن کی تلاش و جستجو کریں۔ اور اپنا تھوڑا سا وقت بھی اُن کی تحریر و تقریر کے دیکھنے اور سُننے میں خرچ کریں۔

لیجیے ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں

اور منجملہ سینکڑوں ذرائع کے چند ذیل میں درج بھی کیے دیتے ہیں:-

جوہر محسنی تندرستی اور صحت قائم رکھنے کا پہلا ذریعہ ہے۔ کیونکہ فی صدی نچانوے بیماریاں معدے کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہیضہ، بدہضمی، درد شکم، نفخ شکم، تخمہ، قراقر، کھٹی ڈکاروں کا آنا۔ غذا کا اچھی طرح ہضم نہ ہونا ضعف معدہ جسم میں خون کی کمی، اشتہا کا نہونا یا کم ہونا، قوئے کا کمزور ہونا اور اس وجہ سے اکثر درد سر رہنا اور اسی قسم کے ہزاروں امراض سے جو معدے کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں محفوظ رکھتا ہے اور اگر موجود ہوں تو انکو بہت ہی قلیل عرصہ میں فنا کر دیتا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ مقدار خوراک بہت کم یعنی صرف ایک چاول قسم اول اور ایک تی قسم دوم کی ہے۔ **قیمت** فی شیشی قسم اول تیس خوراک صرف عہ قسم دوم بتیس خوراک صرف عہ

ٹانک پلز یہ حفظان صحت کا دوسرا ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان میں طاقت کم ہو گی تو وہ محنت اور جفاکشی کے کام ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ یہ گولیاں محض جسمانی طاقت ہی کیلیے مخصوص نہیں بلکہ روحانی طاقت کے لیے بھی اکسیر ہیں۔ ان گولیوں کو بڑھاپے کی ٹیک (لاٹھی) سمجھنا چاہیے، اور جوانی کے بوڑھوں کو نوجوان بنانیوالی اکسیر کیونکہ زائل شدہ قوت کو واپس لے آتی ہیں کمزوری کی شرمندگیوں سے محفوظ رکھتی ہیں، ہمارا وعدہ ہے کہ ان گولیاں کے ہوتے ہوئے کیمیائے صحت کے لیے ان سے بڑھکر اکسیر ہو ہی نہیں سکتی۔ ننو گولیوں کی **قیمت** عہ

مایہ ناز یہ صحت کا تیسرا ذریعہ ہے۔ اور وہ آب حیات ہے جو نسل قطع ہو جانے کے اسباب کو یکقلم دور کر دیتا ہے، اور ناعاقبت اندیش نوجوانوں کی جھوٹی طرح اشک شوئی کر کے انکو اُن کی امیدوں میں کامیاب اور اُن کے شرمناک نتایج کا سدباب کر دیتا ہے **قیمت** فی شیشی جس میں ۶ ماشہ طلا ہو گا قسم اول عہ قسم دوم عہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

جوں کش روغن عورتوں اور بچوں کی صحت کا چوتھا ذریعہ۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے صرف دو مرتبہ سر میں لگانے سے جوؤں کا نام نہیں رہتا۔ نہایت خوشبودار قیمت فی شیشی عہ

گٹھیا کا دشمن صحت کا پانچواں ذریعہ۔ تمام اعصابی درد کو جڑ سے اُکھاڑ دینے کیلیے لاجواب اور اسم با مسمی ہے۔ قیمت فی شیشی مع دوسری دوا عہ نصف عہ اگر آتشک یا سُوزاک ہوا ہو تو ضرور

سنون محسنی اس قدر اعلیٰ درجہ کا سریع الاثر کوئی منجن دیکھنے ہی میں نہیں آیا۔ ہماری گیارنٹی کی انتہا یہ ہے کہ اگر فائدہ نہ دے تو دام قیمت واپس۔ ضرور طلب کیجیے۔ قیمت ۸ فی تولہ

دوائیں ملنے کا پتہ:- مینیجر ایس۔ ایم۔ تہذیب اینڈ کمپنی تہذیب میڈیکل ہال۔ دہلی (محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار)

تحفہ ماہِ ربیع الاول



بہت جلد طلب کر لیجیے ایسا نہ ہو کہ ختم ہو جائے

منیجر نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ ڈپو دہلی

اب کے ربیع الاوّل میں کیا ہوگا

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی کا لکھا ہوا مشہور میلاد نامہ ہر محفل میں پڑھا جائے گا کیونکہ اس کی تمام روایتیں معتبر کتابوں سے لی گئی ہیں اور اسمیں آنحضرتؐ کی برکت شان زندگی وہ عملی حصے قلمبند کر دیئے گئے ہیں جن کی تقلید ہر مسلمان کر سکتا ہو۔ زبان ایسی صاف اور آسان ہے کہ عورتیں اور بچے بے تکان پڑھ سکتے ہیں۔ نظمیں بھی موقع موقع پر نہایت عمدہ ہیں۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک وغیرہ ایک روپیہ (عہ)

باپ کو غصہ آگیا

جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی لڑکیاں اور لڑکے تمام دن ایک کتاب کے پڑھنے میں معروف رہے اور شام ہوگئی جب بھی اندھیرے میں اُسکو پڑھے جاتے ہیں، باپ نے قریب جاکر دیکھا تو کتاب کا نام اولاد کی شادی تھا وہ یہ نام دیکھتے ہی غصہ ست بیتاب ہوگیا اور اُس نے کہا "بچوں کو شادی بیاہ کے قصے پڑھنا بری بے غیرتی کی بات ہے" مگر بچوں کی ماں نے جواب دیا۔ صاحب میں نے یہ کتاب ان کو پڑھنے کیلئے دی ہے کیونکہ میرے خیال میں وہ شریعت کا حکمنامہ ہے اور دنیا کے تجربات کا خزانہ ہے اور میرے خیال میں ہر لڑکے اور لڑکی کو شروع سے یہ کتاب پڑھا دی جائے تاکہ شادی بیاہ کی خرابیاں ہماری قوم سے دور ہوں۔ باپ نے کہا کہ اچھا اگر ایسی چیز ہے تو میں بھی پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں مگر تعجب اسپر ہے کہ بچوں کا دل اس کتاب میں کیونکر لگ گیا۔ بیوی نے کہا کہ کتاب اولاد کی شادی بہت ہی دلچسپ ہے اور ہر بیان بڑا مزیدار لکھا گیا ہے خصوصاً صفدری کا قصہ تو ایسا درد ناک ہے کہ پڑھنے سے دل ہلا جاتا ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی ہیں جن کی کتاب بیوی کی تعلیم، اور بیوی کی تربیت کا یہ تیسرا حصہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول۔

مرتے وقت کی وصیت

جب ماں مرنے لگی تو اُس نے بچوں کو وصیت کی کہ میلاد شریف کی محفل ہر سال بلاناغہ کیا کرنا اور اُس میں حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا لکھا ہوا میلاد نامہ پڑھوانا۔ کہ اُس کے سب بیان بڑی معتبر حدیثوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں اور اُردو زبان میں ایسا اچھا میلاد نامہ اور کوئی نہیں ہے۔ آپ بھی اسکی ایک جلد فوراً منگا لیجیے۔ قیمت صرف عہ

اسلام تم سے اپنا حق مانگتا ہے

اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی تبلیغ کرو اور غیر مسلم لوگوں کو مسلمان بناؤ اگر تم یہ حق ادا کرنا چاہتے ہو تو حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ضخیم کتاب فاطمی دعوت اسلام خرید لو۔ اس سے تم کو غیر مسلموں کو مسلمان بنانا آجائے گا اور نہایت آسانی کے ساتھ تم اسلامی تبلیغ کا فرض پورا کرکے اپنے خدا۔ اپنے رسولؐ اور اپنی قوم کے سامنے سرخروئی حاصل کرسکوگے۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول وغیرہ ستے،

غالب پر سنہ ۱۸۵۷ء میں کیا گزری

اس کو غالب نے خود روزنامچہ کے طور پر لکھا ہے اور جو "غالب کا روزنامچہ غدر" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ روزنامچہ کے علاوہ اُن کی کتاب دستنبو کا اُردو ترجمہ بھی ساتھ ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲ار

اگر کسی کے پیارے بچے مر گئے ہوں

اور ان کے فراق میں دل بہت بیقرار ہو تو اُس کو چاہیئے کہ کتاب جنت کے خطوط منگا کر پڑھے۔ کلیجہ کے زخم میں فوراً ٹھنڈک پڑ جائے گی۔ قیمت صرف چھ آنے (۶ر) علاوہ محصول۔

ہر مسلمان پر فرض ہے

کہ وہ اسلام کی اشاعت کرے، مگر ہر مسلمان کیونکر اسلام کی اشاعت کر سکتا ہے۔ اس کی مفصل ترکیب کتاب فاطمی دعوت اسلام میں ہے جس کو حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے تصنیف کیا ہے۔ قیمت فی جلد ستے،

فکر بیٹی کے باپ کو ہے

کہ وہ جوان ہوگئی اور اب اُس کی شادی کی فکر میں نیند نہیں آتی۔ اُس سے کہو کہ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب اولاد کی شادی منگا لے۔ اس میں ہر قسم کے دینی اور دُنیاوی مشورے درج ہیں جنکو پڑھکر بیٹی کے لیئے اچھا شوہر آسانی سے منتخب کیا جاسکتا ہے قیمت عہ

بیچاری کا شوہر مر گیا

اور وہ اُس کی یاد میں بے قرار ہے۔ راتوں کو نیند حرام ہو رہی ہے۔ اُس کو شاید معلوم نہیں کہ کتاب جنت کے خطوط میں تسلی کا علاج موجود ہے۔ اور شوہر کا خط اُس کے اندر موجود ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف چھ آنے۔

اپنی بیوی کو نصیحت کرو

کہ زیور میں روپیہ برباد نہ کرے اور یہ روپیہ کسی تجارت میں لگا دے جس سے چند روز میں وہ رقم دگنی ہو جائیگی۔ کس تجارت میں فائدہ ہے؟ اسکا بیان "تجارت کی پہلی کتاب" میں ہے اُس کو غور سے پڑھکر کسی قسم کی تجارت شروع کردو۔ قیمت صرف عہ

بارہویں کے بعد گیارہویں

ربیع الاوّل کی بارہویں کو جسطرح جگہ جگہ خواجہ حسن نظامی کا میلاد نامہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح ربیع الثانی کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں خواجہ صاحب کی کتاب "محفل نامہ گیارہویں شریف" پڑھی جاتی ہے۔ ہر شخص کی پسندیدہ کتاب ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲ار

حمائل شریف

نمونہ

مترجم

بترجمہ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مع فہرست آیات · مع اسباب نزول · مع تعبیر القرآن · مع خواص القرآن · مع شان نزول · مع تیسیر القرآن · مع فوائد القرآن · مع ترجمۂ اردو

حضر میں

بھی اس حمائل شریف میں تلاوت کرنا بہتر ہے کیونکہ بڑی تقطیع کے ضخیم ضخیم قرآن مجید آسانی کے ساتھ تلاوت نہیں کیے جاتے اور اُنکے اُٹھانے رکھنے کھولنے اور بند کرنے میں غیر معمولی طور پر تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیئے اُن لوگوں کے لیئے بھی جو سفر میں نہیں رہتے اور زیادہ تر اپنی عمر مکان پر ہی بسر کرتے ہیں یہ حمائل شریف منگا لینی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کو منگا کر نہ صرف وہ اُن دقتوں اور دشواریوں ہی سے نجات حاصل کر لینگے جو بڑے بڑے قرآنوں کی تلاوت کے لیئے پیش آتی ہیں بلکہ اُن تمام نعمتوں کو بھی حاصل کر سکینگے جو اس حمائل شریف میں موجود ہیں اور کسی دوسرے قرآن میں مجموعی طور پر اُن تمام باتوں کو نہیں پایا جاتا۔ اس لیے آج ہی طلب فرما لیجیئے۔

سفر میں

بڑے بڑے قرآن مجید ساتھ رکھنا نہایت دشوار امر ہے اس لیئے اگر آپ سفر میں زیادہ رہتے ہوں تو اس قابلِ قدر حمائل شریف کی ایک جلد فوراً طلب فرما لیجیئے، اور ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھیئے کلام الٰہی کی تلاوت فرمائیے اور ترجمہ سے منشاء خداوندی سے واقفیت بہم پہنچائیے اس میں خواص القرآن بھی درج ہیں، فوائد القرآن بھی موجود ہیں، آیات قرآنی کی شان نزول اور اسباب نزول بھی۔ فہرست آیات بھی تیسیر القرآن بھی اور تعبیر نامۂ منجاب بھی درج ہے۔ متن چھنا شدہ ہے اور اس لیئے تلاوت کے وقت نگاہ پر زیادہ زور نہیں پڑتا۔ ترجمہ تحت اللفظ ہے اور وہ بھی مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ جو تمام ہندوستان میں خاص طور پر مقبولیت حاصل کر چکا ہے +

والمحصنٰت ۵   ۱۲۹   النساء ۴

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا
بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ
مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ
بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

شان نزول

والمحصنٰت الآیۃ غزوۂ اوطاس میں کفار کی بیبیاں اور لڑکیاں عندیہ مسلمانوں کے قبضے میں آئیں

منزل ۲

تو مسلمانوں نے مطابق شرع کے جائز ہونے کر اُن سے صحبت کرنی چاہی لیکن ان کے شوہر دار ہونیکا اندیشہ دل میں تھا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ شوہر دار لونڈیاں حلال ہیں

ہدیہ مجلد چرمی پانچ روپیہ آٹھ آنہ۔ رعایتی چار روپے

ملنے کا پتہ

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

تجارت
کی
پانچویں کتاب
بہی کھاتہ

جس میں

ہر قسم کا تجارتی حساب کتاب مکمل نمونے لکھکر عملی طور سے بتایا گیا ہے

یہ طرز قدیم اور طرز جدید کا ایک مجموعہ ہے اور اس کے مطالعہ سے نہ صرف قدیم مہاجنی حساب کتاب سے واقفیت ہو سکتی ہے بلکہ جدید انگریزی طریقوں کی پوری مہارت بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں فن بہی کھاتہ کے متعلق ابتدائی باتیں اور ضروری معلومات درج کیگئی ہے۔ دوسرے میں بہیوں کی پوری تفصیلات ہیں۔ تیسرے میں خطوط بندی اور چوتھے میں روزنامچہ نقد یا کیش بک کا حال بیان کیا گیا ہے۔ پانچویں میں جمع بہی اور نام بہی چھٹے میں جاکڑ جمع اور نام بہی ساتویں میں نقل ہنڈی بہی۔ آٹھویں میں روزنامچہ یا جرنل اور نویں میں کھاتہ پر بحث کی گئی ہے۔

ہر باب میں مفصل ہدایات و معلومات درج کرکے مزید طور پر سمجھانے اور دلنشین کرنے کے لیئے ہر قسم کے انگریزی اردو نمونے اور نقشے بنائے گئے ہیں اور ان کی باقاعدہ خانہ پری کرکے کام کرنے کا طریقہ دکھایا گیا ہے۔ آخر میں کھتیان۔ نقل ہنڈی۔ کھتیان روزنامچہ خاص۔ نفع نقصان کھاتہ۔ نقد روزنامچہ بذریعہ امپرسٹ سسٹم۔ سرمایہ۔ بٹہ کھاتہ وسرمایہ کی قیمت، آڑہت وغیرہ ضروری مضامین کو مکمل نقشے اور تفصیلی نمونے درج کرکے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔

یہ حساب کتاب کے وہ طریقے ہیں جو آج یورپ و امریکہ کی تجارتی کوٹھیوں اور ہندوستان کے بڑے بڑے فرموں اور کارخانوں میں رائج ہیں اور ان سے واقف ہوئے بغیر کاروباری دُنیا میں قدم رکھنا بے سود ہے۔

اگر آپ تاجر ہیں ——— تو آپ کے لیئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر آپ نہ اپنے کاروبار کا حساب سمجھ سکتے ہیں اور نہ اپنے ملازمین کی جانچ کر سکتے ہیں۔

اور

اگر آپ کلرک ہیں ——— تو آپ کے لیئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر حساب کتاب آپ درست نہیں کرسکتے اور نہ اپنے مالکوں کو خوش رکھکر ترقی کے مستحق ہو سکتے ہیں

اور

اگر آپ بیکار ہیں ——— تو آپ کے لیئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے کیونکہ اس طرح آپ تجارتی حساب کتاب سے واقف ہو کر معقول ملازمت حاصل کرسکتے ہیں۔

جن لوگوں نے کتاب تجارت کے پہلے چار حصے خرید کیئے ہیں اُن کو یہ پانچواں حصہ فوراً منگا لینا چاہیئے

ایسا نہ ہو کہ کتاب نکل جائے اور اُن کا سٹ نامکمل رہے

قیمت مجلد عہ　　　　قیمت مجلد عہ

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

فنِ سراغ رسانی

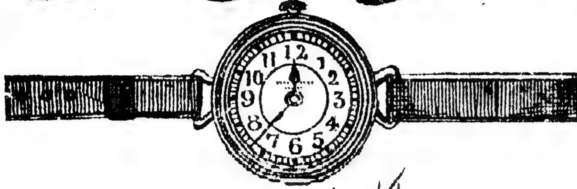
مصنّفہ

عالیجناب رائے پارس داس صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ و خزانچی دہلی

یہ کتاب فنون رسانی کی کتب سے پہلی جامع اور ضخیم کتاب ہے۔
یہ کتاب اس قدر معلومات پر مشتمل ہے کہ اُردو اور انگریزی میں ایسی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی۔
یہ کتاب ہندوستان کی پولیس میں ایک نئی روح پھونک دے گی۔
یہ کتاب جرائم اور جرائم پیشہ اشخاص کے سربستہ راز منکشف کر دے گی۔
یہ کتاب پولیس کو سچے رہنما کا کام دے گی۔
یہ کتاب پولیس کے دامن سے بدنامی کا داغ دھو کر نیک نام بنائے گی۔
یہ کتاب ایک کانسٹبل کو سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر پہنچائے گی۔
یہ کتاب سُراغ رسانی کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔
یہ کتاب محکمۂ خفیہ پولیس کی مشعل راہ ہے۔
یہ کتاب وکلاء کی کامیابی کا راز ہے۔
یہ کتاب ججوں اور مجسٹریٹوں کے لیئے معاملہ فہمی اور روشن دماغی کا واحد ذریعہ ہے۔
یہ کتاب ڈاکٹروں کیلیئے نہایت مفید ہے کیونکہ اسے پڑھکر وہ ڈاکٹری متعلقۂ عدالت و پولیس وغیرہ سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔
یہ کتاب پبلک کیلیئے ایک بہترین رہنمائے زندگی ہے کیونکہ یہ انسان کو عاقبت اندیش دُنیا کی مکاریوں اور عیاریوں سے باخبر اور اُن سے محفوظ رہنے کیلیئے تیار بناتی ہے۔
یہ کتاب فسانہ نگاروں کی روح ہے کیونکہ ہزارہا فسانے اور سچے پلاٹ اس سے بنائے جا سکتے ہیں
یہ کتاب لوگوں کو فن سُراغرسانی کیطرف توجہ دلائیگی اور اُمید ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی سُراغرساں پیدا ہوں گے۔
یہ کتاب پولیس میں سراغرسانی کا مذاق پیدا کرے گی اُسے فرض منصبی سے آگاہ کرے گی، ہر مشکل میں آسان راہ بتائے گی اور آخر کار ہر معاملہ میں کامیابی کی آخری منزل پر پہنچائے گی۔
یہ کتاب موجودہ سراغرسانوں کے لیئے ایک ماہر اُستاد کا کام دے گی اور اُنہیں سراغرسانی کے ایسے طریقے بتائے گی جو آج تک اُنہیں معلوم نہ تھے۔
یہ کتاب عملی طور پر پڑھی جائیگی اور اُس کی ہدایتوں پر کما حقہٗ عمل کیا جائیگا تو ایک طرف پولیس کی کامیابی لازمی اور دوسری طرف ارتکاب جرائم کی کمی یقینی ہے۔
یہ کتاب درحقیقت اسقدر مفید ہے کہ نہ صرف سی آئی ڈی کے ملازمین نہ صرف اہل پولیس صرف حکام بلکہ کل اُردو خواں حضرات کے پاس ضرور ہونی چاہیئے۔ حجم تقریباً ۱۰۰ صفحے قیمت ۲ مجلد ۳

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

کلائی میں طلائی



بالکل مفت

قوّتِ بازو سے حاصل کیجیے

ہمنے ارادہ کیا ہے کہ رسالہ دین و دُنیا کی توسیع اشاعت کے لیئے تحائف تقسیم کیئے جائیں تاکہ اُن صاحبوں کا جو اس دینی و دُنیاوی رسالہ کی ترقی کیلیئے ہمدردی و دلسوزی کا اظہار کریں قلمی شکریہ کے ساتھ عملی شکریہ بھی ادا ہو سکے۔ ہمنے تحائف مقرر کرتے وقت گھڑیاں کو سب سے زیادہ موزوں سمجھا ہے جو دین و دنیا دونوں کے معاملات میں کارآمد ہیں۔ اُمید ہے کہ دین و دُنیا کے قدردان ان انعامات کو حاصل کرینگے اور ہم بہت جلد رسالہ کے صفحات میں جلی حرفوں کے ساتھ اُن کے نام نامی کو شائع کر سکینگے۔

پہلا انعام "ایک طلائی گھڑی" ہے

یہ اُس دلسوز و ہمدرد خریدار کی خدمت میں پیش کی جائے گی جو رسالہ دین و دُنیا کے لیئے ایک سَو نئے خریدار پیدا کرے گا۔

دوسرا انعام ایک نقرئی گھڑی ہے

یہ اُس بہی خواہ رسالہ کی نذر ہوگی جو پچاس نئے خریدار بہم پہنچائے گا۔

تیسرا انعام ایک نکل کی گھڑی ہے

یہ اُن حضرات کو ارسال ہوگی جو رسالہ کے لیئے ۲۵ نئے خریدار حاصل کریں گے۔

چوتھا انعام دو روپے کی کتابیں ہیں

اور یہ اُن صاحبوں کو دیا جائے گا جو رسالہ دین و دُنیا کو دس نئے خریدار عطا کریں گے

پانچواں انعام ایکروپیہ کی کتابیں ہیں

اور یہ اُن لوگوں کو ملیگا جو رسالہ کو پانچ خریدار دینگے۔

مینیجر رسالہ دین و دنیا دہلی

تجارت کی پہلی کتاب

مبادیات تجارت

پھر تیار ہو گئی

اس میں تجارت کی تمام ابتدائی اور ضروری باتوں کی خوبی کیساتھ تعلیم دیگئی ہے

ہندوستان میں تجارت کرنے کو عموماً بہت آسان بات سمجھ لیا جاتا ہے اور جسکا جی چاہتا ہے معمولی یا غیر معمولی رقم لگا کر تاجر بن بیٹھتا ہے۔ اُس کو نہ اس سے غرض ہوتی ہے کہ میں جس تجارت کو اختیار کر رہا ہوں وہ میرے مناسب حال ہے یا نہیں، نہ اس پر غور کرتا ہے کہ جس وقت اور جس موقع پر میں یہ تجارت شروع کرتا ہوں وہ اس تجارت سے مناسبت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ نہ اُس کو اس کی خبر ہوتی ہے کہ مجھے تجارت سے معقول نفع اُٹھانے کے لیئے کن کن وسائل اور ذرائع کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔ غرض جس قدر باتیں ہوتی ہیں وہ بے اُصولی اور بے ضابطگی کے ساتھ عمل میں لائی جاتی ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت سے نفع اُٹھانا تو درکنار اصل سرمایہ بھی خاک میں ملکر رہ جاتا ہے۔

تجارت کی پہلی کتاب "مبادیات تجارت" میں انہی باتوں پر بحث کر کے سمجھایا گیا ہے کہ تجارت کیا ہے؟ کب اور کیونکر شروع ہوئی؟ عقل و دماغ، اور عادات و اطوار پر تجارت کا کیسا اثر پڑتا ہے؟۔ تجارتی شخص کا کیرکٹر کیسا ہونا چاہیئے؟ تجارت کی تعلیم کب اور کہاں اور کیونکر حاصل کی جائے۔ تجارت کی کتنی صورتیں ہیں جن سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے؟۔ کس شخص کو کون سی تجارت اختیار کرنی چاہیئے؟۔ بلا سرمایہ اور شرکت سرمایہ سے تجارت کیونکر کیجائے۔ تجارت میں کامیابی حاصل کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ کامیاب تاجروں کے حالات و اقوال وغیرہ اور بہت سی دوسری معلومات۔

مشاہیر ملک اور ماہرین فن تجارت نے جب اس کتاب کو دیکھا تو بالاتفاق اسکی تعریف کی، اُن کی رائے میں یہ کتاب اُن لوگوں کے لیئے جو تجارتی دُنیا میں قدم رکھنا اور اُس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں ایک زبردست رہنما ہے

اگر آپ تجارت سے نفع چاہتے ہیں تو

تجارت کی پہلی کتاب کا مطالعہ فرمایئے کیونکہ اس میں تجارت کے تمام نشیب و فراز سمجھائے گئے ہیں اور نفع حاصل کرنے کے ہزارہا طریقے اور وسائل بتائے گئے ہیں جن سے آپ واقف نہ ہوں گے۔

اگر آپ تجارت کا ارادہ رکھتے ہیں تو

تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کی پہلی کتاب کا مطالعہ کر لیجیئے تاکہ آپ کے سرمایہ پر آنچ نہ آئے اور آپ ناتجربہ کاری کے سبب سے نقصان نہ اُٹھائیں اور آپکو معلوم ہو جائے کہ آپ کو کب اور کس قسم کی تجارت کرنی چاہیئے؟

اگر آپ کے پاس سرمایہ نہیں تو

اس کتاب کا مطالعہ کیجیئے کیونکہ یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ آپ بغیر سرمایہ کے بھی تجارت کر سکتے ہیں۔ مگر کون سی اور کس طرح؟

قیمت فی جلد علاوہ محصول عہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

اِنقلاب کا دُوسرا ورق

مہاتما گاندھی نے جس سیاسی اور ذہنی اور معاشرتی انقلاب کی بُنیاد ہندوستان میں رکھی تھی اُس کی انقلابی کتاب تمام دُنیا نے پڑھی، مگر اب وہ چند مہینے سے بند پڑی تھی ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں دہلی کی اسپیشل کانگریس میں اس کتاب کو پھر کھولا گیا اور اس کے صدر (پریسیڈنٹ) مولانا ابوالکلام آزاد نے انقلاب کا دوسرا ورق پڑھکر سُنایا۔ وہ انقلاب ہولناک ہے یا مسرت انگیز۔ خونریز ہے یا گلریز؟ اسکا حال پڑھنے ہی سے معلوم ہوگا۔ جس کو خواہش اس کے معلوم کرنے کی ہو وہ ہم سے انقلاب کا دوسرا ورق منگا کر دیکھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

کی

یہ تقریر صدارت کوئی معمولی چیز نہیں ہے. علاوہ اس کے کہ مولانا نے اسمیں بہت سی سیاسی اور غیر سیاسی حقیقتوں کو بے نقاب کردیا ہے ادبی حیثیت سے بھی اس قابل ہے کہ اُردو حُسنِ ادب کے دلدادہ اسکی جلوہ آرائیوں سے اپنے دل و دماغ کو منور و مسرور بنائیں۔ قیمت صرف ۶ر تین جلدوں سے کم منگانے میں محصولڈاک زیادہ صرف ہوگا اسلیئے ایک جلد منگانی ہو تو دوسری کتابوں کے ساتھ منگائیے۔ ورنہ کم ازکم تین جلدیں طلب کیجیے۔

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

چند بے مثل و بے مثال کتابیں

حکومت اور خلافت

اس زمانہ میں کسی مسلمان کا خلافت کے مفہوم سے ناواقف رہنا افسوسناک ہے اس کتاب کو ضرور دیکھئے اس میں اسلامی خلیفہ اور مسیحی پوپ کا فرق دکھایا گیا ہے۔ خلافت اور قرآن حکیم، خلافت اور حدیث نبوی، خلافت اور جزیرۃ العرب، خلافت اور دنیوی طاقت، غیر مسلم اور ارض مقدس، خلافت اور شاہ حجاز، خلافت اور دیگر مقامات مقدسہ وغیرہ ضروری مضامین پر عالمانہ بحث کی گئی ہے قیمت ۴؍

جمال الدین افغانی

سید جمال الدین افغانی بہت بڑے مسلمان لیڈر تھے جنہوں نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک کرنے کی بنیاد ڈالی تھی۔ یورپ کے مدبرین ان کے نام سے لرزہ بر اندام ہوتے تھے۔ مولانا ظفر علی بی۔ اے سابق اڈیٹر زمیندار نے یہ کتاب بڑی محنت اور کوشش سے تیار کی ہے اور اسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں کس طرح رشتۂ اخوت قائم ہو سکتا ہے۔ قیمت ۴؍

عباسیوں کی داستان

یعنی خاندان عباسیہ کے مشہور خلفا کے مستند اور صحیح حالات۔ دولت عباسیہ کی ابتدا، شباب اور پھر خاتمہ۔ ان کے علمی کارنامے۔ شاہانہ فیاضیاں، حیرت انگیز عمارات بغداد کی مفصل تاریخ۔ سب باتیں آپ کو کتاب "بغداد" میں ملینگی جسے خواجہ عباد اللہ صاحب بی۔ اے نے نہایت قابلیت کے ساتھ تالیف کیا ہے لکھائی چھپائی عمدہ قیمت [illegible]

صدیق اکبر

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مکمل و مستند سوانح عمری آپ کی مذہبی خدمات آپ کے زمانہ کی اسلامی فتوحات نیز اور بھی بہت سے تاریخی واقعات آگئے ہیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اب تک حضرت صدیق اکبر کی جو سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ جامع اور صحیح اور عمدہ سوانح عمری ہے۔ قیمت [illegible]

پنجاب کے علماء و مشائخ

اس کتاب میں پنجاب کے تقریباً سو مشہور اور نامور علماء اور مشائخ کی سوانح عمریاں درج کی گئی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ پنجاب [illegible] اسلام کی برکات سے مالامال ہوا کیسی کیسی نامور ہستیاں عالم وجود میں آئیں [illegible] کتاب [illegible] عالی دماغ خواتین [illegible] لطافت عقل و نزاکت خیال کی [illegible] دنیا میں مشہور ہیں۔ قیمت ۱۰؍

حیاتِ گاندھی

یعنی مسٹر گاندھی کی مکمل سوانح عمری۔ ابتدائی حالت۔ ممالک غیر میں بود و باش۔ ملکی خدمت کی ابتدا۔ اور آخر کار اپنے خلوص اور صداقت کی بنا پر ہندوستان کا سب سے بڑا لیڈر بنجانا۔ جو لوگ دنیا میں بڑا بننا چاہتے ہیں اس کتاب کو پڑھیں۔ قیمت ۸؍

حالات علی برادران

مولانا محمد علی صاحب و مسٹر شوکت علی صاحب کی سوانح عمری، پولیٹیکل زندگی کے نمایاں پہلو اور قومی کارنامے۔ اہم تقریروں کے خلاصے اور ہر قسم کی ضروری معلومات۔ یہ کتاب ایک تعلیم یافتہ خاتون نے تصنیف کی ہے۔ قیمت ۸؍

خواتین دکن

سرزمین دکن کی ان نامور خواتین کی سوانح عمریاں جو صرف تعلیم یافتہ اور عالی دماغ ہی نہ تھیں بلکہ جنہوں نے میدان کارزار میں بھی اپنی جوانمردی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ یہ کتاب نہ صرف تاریخی پہلو سے بلکہ آزادی و حریت کی بنا پر بھی قابل دید ہے جو اس وقت ہندوستان کی تعلیم یافتہ معزز خواتین میں پھیل رہی ہے۔ قیمت صرف ۸؍

پولیٹیکل لیڈروں کی بیویاں

ایک نہایت دلچسپ کتاب جس میں ۲۰ تعلیم یافتہ محب وطن خواتین کے حالات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ان خواتین میں زیادہ تر ایسی ہیں جن کے شوہر اس وقت جیلخانے میں مبتلائے مصائب ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس وقت کیسی کیسی تعلیم یافتہ عالی خیال اور اولوالعزم عورتیں موجود ہیں۔ قیمت ۱۲؍

روایات اسلام

رسول اللہ کے دربار میں اور خلفاء کبار کی محفلوں میں جو دلچسپ اور قابل عبرت واقعات پیش آئے ہیں وہ سب کے سب اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان مرد اور عورتیں اظہار حق میں کیسی آزادی اور جوانمردی سے کام لیتی تھیں۔ خلفا اور صحابہ کرام کے پاک اور سادہ زندگی کی روایات پڑھ کر دل بھر آتا ہے۔ جابجا مولانا شبلی مرحوم کی مؤثر نظمیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں سب کے مطالعہ کے قابل ہے۔ قیمت ۱۲؍

علمائے اسلام اور علمائے یورپ کا مقابلہ

جس میں علمائے اسلام اور علمائے یورپ کے فلسفیانہ اور حکیمانہ قابلیتوں کا باہم موازنہ کیا گیا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی اور بہت سے دیگر علمائے اسلام کی [illegible] علم دوست اصحاب کے لئے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت [illegible]

صرف چار

قابل قدر کتابوں کا ضروری اشتہار

سرمایہ آخرت

ہر مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ دُنیا کی فکر کے ساتھ ساتھ عقبیٰ کے لیئے سرمایہ فراہم کرتا رہے۔ تاکہ سعادت دارین سے محروم نہ رہے۔

یہ کتاب تمام فقہی کتابوں کا عطر ہے تمام ارکان اسلام کے متعلق جو شرعی اور ضروری مسائل ہیں وہ سب اسمیں موجود ہیں، اس کتاب کے مطالعہ سے معمولی استعداد کا آدمی بھی مسائل شرعیہ کا ماہر ہوجاتا ہے۔

فقہ کے متعلق کوئی کتاب بھی ایسی نہیں ہے جسکا ضروری خلاصہ اسمیں موجود نہ ہو۔ اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جسکی معلومات سے یہ کتاب خالی پائی جائے ولادت آدم ؑ سے لیکر حضرت نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک تمام پیچیدہ مسائل اور بڑے بڑے شبہات کو مکالمہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق تمام فقہی مسئلے اسمیں تفصیل اور تصریح کے ساتھ درج کر دیئے گئے ہیں آخر میں جمعہ اور عیدین کے خطبات بھی درج ہیں۔ قیمت عہ/

تعلیمی قصے

بچوں کی تعلیم قصوں کے ذریعہ سے جتنی پُر اثر ہوتی ہے اُس کے لیئے کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں۔ فارسی زبان میں گلستان، بہار دانش انوار سہیلی وغیرہ وغیرہ اسی خیال کے تحت میں مرتب ہو کر شائع ہوئیں اور درسگاہوں میں اسقدر مقبول اور مفید مانی گئیں کہ سینکڑوں برس کے بعد آج بھی اُن کی ویسی ہی مقبولیت موجود ہے۔ جدید نصاب تعلیم اگرچہ چھوٹے چھوٹے قصوں کا ہی منت پذیر ہے لیکن یہ قصے اُتنے دلچسپ اور موثر نہیں ہوتے جسقدر قدیم کتابوں کے قصے ہوتے ہیں۔ اس لیئے ہم آپکے بچوں کی علمی اور اخلاقی تعلیم کے لیئے مشورہ دینگے کہ آپ اُن کو بے تامل

انوار سہیلی کا اُردو ترجمہ

پڑھائیے اسکا ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے ہر قصہ نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے اور اخلاقی تعلیم کے لیئے نہایت عمدہ اور بہترین کتاب ہے۔ مضبوط اور عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۱۲/

منشی اور قبالہ نویس

منشی اور قبالہ نویس حضرات آجکل ہی روپیہ پیدا نہیں کر رہے بلکہ ہر زمانہ میں ان کی قدر و عزت ہوتی رہی ہے اور کوئی زمانہ یا عہد ان کی عام ضرورت سے خالی نہیں پایا جاتا۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے جلد سے جلد اعلیٰ درجے کے منشی عدالت کے تمام کاغذات اور عدالتی کارروائیوں سے ماہر ہوجائیں۔ مال۔ دیوانی۔ فوجداری کی تمام باتیں اُن کو معلوم ہوں۔ بہترین خط و کتابت وہ کر سکیں تو آپ فوراً اُن کو ایک جلد کتاب

رقعات عنایتعلی

منگا کر دید یجیئے۔ اس کو پڑھکر وہ بہت جلد اعلےٰ درجہ کے منشی اور اعلیٰ درجہ کے قبالہ نویس بنجائینگے اس میں انشا پردازی۔ خطوط نویسی اور ہر قسم کے معاملات مثلاً رہن۔ بیع تمسک۔ ہبہ۔ اقرارنامہ۔ فارغخطی سرخط وغیرہ وغیرہ کو نہایت خوبی سے سمجھایا ہے قیمت فی جلد صرف ۸/

مجموعۂ خطب

یہ عالیجناب مولانا مولوی شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح کے بےمثل و بے مثال جمعہ۔ عیدین اور نکاح وغیرہ کے عربی خطبوں کا قابل دید مجموعہ ہے۔ اُن لوگوں کے لیئے جو خطیب ہیں اور خطبہ خوانی فرماتے ہیں نعمت غیر مترقبہ ہے۔ نہایت صاف صحیح اور خوشخط طبع کیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد صرف چار آنے۔ محصول ڈاک بذمۂ خریدار۔

اِن کے علاوہ

ہر قسم کی درسی اور علمی۔ اخلاقی و تاریخی۔ مذہبی و ادبی کتابوں کا کافی ذخیرہ ہمارے یہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ہر قسم کے قرآن مجید اور حمائلیں مترجم و معرّیٰ ہمسے بکفایت دستیاب ہو سکتے ہیں تاجروں کے ساتھ خاص رعایات کی جاتی ہیں جنکا تصفیہ خط و کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیئں۔

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

تفسیر سورہ یٰس

"کل جدید لذیذ" کی سچی مثال، ہر مسلمان کے لیئے نعمتِ غیر مترقبہ، برکات الٰہیہ کا شاندار مخزن

جناب **مولانا سید ظہور احمد صاحب حشی شاہجہانپوری** دامت فیوضہم

ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا دہلی کے دل و دماغ کا تازہ ترین اور مہتم بالشان کارنامہ دیکھنا ہو تو سورۂ یٰس شریف کی تفسیر منگا کر ملاحظہ فرمایئے جو حُسنِ معانی کے اعتبار اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

اسوقت عربی۔ فارسی اور اُردو زبان میں بیشمار تفسیریں ملک میں موجود ہیں لیکن میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ایسی تفصیل ایسی جامعیت، ایسا حُسنِ بیاں، ایسی سلاست اور ایسی برجستگی کسی ایک تفسیر میں بھی نظر نہیں آتی۔ ہر آیت کا ترجمہ، شانِ نزول۔ معانی لغات۔ مطلب کی تصریح و تشریح اور نکات و رموز کو اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی، زبان اتنی سہل اور بامحاورہ کہ عورتیں اور بچّے بھی آسانی کے ساتھ سمجھتے چلے جائیں۔ کتابی صورت۔ ۲۲×۱۸ کی خوشنما اور مقبول عام تقطیع۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی۔ صاف و پاکیزہ چھپائی۔ بہترین سفید کاغذ قیمت فی جلد صرف دس آنے (۱۰/) علاوہ محصول ڈاک۔ ذیل کے پتہ سے طلب کیجیئے

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

چاوڑی مرزا حسین صاحب نازی تاجر کتب دہلی

عجیب و غریب تجارتی ناول

سعادت

اس میں دہلی کی ایک حسین و جمیل سلیقہ شعار اور تعلیمیافتہ طوائف کی کیرکٹر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رقص و سرود حسن و عشق اور وصل و ہجر کا دلفریب منظر دکھاکر عاشق و معشوق کے راہ راست پر آنے کا دلچسپ سین پیش کیا ہے۔ اسمیں طالب و مطلوب کی خط و کتابت ناول کی روح رواں سمجھنی چاہیئے۔ قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے

طوائف کی زندگی

میرا اسرار زندگی

سعید

اس قابل دید ناول میں قابل مصنف نے ایک تعلیمیافتہ مسلمان اور دہلی کی ایک پاتر کے دلی جذبات کا نہایت خوبی کے ساتھ خاکہ کھینچا ہے اور حسن و عشق کے پیچیدہ مگر دلکش معاملات پر عجیب و غریب پیرایہ میں بحث کی گئی ہے اور اخلاقی فلاح پر انجام دکھایا گیا ہے۔ عمدہ کاغذ پاکیزہ لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸/

شاہد رعنا

سزائے عیش

سلسلۂ طوائف کا نقش آخر۔ مصنف ممدوح کا تازہ ترین کارنامہ اگرچہ قریب قریب ٹریجڈی ہے مگر نتیجہ کے اعتبار اور انجام کے لحاظ سے کامیڈی سے پرُ ہے ہر جگہ فلسفہ حسن و عشق اور تفریحات عامہ پر فلسفیانہ بحثیں۔ دلفریب طرز بیان۔ سلیس اردو زبان۔ ایک شریف گھر اور ایک دہلی کی نامی طوائف کے بالا خانہ کا بالکل صحیح ٹائم ٹیبل مگر نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ۔ فوراً منگا کر ملاحظہ فرمایئے قیمت ۱۰/

ناول قابل مصنف نے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے مرتب کیا ہے وہ ہر طرح قابل ستایش ہے۔ چاوڑی بازار دہلی کی ایک تمرتلعت طوائف نے اس میں اپنی پُر اسرار زندگی کی رام کہانی خود بیان کی ہے اور پھر ایسی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جسکی انتہا نہیں، آج تک اس موضوع پر ملک میں کوئی ناول شاہد رعنا کے پلہ کا شائع نہیں ہوا۔ ضرور منگا یئے نہایت دلچسپ و نتیجہ خیز ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

منیجر نہامیہ دارالاشاعت دہلی

مصورِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات



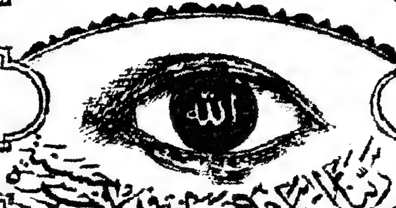
محمد انوار ہاشمی پرنٹر و پبلشر نے مطبع اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

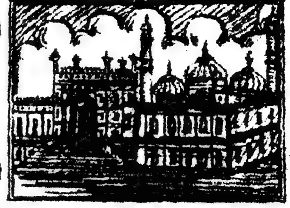
REGISTERED No. L. 1313



جلد ۳ نمبر ۹







چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

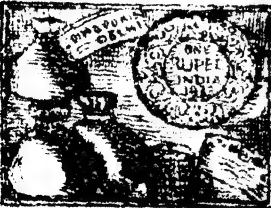
دین و دُنیا

جس کیساتھ حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ "پیر بھائی" بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر:- سیّد ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے، دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے



سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت (اعلیٰ ایڈیشن) عـہ
معمولی ایڈیشن۔ سالانہ قیمت عہ
ششماہی عہ، مع محصولڈاک وغیرہ



ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

پرنٹر و پبلشر محمد انوار ہاشمی، مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی حویلی اعظم خاں

فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ جنوری ۱۹۲۴ سنہ عیسوی

پیر بھائی

رسائل کی روح

معلومات

کم سرمایہ والوں کیلیے

وسائل معاش

سوالات

جوابات صـ ۱۹

انشائے لطیف

صنف نازک کیلیے

دس روپے فیس کے نہ دیجیے

اگر آپ کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہے، بینائی کمزور ہو گئی ہے
جالا پڑ گیا ہے، پانی بھر آتا ہے، خارش رہتی ہے۔ موتیا
بند کے آثار ہیں، یا اور اسی قسم کی کوئی تکلیف ہے تو
آنکھوں کے کسی مشہور ڈاکٹر کے پاس جا کر محض آنکھ کا معائنہ
کرانے کی دس روپے فیس نہ دیجیے۔ پہلے ہمارا بنایا ہوا

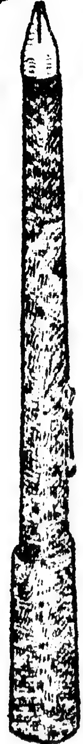
علوی سرمہ

جس میں بے نظیر بوٹیاں بھی ہیں اسلیے اسکا دوسرا نام
بوٹیوں کا سرمہ بھی ہے موتیوں اور بوٹیوں اور دیگر قیمتی اجزا
سے تیار ہوتا ہے تین روز استعمال کر کے دیکھیے آپکو خود ہی
معلوم ہو جائیگا کہ ہندوستانی بوٹیاں تاثیر میں کیسی کیسی
لاجواب ہوتی ہیں کہ صرف تین دن سرمہ لگانے میں آپ کو
اتنا بڑا فائدہ معلوم ہوگا کہ پھر آپ کو انگریزی ڈاکٹر
کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

بوٹیوں کا سرمہ آنکھ کے ہر مرض کی دوا ہے۔ بوٹیوں کا
سرمہ تندرست آنکھ کی قوت قایم رکھتا ہے اور بڑھاتا ہے
بوٹیوں کا سرمہ کسی حال میں آنکھ کو مضر نہیں۔ قیمت
ایک ماشہ جو ایک مہینہ کو کافی ہے صرف ایک روپیہ
علاوہ محصول ڈاک

حافظ محمد یعقوب گنگوہ ضلع سہارنپور

ایک شوب میں پچاس صفحے لکھتا ہے



ناظرین دین و دنیا سے عرض ہے

کہ میں کوئی تاجر یا کاروباری آدمی نہیں ہوں، ملازمت پیشہ ہوں،
بدقسمتی سے آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہے، عرصہ سے اس فکر میں تھا کہ
آمدنی بڑھانے کی کوئی صورت نکالوں، اور کسی کاروبار کی سلسلہ جنبانی
کروں، لیکن سرمایہ نہ ہونے سے مجبور رہا آخر بمشکل تن پیٹ کاٹ کر کچھ
روپیہ جمع کر کے میں نے کاروبار شروع کیا ہے، اور اس کی صورت یہ ہے
کہ میں [illegible] دہلی کے بڑے سوداگروں سے ایسا مال لاتا ہوں جو
نہایت عمدہ ہو اور نہایت سستا ہو اور سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے اس
مال کو اونے پونے بیچ کر فوراً دوسرا مال خرید لیتا ہوں۔ اب مجھے دوستوں
نے صلاح دی ہے کہ اشتہار کے ذریعہ سے بھی مال بیچنا چاہیے چنانچہ
آج میں اشتہار کے ذریعہ سے تقدیر آزمائی کرتا ہوں۔ اس وقت میرے
پاس تین درجن قلم بکاؤ ہیں۔ یہ قلم یعنی فاؤنٹن سلف فلنگ
نہایت پائدار خوبصورت اور روشنائی اپنے آپ بھرنے والے
ہیں، روشنائی اس طرح بھر لیتے ہیں جیسے قلم میں شوب لیا جاتا ہے اور اس طرح
ایک شوب سے کئی کئی صفحے لکھتے رہیے۔ بڑی کارآمد چیز ہے۔ بازار میں بڑے
بڑے سوداگروں کے یہاں ان صفات کا قلم دس بارہ روپیے کو ملتا ہے۔ لیکن جو
قلم مجھے اتفاق سے مل گئے ہیں وہ ابھی بازار میں عام طور پر نہیں پھیلے ہیں۔ ان
عمدہ قلم دیکھکر میرا جی للچایا کہ خوب نفع سے بیچوں لیکن پھر سوچا کہ غریب آدمی کو زیادہ
نفع ہضم نہ ہوگا بس اتنا نفع لیکر جتنا دال میں نمک ہوتا ہے فروخت کرتا ہوں
اگر اس قلم کو دیکھکر ہر شخص یہ کہے کہ قلم آپ کو مفت مل گیا ہے تو رکھیے اور
اگر دنیا میں کوئی شخص گراں بتائے تو فوراً واپس کر دیجیے اور اپنے دام منگا
لیجیے۔

محرروں، وکیلوں، طالب علموں، مصنفوں اور تمام لکھنے پڑھنے والوں
کے لیے بے حد کارآمد ہے۔

قلم کی قیمت مع محصول ڈاک ۲ دو روپیے آٹھ آنے

المشتہر معشوق خاں ۱۸۷۹ کھڑکی تفضل حسین دہلی

فہرستِ مرکبات دواخانہ ہاشمی دہلی

چند ضروری الفاظ سب سے پہلے

اس سے پہلے کہ ہم ناظرین دین و دنیا کو دواخانہ ہاشمی کے مرکبات کی یہ فہرست پڑھنے کی زحمت دیں، یہ عرض کر دینا ازحد مناسب ہوگا کہ دواخانہ ہاشمی کی فہرست میں جن ادویہ کو پبلک کی خدمت میں پیش کرنے کی ہم جرأت کر رہے ہیں وہ بحمد اللہ تعالیٰ عام بازاری دواؤں کی ہم پلہ اور ہمسر نہیں ہیں اور نہ کسی دوا کے متعلق اشتہاری مبالغہ آمیزی اور شاعرانہ عقیدہ گوئی کی گئی ہے، بلکہ فی الحقیقت یہی وہ دوائیں ہیں جنہوں نے اس دواخانہ کو حقیقت میں دواخانہ بنا دیا ہے، اور یہی دوائیں ہیں کہ اس دواخانہ کا سب سے اعلیٰ اور قابل افتخار اثاثہ سمجھنا چاہیئے۔ اگرچہ یہ تمام مرکبات بھی جواہرات، نباتات، کشتہ جات، معجون، خمیرہ، تیل، دھول وغیرہ پر مشتمل ہیں لیکن مخصوص کیمیاوی ترکیبوں کے ساتھ تیار ہونے کی وجہ سے جو خاص اور حیرت انگیز تاثیرات ادویہ میں پیدا ہو گئی ہے، وہ نہایت گرانبہا اور قابل قدر ہے۔ ان مرکبات کا تجربہ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں مریضوں پر ہو چکا ہے اور جب پورے طور پر ان کے مفید اور زود اثر ہونے کا یقین اور کامل اطمینان ہو گیا ہے اُس وقت یہ اشتہار شائع کرنے کی جرأت کی گئی ہے، اور ہر دوا کے جو خواص و افعال بیان کیے گئے ہیں وہ رنگ آمیزی تحریر و تقریر سے بالکل پاک و صاف اور بالکل مبرا و منزہ ہیں۔ یہ توفیق الٰہی ہمارے دواخانہ ہاشمی دہلی کے وہ مرکبات ہیں جن کی وجہ سے دواخانہ اسم بامسمیٰ ہو گیا ہے، اور ان ادویہ کے جو حالات بیان ہوئے ہیں وہ محض انکشافات حقیقت پر مبنی ہیں۔

میں آپ کو اس کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ دواخانہ ہاشمی کا نصب العین یہی اور صرف یہی ہے کہ "کم منافع لیکر بہترین ادویہ پیش کی جائیں"۔ یہ نہیں کہ زمین و آسمان کے قلابے ملا کر اور پبلک کو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اُن کی جیبیں خالی کرا لی جائیں۔ اور اس لیے ان دواؤں کے بہترین ہونے میں کوئی شک اور شبہ ہو سکتا ہے اور نہ اُن کی قیمت کے مناسب اور واجبی ہونے میں کسی قسم کا تامل و تکلف۔

یہ تو ہم پہلے ظاہر کر چکے ہیں کہ ادویہ کی جو کچھ تعریف لکھی گئی ہے وہ سب نہ کچھ مضمون طرازی ہے نہ کچھ رنگین بیانی ہے، حقیقت اور امر واقعہ یہی لکھا گیا ہے اور اس کے لیے ہماری مجبوری لازمی اور ضروری یقینی اور ناگزیر ہے، کیونکہ اگر کسی مرکب کو پیش کرتے ہوئے اس کے افعال و خواص اور حقیقت و اثر کو پردۂ خفا میں مستور رکھا جائے تو آپ غور فرما سکتے ہیں کہ اس سے آپ کہاں تک فائدہ اٹھائیں گے اور کہاں تک آپ اُس کی طبیعت، مزاج، حقیقت اور اثر سے واقف ہو سکیں گے۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ دواخانہ ہاشمی دہلی کی ہر دوا خواہ وہ کتنی ہی قیمتی اور کتنی ہی کم قیمت کیوں نہ ہو تجربہ کار طبیبوں کی نگرانی میں بکمال ہوشیار دوا سازوں سے کمال احتیاط کے ساتھ تیار کرائی جاتی ہے اس لیے کوئی دوا بھی ایسی نہیں ہے جو بہتر اور قابل قدر نہ ہو۔ اس دواخانہ سے بہتر یا کم از کم اس اصول پر شاید ہی کوئی دوسرا دواخانہ مرکبات تیار کرنے کا انتظام رکھتا ہو۔ نیز تعمیل فرمائشات میں بھی جو حزم و احتیاط عمل میں لائی جاتی ہے وہ قابل قدر ہے۔ صاحبان فرمائش کو ہمیشہ تازہ دوائیں بھیجی جاتی ہیں اور ان ادویہ کو فوراً تلف کر دیا جاتا ہے جو دیر تک رہ جانے کی وجہ سے کم اثر ہو جانے کا احتمال رکھتی ہیں۔

اس سمع خراشی اور تضیع اوقات کے بعد جو چند ضروری اطلاعات کی بنا پر کی گئی، امید ہے کہ جن ادویہ کی آپ کو، آپ کے متعلقین کو، آپ کے احباب کو، آپ کے اقربا کو، آپ کے ہمسایوں کو ضرورت ہو "دواخانہ ہاشمی۔ عباس منزل جامع مسجد دہلی" کے پتہ سے طلب فرما کر شکر گزار فرمائیں، اور تجربہ کے بعد اگر یہ دوائیں مفید و کارآمد ثابت ہو سکیں تو اپنے ہم وطنوں کو بھی دواخانہ ہاشمی کی جانب متوجہ ہونے پر آمادہ فرمائیں۔

(۱) جو خطوط پرائیویٹ ہوتے ہیں اُن کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور سوائے منیجر کے اُنکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ البتہ لفافہ پر لفظ "خاص" ضرور لکھ دینا چاہیئے۔

(۲) جواب طلب امور کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

(۳) طبی مشورہ کی ضرورت ہو تو مریض کی پوری پوری کیفیت صاف الفاظ میں تحریر کر دینی چاہیئے، تاکہ تشخیص مرض و تجویز علاج میں آسانی ہو۔

(۴) تمام فرمائشوں کی تعمیل نہایت احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہے، لیکن ارسال ادویہ کے متعلق ہماری تمام ذمہ داریاں اُس وقت ختم ہو جاتی ہیں جب ہم پارسل ڈاکخانہ یا ریلوے اسٹیشن کے ذمہ دار حضرات کے سپرد کر دیتے ہیں۔

منیجر

وہ مرکبات جو مردوں کیلئے مخصوص ہیں

صحت و تندرستی کی فکر سب سے مقدم ہے

مقوی بے نظیر

یہ دواخانہ ہاشمی کی خاص اور بے نظیر دوا ہے۔ قیمتی اجزا اور کمال محنت و دردسری کے ساتھ تیار کی جاتی ہے اور خدا کے فضل سے اپنے افعال و خواص میں اپنا جواب نہیں رکھتی، یہ دوا نہیں بلکہ ایک خوش ذائقہ غذا ہے، ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے، ہر مزاج والے استعمال کر سکتے ہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے قیمتی کشتے اس کے سامنے بیکار ثابت ہو جاتے ہیں، یعنی اس کی برابر پائدار فائدہ نہیں پہنچا سکتے، مگر اشتہاری بے احتیاطی کے

کام نہ لیا جائے تو اس دوا کی سینکڑوں سے گزر کر ہزاروں خوبیاں گنائی جا سکتی ہیں، مگر ہم صرف اظہار حقیقت سے کام لے کر صرف وہی باتیں بیان کریں گے جو ہزارہا مرتبہ آزمائے پر درست ثابت ہوئی ہیں:—

یہ دوا اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور جگر کی نئی اور پرانی کمزوری کو رفع کرتی اور دیرپا قوت بخشتی ہے (۲) خون صالح پیدا کر کے بدن کو فربہ اور قوی بناتی ہے (۳) مادۂ باہ [illegible] کو بڑھاتی ہے، (۴) جریان، سرعت اور کثرت احتلام کے لیے نہایت مفید اور [illegible] مولد ہے۔ (۵) بچپن اور جوانی کے [illegible] اور نشاط افزا ہے کہ حیرت ہوتی ہے (۶) یبوست یعنی خشکی پیدا نہیں ہونے دیتی اور یہ خوبی [illegible] ادویہ میں بہت کم ہوتی ہے (۷) وقت پر بعد فراغت زائل شدہ قوت کو پھر واپس لے آتی ہے یعنی جس قدر قوت کم ہوتی ہے اسی قدر پھر پیدا ہو جاتی ہے (۸) مقوی اعصاب ہے۔ (۹) مفرح ہے (۱۰) زکام اور نزلہ کو روکتی ہے۔ (۱۱) قوت باصرہ کی معین ہے اور بینائی کو بڑھاتی ہے (۱۲) زیادتی پیشاب کو روکتی ہے (۱۳) اختلاج قلب، دم پھولنے اور سانس چڑھنے کو روکتی ہے (۱۴) دماغی کام کرنے والوں کی باطنی قوتوں کی نگہبان اور تندرستی کی محافظ ہے۔ (۱۵) کمر اور جوڑوں کے درد کے لیے اکسیر ہے (۱۶) ضعیفوں کو سخت جاڑے کے موسم میں سردی سے محفوظ رکھتی ہے، (۱۷) عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم میں مفید ہے (۱۸) نہایت معتدل اور بے ضرر ہے۔ نہ گرمی کرتی ہے نہ خشکی۔ ہر موسم میں ہر مزاج والے کے لیے بے حد مفید ہے۔ قیمت ۵ تولہ (۱۲ یوم کے لیے) [illegible] علاوہ محصول۔

مقوی اعلیٰ قوت مردمی پیدا کرنے اور جلق و جریان کے مریضوں کی صحت بحال کرنے کے لیے ایک نہایت ہی بے نظیر اور بے مثال چیز ہے، ہزارہا [illegible] مریضوں کے حق میں رحمت و نعمت ثابت ہوئی ہے، اس کے فوائد و خواص یہ ہیں: (۱) دل، دماغ اور گردوں کو بے حد قوت بخشتی ہے (۲) مادہ تولید کثرت سے پیدا کرتی ہے، (۳) قوت باہ کو [illegible] دیتی اور ہر قسم کی کمزوری کو زائل کرنے میں عجیب الاثر ہے (۴) پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کر کے جوش کو برقرار رکھتی ہے، (۵) [illegible] کی زائل شدہ قوت کا رفتہ رفتہ بدل پیدا کرتی ہے (۶) اکثر [illegible] اور غلط کاریوں کی وجہ سے گردہ، مثانہ اور عضو مخصوص کو جو نقصانات پہنچتے ہیں ان سب کی اصلاح کرتی اور بگڑی ہوئی [illegible] کو اعتدال [illegible] کر کے [illegible] کے لیے پیدا کرتی اور حالت طبعی پر لے آتی ہے (۷) ہر عضو کی کمزوری کے لیے نافع ہے (۸) تفریح و شادمانی بخشتی ہے (۹) چہرہ کا رنگ نکھارتی ہے غرض کثرت و بے اعتدالی کے تمام خرابیوں کا قلع قمع کر دیتی ہے قیمت ۵ تولہ (۱۲ یوم کے لیے) ۹؎

مغلظ اعلیٰ عجیب و غریب برق اثر گولیاں ہیں، پرانے جریان کو ان کا متواتر استعمال پائدار اثر بخشتا ہے۔ سرعت، رقت، کثرت احتلام اور دھات کی تمام شکایات کے لیے نافع ہیں، ہر موسم میں ہر مزاج والے استعمال کر سکتے ہیں، بالکل بے ضرر ہیں۔ ۲۱ گولیوں کی قیمت علاوہ محصول وغیرہ صرف [illegible]

اکسیر جریان اور قوت باہ کے لیے حکمائے قدیم و جدید کی مجرب و آزمودہ دوا ہے سرعت، رقت، کثرت احتلام اور دھات کی تمام شکایات کے لیے نافع ہے [illegible] کو غیر معمولی قوت دیتی ہے۔ قیمت ۱ ماشہ ۸؎

مقوی اعصاب کو قوت بخشنے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں نہایت مجرب و مفید ہے۔ اگر بے نظیر استعمال کرنے کے بعد اس دوا کی مالش کی جائے تو بفضلہ تعالیٰ سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہے گی۔ اکثر مشہور اطبا اپنے مطب میں ہر ضماد کو استعمال کراتے ہیں، قیمت ۵ تولہ علاوہ محصول وغیرہ عہ

بے نظیر عام طور سے جو طلا بنائے جاتے ہیں اُن میں یہ عام خرابی ہوتی ہے کہ یا تو اُن کے استعمال سے سخت تکلیف ہوتی ہے یا مضر مادہ کے عضو سے خارج ہونے کی وجہ سے طلا [illegible] کو کما حقہ فائدہ نہیں ہوتا، بے نظیر میں یہ دونوں نقص نہیں ہیں، اجزا اس طلا کے بھی وہی ہیں جو قوی سے قوی اور تیز سے تیز طلاء میں علی العموم استعمال ہوتے ہیں، مگر ان اجزا کو اس طریقہ سے مدبّر کر لیا گیا ہے کہ اُن کی مضرت کافور ہو گئی اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا۔ اسی وجہ سے یہ طلا ہر مزاج کے موافق ہے، اور کسی مریض کو شدید تکلیف [illegible] وغیرہ میں مبتلا نہیں کرتا۔ اگر غلط کاری کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو گیا ہو، ورید یا پھول گئی ہوں، کجی یا لاغری آگئی ہو، طبعی طوالت تک نہ پہنچ سکا ہو یا کثرت اور کبر سنی کی وجہ سے صرف کمزوری ہو، غرضیکہ اعصاب میں کسی وجہ سے بھی کوئی کمزوری کیوں نہ پیدا ہو گئی اور کوئی نقص کیوں نہ آ گیا ہو اس کے استعمال سے ہر طرح صحت ہو جائیگی۔ قیمت ۶ ماشہ [illegible]

نشاط جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے، طرفین کی تمام راحتیں اس ایک گولی میں بند ہیں

× ×

× ×

تشریح نامناسب ہے منگائیے اور آزمائیے۔ قیمت فی شیشی [illegible]

لعم البدل دنیا داری کی کثرت اور ناعاقبت اندیشانہ افراط سے اعضائے رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب کبھی اتفاق پڑتا ہے تو کئی کئی دن ضعف و نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ مرکب لعم البدل کا استعمال اُن لوگوں کے لیے اکسیر ہے جو اس امر خاص کی وجہ سے کمزور اور ناکارہ ہو گئے ہیں، بگڑی ہوئی طاقتوں کو رفتہ رفتہ پھر واپس لے آتا ہے اور مسرت زدہ انسان ایک دفعہ اور اپنے دل میں شباب کے ولولے محسوس کرنے لگتا ہے، اگر شب باشی کے بعد اس کی ایک خوراک استعمال کر لی جائے تو کسی طرح کا ضعف پیدا نہیں ہوتا، اور جتنا خون کم ہوتا ہے اُس سے کچھ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ عجیب و غریب مقوی ہے۔ قیمت فی شیشی [illegible]

تدہین طلائے بے نظیر کے استعمال سے سات روز قبل اس دوا کی عضو مخصوص پر ایک ہفتہ تک مالش کی جاتی ہے، اس سے پٹھے نرم ہو جاتے اور دوا کے اثر کو جلد قبول کر لیتے ہیں عجیب چیز ہے۔ قیمت دو تولہ کی شیشی [illegible]

تکمید تدہین کی مالش کے بعد ایک ہفتہ تک اس دوا کی دو پوٹلیوں سے [illegible] اور عضو مخصوص کو سینکا جاتا ہے اس کے بعد طلائے بے نظیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ قیمت علاوہ محصول وغیرہ عہ

مدرو مسکن ابتدائی اور شدید سوزاک کے لیے یعنی جب یہ مرض نیا نیا شروع ہو کر تین چار ہفتہ تک سخت تکلیف دیا کرتا ہے نہایت ہی مفید ہے، قرح آلات بول کا تنقیہ کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے درد و سوزش میں تخفیف ہونے کے علاوہ پیشاب زیادہ اور کھلا آتا ہے جس سے پیشاب کی نالی بخوبی صاف ہوتی رہتی ہے اور مادۂ فاسدہ کے بخوبی نکل جانے سے تکلیف میں جلد کمی ہو جاتی ہے غرض ابتدائی اور شدید سوزاک کی حالت میں جبکہ سوزاک کی مخصوص ادویہ کا استعمال غیر مفید اور بیکار بلکہ سخت مضر ہے طبی اصول

کی رو سے جس قسم کی دوائیں مریض کو دینی چاہئیں اُن کی تمام خوبیاں اس سفوف میں موجود ہیں۔ البتہ پُرانے سوزاک کی حالت میں یہ دوا کچھ زیادہ مفید نہیں ہے، خوراک ایک تولہ یومیہ۔ ایک تولہ کی قیمت ۸ عہ

تاخیر انسان کی فطرت ہے کہ وہ مسرت و راحت کے زمانہ کا دیر تک قائم رہنا اور محنت و مصیبت کا جلد سے جلد گزر جانا دل سے چاہتا ہے، پس جو مسرت تمام مسرتوں سے بڑھکر اور جو لذت تمام لذتوں سے بالاتر ہو اُس کے دیر تک قائم رہنے کی اُسے کیسی کچھ تمنا نہ ہوگی یہ گولیاں اسی تمنا کو پورا کرتی ہیں۔ اور جو مسرتیں چند منٹ میں ختم ہو جاتی ہیں اُن کو گھنٹوں تک طول دے دیتی ہیں، اکسیر ہیں، جادو ہیں، عقل کو حیران کر دینے والی ہیں، پھر لطف یہ کہ مادۂ تولید کو منجمد اور اعضائے رئیسہ کو قوی کرتی ہیں جسم کا ذرّہ ذرّہ چمک اٹھتا ہے اور کسی موسم میں استعمال کریں بالکل مضر نہیں اور گرمی خشکی وغیرہ پیدا نہیں کرتیں قیمت ۱۰ گولیاں ۱۲ عہ

تسخیر نمبر ۱ ہمارا رو پیہ کا زیور اور کپڑا دے ڈالئے، ہر وقت منتوں اور خوشامدوں میں صرف کیجئے سب ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف، یہ وہ جادو ہے کہ آپ کو امید دشمن مسرت حاصل ہو وہ مسرت دو سو نہ گویا پانچ مرتبہ حاصل ہو۔ جب آپ کی طرف سے ایسے اشارے کا اظہار ہوگا تو ظاہر ہے کہ دوسرا شخص آپ کا مطیع فرمان اور بندۂ بے دام ہو جائے گا × ہم سے تشریح نہ پوچھیے اور منگا کر آزمائش کیجیے۔ قیمت فی شیشی عہ

تسخیر نمبر ۲ اس دوا میں گویا دنیا بھر کی لذتیں جمع کی ہوئی ہیں × × × × × × × × × × × × × × × × دیوانہ بنا دیتی ہے، × × × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں نہیں فردوس میں ہیں × × × × × × × × × × × × × × یہی وہ چیز ہے کہ "کچے دھاگے سے چلے آئینگے سرکار بندھے" × × × × × × × × × × × × × × × × × × ہم مزید تشریح کی معافی چاہتے ہیں، جن صاحبوں کو ضرورت ہو وہ منگا کر آزمائیں، لیکن یہ دونوں دوائیں صرف اُن لوگوں کو بھیجی جائیں گی جو نیک نیتی کا یقین دلائینگے غیر شادی شدہ اشخاص ہرگز درخواست نہ کریں۔ قیمت فی شیشی ســے

اعجاز اثر پرانے سے پُرانے اور نئے سے نئے سوزاک کے دور کرنے میں یہ دوا عجیب الاثر ہے بول الدم کے لیے اکسیر ہے، قرحہ بھرتے اور پیپ کے روکنے میں مفید ہے۔ اس سے نہ جسم پر دانے پڑتے ہیں، نہ گردوں میں خراش ہوتی ہے۔ سنگ گردہ و مثانہ میں بھی مفید ہے۔ لیکن بالکل آغاز مرض میں اسکا استعمال زیادہ کارآمد نہیں، ایسی حالت میں "مرد مسکن" کا استعمال مناسب ہے۔ اعجاز اثر کی قیمت تین تولہ کی علاوہ محصول وغیرہ دو روپے (عہ)

پچکاری کی دوا پُرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے۔ قرحہ کو مندمل کرتی ہے، اور پیپ کو روکتی ہے، تین ماشہ دوا آدھ پاؤ پانی میں ملائی جاتی ہے۔ ۵ تولہ دوا کی قیمت ۱۲ اَر

حیات یہ دواخانہ "ہاشمی" کی خاص الخاص اور یگانہ دوا ہے، اس کے استعمال سے اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت پیدا ہوتی ہے، مادۂ تولید میں انجماد اور قوت امساک پیدا کرنے میں عجیب الاثر ہے، باہ کی زائل شدہ قوتیں از سر نو واپس آجاتی ہیں، اسکا خارجی استعمال تمام رگ پٹھوں کی خرابیوں کو دور کر دیتا ہے، بہت سی بیش بہا اور کمیاب ادویہ کا مرکب ہے اور آجتک کسی شخص کے لیے مضر ثابت نہیں ہوئی۔ قیمت فی تولہ صرف صہ

ہر دوا کا خرچ پیکنگ اور محصول ڈاک وغیرہ خریدار کے ذمہ ہے دوا کی قیمت میں شامل نہیں۔

عورتوں کے لیے مخصوص دوائیں

اُمید یہ گولیاں رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور کرکے صنف نازک کو اولاد کے قابل بناتی ہیں، جن عورتوں کو اسقاط حمل وغیرہ کی شکایت ہو اُن کے لیے بھی نہایت مفید ہیں، بدرجۂ کمال مقوی رحم ہیں، جو لوگ اولاد کی نعمت سے محروم اور آئندہ کے لیے مایوس ہو چکے ہیں، وہ ہرگز مایوس نہ ہوں، ان گولیوں کو منگا کر باقاعدہ استعمال کریں اور پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھیں، انشاء اللہ بہت جلد نخل مراد بار آور ہوگا۔ قیمت فی شیشی ســے

شباب بکثرت اولاد ہونے سے، بچوں کو دودھ پلانے سے اور زیادتی عمر یا بے احتیاطی کر شباب کو نقصان پہنچتا ہے، اور حسن و جمال کا چہرہ اُترا ہوا دکھائی دیتا ہے، یہ دوا شباب کی محافظ ہے، اور اس کے استعمال سے بہت جلد جوانی کی تر و تازگی واپس آجاتی ہے، دودھ پلانے سے اور دیگر وجوہ سے جو خرابی آجاتی ہے اُسکی تلافی ہو جاتی ہے زیادہ تشریح نامناسب ہے × × × × × × × × × × × × × × × جنکو ضرورت ہو اور جو حسن رفتہ کی واپسی چاہتے ہوں وہ منگا کر آزمائیں قیمت عہ

سیلان الرحم عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی اور اعضائے رئیسہ و بدن کو رفتہ رفتہ کمزور کرکے بالکل ناکارہ کر دیتی ہے۔ دواخانہ **ہاشمی** کا یہ مرکب خاص الخاص اور نہایت مجرب ہے چند روز کے باقاعدہ استعمال و پرہیز سے بفضلہ تعالیٰ تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں خشکی وغیرہ نہیں کرتا۔ بالکل بے ضرر ہے۔ نلی اور ودی کو درد کو اور جریان کو کھو دیتا ہے، اس میں قیمتی اجزا شامل ہیں، اولاد خواہ مرد کے قصور سے نہ ہوتی ہو یا عورت کے، دونوں کی مایوسی کو بفضلہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے رطوبت خشک کرتا اور تنگی پیدا کرتا ہے۔ غرضکہ نہایت عجیب الاثر ہے۔ قیمت ۴ تولہ مرکب کی (۸ یوم کیلیے) عہ

شیاف عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا نہایت مفید ہے، چند روز کے استعمال سے تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں، ایک صاف و ملائم کپڑے کو پانی میں نم کرکے اور اس دوا میں آلودہ کرکے ...... میں رکھ لیا جاتا ہے۔ قیمت ۵ تولہ کی عہ

معطر بعض اندرونی شکایات سے × × × × × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے بلکہ چند روز میں خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں، یہ سفوف اس طرح کی بدبو کو بہت جلد دور کر دیتا ہے اور ساتھ ہی رحم کی خرابیاں بھی رفع کرتا ہے نہایت مجرب اور مفید دوا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

دلربا یہ وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے، دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے طبی اصول کو مد نظر رکھ کر تیار کی گئی ہے، نہایت خوشبودار ہے، دانتوں کو موتی کی طرح چمکا دیتی ہے، اور دانتوں کی جملہ بیماریاں دور کرتی ہے، دلربا بنا دیتی ہے، صنف نازک کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸ر)

آواز کشا نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے، یا بوجہ آب سرد، ترشی وغیرہ کھانے پینے سے دیر تک گانے چلانے کی وجہ سے اور بآواز بلند تقریر کرنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور بعض اوقات بات کرنی دشوار ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں اگر کہیں تقریر کرنے یا گانے کی فوراً ضرورت پیش آئی تو امکان کیا ہے ہوتا ہے، یہ دوا آواز کھولنے، گلے کو سریلا اور خوش آئند بنانے میں عجیب و غریب ثابت ہوئی ہے، اور ضرورت ہے کہ ہر گھر میں اور خاصکر قوالوں اور مقرروں کے پاس ہر وقت موجود رہے۔ جو لوگ گانے

سے دلچسپی رکھتے اور گلا صاف کرنا چاہتے ہیں اُن کے لیئے یہ دوا بہت ہی مفید ہے۔ قیمت عہ

حُسن افزا بعض جلدی شکایتوں سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے، رنگ میں صفائی نہیں رہتی، اسی طرح مہاسوں اور جھائیوں سے چہرہ کی دلربائی رخصت ہو جاتی ہے لیکن حُسن افزا کے استعمال سے یہ تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں، چند روز میں رنگ نکھر کر گلاب کی پتیوں کو شرماتا ہے، لوگ رنگ صاف کرنے کے لیئے طرح طرح کے صابون اور پوڈر استعمال کرتے ہیں، لیکن اس کے سامنے وہ سب بیکار ہیں، اس عجیب و غریب مرکب کے استعمال سے تین باتیں پیدا ہوتی ہیں (۱) رنگ صاف ہوتا ہے (۲) جلد نرم ہوتی ہے۔ (۳) خوشبو پیدا ہوتی ہے صنف نازک کے لیئے اسکا استعمال نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی بکس عہ

گلگونہ یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے، اس کے استعمال سے نہ صرف بدن کا میل اور گندگی دور ہوتی ہے بلکہ جلد خوشرنگ ہو جاتی ہے، گلگونہ کو بدن پر ملنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا جسم تازہ پھولوں کے انبار میں چھپا ہوا ہے، یہ خوشبو غسل کرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے چند روز متواتر استعمال کرنے سے رنگ خوب نکھر آتا ہے اور بدن خوشبو سے بس جاتا ہے کوئی جلدی عارضہ قریب نہیں آتا۔ قیمت فی بکس عہ

گوہر نما دانتوں اور مسوڑھوں کا درد دور کرتا ہے، خون نکلنا، کیڑا لگنا، دانتوں کا ہلنا ٹھنڈا پانی لگنا غرض دانتوں کی جملہ شکایتوں کے لیئے مفید ہے۔ علاوہ بریں دانتوں کو صاف کرتا ہے۔ چمکاتا ہے، اور موتی کی طرح آبدار کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

بچّوں کے لیئے مخصوص دوائیں

پسلی کی دوا پسلی لگنے سے بچّوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور اُن کی حالت مرگ و حیات کے درمیان ہوتی ہے، جن والدین کو اسکا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ کیسی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے، یہ دوا اس مرض کا بہترین علاج ہے، یہ دوا ماں کے دودھ کے ساتھ استعمال کرائی جاتی ہے، اور موقع در دپر اسکا ضماد بھی کیا جاتا ہے۔ حیرت انگیز طریقہ سے اپنا اثر دکھاتی ہے اور تھوڑے عرصہ میں بچّہ تندرست ہو جاتا ہے قیمت (۴۰ گولی) للعہ

موتی جھالا موتی جھالا بھی نہایت خوفناک مرض ہے، ہندوستان میں اکثر یہ مرض ہر سال پیدا ہوا کرتا ہے، یہ دوا اس مرض کا بہترین علاج ہے، اسکی چند خوراکوں کے استعمال سے شفائے کلی ہو جاتی ہے، اکثر مریضوں پر تجربہ کیا جا چکا ہے اور پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

سب کیلیئے

نافع معدہ معدہ کے لیئے اکسیر ہے۔ تمام اعضاء کو تقویت بخشتا ہے اور سوءہضمی کے لیئے نہایت مفید ہے، خصوصاً دائمی قبض کو نہایت نفع دیتا ہے، مغلظ اور مقوی دواؤں کے ہضم کیلیئے معدہ کو تیار کرتا ہے، اور ان دواؤں کے نقصانات کا مصلح ہے، جریان کے علاج میں اسکا استعمال میں رکھنا بہت مفید ثابت ہوا ہے، نزلہ کو روکتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ گردوں میں گرمی پہنچاتا ہے، باہ کو قوت دیتا ہے، زیادتی پیشاب کو نافع ہے، دیوانگی، بواسیر اور نقرس کو فائدہ مند ہے۔ اسکی مداومت سے تندرستی قائم رہتی ہے اور بہت کے امراض سے نجات ملتی ہے، جن لوگوں کو ضعف معدہ، قبض، نزلہ، زکام یا بواسیر کی شکایت ہو، نزلہ کی وجہ سے بال سفید ہو گئے ہوں یا جو مغلظ و مقوی ادویہ کا استعمال شروع کرنیوالے ہوں وہ ضرور استعمال کریں قیمت ۱۶ تولہ عہ

دافع قبض دائمی قبض کو جلد رفع کرنے میں بے حد مجرب و مفید ہے، ریاح اور حبس کو دور کرتا ہے اور معدہ کو قوت پہنچاتا ہے، جریان وغیرہ کی وجہ سے جو قبض رہتا ہے اُس کے لیئے خصوصیت سے فائدہ مند ہے۔ قیمت، ۱۶ تولہ کی صرف ۸ر

نفس کشا جو لوگ دمہ میں مبتلا ہیں، یا جنہوں نے دمہ کے مریض دیکھے ہیں صرف وہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسا تکلیف دہ اور جتیاب کن مرض ہے سانس لینا اور بات کرنا دشوار ہو جاتا ہے، ساری ساری رات مریض بیٹھکر گزار دیتا ہے۔ عام خیال ہے کہ دمہ کے مریض اچھے نہیں ہوتے، اور یہ ایک حد تک صحیح بھی ہے لیکن خدا کے فضل سے "نفس کشا" دمہ کی بہترین دوا ثابت ہوئی ہے، اور اس کے چند روز استعمال کرانے سے مریض کو بالکل صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت ۴ تولہ دوا کی تین روپیہ (سے)

نئی زندگی یہ قرص موتی، جواہرات اور دیگر قیمتی اجزا سے تیار کی گئی ہیں اور مرض دق میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں، اس سے خشک رطوبات رفتہ رفتہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں، اور اگر قضا و قدر سے موت کا فیصلہ نہیں ہو چکا ہے تو مریض ضرور شفایاب ہو جاتا ہے۔ دق کے آخری درجہ میں اگرچہ علاج کارگر نہیں ہوتا لیکن اس قرص کے استعمال سے تسکین و تفریح ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور مریض جب تک زندہ رہتا ہے کرب و بے چینی سے محفوظ رہتا ہے، یہ ہمارے دواخانہ کی ایک خاص دوا ہے جو دق کے علاوہ پرانی سنگرہنی میں بھی اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ قیمت ایک قرص کی عہ علاوہ محصول ڈاک۔

تحلیل یہ عجیب و غریب تحلیل اورام میں جادو کا اثر رکھتا ہے۔ کیسا ہی سخت ورم اس دوا کے استعمال سے تحلیل ہو جاتا ہے، یہ دوا اس قابل ہے کہ ہمیشہ گھر میں رہے تاکہ ضرورت کے وقت فوراً کام لیا جاسکے۔ قیمت تین تولہ تحلیل کی ۱۲ر

مندمل یہ مرہم اُس وقت اپنی مسیحائی دکھاتا ہے، جب زخم لاعلاج ہو چکا ہو اور کسی دوا سے اچھا نہ ہوتا ہو۔ کیسا ہی زخم ہو اس مرہم سے مندمل ہو جاتا ہے بعض شکایتوں کو تو حیرت انگیز طریقہ سے دور کرتا ہے۔ قیمت ۵ تولہ کی شیشی عہ

ہاضم معدہ اگر قراقر شکم سوءہضمی سستی وغیرہ کی شکایت رہتی ہو، ریاح کی تکلیف ہو۔ کھٹی ڈکاریں آتی ہوں، پیٹ میں درد رہتا ہو، ہچکیاں آتی ہوں، تو ہاضم معدہ کا استعمال فرمائیے اسکی ایک چٹکی ان تمام شکایات کا برقی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

انوار العیون اگر دماغی محنت کی وجہ سے بینائی کمزور ہو گئی ہو یا کسی اور سبب سے ضعف بصر کی شکایت ہو آنکھ میں جالا، پھولا، ناخنہ پیدا ہو گیا ہو یا کوئی اور شکایت ہو تو یہ سرمہ منگا کر فوراً استعمال کیجئے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

دافع عفونت کبھی انسان کو پسینے اور تمام جسم میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف اُسی بلکہ دوسروں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس دوا کے استعمال سے چند روز میں یہ شکایت رفع ہو کر خوشگوار خوشبو آنے لگتی ہے بلا ضرورت بھی اگر غسل کے وقت استعمال کی جائے تو صابون سے بہتر ثابت ہوگی۔ قیمت فی بکس عہ

غنچہ دہن اُن لوگوں کیلیئے جو گندہ دہنی کی وجہ سے پریشان ہیں یہ دوا عجیب نعمت ہے۔ چند روز کا استعمال

ہر کام میں وقت کی ضرورت لازم — پابندیِ وقت کی صعوبت لازم
کی وقت کی قدر جسنے اُسکو تا عمر — عیشِ ابدی و لطف و راحت لازم

وقت کی قدر کرو

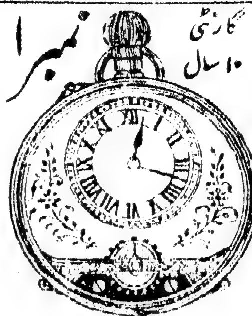
ہندوستانی اقوام کی پستی کا بڑا سبب صرف یہی ہے کہ وہ اپنے گرانبہا وقت کی طرف سے ہمیشہ بے نیازی برتتی ہیں۔ ہر قوم کے لیئے خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو۔ عیسائی ہوں یا موسائی۔ آریہ ہوں یا سناتن دھرم۔ جینی ہوں یا بُدھ۔ سکھ ہوں یا کوئی اور دُنیاوی اور مذہبی ہر کام کے لیئے وقت کی پابندی لازمی ہے، عبادت کے لیئے بھی اوقات مقرر ہیں۔ ملازمت میں بھی پابندیِ اوقات کی شرط ہے، تجارت بھی وقت کی پابندی سے خالی نہیں، ہر کام کا سلسلہ وقت کی کڑیوں سے پیوست ہے۔ یورپ والوں نے وقت کو پہچانا، اُنھوں نے اپنے وقت کے ایک ایک منٹ، ایک ایک سکنڈ۔ ایک ایک لمحہ اور ایک ایک دقیقہ کو نہایت قیمتی سمجھا اور نہ صرف اُسکی پوری پوری قدر کی بلکہ اُسے زیادہ منفعت بخش بنانے میں کوشاں ہوئے، نتیجہ وہ ہوا جو آج سب کی نگاہوں کے سامنے ہے۔ مگر ہندوستان وقت کی برکات سے بالکل محروم ہے۔ لیکن اسمیں صرف ہندوستانی قوموں ہی کا قصور نہیں ہے کیونکہ اُن غریبوں کو صحیح وقت بتانے اور مدتوں تک خراب نہونے والی گھڑیاں بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتی ہیں، اِدھر بیچارے خرید کر لائے اور اُدھر گھڑی ساز کی دوکان کی تلاش کا آغاز ہوگیا۔ پھر وقت کی پابندی ہو تو کیونکر؟ ہم نے ہندوستانی اقوام کی اس تکلیف کا احساس کر کے نہایت خوبصورت بیحد پائدار مضبوط اور نہایت سچا وقت بتانے والی گھڑیوں کا مہتم بالشان ذخیرہ خاص طور پر فراہم کیا ہے جن میں سے چند عجیب و غریب گھڑیوں کی مختصر فہرست آئندہ صفحات میں درج کرتے ہوئے یہ اُمید ہے کہ آپ ایک مرتبہ کوئی آرڈر دیکر ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کہاں تک اعلیٰ سے اعلیٰ گھڑیوں کو مہیا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ — مینیجر

نوٹ:۔ فرمائش کی تعمیل چونکہ ہر گھڑی کے باقاعدہ امتحان کے بعد کی جاتی ہے اس لیئے کم از کم ایک ہفتہ تک زحمتِ انتظار ضروری ہے۔

نہایت خوشنما قیمتی ہفت روزہ واچ

نمبر ۱

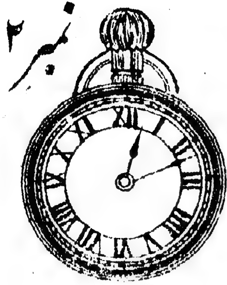
گارنٹی ۱۰ سال



یہ گھڑی نہایت خوبصورت اور بیحد خوشنما ہونے کے علاوہ بہت مضبوط اور پائدار ہے ایک مرتبہ کوک بھر دینے کے بعد ایک ہفتہ تک برابر چلتی رہتی ہے اور وقت نہایت صحیح بتاتی ہے، تمام پُرزے نہایت خوشنما اور پالش دار ہیں
قیمت ۱۴، ۱۵، ۱۶ و ۱۷

نہایت خوبصورت ریلوے لیور واچ

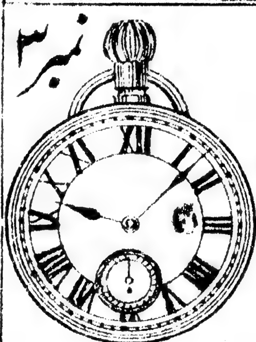
نمبر ۲



ریلوے لیور واچ ایسی گھڑی نہیں ہے جس کی خوبیوں سے کوئی شخص واقف نہ ہو قیمت کم اور وقت نہایت صحیح بتانے اور پائدار ہونے کی وجہ سے اس نے خاص طور پر مقبولیت حاصل کر لی ہے، اور لوگ عموماً اسی کو مانگتے ہیں۔ قیمت نکل کیس ۵، ریڈیم نکل کیس ۶ علاوہ محصول

مقبول تمام نہایت خوشنما گارڈ واچ

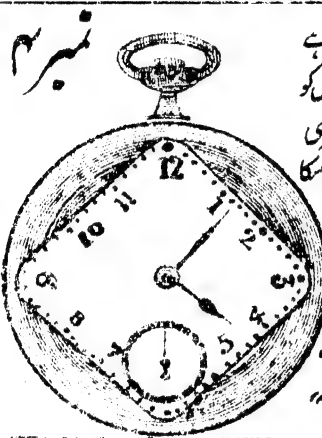
نمبر ۳



اس گھڑی کی مضبوطی اور پائداری کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ریلوے کے تمام اعلیٰ اور ادنےٰ ملازم عموماً اور گارڈ خصوصاً اسکو استعمال کرتے ہیں اب یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ گھڑی وقت کتنا صحیح بتاتی ہے۔
قیمت نکل کیس ۹، نو روپے۔
قیمت قسم اعلیٰ بارہ روپے (۱۲)

نہایت دلکش سیپ کے کیس کی پاکٹ واچ

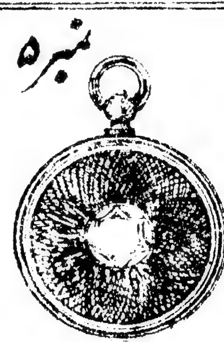
نمبر ۴



یہ خوشنما گھڑی حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے شوقین اور نفاست پسند حضرات اس کو بیحد پسند کرتے ہیں، ہر جنٹلمین اس گھڑی کا دلدادہ ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکا کیس سیپ کا ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوتا سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ پُرزے نہایت مضبوط اور وقت کی نہایت سچی ہے۔ قیمت سیپ کی ۱۵، سُنہری کیس ۹

دلفریب اور خوشنما ڈبل کیس کی پاکٹ واچ

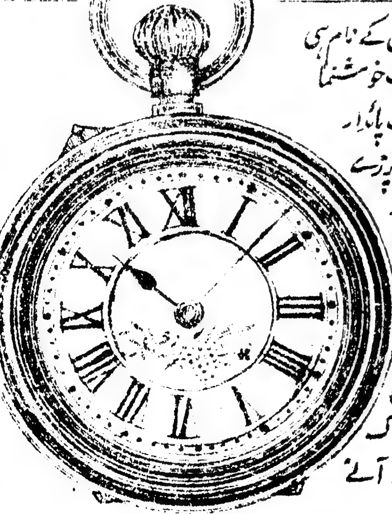
نمبر ۵



یہ گھڑی نہایت ہی یعنی ڈائل کی طرف بھی شیشہ کی حفاظت کے خیال سے خوشنما ڈھکنا لگایا گیا ہے جو غیر محسوس اشارہ کے ساتھ کھل جاتا ہے، لیکن بغیر کھولے خود بخود نہیں کھل سکتا۔ وقت بتانے میں بڑی بڑی قیمت کی گھڑیوں سے مقابلہ کرنے کے لیئے ہر وقت تیار ہے اس کی چابی باہر نہیں بلکہ پشت کے ڈھکنے کو کھولکر کوک بھری جاتی ہے۔ پھر نہایت دلفریب اور خوشنما نہایت پائدار اور نہایت مضبوط۔ گھڑیوں کا استعمال کرنے والے علی العموم اسی کو پسند کرتے اور خریدتے ہیں۔ قیمت میٹل کیس ۸، ریڈیم ۹، سنہری ڈبل کیس ۹، سنہری کیس ریڈیم والی ۱۰، رولڈ گولڈ کیس قسم اعلیٰ فل جوبل ۱۲

بسٹ پیٹنٹ لیور پاکٹ واچ

نمبر ۶



اس گھڑی کی تعریف اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ نہایت خوشنما نہایت دلکش۔ نہایت پائدار نہایت مضبوط۔ تمام پُرزے اعلےٰ درجے کے پالشدار وقت بتانے میں کبھی ایک منٹ کی غلطی نہیں کرتی۔ ہر شخص کے استعمال کے قابل قیمت علاوہ محصولڈاک صرف پانچروپے آٹھ آنے

خوشنما سلور کورلی اسکرو کیس واچ

نمبر ۱۹

قابل قدر اور لائق استعمال گھڑی ہے۔ فل جول ہے۔ اندھیرے میں وقت بتاتی ہے۔ اسکی سوئیاں اور ہندسے تاریکی میں بالکل مانند ستاروں کی روشن ہوتے ہیں پرزے اعلیٰ درجے کے ہیں، وقت نہایت صحیح بتاتی ہے۔ نہایت مضبوط اور پائدار گھڑی ہے۔ نہایت پسند کی جاتی ہے۔ اس گھڑی کو خرید کر مدت کے لیے اطمینان ہو جاتا ہے اور بار بار گھڑی سازوں کی تلاش اور خوشامد نہیں کرنی پڑتی قیمت علاوہ محصولڈاک،

اینگلو سوئس واچ کمپنی کی اسٹیر ونگیٹ پاکٹ واچ

نمبر ۱۸

یہ گھڑی جس طرح اپنی خوشنمائی اور خوبصورتی میں قابل تعریف ہے اسی طرح اپنی مضبوطی اور وقت کی سچائی کے لیے بھی ستائش اور توصیف کی مستحق ہے۔ ایک مرتبہ خرید کر استعمال کیجیے تو آپ کو خود معلوم ہو جائیگا کہ ہم کہاں تک اس گھڑی کی مدح سرائی کرنے میں حق بجانب ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک وغیرہ صرف

نہایت پاکیزہ خوبصورت بمبئی میل ریگولیٹر واچ

نمبر ۲۰ نمبر ۲۰

افسوس ہے کہ اس گھڑی کی اصلی خوبصورتی، اصلی نفاست اور اصلی پاکیزگی ہم نہ تصویر میں دکھا سکتے ہیں، نہ لفظوں میں ظاہر کر سکتے ہیں بہر حال ایک گھڑی فوراً طلب فرما کر اس کی خوبیوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ علاوہ ظاہری دلکشی کے وقت کی نہایت سچی اور مضبوطی میں آپ اپنی مثال ہے۔ برسوں صحیح طور پر اپنے فرض منصبی کو پورا کرتی ہے۔ قیمت علاوہ محصول صرف ، سکنڈ کی سوئی والی گھڑی (بمبئی میل) -

اعلیٰ درجہ کی متبرک و مقدس اسلامیہ واچ

نمبر ۲۲ نمبر ۲۲

یہ گھڑی ۳۵ سال سے برابر مقبولیت عام حاصل کر رہی ہے اسمیں کرونومیٹر بیلنس ڈبل پلیٹ اور فل جول ہے جسمیں آٹھ قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہیں پشتہا پشت تک یہ گھڑی کام دیتی ہے، ڈبل کیس ہے، ڈھکنے کے اندر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے فوٹو ہیں اور باہر کی جانب آیات و درود شریف نہایت خوشخط تحریر ہیں، چابی میں اعلیٰ درجہ کا قطب نما لگایا گیا ہے، عجیب متبرک تحفہ ہے جو ہر مسلمان کو ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔ پرزے نہایت مضبوط ہیں، وقت نہایت صحیح بتاتی ہے۔ لوگ ہاتھوں ہاتھ خریدتے ہیں۔ آپ بھی آج ہی اسکو طلب فرما کر اس اسلامی تحفہ کی قدر فرمائیے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف

مندرجۂ ذیل ناول رعایتی قیمتوں پر

صرف یہی رعایت نہیں بلکہ اگر آپ مبلغ پانچ روپیہ کے ناول یکمشت خرید فرمائینگے تو اسپر دو آنہ فی روپیہ کمیشن بھی دیا جاویگا۔ یکمشت خریدنے سے محصولڈاک میں بھی کفایت رہتی ہے اسلئے اگر آپ اپنے دوستوں کی فرمائش بھی اپنی فرمائش کے ساتھ شامل کر لینگے تو کمیشن کے بھی مستحق ہو جائینگے اور محصول بھی آپ کو کم دینا پڑے گا۔

نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]
ابن طولون	سے	عہ/۸ر	انقلاب روس	سے	عہ/۸ر	پارس کا ٹکڑا	۶ر	۳ر	جنگ بلقان	عٓہ	عہ	حسین لڑکی	۸ر	۴ر
اٹھتی جوانی	۱۰ر	۵ر	انقلاب سیاسی	سے	عہ/۸ر	پاکدامن	عہ	۶ر	جنگ روس و جرمنی	سے	عہ/۸ر	حمیدہ بانو	۸ر	۶ر
احمق الذی	عہ	۶ر	انقلاب عثمانی	سے	عہ/۸ر	پُرارمان لڑکی	عٓہ	۱۱ر	جنگ طرابلس	۸ر	۴ر	حیات شیخ چلی	۱۰ر	۵ر
اختر و جمیلہ	۶ر	۳ر	انقلاب کابل	عہ	۱۴ر	پُر اسرار شادی	۱۲ر	۸ر	جنگ عراق	عٓہ/۸ر	عہ/۴ر	خار غم	۶ر	۳ر
اختر و حسینہ (کامل)	عٓہ/۸ر	عٓہ/۶ر	انگریز ڈاکو	عہ	۷ر	پُرانا چنڈول	عہ/۸ر	عہ	جوان بی بی کمسن شوہر	۶ر	۳ر	خدا کی لاٹھی	۸ر	۴ر
ارشاد و رضیہ	عہ	۴ر	انوکھی جوگن	۱۲ر	۶ر	پردۂ راز	عہ/۴ر	۹ر	جوانی دیوانی	۶ر	۳ر	خضر شباب	عہ/۴ر	۱۱ر
ارمان	عہ	۹ر	اورنگ زیب چنچل کماری	۱۲ر	۵ر	پیاری دنیا	۱۲ر	۶ر	جوش شباب	۶ر	۳ر	خطرناک دھوکہ	عہ	۶ر
اسرار بالشویزم	عہ	۱۴ر	ایران کی شہزادی	۸ر	۴ر	پیرس کا گنڈا	عہ/۴ر	۱۱ر	جیسی کرنی ویسی بھرنی	۴ر	۳ر	خوبصورت کاہنہ	سے	عہ/۸ر
اسرار (کامل)	سے	عہ/۱۲ر	بچھڑوں کا ملاپ	۶ر	۳ر	پی کہاں	۱۰ر	۵ر	چاند سلطانہ	للعہ	عہ/۸ر	خوبصورت ناگن	عہ/۴ر	۱۲ر
اسمٰعیل و صفیہ	۸ر	۴ر	بچھڑی دلہن	۱۲ر	۶ر	پیمانۂ عشق	۸ر	۴ر	چٹپٹا ناول	عہ	۸ر	خوبی قسمت	عہ	۶ر
اسمٰعیل و زہرہ	عہ/۸ر	۱۲ر	بحری جنگ	عہ	۱۲ر	تاثیر الفت	۱۲ر	۵ر	چراغ سحری	عٓہ	۱۴ر	خوش نصیب	عہ	۸ر
اسیر بلا	۱۲ر	۵ر	بحری لاش	عٓہ	عہ	تاثیر عشق	۲ر	۱ر	چمپا	عٓہ		خوش نصیب قاتل	۶ر	۳ر
اسیر گیسو	عہ/۸ر	۱۰ر	بد انجام	۵ر	۳ر	تاج شہادت	۸ر	۲ر	چنچل ساسوس	عہ	۵ر	خوفناک انتقام	عہ/۴ر	۱۰ر
اشک حسرت	عٓہ	۱۴ر	بدر النساء کی مصیبت	۶ر	۳ر	تاریخی ناول	۴ر	۱ر	چور شاطر	عہ/۸ر	۱۲ر	خوفناک دوست	عہ/۴ر	۱۰ر
اعجاز محبت	عہ	۷ر	بڈھے میاں	۴ر	۳ر	ترچھی نظر	عہ/۴ر	۷ر	چوں چوں کا مربہ	عہ	۸ر	خوفناک سازش	عہ/۸ر	۱۲ر
افسانۂ قیس	۴ر	۱۰ر	برق غضب	عہ	۸ر	تسخیر	۸ر	۶ر	چھلاوہ	عہ	۹ر	خوفناک قتل	۱۰ر	۵ر
امتحان محبت	۱۲ر	۶ر	برگنڈی کی شہزادی	۸ر	۶ر	تمیزدار دلہن	۸ر	۳ر	حاجی بغلول	عہ	۸ر	خون بیگناہ	۱۲ر	۶ر
امراؤ جان ادا	عٓہ	عہ	بروگ	عہ	۷ر	ثریا	عہ/۸ر	۱۲ر	حجاب النساء	۸ر	۳ر	خون تمنا	عہ/۸ر	۱۱ر
امریکن جاسوس	عہ/۸ر	۱۲ر	بلوری آنکھیں	۸ر	۵ر	جانفروش	عہ/۴ر	۱۰ر	حجاج ابن یوسف	عٓہ	عہ	خون دل	۱۲ر	۵ر
امریکن عیار	عہ/۸ر	۱۲ر	بنگالی جاسوس	عہ/۸ر	۱۲ر	جام زہر	عہ/۸ر	۱۲ر	حرم خانہ سلطانی	عہ/۸ر	۱۲ر	خون عاشق	۸ر	۳ر
امریکن نازنین	عہ/۸ر	۱۲ر	بنگالی مینا	۸ر	۳ر	جانکی	۱۲ر	۵ر	حسرت وصل	عہ	۷ر	خونی آقا	۸ر	۴ر
امید و وصال	۸ر	۳ر	بن مان کی بچی	عٓہ	عہ/۴ر	جذبات حسن	عہ	۹ر	حسن انجلینا	عہ/۸ر	۱۲ر	خونی بھائی	عہ/۴ر	۱۰ر
امین و مامون	سے	عہ/۸ر	بوالہوس بنگالی	۱۰ر	۵ر	جذبۂ الفت	۸ر	۴ر	حسن بن صباح	۶ر	۳ر	خونی بہن	عہ	۸ر
انارکلی	۴ر	۲ر	بوالہوس نواب	۴ر	۳ر	جذبۂ عشق	۴ر	۱ر	حسن پرست	عہ	۸ر	خونی جورو	۸ر	۴ر
انجمن آرا	عٓہ	۱۳ر	بوڑھا دولھا ننھی دلہن	۶ر	۳ر	جرم الفت	۶ر	۳ر	حسن سرور (کامل)	سے	ہے/۶ر	خونی شہزادہ	[illegible]	عہ
اندرا	عہ	۸ر	بہشت بریں	۱۲ر	۷ر	جعلساز	عہ/۸ر	۱۲ر	حسن عالم سوز	عہ/۸ر	۱۲ر	خونی عاشق	سے	عہ/۸ر
انڈین جاسوس	۸ر	۴ر	بے زبان دوست	عہ/۸ر	۱۲ر	جعفر و عباسہ	عہ/۹ر	عہ/۸ر	حسن کا ڈاکو	۱۲ر	۱۲ر	خونی مصور	[illegible]	[illegible]
اندھیر نگری	۱۲ر	۶ر	پاربتی	۸ر	۳ر	جنت الفردوس	عہ/۴ر	۱۳ر	حسن کی کرشمہ سازیاں	عہ/۸ر	۱۲ر	خونی منظر	عہ	۶ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
دربار روس کے اسرار	عگ	عہ
درد جگر	۸ر	۴ر
درد دل	۴ر	۲ر
درد عشق	۶ر	۳ر
دغاباز	۱۲ر	۶ر
دلچسپ (کامل)	عہ	۱۲ر
دلکش (کامل)	عگ	عہ
دوجورو کا شوہر	۱۰ر	۴ر
دوشیزہ لڑکی	عہ	۷ر
دیوانہ عاشق	۶ر	۳ر
دیولدیوی	عہ	عہ
ڈاکٹر کی بیٹی	عہ	۱۰ر
ذات شریف	عہ	۱۲ر
ذبیح فاطمہ	۸ر	۶ر
رادھا رانی	۸ر	۳ر
راز محبت	۶ر	۲ر
رزم بزم (کامل)	سے	عہ
رشید و فاتون	۸ر	۳ر
روپ کماری	۶ر	۳ر
روزا لیمبرٹ (کامل)	عگ	عہ
زبردستی کا خون	عہ	۸ر
زخم جگر	۶ر	۲ر
زرد گنبد	۱۲ر	۶ر
زلیخا ناول	عگ	عہ
زندگی کا بھید	۱۲ر	۱۰ر
زندہ بھوت	۶ر	۲ر
زیب النساء بیگم	عہ	عہ
سپاہی کی دلہن	عہ	۹ر
سچی الفت	۱۲ر	۴ر
سراغرساں عاشق	۸ر	۶ر
سعید و جمیلہ	۱۲ر	۷ر
سلطان نازک ادا	۶ر	۳ر
سلیمان عذرا	۸ر	۵ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
سنہری زلفیں	عہ	۱۰ر
سنہری سانپ	۱۲ر	۴ر
سوگوار پری	۸ر	۳ر
سونے کی چڑیا	عہ	۵ر
شادی و غم	عگ	۱۳ر
شاہلی و عبدالرحمٰن	سے	عہ
شام غم	عہ	۸ر
شریف زادہ	عہ	۱۰ر
شفق آرا بیگم	عہ	۱۲ر
شمس و قمر	۶ر	۳ر
شہید حسرت	۸ر	۳ر
شہید وفا	عہ	۶ر
شیدا و حسینہ	۱۲ر	۴ر
شیر دکن	عگ	۱۳ر
طلسم بنگال	۴ر	۱ر
طلسمی انگوٹھی	عہ	۱۰ر
طلسمی فانوس	عگ	عہ
طواف زمین	عہ	۱۴ر
طویلے کی بلا بندر کے سر	۶ر	۳ر
ظالم عشاق	۶ر	۵ر
عاشق شیطان	عگ	عہ
عاشق مزاج معشوقہ	عگ	عہ
عبرت (کامل)	سے	سے
عبدالرحمٰن ناصر	عگ	عہ
عجیب روشنی	عہ	۱۲ر
عذرائے قریش	عہ	۱۰ر
عروس عصمت	عہ	۸ر
عروج و زوال	۶ر	۳ر
عروس فرغانہ	سے	عہ
عزیز عاشق	۸ر	۳ر
عشق و فریب	۸ر	۴ر
عصمت کا البم	عہ	۸ر
علاؤالدین بداخت	عہ	۸ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
عیاروں کا عیار	عگ	عہ
عاشق شوہر	۹ر	۴ر
فاتح بنگال	عہ	۸ر
فاتح یورپ	عہ	۱۲ر
فتنہ	عگ	عہ
فرخ زبیدہ	عہ	۶ر
فردوس بریں	عہ	۸ر
فریب نیرنگ	۱۰ر	۵ر
فطرتی جاسوس	عہ	۱۰ر
فلورا فلورنڈا	عگ	عہ
فیروز محمودہ	عہ	۹ر
قاتل	عہ	۱۲ر
قاتل کا قاتل	۱۲ر	۵ر
قتیل حسرت	عہ	۸ر
قدسیہ عرف پاکدامن	۸ر	۵ر
کارگزار	عہ	۱۱ر
کارزار صلیبیہ	عگ	عہ
کالا شکاری	۸ر	۴ر
کامنی	سے	عہ
کایا پلٹ	عہ	۱۰ر
کرشمہ الفت	۸ر	۴ر
کرشمہ شباب	۱۲ر	۵ر
کرم دھرم	۱۲ر	۵ر
کشتہ ناز	عہ	۹ر
کشش عشق	۸ر	۳ر
کمسن بی بی جوان شوہر	۴ر	۳ر
کمسن عاشق	۶ر	۲ر
کنیز فاطمہ	عہ	۴ر
گرفتار محبت	۶ر	۳ر
گلشن کشور	عہ	۵ر
گل و بہار	۶ر	۳ر
گورا	عگ	عہ
لاڈلی بیٹی	۸ر	۴ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
لاڈو بیگم	۴ر	۲ر
لال چھتری	عہ	۱۰ر
لال کپتان	۱۲ر	۷ر
لیلائے کربلا	عہ	۱۰ر
مارگریٹ	عہ	۹ر
مالن کی بیٹی	۸ر	۵ر
ماں کا قاتل	عگ	عہ
محاربات طرابلس	عہ	عہ
محاصرۂ دردانیال	عہ	۱۲ر
محبت کی پتلی	۱۲ر	۷ر
محبوبہ بغداد	عہ	۱۰ر
محبوبہ شام	۱۰ر	۵ر
محبوبہ فرنگ	۸ر	۳ر
محبوبہ لندن	عگ	۱۴ر
محبوبہ مصر	عہ	سے
محروم وصال	۸ر	۵ر
محمود عاشق	عگ	عہ
مرد میدان (کامل)	عگ	عہ
مرزا چوں چوں بیگ	۱۰ر	۵ر
مرغ ارم	عہ	۱۰ر
مسافر دمشقی	عہ	۱۲ر
مستانہ عشق	۸ر	عہ
مستانی جوگن	عہ	۱۱ر
مسٹر ننھو	عہ	۱۰ر
مشتاق و زہرہ	عہ	۱۱ر
مشیر الشباب سرد و حصہ	عہ	عہ
مظفر ملیانی	عہ	۹ر
مظلوم لڑکی	۴ر	۸ر
معرکۃ الجزائر	۶ر	۱۲ر
معرکہ تیونس	۱۰ر	۱۰ر
معشوق بیوفا	۸ر	۵ر
معشوقہ غدر	۸ر	عہ
معشوقہ فرانس	عہ	عہ

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
مغربی دلہن	عہ	۱۰ر
مقدس دیوی	عہ	۱۲ر
مقدس نازنین	عہ	عہ
ملک العزیز ورجنا	عہ	۱۲ر
منصور موہنا	عہ	۱۲ر
مہاراجہ جدہسٹر	۴ر	۲ر
مہارانی ویدمتی	۸ر	۴ر
میٹھی چھری	عہ	۷ر
نادرشاہ کی معشوقہ	عگ	عہ
ناراوتی	عگ	۱۴ر
نازنین	۶ر	۳ر
نازنین بلخ	۱۰ر	۵ر
ناشاد	عہ	۹ر
ناصر اور اختر بانو	۱۲ر	۵ر
نامراد بیگم	۸ر	۴ر
نرالا عاشق	۸ر	۴ر
نشتر	عہ	۱۰ر
نشیب و فراز	عہ	عہ
نظیر عشق	۶ر	۳ر
نئی دلہن	۸ر	۳ر
نئی نویلی	۶ر	۴ر
نیرنگ شباب	عگ	عہ
نیل کا سانپ	عہ	عہ
وفادار بی بی	۲ر	۱ر
وفادار معشوقہ	عہ	۴ر
وفا کا پتلہ	۸ر	۳ر
وفائے خان صاحب	۱۲ر	۶ر
وفائے دلبر	عہ	۹ر
ولایتی بھوت	عہ	۸ر
ہاجرہ کی کامیابی	عہ	۱۰ر
ہیرے کی کنی	۱۲ر	۵ر
یاقوت کی کان	عگ	عہ
یوسف اور دل آرا	۱۲ر	۷ر

کتب مولود و نعت اُردو

نام کتاب	قیمت
آثار محشر	۳؍
باغ رسول	۲؍
چاریار کی دھوم	۲؍
دافع الاوہام فی محفل خیر الانام	۵؍
ذکر لطیف یعنی تحفہ حبیبا شریف	۵؍
روایت بسم اللہ	۰۱؍
زیور ایمان	۷؍
شہید احمدی	۳؍
ظہور نور الہیہ	۵؍
قلزم نعت	۲؍
قندیل عرش	۲؍
کحل البصر فی ولادت خیر البشر	۲؍
کرامات محبوب سبحانی	۲؍
گلدستۂ عطار کامل	۴؍
گلزار نقی کامل	عہ؍
مجموعہ مولود بہاریہ	۴؍
مجموعہ نجم الضیار	۴؍
مظہر النور معروف بہ بہار خلد	۵؍
مولود بہار ولادت و میلاد کا پھل	۳؍
مولود جدید	۵؍
مولود رحمت الرحیم	۰۳؍
مولود سعدی	۳؍
مولود سعیدی	۳؍
مولود شریف اور وعظ شریف	۱۲؍
مولود شریف حمیدی	۰۲؍
مولود شریف مجیدی	۲؍
مولود غلام امام شہید	۲؍
مولود کی دھوم دھام	۱؍
مولود منتہی معروف بہ سرور احمدی	۳؍
میلاد اکبر میرٹھی	۱۲؍
میلاد تحفہ مصری	۲؍
نزول رحمت	۲؍

نام کتاب	قیمت
نعت احمد	۳؍
نعت نبی نعت حصہ اول	۳؍
〃 دوم	۳؍
〃 سوم	۳؍
〃 چہارم	۳؍
نور ایمان مع مثنوی سلسبیل و قصیدہ جوہر لطیف وغیرہ	۱۰؍
نیر عرش	۰۱؍

کتب شہادت و مراثی اُردو

نام کتاب	قیمت
اظہار الشہادتین	عہ؍
جنگ بدر	۲؍
جنگنامہ حضرت علی	۵؍
جنگنامہ خیبر	۰۱؍
جنگنامہ کربلا	۶؍
جنگنامہ محمد حنیف نثر	۰۴؍
جنگنامہ محمد حنیف نظم	۷؍
دہ مجلس	۸؍
ذکر الشہادتین	۱۰؍
روضۃ الشہداء	عہ؍
رموز الشہادتین	۵؍
سانحہ کربلا در ذکر سید الشہداء	۸؍
سر الشہادتین	۵؍
سوانح امام حسن علیہ السلام	۵؍
سوانح امام حسین علیہ السلام	۵؍
شہادت نامہ خورد	۱؍
شہادت نامہ کلاں	۲؍
عناصر الشہادتین	۴؍
غزوہ بدر	۲؍
قصہ زیتون محمد حنیف	۳؍
گنج شہیداں منظوم	۸؍
مجموعہ شہادت	۶؍
محفل گیارہویں شریف	۲؍
مسدس عبرت افزا	۸؍

کتب جفر، رمل، قیافہ اور نجوم

نام کتاب	قیمت
احسن الطلسمات معروف بہ طلسمات یونانی	۱۲؍
اسرار الجفر	۱۳؍
مفتاح الجفر	۴؍
آفتاب الرمل	۴؍
تسہیل الرمل	۱۲؍
شمس الرمل	۱۲؍
محبوب الرمل	۴؍
میدان الرمل	۱۲؍
ابجد النجوم	۲؍
احکام النجوم	۶؍
آسمان نجوم	۴؍
آفتاب النجوم	عہ؍
انوار النجوم	۴؍
خلاصۃ النجوم	۶؍
زبدۃ النجوم	۴؍
کشاف النجوم	۱۲؍

کتب قصص و حکایات اُردو

نام کتاب	قیمت
آرائش محفل یعنی قصہ حاتم طائی اُردو بالتصویر	۱۲؍
الف لیلہ معروف بہ ہزار داستان بالتصویر	عا؍
اندرسبھا امانت بالتصویر	۰۱؍
انوار سہیلی معروف بہ ستارۂ ہند اُردو	۱۲؍
ایجاد رنگین	۲؍
باغ و بہار معروف بہ چہار درویش بالتصویر	۸؍
بستان حکمت ترجمہ اُردو انوار سہیلی	عا؍
بہار دانش اُردو بالتصویر	۱۲؍
بیتال پچیسی / بیہ ماوت اُردو	۴؍
تفسیر سورہ یوسف منظوم	۱۲؍
داستان امیر حمزہ بالتصویر	عا؍
داستان عجیب	۸؍

نام کتاب	قیمت
دلالہ محتالہ	۳؍
رحلت بتول یا باتول	۰۱؍
رسالہ بے نمازاں	۰؍
زلیخا اُردو	۶؍
سروش سخن جواب فسانۂ عجائب بالتصویر	۱۲؍
شان قدرت شان رحمت	۱؍
شاہنامہ اُردو بالتصویر	۱۲؍
طوطا کہانی بالتصویر	۶؍
فسانۂ جمیل	۵؍
فسانۂ دلپذیر	۱۴؍
فسانۂ دلفریب	۱۰؍
فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر	۱۴؍
قصہ آہو مع قیامت نامہ و رحلت بتول	۱؍
قصہ بہرام گور بالتصویر	۰۴؍
قصہ چھبیلی بھٹیاری	۰۱؍
قصہ حضرت بلال مع حلیمہ سعدیہ وغیرہ	۲؍
قصہ حلیمہ سعدیہ	۰؍
قصہ سپاہی زادہ	۱؍
قصہ سوداگر بچہ	۰؍
قصہ شاہ روم بالتصویر	۱؍
قصہ شاہ جمجمہ	۱؍
قصہ شاہ یمن	۱؍
قصہ شیخ منصور	۱؍
قصہ طوطا مینا کی بات بالتصویر	۱۲؍
قصہ عابد و شیطان	۰؍
قصہ عورت ڈائن	۲؍
قصہ قاضی جونپور	۰۱؍
قصہ گلفام	۰۱؍
قصہ گل و صنوبر	۴؍
قصہ ماہ رمضان	۰؍
قصہ ممتاز کامل بالتصویر	عا؍
گل بکاولی بالتصویر	۶؍

نام کتاب	قیمت
گلزار ابراہیم	۰۴؍
گلدستۂ حکایات	۱۰؍
گلشن جانفزا بالتصویر	۱۲؍
لیلیٰ مجنوں اُردو	۴؍
مجموعہ جوگی نامہ	۱؍
مجموعہ معجزہ ہرنی	۰؍
معجزہ آل نبی	۰؍
نماز کا پھل	۱؍
واسوخت امانت	۲؍
وفات نامہ	۱؍

کتب مثنویات

نام کتاب	قیمت
مثنوی بہار خرد اُردو	۸؍
مثنوی بوعلی قلندر فارسی مترجم	۳؍
مثنوی چادر و بیش اُردو	۳؍
مثنوی زہر عشق اُردو	۴؍
مثنوی شمس تبریز مع مثنوی فرید الدین عطار مترجم	۲؍
مثنوی گلزار نسیم اُردو	۰۲؍
مثنوی ماہ پیکر اُردو	۳؍
مثنوی میر حسن اُردو	۴؍

فرمان خداوندی مفت

یہ اس عظیم الشان قرآن مجید کے مختلف غیر مسلسل پارے ہیں جسکا عرض ۸ انچ طول ۱۲ انچ صفحات فی پارہ تقریباً ۴۴ دو ترجمے ہیں ایک ترجمہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور ایک اردو ترجمہ مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی کا ہے اور حاشیہ پر تفسیر حقانی تفسیر حسینی شان نزول اور رسم خط وغیرہ درج ہے۔ چونکہ ہمارے پاس مختلف پاروں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اسکو نکالنے کی غرض سے عام شائقین سے صرف ۸ فی پارہ لیا جائیگا اور جو صاحب صفحہ ہذا کی صہ روپیہ کی کتابیں یکمشت خرید فرمائینگے انکو مفت نذر کیا جائیگا۔ پورے قرآن مجید کا ہدیہ سے بلا جلد ہے اگرچہ دیگر تاجران صہ مجلد ہدیہ کرتے ہیں۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔

مُفت - بالکل مفت - مُفت

ایک کارڈ لکھدینے پر

چالیس صفحہ کی خوشخط لکھی ہوئی ایک کتاب

(۱) امراض مردانہ کے متعلق جدید تحقیقات - اور

(۲) ہندوستان کی بے زبان عورتیں -

بھیجدی جاتی ہے جس کے مفید مضامین سے فائدہ اُٹھانا ہر ہندوستانی مرد و عورت کا فرض ہے - نام و پتہ خوشخط لکھنا چاہیئے -

مینجر یوسفیہ کتب خانہ - بازار بارود خانہ لاہور

ایک خوراک مفت

کیوں ؟

اس لیئے کہ ہماری حبوب مقوی باہ ہر مزاج کے آدمی کو مفید ثابت ہو چکی ہیں، شب اوّل ہی سے کمزوری کو دور کر کے آپ کو ہر طرح سے کامیاب و بامراد بنا دیں گی - اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیئے ایک خوراک آپ کو بلا قیمت بھیجی جائے گی - اس لیئے آپ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول بھیجدیجیئے - یا ۴ر میں نمونے کی شیشی طلب کیجیئے محصول ڈاک ۵ر -

المشتہر

مینجر ہندی و یونانی دواخانہ بازار بارود خانہ لاہور

مشہور عالم طبی کتاب

طبِ مخفی

مع

خلاصۃ التجربات

ہندوستان کے ایک سو سے زائد طبیبوں، ویدوں و ڈاکٹروں کے مخفی نسخے اور معالجات کا شاندار ذخیرہ -

سینکڑوں قدیم و جدید طبی کتب کی تسلیم شدہ صحیح نسخہ جات کی فارما کوپیا

ایک لاکھ پرانے و نئے نسخہ جات کا انتخاب -

اس کتاب میں تین ہزار کے قریب لاجواب مجربات ہیں

ہر ایک نسخہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتا تھا سالہا سال کی محنت کا نہایت کارآمد اور بیش بہا نتیجہ -

اس کتاب پر درجنوں اخبارات نے قیمتی ریویو لکھے ہیں اور سب کی متفقہ رائے ہے کہ تجربات کے عنوان پر اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی -

کتاب کا نصف ایڈیشن **ایک ماہ میں فروخت** ہو گیا -

لکھائی - چھپائی اور کاغذ بہترین - نسخہ جات عام فہم الفاظ میں درج ہیں اور تشریحی نوٹ بھی لکھے گئے ہیں -

حجم تقریباً پانچسو صفحات

قیمت بلاجلد للعہ - مجلد للعہ ۱۲ - محصولڈاک وغیرہ ۱۰ر

(دین و دنیا کا حوالہ ضرور دیں)

(نام و پتہ خوشخط)

مینجر یوسفیہ کتبخانہ - بازار بارود خانہ لاہور

۷۸۶ ھو الکل یا معین

پیشوائی

بابت ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۲ھ

حاکم کا حکمراں مرگیا

اس ملک کے حاکم انگریز ہیں - اور ان پر عیسوی وقت حکومت کرتا ہے - پس کہنا چاہیئے کہ سنہ ۱۹۲۳ء کا ختم ہونا اور سنہ ۱۹۲۴ء کا آنا حاکم کے حکمراں کا مرنا ہے -

ہمارا عقیدہ ہے کہ زمانہ، وقت، مظہر ذات الٰہی ہے - کیونکہ قدسی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " زمانہ اور وقت کو برا نہ کہا کرو کہ میں خود زمانہ اور وقت ہوں - اس لحاظ سے ماننا پڑتا ہے کہ ہر قوم کا اصلی حکمراں زمانہ اور وقت ہے -

سنہ ۱۹۲۳ء میں کیا ہوا - اور سنہ ۱۹۲۴ء میں کیا ہوگا - دو چیزیں ہیں جن پر انقلاب سال کے وقت غور کرنا چاہیئے - سنہ ۲۳ میں جو کچھ ہوا ہر شخص اپنی اپنی حالت کا قیاس کرکے سمجھ لیگا - سنہ ۲۴ میں کیا ہوگا ؟ یہ کبھی اپنی ہی نیت اور سعی اور ارادہ پر منحصر ہے - بیشک غیبی امور تو اللہ کے اختیار میں ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا کہ اس موجودہ منٹ کے بعد آنے والے منٹ میں کیا پیش آنے والا ہے لیکن جہانتک انسان کے ارادہ اور نیت اور سعی کا تعلق ہے وہ بندہ ہونے والے واقعات کو پہلے سے جان سکتا ہے -

مجھ سے اگر پوچھو کہ تمہنے سنہ ۲۳ میں کیا کیا ؟ اور سنہ ۲۴ میں کیا کروگے ؟ تو ایک ہی جواب دونگا - جس کے صرف دو فقرے ہونگے کہ سنہ ۲۳ میں خنجر ارتداد سے زخمی ہوتا رہا - اور سنہ ۲۴ میں انسداد ارتداد سے زخموں پر مرہم لگاؤں گا -

تم کیا جواب دیتے ہو؟

اے سلسلۂ نظامیہ کے شریک بھائیو! بتاؤ کہ تم آئندہ سال کی نسبت کیا جواب دیتے ہو؟ تم نے کیا ارادہ کیا ہے ؟ تمہاری نیت کیا کام کرنے کی ہے - کیا تم شادیاں کروگے - کیا تم اپنی دولت کے لطف اٹھاؤگے - کیا تم دن بھر صرف اپنی ہی روزی کی فکر میں مبتلا رہوگے ؟ کیا رات بھر شکم سیر نیند سوتے رہنے کا تم نے ارادہ کیا ہے ؟ یا آنے والے سال میں وہ زخم بھی تم کو یاد آئیں گے جو سنہ ۲۳ میں آریہ سماج کے خنجر سے تمہارے اسلامی اور قومی وجود پر لگائے گئے کہ ہزاروں مسلمانوں کو مرتد کرلیا گیا - اور ہزاروں میں مرتد ہونے کی تخم ریزی کردی گئی -

اگر تم نے میرے دل و جگر کے زخموں کو نہیں دیکھا - جو ارتداد کی چھری نے ڈالے ہیں تو گویا تم سچے مرید نہیں تھے -

اگر تم نے دن کو میرا تڑپنا اور فکر میں پریشان رہنا اور رات کو آٹھ آٹھ دن برابر جاگنا اور پلک سے پلک تک جھپکانا نہ دیکھا اور معلوم نہ کیا تب بھی میں کہونگا تم کو میرے ساتھ سچا رابطہ پیدا نہیں ہوا ہے -

میرے افکار، میرے غمگین جذبات کو نہ جانا - نہ سہی - خود اپنے ایمان کے اندر غیرت و حمیت کا احساس پیدا کرو کہ معاملہ صرف میرا نہیں ہے بلکہ تمہارا بھی ہے کہ اسلام اور ایمان میں ہم تم دونوں برابر کے شریک ہیں -

فدائیت کا حلف

تم میں بہت سے ہیں جنھوں نے اسی رسالہ میں فدا ہونے کا حلف اٹھایا تھا کہ جان مال سب کچھ آپ کے حکم پر قربان کردینگے - یہ زمانہ فتنۂ ارتداد سے پہلے کا تھا - لوگ کہتے تھے یہ حلف کس کام کے واسطے لئے جارہے ہیں - اور میں آنے والی گھڑی کا راز زبان پر نہ لاتا تھا اور چپ چاپ سب کی سنتا تھا لیکن جب وہ وقت آگیا جسکے لئے حلف لئے گئے تھے تو میں نے پھر دیکھنا شروع کیا کہ فدائیت کا حلف دینے والے خود اپنے حلف کا خیال کرکے میرے ساتھ انسداد ارتداد کے میدان میں کام کرنے بڑھینگے یا اسی کی راہ دیکھینگے کہ میں انھیں بلاؤں - میں انھیں تاکید کردوں - میں انھیں غیرت دلا کر مردانہ بناؤں -

خدا کا شکر ہے کہ ان میں سے بعض نے اپنے فرض کو سمجھا اور جان و مال لے کر کھڑے ہوگئے اور میری سمت میں شریک ہوکر کام کرنے لگے - لیکن اکثر خاموش بیٹھے رہے - اور میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کے چاسنی کی بہار دیکھنے میں وقت ضائع کردیا -

تم بھائی بھی ہو اور میری اولاد بھی ہو - کیا اولاد ایسی ہی ہوتی ہے کیا اولاد کی غفلت و بے پروائی سے باپ کا کلیجہ شق نہیں ہوگا -

میں تم سے اپنے لئے نذر نیاز نہیں مانگتا - میں تمہارے گھر دعوتیں کھانے نہیں آتا - میں مرغ پلاؤ پکانے کی فرمائش تم سے نہیں کرتا - میں تو صرف تمہارے دین، تمہارے عقائد اور تمہارے ایمان کی حفاظت کے فکر میں گھلا جاتا ہوں - اور تم ہی پر جو خطرہ آنیوالا ہے اُسکے بچاؤ کا مجھے خلجان ہے۔

بیوی میری بھی ہے - بچے مجھکو بھی خدا نے دیئے ہیں - روزی کے لئے محنت مجھکو بھی کرنی پڑتی ہے - جسم میرا بھی ناتوان ہے - عمر میری بھی زیادہ ہو گئی ہے مگر میں پھر بھی تمہاری بیوی، تمہارے بچوں اور تمہاری روزی کی محنتوں اور جسم کی کمزوریوں اور بڑھاپے کا خیال نہیں کرتا اور یہی کہے جاتا ہوں کہ دین کو بچاؤ - ایمان کی حفاظت کا بندوبست کرو کہ یہ دنیا کی ہر چیز سے اعلیٰ اور مقدم ہے۔

جبکہ میں خود بیوی بچوں کی الفت اور حصول معاش کی محنت اور جسم کی کمزوری پر اسلام کی خدمت کو مقدم رکھتا ہوں اور یہ سال میں نے ایک ہی کام ایک ہی دھن اور ایک ہی مقصد کے لئے خرچ کیا تو پھر تم سے کیوں سوال نہ کروں کہ تم نے اس سال کیا اسلامی خدمت انجام دی۔

رسالہ داعی اسلام کو پڑھا؟

تم میں کتنے آدمی ہیں جنھوں نے رسالہ داعی اسلام کو پڑھا اور کتنے ہیں جنھوں نے پڑھ کر اس پر عمل بھی کیا -

بڑی غیرت اور بڑی شرم کی بات ہے کہ آریہ سماج نے اس رسالہ کا ہندی ترجمہ کرکے پانچ ہزار سے زیادہ تقسیم کیا تاکہ میری تجاویز اشاعتِ اسلام پر آریہ عمل کریں اور ان طریقوں سے مسلمانوں کو آریہ بنائیں اور خود سوامی شردھانند نے اپنی طرف سے اس رسالہ کا اُردو ایڈیشن ہزارہا کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کیا اور تقسیم کر رہے ہیں - اور اس کی تجاویز پر آریہ سماج نے زور شور سے عمل شروع کر دیا ہے -

تم نے اس کو پڑھا بھی نہیں - اور پڑھا تو عمل کا ذوق تم میں پیدا نہ ہوا مگر حریف نے اس سے پورا فائدہ اُٹھایا۔

قیامت کے دن جب آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری اور تمہاری پیشی ہوگی اور سرکار رسالتمآب تحقیق فرمائینگے تو بتاؤ تم کیا جواب دوگے - میں تو کم از کم اس رسالہ کو حضوری میں رکھدونگا - مگر جب تم سے اس پر عمل کرنے کا سوال ہوگا تو بتاؤ اُس وقت کیسی شرمندگی تم کو ہوگی - سرخروئی درحقیقت اُن کو ہوگی جنھوں نے اس رسالہ کی تجاویز پر عمل کیا اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے - اور چپ چاپ کام کرنے لگے - نہ کسی اخبار میں اپنے کام کی دھوم مچائی نہ جلسہ میں بیان کیا - نہ جگہ جگہ فخر کرتے پھرے کہ ہم نے یہ کیا - ہم نے وہ کیا - ان کے کام کو بس ان کا دل جانتا ہے - خدا جانتا ہے یا میں جانتا ہوں - دوسروں کو خبر نہیں ہوتی -

صرف روپیہ درکار نہیں ہے

چندہ دینے والے خیال کرتے ہونگے ہم نے تو فرض ادا کر دیا - اب ہمارا ذمہ داری تو ختم ہوگئی - نہیں نہیں میرے بچو تمہارا فرض باقی ہے - تمہاری ذمہ داری پوری نہیں ہوئی - دین کو محض تمہارے مال ہی کی ضرورت نہیں ہے مال سے زیادہ تمہارے وقت کی ضرورت ہے - تم کو زبان سے کام کرنا ہے - تم کو ہاتھ سے کام کرنا ہے - تم کو پاؤں سے کام کرنا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ تم کو اپنے دماغ سے بھی کام لینا ہے -

فخر کے لئے نہیں مثال اور ترغیب کے لئے میں خود اپنی بات تم کو سناؤں گا کہ میں نے روپیہ بھی دیا اور ہاتھ پاؤں دماغ اور سارا وقت اسی ایک کام میں خرچ کرتا رہا۔ داعی اسلام کے علاوہ ہندو مذہب کی معلومات - حلال خور - غزنوی جتھا وغیرہ کتابیں لکھیں - اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے - ہزارہا خطوط لکھے - کام کرنے والوں کو قدم قدم پر مشورے دئے - مدرسہ داعیان اسلام جاری رکھا - غرض کوئی دن کوئی رات کوئی گھنٹہ کوئی منٹ اس کام اور اس خدمت سے خالی نہیں رہا -

اسی زمانہ میں خود اپنی لڑکی کی نازک علالت کی تیمارداریاں بھی کیں - خود بھی بیمار رہا - دور دور کے سفر بھی کئے - اور روزی حاصل کرنے کے لئے کاروبار کی محنت میں بھی مصروف رہا -

سنہ ۲۴ء کے کام

طعنہ سن چکے اب سنو - میں سنہ ۲۴ء کے کام تم کو سناتا ہوں اگر اسلام کی محبت ہے، اگر اسلام کی وجہ سے میرے حکم کی اطاعت سے الفت ہے تو غور سے سنو اور عمل کے لئے مستعد ہو جاؤ - ورنہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ تم میں ایمان کا نور پیدا کرے اور توبہ کرو کہ کہیں بے ایمان نہ مر جاؤ -

سنہ ۲۴ء میں تم کو دو کام کرنے ہیں - ایک مسلمانوں کی آمدنی بڑھانے کا - اور دوسرے مسلمانوں کے خرچ کم کرنے کا -

یہی دو بڑے سبب مسلمانوں کے مرتد ہونے کے ہیں کہ مفلسی و تنگدستی کے سبب ہزاروں مسلمان بے دین ہو جاتے ہیں جبکہ ان کو روپیہ افراط سے دیا جاتا ہے اور مفلسی آمدنی نہ ہونے یا خرچ کی زیادتی کے سبب پیدا ہوتی ہے - اگر تم سب مل کر آمدنی بڑھانے اور خرچ گھٹانے کے وسائل و ذرائع میں کوشش کرو تو چند روز میں ارتداد کا دروازہ بند ہو جائیگا اور اشاعتِ اسلام کے دروازے کھل جائینگے - اس مسئلہ کی اصل بنیاد میں نے تم کو بتا دی ہے -

واقفیت اسلام

مالی حالت تو خرابی کی بنیاد ہے مگر اسی کے ساتھ ایک بڑی خرابی اسلامی تعلیم سے ناواقف ہونے کی بھی ہے کروڑوں مسلمان اسلام سے پوری طرح واقف نہیں ہیں اور تم کو اسکے لئے بھی کام کرنا پڑیگا سنہ ۲۴ء میں انہی تینوں باتوں کے لئے بار بار تم کو طریق عمل بتایا جائیگا - اشتہارات و مختصر رسالے شائع ہونگے تاکہ تم ان کے ذریعہ کام کر سکو -

میری موت کے بعد

اگر اس سال میری موت واقع ہو جائے تب بھی کام کو موت نہ آنے دینا - اس خدمت کو ہر پیر بھائی اپنا کام اور اپنی خدمت سمجھ کر ادا کرتا رہے کہ مرنا جینا تو ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے - دین زندہ رہیگا تو ہر مرنے والا مسلمان مردہ نہیں زندہ ہے -

سنہ ۲۴ء کے لیڈر

سنہ ۲۳ء میں مسلمانوں کے سب سے بڑے بڑے لیڈر انسداد ارتداد کی تحریک سے الگ بیٹھے رہے۔ کیونکہ ان کو سوراج حاصل کرنے کے لیئے اتحاد اقوام کی ضرورت ہے۔

سنہ ۲۴ء میں بھی غالباً وہ سب انسداد ارتداد کی سعی میں تمہارا ساتھ نہیں دینگے لہذا تم اپنا وقت شکوہ شکایت میں ضائع نہ کرنا۔ جو لوگ اپنا عمل چھوڑکر دوسروں کے اعمال کی تلاش و جستجو کرتے ہیں اُن کو منزل حق میسر نہیں آتی۔

تم تو محض اپنے عمل کا خیال رکھو کسی کی شکایت زبان پر نہ لاؤ۔ اگر کوئی شخص ملکی بہتری اس میں سمجھتا ہے کہ آریہ سماج کے حملے سہتا رہے اور مسلمانوں کو مرتد بننے دے تو بجائے اس کے کہ تم اس پر اعتراض کرو اور اسکی تردید میں مصروف ہو جاؤ خود انسداد ارتداد کا کام کرنے لگو کہ جیسا اسلام کا فرض اس شخص پر ہے ویسا ہی تم پر بھی ہے۔ وہ نہیں کرتا نہ کرے۔ تم تو کرو۔

تقسیم عمل کی بڑی ضرورت ہے۔ تم میں ایک جماعت سیاست کیلئے مخصوص ہوگئی ہے اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ اسکی راہ نہ دیکھو کہ وہ بھی تمہاری مدد کرنے کو اپنا مذاق ترک کرکے آجائیگا۔ جب تم کام شروع کروگے۔ بلکہ ایک سکنڈ بھی ضائع نہ کرو اور جلدی سے کام شروع کرو۔

اہل قادیان سے مزاحمت نکرو

آجکل اسلامی اخبارات و علما ایک فضول کام میں مصروف ہیں۔ وہ قادیانیوں کی تکفیر و تفسیق و گمراہی ثابت کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ میں بھی اس جماعت کے اصولی عقائد کو راہ راست پر نہیں جانتا مگر تم کو حکم دیتا ہوں کہ اس بے نتیجہ جھگڑے میں وقت نہ کھونا۔ آج جبکہ اسلام کے حریف اعظم آریہ سماج سے مقابلہ ہے تو تم کو ایک ایک منٹ کی قدر کرنی چاہئے جو وقت تردید اہل قادیان میں خرچ کیا جائے کیوں نہ حفاظت اسلام اور تردید آریہ سماج میں خرچ ہو۔ جب ہم بڑے دشمن کو پیچھے ہٹانے میں کامیاب ہوجائینگے اُس وقت گھر کے اس حریف کو بھی شکست دیدینا آسان ہوگا۔

لہذا تم لوگ کسی جگہ قادیانیوں سے یا آغاخانیوں سے یا غیر مقلدوں سے یا شیعوں سے یا وہابیوں سے مزاحمت نہ کرنا بلکہ ان میں سے کوئی فرقہ اگر حفاظت اسلام کا کام کر رہا ہو اور اختلافی مسئلہ درپیش نہ ہو تو تم پوری کوشش اس کی تائید میں کرنا۔

قصہ مختصر میں نے گذرنیوالے سنہ ۲۳ء اور آنے والے سنہ ۲۴ء کا سرسری ذکر کردیا ہے شروع سال اور ختم سال پر بجائے لفاظی کرنے اور خیالی مضامین لکھنے کے یہ اچھا معلوم ہوا کہ تم کو شاہراہ عمل بتا دیا جائے۔

میں نے سرخی میں لکھا ہے کہ "حاکم کا حکمراں مرگیا" یعنی انگریزوں کا سنہ ۲۳ء دنیا سے گذر گیا اب آخر میں لکھتا ہوں کہ "حاکم کا حکمراں پیدا ہوگیا" یعنی سنہ ۲۴ء انگریزوں کا حکمراں دنیا میں آگیا۔ وہ سب اس نومولود کی خوشیاں منائینگے۔ مگر ہم مسلمانوں کا نیا ہجری سال ایسے مہینہ میں آتا ہے کہ ہم اسکی خوشی نہیں مناسکتے کیونکہ محرم غم کا مہینہ مانا جاتا ہے۔ اور اسی سے ہمارے نئے سال کی ابتدا ہوتی ہے۔

انگلستان کی تکلیف

سنہ ۲۴ء میں جو عظیم الشان تکلیفیں اہل انگلستان کو پیش آئینگے اگر ان کو اسکا حال معلوم ہوجاتا تو وہ آج نئے سال کی خوشی نہ مناتے مگر انگلستان پر کیا منحصر ہے ہر انسان آیندہ تکالیف و حوادث سے غافل ہوتا ہے۔ اور یہ قدرت کا بڑا راز ہے۔ ورنہ انسان دیوانے ہوجایا کرتے۔ کہ سکون و اطمینان بے خبری میں ہے۔

ہندو عقائد کیونکر مٹائے جاتے ہیں

ہمارے نہیں تھا کہ ہندوؤں کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ان کے قدیمی عقائد کیونکر مٹائے جارہے ہیں اور انکی قومی ہستی کیسی دن بدن کمزور کی جارہی ہے۔

ایک طرف تو بچارے ہندوؤں کو گائے کا ذکر کرکے مسلمانوں سے بھڑکایا جاتا ہے کہ مسلمان تم کو لوٹ لینگے۔ مسلمان تمہارے بچوں کو غلام بنا لینگے۔ کہہ کہہ کر ہندوؤں میں گھبراہٹ پیدا کی جاتی ہے اور دوسری طرف تعلیمیں بجائی جاتی ہیں کہ ہم نے ان سود خوار منحوس بنیوں کو مسلمانوں سے برداشتہ خاطر کرکے انکی جڑ کھوکھلی کردی کہ انکی ترقی کا دارومدار مسلمانوں پر بیوپار کرنے اور انکو سودی قرضہ دینے میں ہے۔ جب یہ مسلمانوں سے جدا اور مسلمان ان سے بیزار ہوجائینگے تو انکی تجارت ماند ہوجائیگی اور ان کا سودی لین دین بند ہوجائیگا اور پھر انکا آریہ بنا لینا آسان ہوگا کیونکہ یہ وزمورتی آوغلیسی ہی کے مشتبہ باتوں کو آریہ بنایا جاتا ہے۔ تم دیکھو ابھی ہتھیار آریہ بنینگے

دہلی میں گنیش جی کی ارتھی کا جلوس

کیا پرانے خیال کے ہندو بیخبر ہیں کہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں دہلی کے بازار میں ایک جلوس نکلا تھا۔ یہ جلوس ارتھی کا تھا۔ یعنی ایک فرضی اور بناوٹی جنازہ تیار کرکے جلوس نکالا گیا تھا۔ اس ارتھی (جنازہ) کی شکل ہاتھی کی بنائی گئی تھی۔ کئی سو روپے کی تیاری اس ارتھی کی تھی۔ ہزاروں آدمی اس جلوس میں تھے آخر یہ ارتھی دریا کے کنارے لیجاکر جلا دی گئی اور خوب گانا بجانا اسکی خوشی میں ہوا۔

دہلی کے اخبار تیج نے اس جلوس کی نسبت لکھا کہ یاتی رام کے کوچہ میں منشی نام ایک نائی رہتا ہے جسکے اولاد نہیں ہے اور وہ روپے والا ہے۔ اُس نے چاہا کہ زندگی میں اپنا مرنا دیکھ لے اور جیسا کہ ہندوؤں میں دستور ہے کہ بڑھاپے کی موت کی خوشی منائی جاتی ہے اور بڈھے کے مردہ کا جنازہ بہت دھوم سے اُٹھایا جاتا ہے۔ میت کے سامنے گانا بجانا ہوتا ہے اور مرگھٹ تک بڈھے کی لاش شادی کی برات کیطرح لیجائی جاتی ہے۔ منشی نائی نے خیال کیا کہ میرے اولاد نہیں ہے۔ میرے بعد کون میری لاش کی دھوم دھام کریگا اسلئے اسنے جیتے جی اپنی فرضی ارتھی کئی سو روپے کی لاگت سے تیار کرائی اور خود اسکے برابر بینڈ میں سوار ہوکر عمدہ لباس اور پھولوں کے گنٹھے پہنکر چلا۔ ہزاروں آدمی کا جلوس ساتھ تھا تاکہ وہ اپنی آنکھ سے اپنا مرنا دیکھ لے۔

تیج کی یہ خبر درحقیقت ایک لطیفہ کی شکل میں تھی اور اس نے اسکو اہل دہلی کی زندہ دلی کے عنوان سے لکھا تھا مگر دوسرے دن اخبار الشیا نے اسکی قلعی کھول دی۔ اس میں ایک آریہ نے صاف صاف لکھا ہے کہ واقعہ یہ تھا کہ گنیش جی کی مورت کا کھنڈن کرنا تھا اسلئے یہ سب سامان کیا تھا تاکہ سر بازار گنیش جی کی مورت کا کھنڈن کیا جائے۔

مسلمان شاید اسکو نہ سمجھیں اسواسطے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم کے دیوتا کی شکل ہاتھی کی مانند ہے اور اسکو گنیش جی کہتے ہیں۔ پس آریہ سماج نے ہندوؤں کی مورتی کی ہتک اور رسوائی کرنے کیلئے یہ جلوس نکالا تھا۔ گویا گنیش جی کو ہندوؤں کی آنکھوں کے سامنے مُردہ بناکر مرگھٹ پہنچا دیا گیا۔ (۲۱ دسمبر کے تیج نے بھی شائع کردیا کہ جلوس منشی نائی کا نہ تھا بلکہ گنیش جی کی مورت کا جنازہ تھا)

کیا عقلمند ہندو ان حرکات کے اندر محسوس نہیں کرینگے کہ آریہ سماج کس فکر میں ہے اور اسکا ارادہ ہندو عقائد قدیم کو کن کن طریقوں سے ملیا میٹ کرنے کا ہے ۔

میں نے گذشتہ نمبر میں لکھا تھا کہ آریہ سماج سے مسلمانوں کو کچھ زیادہ خطرہ نہیں ہے کہ وہ ان سے جداگانہ معاشرت و حالات رکھتے ہیں اور انکی ہستی مستقل طاقت رکھتی ہے آریہ سماج سے اگر خطرہ ہے تو صرف ہندوؤں کو ہے کہ انکی رہی سہی تمام کائنات آریہ سیلاب میں نابود ہوکر رہ جائیگی ۔ اسکا ثبوت ان واقعات سے اچھی طرح ہو سکتا ہے کہ دہلی جیسے شہر میں سر بازار جلوس نکلا اور ہندوؤں کی مورتی کا کھنڈن کیا گیا اگر کوئی مسلمان ایسا کرتا تو یہی آریہ سماجی ہندوؤں کو انکے خلاف بھڑکاتے اور مورت کی حمایت کرنے کھڑے ہو جاتے جیسا کہ آجکل سکھوں سے لڑ رہے ہیں کہ سکھوں نے ہندو مندر پر قبضہ کیا ہے تو ہندؤں کی بجائے آریہ ان پر حملے کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کی مورتیاں کیوں اٹھائیں ۔

یورپ و امریکہ میں چشتی صوفی

میرے بھائیوں کو کیا ہندوستان میں بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یورپ و امریکہ میں چشتیوں کا صوفیانہ طریقہ بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے ۔ پروفیسر عنایت خاں چشتی ریاست بڑودہ کے ایک مشہور گویے اور موسیقی داں عرصہ دراز سے یورپ میں مقیم ہیں اور وہاں انھوں نے پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے کئی سال سے انکی کتابیں اور رسالے میرے پاس آیا کرتے تھے مگر میں انگریزی نہ جاننے کے سبب ان کو پڑھ نہ سکتا تھا ۔

رابعہ بصری اے مارٹن چشتی

پروفیسر مذکور کی سب سے پہلی مرید اے مارٹن نامی ایک خاتون ہیں جو ۱۹۱۱ء میں سامعیت ہوئی تھیں ۔ انکے بعد ہزاروں آدمی مرید ہوئے ۔ یورپ و امریکہ کے ہر بڑے شہر اور چھوٹی آبادی میں پروفیسر صاحب کے مرید موجود ہیں ۔ جن میں بڑے بڑے دولتمند بھی ہیں ، اعلیٰ فلاسفر بھی ہیں ، مرد بھی ہیں ، عورتیں بھی ہیں ۔ اس طریقہ میں عیسائی یہودی ، اور ہر عقیدہ کے لوگ شریک ہیں کیونکہ انکی تعلیم میں کسی مذہب کی مخالفت نہیں

مسز اے مارٹن رابعہ بصری چشتی آجکل ہندوستان میں آئی ہیں تاکہ اپنے سلسلہ کے مزارات کی زیارتیں کریں اور اپنے مرشد کے وطن بڑودہ کو دیکھیں اور یہاں لکچر دیکر اپنے طریقہ کی تبلیغ کریں ، اور صوفیوں کو بتائیں کہ تمہارا سلسلہ یورپ امریکہ میں خوب پھیل رہا ہے اور وہاں اس سے اشاعت ہونی چاہئے ۔

۱۹ دسمبر ۱۹۲۳ء کو بارہ بجے کے بعد مسز اے مارٹن رابعہ بصری مجھ سے ملنے آئیں میں اسوقت ایمان خانہ کے حجرہ میں تھا ۔ جب وہ سامنے آئیں چند سکنڈ تک چپ چاپ کھڑی مجھکو دیکھتی رہیں ۔ اسکے بعد ترجمان کے ذریعہ سے باتیں کیں اور کہا میرے مرشد نے حکم دیا تھا کہ آپکے پاس جاؤں اور آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں ۔ رابعہ بصری کی عمر چالیس برس یا اس سے کچھ زیادہ ہے ۔ ان کا قد چھوٹا ہے ۔ انکی آواز بہت مؤثر ہے ۔ وہ انگریزی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی بولتی ہیں اور بعض وقت انکے صاف منہ سے نکلتے ہیں کہ ابھی آنے والی سمجھے رابعہ بصری نام انکے مرشد کا عطا کردہ ہے اور ایک تیرہ سال سے صوفی طریقہ کی تبلیغ درشاعت کا کام کرتی ہیں ۔ ان کے شوہر زندہ ہیں ۔ ان کے ایک لڑکی بھی ہے ۔

دوسرے دن میں انکی ملاقات کے لئے بھیا شیخ احسان الحق صاحب کو لیکر سیسل ہوٹل میں گیا ۔ لاہور کے صوفی خدا بخش بھی میرے ہمراہ تھے ۔ ایک گھنٹہ تک گفتگو رہی اور حسب ذیل سوال جواب ہوئے :۔ سوال ۔ آپکے مرشد کی عمر کیا ہے ؟ جواب ۔ ۴۴ سال مگر ان کے بال سفید ہوگئے ہیں ۔ سوال ۔ انھوں نے شادی کی ہے ؟ جواب ۔ ہاں انھوں نے ایک امریکن عورت سے شادی کی ہے اور دو لڑکے دو لڑکیاں انکے ہیں ۔ سوال ۔ انکی گذر اوقات کا کیا سامان ہے ؟ جواب ۔ انکو نذریں اور ہدیے ملتے ہیں جبکہ انکی سالگرہ کا دن آتا ہے مگر وہ سب نذریں مریدوں کی جماعت لے لیتی ہے اور جماعت انکے اخراجات خانگی کے لائق ان کو دیکر باقی انکی کتابوں کی اشاعت میں خرچ کرتی ہے ۔ سوال ۔ وہ آجکل کہاں رہتے ہیں ؟ جواب ۔ انکی قیامگاہ تو سوزرلینڈ میں ہے ۔ مگر آجکل وہ پیرس میں ہیں ۔ زیادہ تر لیکچروں کیلئے سفر کرتے رہتے ہیں ۔ یورپ امریکہ میں ہزاروں آدمی انکو لکچر دینے کو بلاتے ہیں اور ہزاروں میل کا سفر کرکے ان کے لکچر سننے آتے ہیں ۔ سوال ۔ وہ کیا تعلیم دیتے ہیں ؟ جواب ۔ وہ توحید بیان کرتے ہیں ۔ وہ کسی مذہب کو برا نہیں کہتے ۔ وہ خدا اور بندہ کے تعلقات سمجھاتے ہیں ۔ سوال انکی عبادت کس طریقہ کی ہے ؟ جواب ۔ عبادت انکی اپنی اسلامی طریقہ کی ہے اور مریدوں کو بھی اسی کے قریب قریب تعلیم دیتے ہیں ۔

اسکے بعد انھوں نے اپنے مرشد کی کتابیں دیں اور طریق عبادت کی تفصیلات بیان کیں سوال ۔ آپ خواجہ کمال الدین کے مشن کو جانتی ہیں ؟ رابعہ بصری نے کہا مگر ذرا تامل کرکے ہاں میں نے انکے مشن کا حال سنا ہے لیکن ہمارے کام سے انکے کام کو کچھ مناسبت نہیں ہے ۔ وہ تردید سے اشاعت اسلام کرنی چاہتے ہیں ۔ ہم محبت سے اپنا طریقہ شائع کرتے ہیں ۔ ہمارے کام کو جتنا فروغ ہے اور جس کثرت سے ہمارا سلسلہ پھیل رہا ہے انکو یہ بات حاصل نہیں ہے ۔ کہ تردید و محبت میں بڑا فرق ہوتا ہے ۔

مسز مارٹن نے میری تصویر لیکر کہا ۔ یہ تصویر آپکے ساتھ انصاف نہیں کرتی جیسی صورت آپکی ہے اور جو اثر آپکو دیکھکر میرے دل پر ہوا وہ بات اس تصویر میں نہیں ہے ۔ میں نے پہلے روز جب آپکو دیکھا تو آپ کے چہرہ نے دیر تک محو حیرت رکھا ۔

چلتے وقت مسز مارٹن رابعہ بصری نے میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا ۔ آنکھوں سے لگایا اور دوران گفتگو میں بھی بہت سے الفاظ اس قسم کے انکے منہ سے نکلے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مرشد کی تعلیم مشائخ قدیم کے اصول پر ہے

حیدرآباد آتی ہیں

مسز اے مارٹن رابعہ بصری اجمیر شریف کی زیارت کرکے حیدرآباد جائینگی ۔ میں نے ان کو تعارف کے خطوط دیے ہیں دکن کے برادران سلسلہ کو ان سے ضرور ملنا چاہئے اور ان کے لکچروں کا بندوبست کرنا چاہئے ۔ میں نے ان کو حسب ذیل حضرات کے نام خط دئے ہیں :۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر ۔ نواب سالار جنگ بہادر ۔ نواب امین جنگ بہادر ۔ نواب نذیر جنگ بہادر نواب حیدر نواز جنگ بہادر ۔ نواب صدر یار جنگ بہادر ۔ حسینی شاہ نظامی ۔ ہلالی شاہ نظامی ۔

مجکو یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت خسرو دکن بھی اس نیک و برگزیدہ خصائل خاتون کو باریاب فرماکر اس کے تبلیغی کارناموں کو سماعت فرمائینگے ۔

یہ خاتون مالی خواہش کچھ نہیں کرتیں ۔ محض تبلیغ حق و صداقت ان کا مقصد ہے نہ کسی سیاسی مسئلہ پر گفتگو کرتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ چشتیوں کے چراغ کو یورپ و امریکہ کے ہر گھر میں پہنچائے ۔

ماہ جنوری ۱۹۲۴ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۳

نمبر ۱۰

حمد

(از حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ)

اے زخیالِ ما بروں، در تو خیال کے رسد
در صفتِ تو عقل را، لافِ کمال کے رسد

بر درِ بے نیازیت صد چو حسینؑ کربلا
تشنہ بماند بر گذر - تا بہ زلال کے رسد

کنگرِ کبریائے تو ہست فرازِ لامکاں،
طائرِ ما در آں ہوا - بے پر و بال کے رسد

زاں چمنے کہ بلبلش روحِ قدس نمی سزد
گلخنیانِ خاک را بوئے وصال کے رسد

ہست بہ تختگاہِ دل، جلوۂ قرب روز و شب
لیک بجلوۂ چناں، چشمِ خیال کے رسد

گر ہمہ مردم و ملک خاک شوند بر درت
دامنِ عزتِ ترا گردِ زوال کے رسد

نعت

(از مولانا اوحد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ)

خوش آنکہ بندم در رہت بر ناقہ محمل از وطن
خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بسر غلطم بہ تن

چوں پا بہم در راہِ تو باشد پئے قطعِ رہم
پا را علہ کف آبلہ چشمم قدم عمرم زاد من

آیم بریں دارالشفا گویم بزاری دمبدم
اے شمعِ دیں ختمِ رسل مطلوبِ حق فخرِ زمن

شاہِ سریرِ سلطنت سلطانِ او ادنیٰ لقب
گل نسب اُمّی حسب [illegible] سلطانِ یثرب بت شکن

از گفتنِ نعتت بود ساعت بساعت تازہ تر
باغِ امل شاخِ طرب گلزارِ جاں نخلِ بدن

از شوقِ باغِ عارضت از دستِ حسرت چاک زد
لالہ گریباں غنچہ دل نسریں قبا گل پیرہن

از شرمِ خاکِ درگہت بر خاکِ خواری ریختہ
رنگِ گل و آبِ گل و تابِ چمن بوئے سمن

سحر آفریں عقل را در وقتِ وصفت او فتد
کلک از بناں لفظ از بیاں نطق از زباں حرف از دہن

کمتر گدائے درگہت بر مسندِ شاہی بود،
خسرو صفت [illegible] خاقاں مکاں حشمت بہ فن

بعد و فاتم بس بود گردے ز راہِ مقدمت
زادِ سفر زیبِ عمل شمعِ لحد عطرِ کفن

اے رحمۃ للعالمیں برخیز تا خیزد دگر
شور از فلک حور از ارم بانگ از زحل سر از علن

از سطوتِ حکمت سزد گر روئے تابد از ابد
آب از زمیں تاب از سما نشر از صبا باد از چمن

از سلکِ کیں ہر گوہرِ انجستند و ز کیں ترا
محرابِ دیں لعلِ حسن درجِ گہر [illegible]

برگردنِ اعدائے تو دست سپہر انداختہ
زنجیرِ غم [illegible]

عیسیٰ و صالح در رہت با خضر و موسیٰ آمدہ
اوحد [illegible]

عقل و دل و دیں حیرت ز گرد [illegible] روضات
ارشاد [illegible]

شمشیرِ شرعِ انورت از بہرِ دفعِ کفر شد
گیتی ستاں آتش فشاں کشور کشا اعدا فگن

از ہیبتِ شرعت عجب نبود اگر دوری کند
چشم از غضب [illegible] لطف از شکن

اے از طفیلِ ذاتِ تو موجود گشتہ از عدم
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سر و علن

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- قریب ہے کہ بجلی اُن کی بینائی کو اُچک لے - جب اُن کو روشنی معلوم ہوتی ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں اور جب اُن پر تاریکی چھا جاتی ہے تو ٹھہر جاتے ہیں - اور اللہ چاہے تو اُنکی سماعت اور بینائی کو کھو دے بیشک اللہ ہر بات پر قادر ہے -

تشریح الفاظ :- یکاد (از کید و دت) قریب الوقوع ہونا - خطف - اُچک لینا - لے اُڑنا - لے بھاگنا - کلما - جب کبھی - جب - جب - جب - اضاءت - روشن کرنا - روشنی پھیلانا - مشی - چلنا - قدم قدم چلنا - اظلام - اندھیرا کرنا - تاریکی کا چھا جانا - سمع - قوت سامعہ - سماعت - شنوائی - ابصار - (جمع بصر) قوت بینائی - بینائی - شے - چیز - بات - امر - قدیر - بڑی قدرت والا - ہر طرح قدرت رکھنے والا - قادر -

تفسیر :- یہ آیت کریمہ بھی منافقین کی حالت کو ظاہر کرتی ہے جس طرح پہلی آیات میں ارشاد ہوا کہ منافقوں کی حالت اُس شخص کی طرح ہے جس نے آگ سلگائی اور جب روشنی پیدا ہوئی تو خدا نے وہ روشنی معدوم کر دی اور وہ شخص تاریکی میں پڑا رہ گیا اُسی طرح اس دوسری مثال میں ارشاد ہوتا ہے کہ منافقوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو اندھیری رات میں چل رہا ہو اور اُسے بارش سے سامنا کرنا پڑے - بارش بھی کیسی ہو جس میں بجلی چمکتی ہو - بادل گرجتا ہو - یہ شخص موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں دے لیتا ہو بجلی کا یہ انداز ہو کہ گویا اُسکی بینائی کو لے اُڑیگی - جب کبھی بجلی کی تجلی سے روشنی پیدا ہو جاتی ہو وہ دو قدم چل لیتا ہو اور پھر جب اندھیرا چھا جاتا ہو تو وہ ٹھٹک ... - خدا نے اپنی بردباری اور رحمت و کرم سے اُسے پناہ دے رکھی ہے ورنہ اُس کے بس میں ہے کہ برق کی تیز روشنی سے بینائی کو اور رعد کی خوفناک گرج سے سماعت کو معدوم کر دے - کیونکہ وہ ہر بات پر خواہ انسان کے نزدیک کیسی ہی مشکل و محال ہو قادر ہے -

ان آیات کریمہ میں آسمانی بارش سے قرآن کریم - رعد و برق سے اُسکے اوامر و نواہی - وعدہ وعید - ترغیب و ترہیب مراد لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ منافقین کو جب ظاہری فوائد نظر آتے ہیں مثلاً اسلامی حقوق مساوات اور تقسیم غنیمت وغیرہ تو مسلمانوں کے ساتھ چلنے لگتے ہیں اور جب اُن کی کفر کی تاریکیاں بصیرت کو باطل کر دیتی ہیں تو ٹھہر جاتے ہیں - یا یوں سمجھنا چاہیے کہ جب سرور عالم کی ہدایات سنتے ہیں اور معجزات دیکھتے ہیں اور نور قدس کی یہ بجلیاں چمک اُٹھتی ہیں تو عالم بیم و رجا میں اضطراری اور عارضی طور پر اُن کا دل ایمان لے آتا ہے لیکن یہ کیفیت زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہتی اُن کے شیاطین اُنہیں بہکاتے ہیں اور خود اُن کی فطری گمراہی عود کرتی ہے اور وہ پھر بدستور ان اندھیروں میں ٹھٹک رہتے ہیں -

آیت کریمہ میں قرآن پاک کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے اور نہایت کامل اور صحیح تشبیہ ہے جس طرح بارش سے زمین سیراب و شاداب ہوتی ہے ، گل بوٹے اُگتے ہیں ، پھل پھول پیدا ہوتے ہیں اُسی طرح قرآن کریم سے ارباب ایمان کے دلوں کو سیرابی و شادابی حاصل ہوتی ہے - قرآنی بارش کی زمین دل ہے اور اس باران کرم سے دل کی زمین میں ایمان و حکمت کی کاشت ہوتی ہے اور ذوق و عرفان کے پھول پھل پیدا ہوتے ہیں - جس طرح آسمانی بارش میں ظلمات و برق و رعد ہیں اُسی طرح قرآنی بارش میں بھی ہیں - یہاں ظلمات سے قرآن پاک کی مشکلات - متشابہات مراد ہیں جو ارباب سلوک کو اثنائے سلوک میں پیش آتی ہیں اور ان مشکلات سے وہی لوگ عہدہ برآ ہوتے ہیں جن کو خدا نے فطرت سلیم ، نور عقل ، اور اپنی تائید سے سرفراز کیا ہے - چنانچہ جس طرح چراغ لے کر اندھیری رات میں چلنا آسان ہو جاتا ہے اُسی طرح حقائق و دقائق قرآن کی پیچیدہ راہوں اور بشری ظلمتوں سے پار ہونا نور ہدایت سے ممکن ہے جسکی شعاعیں عرش بریں سے براہ راست اہل ایمان کے دلوں پر عکس فگن ہوتی ہیں - اب منافقوں کی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ حیات ابدی کی راہ میں اُن کا کیا انداز ہے - وہ سراسر تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں - جب کبھی ایمان کی کوئی شعاع چمک اُٹھتی ہے تو وہ چل پڑتے ہیں لیکن اُن کی کثافت قلب اور ظلمات ذاتی پھر اُن کو روک دیتی ہے

تفسیر آیات کی یہ صورت اُسی حالت میں ہے کہ فرداً فرداً ایک چیز کو ایک چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے - ورنہ جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے لکھا ہے آیات کے ظاہری مفہوم کو منافقین کی حالت کے ساتھ منطبق کرنا کافی ہے - اس صورت میں حاصل کلام یہ ہوگی کہ منافقین کی حیرت ، درماندگی ، سراسیمگی اور تذبذب کی حالت اُس شخص کی مانند ہے جو تاریک رات میں سفر کر رہا ہے - پانی برس رہا ہے بجلی چمک رہی ہے - بادل گرج رہا ہے - اندھیرا چھایا ہوا ہے - فضا کے سناٹے میں بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک ایسی مہیب اور ہول خیز ہے کہ ہر لمحہ موت کا اندیشہ ہے - تاریکی اس بلا کی ہے کہ راہرو کو کچھ نظر نہیں آتا - نہ وہ آگے بڑھنے کا فیصلہ کر سکتا ہے نہ پیچھے ہٹنے کا اور نہ اپنی جگہ پر ٹھہرنے کا - اس عالم حیرت میں جب بجلی کی نور پاشی سے کچھ اُجالا ہو جاتا ہے تو وہ ڈرتے ڈرتے قدم اُٹھاتا ہے لیکن نور کی شعاعیں غائب ہوتے ہی پھر تاریکی پھیل جاتی ہے اور سہما ہوا مسافر اپنی جگہ پر ٹھہر جاتا ہے

شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

از وے ار سایہ نشانے می دہد عشق ہر دم نور جانے می دہد

ترجمہ :۔ اگر آفتاب کا نشانہ سایہ دیتا ہے تو عشق ہر لحظہ روح کو منور کرتا ہے ۔

مطلب :۔ عشق کو اُس کی تجلیات باطنی اور انوار روحانی کی بنا پر آفتاب سے تشبیہ دیکر مولانا آفتاب آسمانی اور آفتاب روحانی کا موازنہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آفتاب آسمانی سے تو صرف سایہ حاصل ہوتا ہے یعنی صرف ظاہری روشنی میسر آتی ہے اور وہ بھی ہر وقت نہیں رہتی ۔ لیکن آفتاب روحانی یعنی عشق سے باطنی دنیا ہر وقت منور رہتی ہے اور روح پر ہر لحظہ اُس کی شعاعیں نور پاشی کرتی رہتی ہیں ۔ بعض نسخوں میں مصرع ثانی اس طرح مرقوم ہے "شمس ہر دم نور جانے می دہد" لیکن اس حالت میں بھی معنی یہی ہوں گے یعنی آفتاب عشق ہر وقت روح کو منور کرتا ہے ۔ اشعار آئندہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "شمس" کو مولانا نے شمس معنوی کے لئے مخصوص کر لیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر چوں بر آید شمس انشق القمر

ترجمہ :۔ سایہ تجھیں افسانہ کی طرح سُلا دیتا ہے لیکن جب آفتاب بر آمد ہوتا ہے تو ماہتاب کے پُرزے اُڑ جاتے ہیں

لغات :۔ سمر ۔ داستان ۔ افسانہ ۔ قصہ ۔ کہانی ۔ انشقاق ۔ ٹکڑے ہونا ۔ چاک ہونا ۔

مطلب :۔ سایہ ہر چیز کی دوسری روشنی کو کہتے ہیں خواہ وہ براہ راست ہو یا کسی واسطہ سے ہو ۔ مثلاً آفتاب کے دو سائے ہیں ایک دھوپ اور ایک چھاؤں ۔ دھوپ آفتاب کا براہ راست سایہ ہے اور چھاؤں بالواسطہ سایہ ہے ۔ صوفیائے کرام ذاتِ احدیت کو آفتاب اور تمام کائنات کو اُس کا سایہ قرار دیتے ہیں ۔ اس مفہوم کو پیش نظر رکھکر شعر کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ کائنات کی دلبستگی انسان کو غافل بناتی ہے لیکن جب آفتاب حقیقت جلوہ گر ہوتا ہے تو کائنات اور اُن کی دلبستگی فنا ہو جاتی ہے اور انسان سر تا پا نور بن جاتا ہے ۔

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست شمس جاں باقیست کو را امس نیست

ترجمہ :۔ خود آفتاب آسمانی کی طرح دنیا میں کوئی غریب نہیں ہے البتہ شمس روحانی باقی رہنے والا امروز و فردا سے پاک ہے ۔

لغات :۔ غریب ۔ مسافر ۔ محتاج ۔ امس ۔ کل ۔ دیروز ۔

مطلب :۔ شمس آسمانی اور شمس روحانی کا مقابلہ جاری ہے ۔ فرماتے ہیں کہ آفتاب کی حالت پر غور کرو کیسا غریب ہے ۔ ہر وقت گردش میں رہتا ہے ۔ شب کو غائب ہو جاتا ہے لیکن اسکے برخلاف آفتاب جان یعنی ذات باری جو حاصل عشق و محبت ہے ہر وقت حاضر و ناظر اور ہر لحظہ نور افگن ہے ۔ اُسکی تجلیاں سرمدی ہیں وہ دیروز و فردا سے پاک ہے، اُسکا نور ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد مثل او ہم می تواں تصویر کرد

ترجمہ :۔ آفتاب اگرچہ دنیا میں فرد ہے لیکن اُسکے مانند دوسرے آفتاب کا تصور ممکن ہے

لیک آں شمسی کہ شد ہستش اثیر نیستش در ذہن و در خارج نظیر

ترجمہ :۔ لیکن وہ آفتاب جس سے آسمان مست ہے نہ ذہن میں اُس کی مثال ممکن ہے اور نہ خارج میں ۔

لغات :۔ فرد ۔ یکتا ۔ بے مثال ۔ اثیر ۔ بلند ۔ آسمان ۔ خارج ۔ عالم ظاہری ۔ نقیض باطن ۔ باطن ۔ عالم باطنی ۔ نقیض ظاہر ۔

مطلب :۔ یہ دونوں شعر باہم مربوط اور قطعہ بند ہیں ۔ ارباب منطق نے آفتاب کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایک مفہوم کلی ہے بصورت فرد واحد خارج میں پایا جاتا ہے ۔ اسی بنا پر فرماتے ہیں آفتاب خارج میں فرد سہی بے مثال سہی لیکن قوت متصورہ اُسکی مانند ایک دوسرے آفتاب کا تصور کر سکتی ہے لیکن وہ آفتاب قدس جسکا فرمان آسمان و زمین پر نافذ ہے نہ ظاہر میں پیدا کیا جا سکتا ہے نہ باطن میں تصور اُس کی تصویر کشی کر سکتا ہے ۔ عقل و خرد اُسکی حقیقت کے ادراک سے عاجز اور وہم و خیال اُس کے تصور سے قاصر ہیں ؎

خرد و خیال کو دخل ہی نہ تھا نہ وہم کو بار ہے مگر اک تحیر شوق ہے کہ شریک محفل یار ہے (غالب)

در تصور ذاتِ او را گنج کو تا در آید در تصور مثل او

ترجمہ :۔ تصور میں اُس کی ذات کیلئے وسعت کہاں ہے کہ تصور میں اُسکے مانند کوئی اور آسکے

لغات :۔ گنج ۔ گنجائش ۔ سمائی ۔ وسعت ۔

مطلب :۔ چشم ظاہر میں جن صورتوں کو دیکھ سکتی ہے وہی متخیلہ میں آ سکتی ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ منتشر اجزا کو ایک مرکب صورت خیال میں متصور ہو جاتی ہے لیکن جو چیزیں خارج میں موجود نہیں یا وہ جن کو حسِ ظاہر نے کبھی نہیں دیکھا اُن سے تصور ہمیشہ نامحرم رہتا ہے ۔ اُنکا تخیلہ ادراک حواس انسانی کی دسترس سے باہر ہے لیکن آفتاب کا تخیلہ کچھ مشکل نہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود ہے اور دیکھنے والی نگاہ اُسکو دیکھ سکتی ہے لیکن آفتاب حقیقی کا تصور ذاتِ احدیت کا تخیل انسانی ضعیف کی طاقت سے بالاتر ہے ۔ اسی مضمون کو مولانا نے اس شعر میں بیان کیا ہے یعنی جب اُسکی ذات کیلئے تصور میں وسعت نہیں تو قوت متصورہ اُسکی طرح کسی دوسرے کا تصور کیونکر قائم کر سکتی ہے ؎

کوئی سایہ بھی تو نظر پڑا نہ فضائے شوق بہ آنکھ کو مگر اُسکے پیکر ناز میں کوئی قبائے جسم بھی بار ہے

اُدھر ایک میں کہ خیال میں بھی وہی کتنا نہ کیف کم اُدھر ایک ہستی ناز میں کہ خیال تک بھی تو بار ہے

شرح دیوانِ حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

شکر فروش کہ عمرت دراز باد چرا تفقدے نکند طوطیِ شکرخارا

ترجمہ:- شکر فروش کی عمر دراز ہو، طوطیٔ شکر خا پر مہربانی کیوں نہیں کرتا۔

لغات:- شکر فروش۔ شکر بیچنے والا۔ بکثرت شیرینی کا مالک۔ وہ شخص جسکے پاس شیرینی کی افراط ہو۔ چونکہ محبوب کے لبوں کا شیریں اور نہایت شیریں ہونا مسلمہ ہے۔ اسلئے وہ بھی کثرت سے شیرینی کا مالک ہونے کی بنا پر شکر فروش ہے۔ تفقد۔ مہربانی۔ نوازش۔ شکرخا۔ شکر چبانے والا۔ شکرخور۔ چونکہ عاشق لب شیریں کا ذوق رکھتا ہے اسلئے وہ طوطیٔ شکرخا ہے۔

مطلب:- آخر یہ معاملہ کیا ہے کہ محبوب عاشق کو اپنی شیرینی جمال سے محروم رکھتا ہے حالانکہ اس کے پاس اس شیرینی کی کمی نہیں اور اگر وہ عاشق کی ضیافت ذوق کرے تو کوئی نقصان واقع نہیں ہوسکتا۔ اس محرومی کے باوجود عاشق محبوب کے لئے درازیٔ عمر کی دعا کرتا ہے جو کمال محبت اور اس توقع پر مبنی ہے کہ شاید وہ مہربان ہوجائے۔

غرورِ حسن اجازت مگر نداد اے گل کہ پرسشے نکنی عندلیبِ شیدارا

ترجمہ:- اے گل شاید تجھے غرورِ حسن نے اجازت نہ دی کہ بلبلِ شیدا کی مزاج پرسی کرے۔

لغات:- عندلیب۔ بلبل۔

مطلب:- محبوب اپنے عاشق کے حالِ زار سے بے نیاز و بے پروا ہے اور اپنے حسن و جمال کی بنا پر اس قدر مغرور ہے کہ وہ ایک دلدادہ و درماندہ کے احوال کی پرسش کا خیال نہیں کرتا۔ اس مضمون کو گل اور بلبل کے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں۔ گل کی عمر جسقدر کم ہے اور اسکا حسن و جمال جسطرح عارضی ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اس زود رو اور عارضی حسن پر غرور کرنا اور ایسا بیخود ہوجانا کہ بلبل زار کی پرسش حال سے بے پروائی برتی جائے نہایت بیجا ہے۔ شعر میں ایک طرف بے نیازی کا شکوہ ہے اور دوسری طرف نہایت لطافت کے ساتھ اس بے نیازی پر نصیحت کی گئی ہے۔

بحسنِ خلق تواں کرد صید اہلِ نظر بہ بند و دام نگیرند مرغِ دانا را

ترجمہ:- اہل نظر کو خوش اخلاقی سے شکار کر سکتے ہیں۔ مرغِ دانا کو پھندا اور جال سے گرفتار نہیں کرتے۔

لغات:- صید۔ شکار۔ بند۔ قید۔ پھندا۔

مطلب:- پہلے شعر میں معشوق کو گل سے اور عاشق کو بلبل سے تشبیہ دے کر معشوق کی بے پروائی پر اظہار تاسف کیا تھا۔ اب اس شعر میں فرماتے ہیں کہ اہل نظر یعنی عشاق کی فریفتگی کو حسنِ اخلاق سے ترقی دی جاسکتی ہے۔ اُن کو حلقہ بگوش بنانے کیلئے صرف خط و خال اور حسن ظاہری کی دلفریبیاں کافی نہیں۔ چونکہ پہلے شعر میں عاشق کو بلبل سے تشبیہ دی تھی اس لئے اس شعر میں بھی مناسب حال مثال ارشاد فرماتے ہیں یعنی مرغ دانا کے لئے پھندوں اور جالوں کی ضرورت نہیں وہ صرف اُنس و محبت سے مانوس ہوسکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس شعر کو شعر سابق سے وابستہ نہ قرار دیا جائے اس صورت میں شعر کا اخلاقی پہلو زیادہ واضح ہوگا اور یہ مطلب ہوگا کہ اہلِ نظر کو مطیع و منقاد بنانے کے لئے دام و بند کی ضرورت نہیں بلکہ خوش خلقی کی ضرورت ہے۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را

ترجمہ:- جب تم دوست کے ساتھ بیٹھکر مے نوشی کرو تو حریفانِ بادہ پیما کو بھی یاد کرلینا۔

لغات:- بادہ پیمائی۔ مے نوشی۔ بادپیمائی۔ مسافرت۔ رہروی۔ پریشان حالی اور افتادگی۔

مطلب:- اس شعر میں بظاہر خطاب عام معلوم ہوتا ہے۔ شاعر ہر اُس شخص سے مخاطب ہے جسکو حبیب کی ہم نشینی میسر ہو اور اُس سے کہتا ہے کہ جب تم دوست کے ساتھ بیٹھکر عشرت و نشاط میں مشغول ہو تو اُن درماندوں کا بھی خیال رکھو جن کو یہ دولت حاصل نہیں اور وہ سر صحرا بزم حبیب سے دور اور مشاغل عشرت سے محروم ہیں۔ در پردہ نصیحت کا پہلو بھی موجود ہے یعنی جس طرح ان دور افتادوں کو وصال حبیب کے بعد فراق کا روز بد نصیب ہوا اسیطرح ممکن ہے کہ تم کو بھی اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑے پس وصال کی مسرتوں میں اسقدر بیخود نہ ہوجانا کہ فراق کا اندیشہ دل سے محو ہو جائے۔ اگر خطاب خاص فرض کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ عاشق کسی ایسے شخص سے جو اُسکے محبوب کے پاس جانیوالا ہے کہتا ہے کہ اسکے ساتھ جب بادہ نوشی میں مصروف ہو تو ہم دور افتادوں کو بھی یاد رکھنا۔

ندانم از چہ سبب رنگِ آشنائی نیست سہی قدانِ سیہ چشم ماہ سیما را

ترجمہ:- میں نہیں جانتا کہ سیاہ آنکھوں اور چاند سی پیشانی والے سہی قدوں میں آشنائی کا رنگ کیوں نہیں۔

لغات:- سہی قد۔ راست قامت۔ سرو قامت۔ خوبصورت قد والا۔ محبوب۔ سیما۔ پیشانی۔

مطلب:- اس شعر میں بھی محبوب کی بے نیازی اور بے پروائی کا شکوہ ہے پیرایہ بیان کی یہ خوبی ہے کہ سہی قد سیہ چشم اور ماہ سیما کہکر اشارہ کیا ہے کہ حسینوں میں ہر طرح کی خوبیاں موجود ہیں لیکن اسکے باوجود رنگ آشنائی نہیں ہے اور پھر یہ کہکر کہ اسکے سبب مجھے معلوم نہیں شعر کی تاثیر کو بہت بڑھا دیا مطلب یہ ہو کہ حسینوں میں تمام اوصاف پائے جاتے ہیں البتہ اتنی بات ہے کہ ان میں میل جول بے تکلفی۔ محبت اور الفت کا رنگ نہیں پایا جاتا۔

شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہان ۔ بابِ دوم در اخلاقِ درویشان ۔ بابِ سوم در فضیلتِ قناعت ۔ بابِ چہارم در فوائدِ خاموشی ۔ بابِ پنجم در عشق و جوانی ۔ بابِ ششم در ضعف و پیری ۔ بابِ ہفتم در تاثیرِ تربیت ۔ بابِ ہشتم در آدابِ صحبت

ترجمہ :۔ پہلا باب بادشاہوں کے سوانح میں ۔ دوسرا باب درویشوں کے اخلاق میں ۔ تیسرا باب قناعت کی فضیلت میں ۔ چوتھا باب خاموشی کے فوائد میں ۔ پانچواں باب عشق و جوانی کے حالات میں ۔ چھٹا باب ناتوانی اور بڑھاپے کے تذکروں میں ۔ ساتواں باب تربیت کی تاثیر کے متعلق ۔ آٹھواں باب ہم نشینی کے آداب میں ہے ۔

دراں مدت کہ ما را وقت خوش بود   ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود
مرادِ ما نصیحت بود و گفتیم   حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ترجمہ :۔ جس زمانہ میں ہم خوش وقت تھے ۶۵۶ھ کا زمانہ تھا ۔ ہماری مراد نصیحت تھی ۔ ہم نے نصیحت کی پھر خدا کو سونپا اور ہم رخصت ہوئے ۔

مطلب :۔ ان ابیات میں گلستاں کا سنِ تصنیف تحریر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ ۶۵۶ھ کی بات ہے کہ ہم خوش وقت تھے ۔ خوش وقتی سے اس کتاب کی تصنیف مراد ہے ۔ (اس حساب سے گلستاں کی تصنیف کو آج چھ سو چھیاسی سال کا زمانہ ہوا)

بابِ اوّل

در سیرتِ پادشاہان

اس باب میں حضرت مصنفؒ نے بادشاہوں کی اخلاقی حالت ، شجاعت ، مروت ، ہمت ، نکتہ نوازی ، رعایا پروری اور ساتھ ہی اُن کا تلوّن ، جبر و ستم وغیرہ مختلف پہلو حکایتوں کی صورت میں بیان کیا ہے جس کے مطالعہ سے بادشاہوں کی سائیکالوجی اور مزاج شناسی میں مہارت ہو سکتی ہے ۔

حکایت

پادشاہے را شنیدم کہ بکشتنِ اسیرے اشارت کرد ۔ بیچارہ دراں حالتِ نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت و سقط گفتن کہ گفتہ اند " ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید "

ترجمہ :۔ ایک بادشاہ کے متعلق میں نے سُنا کہ اُس نے ایک قیدی کے قتل کا حکم دیا (قیدی) بیچارے نے اُس نا اُمیدی کی حالت میں بادشاہ کو گالیاں دینا اور بُرا کہنا شروع کیا جیسا کہ مشہور ہے کہ جو شخص جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ جو کچھ دل میں رکھتا ہے (زبان سے) کہہ ڈالتا ہے ۔

لغات :۔ اسیر ۔ قیدی ۔ اشارت ۔ اشارہ ، حکم ۔ نومیدی ۔ نا امیدی ۔ مایوسی ۔ ملک ۔ بادشاہ ۔ دشنام ۔ گالی ۔ سقط ۔ بُرا کہنا ، گالی دینا ۔

مطلب :۔ میں نے سُنا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک قیدی کے مار ڈالنے کا حکم دیا ۔ یہ حکم سُن کر بیچارہ قیدی سخت مایوس ہوا ۔ اس سے بڑھکر اور کیا مایوسی ہوگی کہ انسان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ۔ ہر طرح کا خوف زندگی تک ہے جب زندگی کی امید باقی نہ رہے تو انسان کسی سے خائف نہیں ہو سکتا ۔ غرض جب قیدی نے بادشاہ کا حکم سُنا تو عالمِ یاس میں اُسے گالیاں دینی اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا ۔

بیت

وقتِ ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سرِ شمشیرِ تیز

ترجمہ :۔ ضرورت کے وقت جب بچاؤ کا موقع باقی نہیں رہتا تو تیز تلوار پر ہاتھ پڑتا ہے ۔

لغات :۔ گریز ۔ بچاؤ ۔ بھاگنا ۔ مفر ۔ سرِ شمشیر ۔ تلوار کا سرا ۔ تلوار

مطلب :۔ پہلے تو انسان خطروں اور مصیبتوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی اور مفر کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا تو مجبور ہو کر تلوار پر ہاتھ ڈالتا ہے اور حملہ کے لیے تیار ہو جاتا ہے ؎

شعر

اذا یئس الانسان طال لسانہ   کسنور مغلوب یصول علی الکلب

ترجمہ :۔ جب انسان مایوس ہوتا ہے تو زبان دراز ہو جاتا ہے [illegible] جس طرح مغلوب بلی کتے پر حملہ کرتی ہے ۔

لغات :۔ یئس ۔ مایوس نا امید ہوا ۔ طال ۔ دراز ہوا ۔ لسان ۔ زبان ۔ سنور ۔ بلی ۔ مغلوب ۔ [illegible] یصول ۔ حملہ کرتا ہے ۔ کلب ۔ کتا

مطلب :۔ انسان مایوس ہو کر زبان دراز ہو جاتا ہے [illegible] زبان کو روکنا امید واری تک ہے ۔ جب امید منقطع ہو جاتی ہے تو [illegible] عریاں ہو کر زبان پر آ جاتی ہیں ۔ بلی اور کتے کی نسبت ظاہر ہے ۔ بلی کتے کی صورت سے بھاگتی ہے لیکن جب بدقسمتی سے گھر جاتی ہے اور جان پر آ بنتی ہے تو اپنی بقا کیلئے کتے پر حملہ کرتی ہے ۔

توبہ

(از جناب حکیم فرید احمد صاحب عباسی)

ارباب طریقت نے توبہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں ۔ (۱) اپنے قبیح افعال سے بازگشت کرنا ۔ (۲) خدا کی طرف رجوع کرنا (۳) خدا کا گرویدہ ہو جانا ۔

پہلی قسم کو توبہ کہتے ہیں ۔ دوسری قسم کو انابۃ کہتے ہیں ۔ تیسری کو اوبہ کہتے ہیں ۔ پس توبہ شروع کا مرتبہ ہے اور انابۃ درمیان کا اور اوبہ انتہا کا مرتبہ ۔

پس جو شخص خدا کے عذاب کے ڈر سے اپنے افعال سے علیحدگی کرتا ہے تو اس کو صاحب توبہ کہینگے ۔ اور دل سے اسرار کی محبت و عظمت کو نکال ڈالیں ۔ اگر ایسا کرینگے تو حضرت محبوب سبحانی فرماتے ہیں ۔ فیاتیہ عند ذالک فضل اللہ عزوجل من غیر تعب ولا ھم ۔ یعنی اس حالت میں خدائے برتر کے نزدیک ہے ۔ اس کا فضل بغیر کسی رنج و غم اور تکلیف اٹھانے کے شامل حال ہو جائے گا ۔ اور اس کو غنی کا مرتبہ حاصل ہو جائیگا ۔

جو شخص ثواب کے لالچ سے توبہ کرتا ہے وہ صاحب انابۃ کہلاتا ہے ۔ اور جو شخص محض بتعمیل ارشاد بغیر ثواب و عذاب کے خیال کے محض اللہ کی محبت کے باعث خدا کی طرف رجوع کرتا ہے یہ شخص صاحب اوبہ کہلاتا ہے ۔ جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون ۵ یعنی اے مسلمانو تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ۔

یہ آیت پہلی قسم کا پتہ بتاتی ہے ۔ رہی انابۃ اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ یعنی وہ شخص رجوع کرنے والے قلب سے ہمارے دربار میں آیا ۔ یہ اولیاء اللہ کی توبہ کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔

تیسری قسم اوبہ جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ یعنی وہ اچھا ہمارا بندہ ہے وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے ۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ۔ توبہ کی تین حالتیں ہیں ۔ پہلی ندامت ۔ دوسری ترک معاودۃ ۔ تیسری ادائے مظالم کی کوشش کرنا ۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں ۔ عوام کی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے گناہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں ۔ اور خواص کی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا کی غفلت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ذرا برابر بھی اگر قلب میں غفلت ہوتی ہے وہ فوراً توبہ کرتے ہیں ۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ تمام اشیا سے قطع تعلق کرکے خدا کی توحید میں مستغرق ہو جانا توبہ ہے ۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ گناہ سے توبہ کرنا اور غفلت سے توبہ کرنا اور اپنی حسنات غرور سے توبہ کرنا ان سب میں بہت بڑا فرق ہے ۔ حضرت ابوبکر واسطیؒ فرماتے ہیں کہ توبہ نصوح کے یہ معنی ہیں کہ صاحب توبہ کے دل میں خفی و جلی گناہ کا خیال بھی نہ آوے ۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ جھوٹوں کی توبہ یہ ہے کہ گناہ کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں ۔ یہ توبہ نہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے آلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ یعنی اب توبہ کرتا ہے اور پہلے نافرمانیاں کی تھیں ۔ یہ فرعون کے بارہ میں ہے جب اس نے عذاب الٰہی دیکھ لیا اُس وقت توبہ کی اور ایمان لایا ۔

غرض یہ ہے کہ توبہ عجیب چیز ہے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ صبح شام اپنے افعال کا محاسبہ کیا کرے اور جو خلاف شرع امور سرزد ہو گئے ہوں اُن سے توبہ کرے اور اچھے اعمال کا شکریہ ادا کرے اور کوشش کرے کہ آئندہ جس قدر افعال ان سے سرزد ہوں سب شرع شریف کے مطابق ہوں ۔ اگر ایسا کر لیا تو خداوندی دربار میں وہ عزت ہوگی کہ لوگ رشک کرنے لگینگے ۔ اور پھر دنیا کے کام بھی اس کے خاطر خواہ ہونے لگینگے ۔ سچ ہے ۔ من کان للہ کان اللہ لہ ۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا بھی اُسکا ہو جاتا ہے ۔ اور جب خدا اپنا ہو گیا اور اس کا قرب ہم کو حاصل ہو گیا تو تمام جہان پر ہماری حکومت ہو جائے گی ۔ اور انسان تو انسان تمام حیوان مطیع ہو جائیں گے ۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　　که گردن نه پیچد ز حکم تو هیچ

اسوۂ رسول ؐ

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک زندگی ہر فرقہ اور طبقہ کے لئے بطور نیک مثال کے موجود ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ " تمہارے لئے رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی نسبت فرقان حمید میں ارشاد ہے کہ " بیشک اے رسول تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہیں " اور حضور نے خود فرمایا ہے کہ " میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی خوبیوں کو کمال کے درجہ تک پہنچا دوں " اور یہ بھی فرمایا کہ " اچھا چلن اور نیک خصلت نبوت کا چھبیسواں حصہ ہے "

دوسرے جب آپ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ قرآن دیکھ لو ۔ آپ کے غصہ کی روش وہی تھی جو قرآن کے آیات عتاب کی ہے ۔ آپ کی مہربانی کی وہی حالت تھی جو قرآن کی آیات رحمت کی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر رنگ میں زندگی بسر کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ہر حالت میں کامل انسان اور مظہر اتم الوہیت ہیں ۔ آپ معتدل اور سلیم فطرت کے فرد اکمل ہیں ۔ آپ عادل ۔ کرم گستر اور نامور و مقتدر بادشاہ ہیں ۔ آپ رحمدل و متحمل قبیلہ پرور ہیں ۔ آپ فخر الرسل اور خاتم النبیین ہیں ۔ آپ سید الانبیا ہیں ۔ اور اسی لئے آپکے اخلاق سب نبیوں سے اعلیٰ و افضل ہیں ۔ کیونکہ آپ کے اخلاق کی تعریف خدا خود فرماتا ہے ۔ لہذا آپکے تھوڑے سے اخلاق گوش گذار ناظرین کرام کئے جاتے ہیں ۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندہ رو ، ملنسار ، اکثر خاموش رہنے والے لغویات سے دور ، بیہودہ پن سے نفور ، بہترین رائے بہترین عقل والے تھے ۔ آپ اُمّی تھے ۔

لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انصاف کے معاملہ میں عزیز و غیر برابر ہوتا تھا آپ کسی فقیر کو اُس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے تھے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے، خلق خدا پر رحم فرماتے، کسی پر لعنت نہ کیا کرتے، آپ نہایت حلیم و متواضع تھے۔ آپ پڑوسی کے حالات کی ہمیشہ خبر لیتے رہتے تھے۔ جو کوئی شخص آنحضرت کے سامنے یکبارگی آجاتا، وہ ہیبت زدہ ہوجاتا۔ اور جو کوئی پاس آبیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔ جب کوئی شخص آپ سے بات کرتا تو اس کی طرف سے منہ نہ پھیرتے یہانتک کہ وہ خود منہ پھیر لے۔ آپ نے اپنے کسی خادم کو کبھی کسی قصور پر نہ مارا اور نہ خفا ہوئے۔ جو شخص آپ کی دعوت کرتا خواہ وہ امیر ہو یا غریب قبول فرما لیتے۔ سلام میں ہمیشہ سبقت کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کے اصحاب میں بیمار ہوتا اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اور اُس کے لئے دعا کرتے۔ اپنے خادموں کی خدمت خود بھی کردیا کرتے تھے۔ اور زیادہ محنت کا کام اپنے ذمہ رکھتے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم سفر میں تھے۔ ارادہ ہوا کہ بکری ذبح کی جائے اور گوشت پکایا جائے۔ ایک نے کہا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ دوسرے نے کہا اسکا صاف کرنا میرے ذمہ ہے۔ تیسرے نے کہا پکانا میرے ذمہ ہے۔ حضرت نے فرمایا لکڑیاں لادینا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کام ہم کردینگے آپ نے فرمایا ہاں میں یہ جانتا ہوں مگر میں فوقیت کو پسند نہیں کرتا ؎

(۱) اسے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے — بھرا اُن کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انھیں کذب سے افترا سے — کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک اُن کو — بس اک شوب میں کردیا پاک اُن کو

(۲) یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدا کا — کہ ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان — کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

الغرض آنحضرت صلعم ہر ایک خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف سکینہ اُن کا لباس، نکوئی اُن کا شعار، تقویٰ اُن کا ضمیر، حکمت اُن کا کلام، عدل اُن کی سیرت۔ اُن کی شریعت سراپا راستی، اُن کی ذات آفتاب ہدایت۔ غرضکہ زندگی کے ہر شعبہ کے لئے آپ کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ بطور ایک سبق کے ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے ہر قسم کی کامیابیاں حاصل ہوسکتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے اسلام کی خوبیوں کو چھوڑ کر بیہودہ اور خلاف شرع رسم و رواج اور باطل پرستی کو اختیار کرلیا ہے۔ پس ہم کو چاہئے کہ ہم رسول مقبول کے نیک نمونہ اور نیک مثال کی تقلید اور پیروی کریں کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ ترقی اسلام بلا اتباع اسوۂ حسنہ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نہیں ؎

قدم بڑھاؤ ترقی کرو ضرور ضرور — رہے رسول کے قدموں پہ سر خدا کیلئے

اسلام نے اقتدار سنّتِ نبوی اور اُسوۂ حسنہ کی مقدس تعلیم کا سبق پڑھا کر جنگجو اور خونخوار قوموں کو آپس میں بھائی بھائی اور شیر و شکر بنا دیا۔

پیروانِ اسلام نے خدا کی رسی کو مضبوط و مستحکم پکڑ کر میل جول اور باہمی ہمدردی سے ترقی کی ہے۔ اسی نے مسلمانوں کو معراج ترقی پر پہنچا دیا تھا لیکن جس وقت سے ہم نے اپنے اسلاف اور بزرگان دین کے عادات و اطوار کو ترک کردیا، سنت نبوی کے اتباع سے روگردانی کرلی۔ احکام الٰہی سے کچھ سروکار نہ رکھا، اُسوقت سے ہماری قوت میں انحطاط، ہماری شان و شوکت میں تنزل پیدا ہوتا گیا حتیٰ کہ وہی قومیں جو ہمارے اسلاف کے زیر اثر تھیں ہم کو ذلت و رسوائی کی نگاہ سے دیکھنے لگیں ؎

(۱) وہ ملت کہ گردوں پہ جسکا قدم تھا — ہر اک کھونٹ میں جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا — وہ امت لقب جسکا خیر الامم تھا
نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں — کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

(۲) نہ ثروت رہی اُنکی قائم نہ عزت — گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت — مٹیں خوبیاں اُن سے نوبت بہ نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی — فقط رہ گیا نام اسلام باقی

اسباب عروج و زوال

تمام قوموں کی تاریخ حیات درحقیقت اُن کے عروج و زوال کی داستان ہے لیکن یہ داستان اسلئے نہیں ہے کہ اسکو پڑھکر ہم تھوڑی دیر کے لئے لطف و انبساط حاصل کریں بلکہ اس لئے ہے کہ قوموں کے عروج و اقبال کے حوصلہ افزا واقعات ہم میں جوش و ولولہ پیدا کریں اور اُن کے ادبار و انحطاط کا افسانۂ پُرالم ہمارے لئے عبرت و بصیرت کا باعث ہو اور ہم کو اس پُرخطر راہ سے آگاہ کرے جس پر چل کر قوموں نے اپنے کو ہلاکت و بربادی کی سرحد تک پہنچا دیا ہے۔

یہ تو کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے کتنی قوموں نے عروج حاصل کیا اور کتنی قوموں کا یاس و حسرت سے ناکامی کی موت پر خاتمہ ہوا، لیکن تاہم کم از کم گذشتہ چھ سات ہزار سال کی تاریخ تو ہمارے سامنے موجود ہے جو عروج و زوال اور اقبال و ادبار کا ایسا عجیب مرقع ہمارے سامنے پیش کرتی ہے، جس کو دیکھ کر ہم یکسر تصویر حیرت بنجاتے ہیں۔

نکتہ سنج اور دقیقہ شناس مورخین ان علل و اسباب سے بھی بحث کرتے ہیں، جو عموماً قوم کے عروج و زوال کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی قوم کی ترقی یا اس کے زوال کے اسباب متعدد ہوتے ہیں۔ اور جبتک کہ تمام اسباب جمع نہ ہوجائیں، نہ تو کوئی قوم کامل ترقی کرتی ہے، نہ کلیتۂ تباہ و برباد ہوجاتی ہے، تاہم بعض اسباب نہایت قوی ہوتے ہیں، جن کا اثر نہایت گہرا اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ چنانچہ منجملہ اسباب تنزل کے اختلاف آرا اور آرام طلبی و اسراف ایسی چیزیں ہیں، جو عموماً قوموں کے زوال کا باعث ہوتی ہیں، چنانچہ ہر برباد شدہ قوم کی تاریخ اس کی شہادت دیسکتی ہے۔

اختلاف آرا درحقیقت مضر چیز نہیں بلکہ اکثر معاملات میں اختلاف سے عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہیں، لیکن جب یہی اختلاف کسی بدنما صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو قوم کا شیرازہ اتحاد بکھر جاتا ہے، اس کی عزت و طاقت کو صدمہ پہنچتا ہے،

اس کا اقتدار بالکل زائل ہو جاتا ہے، اور آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم اجتماعی طاقت سے اپنی بہبودی کے لئے کوئی کام نہیں کر سکتی، اور چونکہ ہر شخص کی رائے جداگانہ ہوتی ہے اسلئے افراد میں خود غرضی اور تن پروری کے صفات نمایاں طور پر ترقی کر جاتے ہیں، اور ہر شخص ذاتی مقاصد پر قومی مقاصد کو قربان کرنے کے لئے طیار رہتا ہے۔ رفتہ رفتہ جب یہ عادات و اطوار زیادہ ترقی پذیر ہوتے ہیں، تو وہ قوم حیوانیت و وحشت کے درجہ میں آجاتی ہے۔ پھر یا تو خود ہی ٹکرا ٹکرا کر فنا ہو جاتی ہے یا کسی دوسری قوم کی غلامی و بندگی کی زنجیریں اسکے دست و گلو کا ہار ہو جاتی ہیں، گذشتہ قوموں کی تاریخ زوال اُٹھا کر دیکھو تو صاف نظر آئیگا کہ ہر قوم کی تباہی و بربادی کے اسباب میں باہمی اختلاف کو سب سے زیادہ نمایاں جگہ حاصل ہے جب اختلاف کے نتائج اسقدر خطرناک ہیں تو ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں یہ مرض موجود نہیں اور اگر ہے تو کس حد تک۔

اختلاف باہمی کے علاوہ دوسری خوفناک مصیبت جس میں موجودہ مسلمان عام طور پر مبتلا ہیں، وہ اُن کی راحت پسندی و آرام طلبی ہے، جس نے اُن کو بالکل از کار رفتہ کر دیا ہے۔ محنت، مشقت اور جفاکشی ان سے مفقود ہو چکی ہے ہر شخص عیش و تنعم کا شیدا اور آرام و راحت کا طالب ہے، اسلئے تمام قوم سے عزم و حوصلہ رخصت ہو چکا ہے، اور شریفانہ جذبات کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ چہرے افسردہ ہیں اور جذبات مُردہ۔ نہ کام کرنے کی طاقت نہ آگے بڑھنے کی ہمت۔ نہ ہمعصر قوموں کے دوش بدوش ترقی کرنے کا حوصلہ۔ نہ مشکلات پر غالب آنے کا جوش۔ نہ کاروبار میں استقامت، نہ قومی غیرت۔ ان حالات کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمان بھی اُبھرینگے، اور دُنیا میں کچھ کام کر دکھائینگے۔

اس راحت پسندی کے بدنتائج میں سے ایک یہ ہے کہ تمام قوم افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہے، اور لاکھوں ایسے ہیں جو نان شبینہ کو محتاج ہیں، چونکہ سعی اور محنت سے دولت کمانے کی ہمت نہیں ہے اسلئے گداگری وبال کی طرح پھیل رہی ہے، اور اس دریوزہ گری کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ غیرت و حمیت اُن میں بالکل باقی نہیں رہی ہے۔ لاکھوں آدمی ہیں جو محنت کرنا نہیں چاہتے اس لئے ناجائز ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے کی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ ضرورت و حاجت اُن کو خوفناک جرائم پر آمادہ کرتی ہے۔ اسلئے ہماری قوم میں جرائم پیشہ لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، دوسروں کے حقوق غصب کر لیتے ہیں اُن کو ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ ملت فروشی اور قومی خیانت کے ذریعہ سے دولت کمانے میں وہ سب سے زیادہ بیباک ہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ اس راحت طلبی نے قوم میں سینکڑوں بداخلاقیاں پیدا کر دی ہیں، خصوصاً دیانت و امانت کے معاملہ میں تو اُن کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔

اسلامی حکومتوں کی تباہی و بربادی کے جہاں اور اسباب ہیں، وہاں ایک بڑا سبب سلاطین اسلام کی راحت پسندی بھی ہے جس نے ان کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا، اور ان کی بداعمالی کے دردناک نتائج اُن کی قوم کی آنکھوں کے سامنے آگئے۔ حکومت ایک عطیۂ ایزدی ہے اور خدا حکومت کا تاج صرف اس قوم کے سر پر رکھتا ہے، جو انصاف پروری اور معدلت گستری کے لئے طیار ہو، اور جبر و ظلم کا قلع و قمع کرے، اور اس کا عدل و انصاف تمام اصناف رعایا کے ساتھ مساوی ہو۔

آج تک دنیا میں کسی راحت طلب قوم نے عزت و دولت نہیں حاصل کی، اور کسی ناز پروردہ کے سر پر عزت و کامرانی کا سہرا نہیں باندھا گیا، خصوصاً موجودہ زمانہ میں جو مقابلہ اور کشمکش کا زمانہ ہے، اور تمام اقوام عالم باہم مسابقت کی کوشش کر رہی ہیں، کون شخص بغیر جد و جہد کے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں صرف وہی قومیں اپنی ہستی کو قائم رکھ سکتی ہیں، جو محنت پسند، جفاکش اور مستقل مزاج ہیں اور عزم و استقامت کے ساتھ مسلسل کام کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

تیسری چیز جس نے مسلمانوں کو کچھ کم تباہ و برباد نہیں کیا وہ اُن کا غیر معمولی اسراف ہے۔ درحقیقت مسلمانوں کی حالت بھی عجیب و غریب ہے، وہ کمانے میں تو نہایت تنگ حوصلہ ہیں، لیکن خرچ کرنے میں سب سے زیادہ فراخ حوصلہ نظر آتے ہیں۔ مگر اُن کے یہ مصارف قوم و ملک کی بہبودی کے لئے نہیں ہیں، بلکہ نفس پروری اور سامان عیش و عشرت کے لئے۔ غرض ایک طرف تو کاہلی و سستی اسپر طرہ یہ کہ اسراف و فضول خرچی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام قوم پر افلاس و ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ اور مسلمانوں کی جائدادیں اُن کے ہاتھ سے نکل نکل کر غیر قوموں کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ تباہی و بربادی کی علامتیں ہر طرف نمایاں ہیں۔ اور نکبت و فلاکت نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اُن کی دماغی و ذہنی قوتیں معطل ہو چکی ہیں، اور اُن کی سوسائٹی طرح طرح کے اخلاقی امراض میں مبتلا ہے۔ فضول مراسم اور ظاہری نمائش کا شوق اُن کو برباد کر رہا ہے۔ درحقیقی راحت جو اعتدال و کفایت شعاری کا نتیجہ ہے مسلمان اُس سے محروم ہیں۔

مسلمانوں کے فقدان احساس پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ گرد و پیش کے واقعات سے بھی عبرت و بصیرت نہیں حاصل کرتے، حالانکہ اگر وہ غور کریں تو ہمسایہ اقوام کے حالات اُن کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے رہے ہیں جو اُن سے زیادہ دولتمند ہیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں سے زیادہ محنتی و جفاکش ہیں اسلئے مسلمانوں سے زیادہ کماتے ہیں، مگر بایں ہمہ ان کی کفایت شعاری اور میانہ روی کا حال بھی سب کو معلوم ہے۔ انکی معاشرت نہایت معتدل و قابل تقلید ہے۔ بیجا غرور و نمائش کا اُن کو مطلق شوق نہیں۔ وہ کسی معاملہ میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر قدم نہیں رکھتے۔ البتہ قومی مقاصد کے لئے وہ فیاضی و دریادلی سے روپیہ صرف کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے تمام قومی کام سرسبز و شاداب ہیں، اور اُن کی تعلیم گاہیں نہایت شاندار طریقہ سے کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔

اگر یہ سچ ہے کہ انسان دوسروں کے واقعات سے بصیرت حاصل کرتا ہے اور بسا اوقات دوسری قوموں کا میدان عمل میں بازی لے جانا مُردہ قوموں کے لئے تازیانۂ عبرت ہوتا ہے جو اُن کو ہوش میں لے آتا ہے اور اُن کی حمیت و غیرت اس ذلت

کو گوارا نہیں کرتی، کہ وہ کسی سے پیچھے رہیں۔ تو مذکورہ بالا واقعات ضرور اس قابل ہیں کہ مسلمانوں کے جذبۂ حمیت میں جوش پیدا کریں ۔ (ملخص)

فلک زدوں سے ہمدردی

(از مولانا محمد عبدالحلیم صاحب شرر اڈیٹر دلگداز)

اَکرِمُوا عَزِیزَ قَومٍ ذَلَّ یہ ایک فرمان رسالت ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ " کوئی معزز شخص ذلیل ہو جائے تو اُس کی عزت کرو " انقلابات عالم نے صدہا ایسے واقعات پیش کئے ہیں جو مایۂ عبرت ہیں اور جن کو دیکھ کے بڑے بڑے سنگدل لوگوں کے دل تھرا اُٹھے ہیں مگر افسوس ہمارے دل ایسے سخت ہو گئے کہ ہمیں کسی چیز سے عبرت نہیں ہوتی۔ ہم خاندان تیمور یہ کی بیسیوں یادگاروں اور اگلے دولتمند گھرانوں کے بہت سے باقیات الصالحات کو حد سے زیادہ تباہی ونفلاکت الحالی اور انتہا سے گزری ہوئی ذلت ومسکنت میں دیکھتے ہیں اور دل نہیں پسیجتا۔

مگر ہم ہمیشہ ایسے نہیں تھے۔ عبرت ناک واقعات کا ہم پر اثر ہوتا تھا اور نوعی فلاح اور قومی وقار کو شخصی جذبات پر ہم قربان نہیں کیا کرتے تھے۔

جب بنی اُمیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اُس بدنصیب خاندان کے تمام لوگ چن چن کے مار ڈالے گئے۔ نئی خلافت عباسیہ کے دو تاجدار کامرانی و اطمینان سے حکومت کرکے دنیا سے رخصت بھی ہو گئے اور بنی امیہ کا مشرق میں کہیں نام ونشان نہ تھا تو تیسرے عباسی خلیفہ مہدی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ اس کی لونڈی خیزراں (جسے خاص محل کا رتبہ حاصل تھا سارے حرم کی مالک اور ولیعہد سلطنت کی ماں تھی) ایک دن محل میں شان وشوکت سے بیٹھی حکومت کر رہی تھی، کہ ایک لونڈی نے آکر ادب سے عرض کیا " خدا ملکۂ عالم کو سلامت رکھے، ڈیوڑھی پر ایک حسین عورت کھڑی ہے اور باریابی کی امیدوار ہے ، ہزار پوچھا نہ اپنا نام ونشان بتاتی ہے ، نہ نسب وخاندان کا پتہ دیتی ہے۔ اور نہ یہ کہتی ہے کہ غرض کیا ہے۔ عبداللہ بن عباس کی پرپوتی زینب بنت سلیمان جو خاتونان بنی عباس میں صاحب ذہن رسا مانی جاتی تھیں ، پاس بیٹھی تھیں۔ خیزران نے اُن سے کہا " تم اس عورت کے بارے میں کیا کہتی ہو؟ آنے دوں یا نہ آنے دوں؟ " زینب نے کہا " بلوائیے، کوئی مفید ہی بات ہوگی " اس مشورے کے موافق لونڈی کو حکم دیا گیا کہ " جاؤ بلا لاؤ "

چند منٹ گذرے ہونگے کہ اُس لونڈی کے ساتھ ایک نہایت ہی حسین صاحب جمال مگر فلاکت زدہ اور شکستہ حال عورت شریف زادیوں کے انداز سے آئی۔ مگر خیزراں کا سامنا ہوتے ہی دروازے کے دونوں پٹوں کے درمیان ہی ٹھٹک کے کھڑی ہو گئی۔ اور وہیں سے کہا " اے ملکۂ عالم آپ کی خدمت میں آداب عرض کرکے التماس ہے کہ میں آخری تاجدار بنی امیہ مروان بن محمد کی بیٹی مزنہ ہوں " یہ نام سنتے ہی جیسے خیزران کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور جھنجلا کے کہا " تیرے لئے نہ مرحبا ہے اور نہ سلام کا جواب۔ خدا تجھے غارت کرے وہ گھڑی بھی تجھے یاد ہے، جب ابراہیم بن محمد عباسی کی لاش بے گور وکفن پڑی تھی اور بنی عباس کی بوڑھی عورتوں نے تیری خدمت میں حاضر ہو کے التجا کی تھی کہ اپنے باپ سے سفارش کر کے اُن کے دفن کی اجازت دلوا دے لیکن بجائے ترس کھانے کے تو غصہ سے انھیں مار کے کو دوڑی انھیں گالیاں دیں اور اپنے محل سے نکلوا دیا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنی نعمت تجھ سے چھین لی اور تجھے ذلیل وخوار کرکے اس درجے کو پہنچا دیا " خیزران کی زبان سے یہ طیش کا جواب اور یہ کلمات غیظ وغضب سن کے مزنہ نے بجائے اس کے کہ ڈرتے یا کچھ مرعوب ہو ، زور سے ایک قہقہہ لگایا اور بولی " بہن آپ سنتی یا بہرہ ہو۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ میری اس بدسلوکی پر خدا نے مجھے جو جو ایذائیں دی ہیں ان میں سے تمہیں کونسی سزا پسند ہے ، جو میرا ہی سا سلوک تم بھی میرے ساتھ کر رہی ہو؟ تم جو کچھ کہتی ہو سچ ہے۔ خدا کی قسم میں نے یوں کیا تھا اور اُسکی سزا یہ ملی کہ خدا نے مجھے ذلیل وخوار اور ننگا بھوکا کرکے تمہارے سامنے لا یا ہے کہ جو سلوک پا ہوکر وہ اُس وقت تم نے میرے اُس سلوک پر جو صبر وشکر کیا تھا اُس کا انعام تمہیں یہ ملا کہ ملکہ عالم ہو اور میں تمہارے سامنے عاجز وخوار بنی کھڑی ہوں۔ اتنا کہتے ہی مزنہ نے کہا۔ " لو بہن خدا حافظ جاتے ہیں " اور پیٹھ پھیر کے چاہا کہ جھپٹ کے محل سے نکل جائے۔

اُس کی باتوں کا خیزران کے دل پر کچھ ایسا اثر پڑا تھا کہ بے تحاشا دوڑی۔ لپک کے روکا اور چاہا کہ گلے لگا لے۔ مگر مزنہ نے دونوں ہاتھوں سے الگ کرکے کہا " میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ تم سی ملکہ مجھے گلے لگائے۔ چیتھڑے لگائے ہوں اور ان کپڑوں میں ایسی تعفن آرہی ہے کہ آپ کا دماغ خراب ہو جائیگا " یہ سُنکر خیزران نے لونڈیوں کو حکم دیا کہ " فوراً انھیں حمام میں لیجاکے غسل کراؤ۔ اس کے بعد پُر تکلف جوڑا پہنا کے اور عطر میں بسا کے لے آؤ "

یہ کہہ کے خیزران چلی آئی اور محل کی لونڈیوں نے نہایت ہی تعظیم وتکریم سے مزنہ کو نہلایا، کپڑے پہنائے۔ عطر لگایا اور خوب بنا بنا کے لے آئیں۔

صورت دیکھتے ہی خیزران اس کے سینے سے لپٹ گئی۔ پھر اپنے برابر مسند پر جہاں خود خلیفہ مہدی آکر بیٹھا کرتا تھا بٹھایا اور پوچھا " دسترخوان بچھواؤں " مزنہ نے صاف صاف کہا " آپ پوچھتی کیا ہیں؟ شاید مجھ سے زیادہ بھوکا سارے اس محل میں کوئی نہ ہوگا " فوراً دسترخوان بچھا، قسم قسم کے کھانے لاکے چن دیے گئے اور مزنہ نے خوب سیر ہو کے کھایا۔ خواصوں نے ہاتھ دھلوائے، اور جب ہر طرح کی خاطرداریوں سے فراغت ہوئی تو خیزران نے کہا " اب بہن بتاؤ۔ تمہارا خبر گیراں کون ہے؟ " بولی " خبر گیراں! جو کچھ قرابت ہے اسی گھر سے ہے اس کے سوا میں ساری دنیا میں کوئی عزیز قریب نہیں رکھتی " یہ جواب سُن کے خیزران بولی " تو پھر تم یہیں رہو۔ چلو میں اپنے محل تمھیں دکھاتی ہوں۔ اُن میں سے جو محل پسند آئے لے لو اور اس میں رہو "

اس تجویز کے مطابق خیزران نے اُسے اپنے سارے محل دکھائے جن میں سے

ایک خوبصورت وسیع اور پُرفضا قصر اُس نے پسند کیا۔ خیزران نے وہیں کھڑے کھڑے فرنیچر سے اُسے خوب آراستہ کرایا اور ہر طرح کا سامانِ زندگی فراہم کرا کے کہا "لو بی بی تم آرام سے یہاں رہو سہو، اور آج سے مجھ میں تم میں بہناپا ہو گیا۔ جب تک جیتے ہیں ساتھ نہ چھوڑیں گے"۔ مزنہ نے شکریہ ادا کیا۔ اور خیزران اُسے وہاں چھوڑ کے اپنے محل میں آئی۔ پھر دل میں کہنے لگی "کبھی اس عورت کی جو شان و شوکت تھی، تھی۔ لیکن زمانے نے سرد مہری کی۔ اور دل شکستہ ہو گئی۔ اب اس کے دل کی کلفت صرف دولت سے دور ہو سکتی ہے"۔ یہ خیال کرتے ہی پانچ لاکھ درہم اس کے پاس بھجوا دیئے۔

خیزران ان کاموں سے فارغ ہو کے بیٹھی ہی تھی کہ اُس کا صاحبِ تاج و تخت شوہر خلیفہ مہدی آ گیا اور حالات پوچھنے لگا۔ خیزران نے مسکرا کے کہا "آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک لونڈی دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کہا کوئی عورت اندر آنا چاہتی ہے۔ میں نے بلوا لیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک جوان اور خوبرو مگر نہایت ہی شکستہ حال عورت ہے۔ آتے ہی اُس نے مجھے ملکۂ عالم کے لقب سے خطاب کر کے سلام کیا اور بتایا کہ مروان بن محمد کی بیٹی مزنہ ہوں۔ نام سنتے ہی میں مارے غصہ کے آپے سے باہر ہو گئی۔ خوب گالیاں دیں اور کہا۔ وہ وقت یاد کر کہ ابراہیم ابن محمد کی لاش پڑی تھی، اور عباسی گھرانے کی بڑھیوں نے تجھ سے تجہیز و تکفین کی اجازت دلوانے کی درخواست کی تو تُو انھیں مارنے کو دوڑی۔ خوب ہوا جو خدا نے تجھے اس درجے کو پہنچا دیا"۔ یہ سُن کے وہ قہقہہ مار کے ہنسی اور کہا "میں نے بیشک یہی کیا تھا اور خدا سے اُس کا بدلہ بھی پا لیا۔ اب کیا تم بھی خدا سے ایسا ہی بدلہ لینا چاہتی ہو جو میرے ساتھ یہ سلوک کر رہی ہو"۔ یہ کہہ کے وہ واپس چلی۔

خیزران یہیں تک کہنے پائی تھی کہ مہدی کو زیادہ سننے کی تاب نہ رہی، بات کاٹ کے بولا "افسوس خدا نے تمھیں ان نعمتوں پر شکرگذار ہونے کا موقع دیا تھا مگر تم نے وہ موقع ہاتھ سے کھو دیا۔ میرے دل میں تمھاری اس قدر جگہ نہ ہوتی تو قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تمھاری اس حرکت پر پھر کبھی زندگی بھر تم سے بات نہ کرتا"۔

خیزران نے کہا "امیر المؤمنین! آپ سنیں تو سہی۔ میں نے یہ سُن کے اُس سے بے انتہا معذرت کی۔ روک کے اُسے حمام میں نہلوایا، اچھے کپڑے پہنائے عطر لگایا۔ کھلایا پلایا پھر راضی کر کے اُس سے بہناپا کر لیا اور اپنے سارے محل دکھا کے جس محل کو اُس نے پسند کیا اُس کے حوالے کیا۔ اس کو آراستہ اور ضروری سامان سے مرتب کر دیا۔ یہ وعدہ کر کے آئی کہ اب زندگی بھر تمھارا ساتھ نہ چھوڑونگی اور یہاں آتے ہی خرچ کے لئے اُس کے پاس پانچ لاکھ درہم بھیج دیئے۔

یہ سُن کے مہدی بہت خوش ہوا۔ خیزران کے حسنِ سلوک کی تعریف کی اور اپنے ایک خادم کو بلا کے حکم دیا کہ "اسی وقت جاکے اشرفیوں کے سو توڑے میری طرف سے بھی اُسے دے آؤ۔ میرا سلام کہو، اور کہو کہ "تمھاری خدمت کرنے کی وجہ سے جس قدر خوش میں آج ہوا ہوں، کبھی زندگی بھر نہ ہوا تھا"۔ کہنا تمھاری قدر و منزلت کرنا امیر المؤمنین پر واجب ہو گیا ہے۔ اور اگر تمھارے ناراض ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ خود تمھارے سلام کو حاضر ہوتے"۔ یہ پیام سنتے ہی مزنہ خود چلی آئی۔ ادب سے سلام کیا۔ خیزران کے احسانات بیان کر کے اس کی محبت و شرافت کی تعریف کی اور بولی "میں بھلا حضور سے کیا ناراض ہوں گی؟ میری حیثیت ہی کیا ہے؟ محل کی لونڈیوں میں سے ایک میں بھی ہوں"۔ مہدی اس پر بہت خوش ہوا اور مزنہ اپنے نئے قصر میں واپس گئی۔

اس کے بعد مزنہ ہمیشہ خیزران ہی کے ساتھ رہی۔ یہانتک کہ مہدی کے سفرِ آخرت کے بعد اس کے پہلے بیٹے ہادی کے عہدِ خلافت میں بھی اسی سے وابستہ تھی۔ پھر جب خیزران کے دوسرے اقبال مند فرزند ہارون رشید کا عہد شروع ہوا تو رشید بھی مزنہ کی بڑی خاطر داشت کرتا تھا۔ جو پاسِ خاطر تمام عباسیہ اور ہاشمیہ خاتونوں کا تھا وہی اُسکا بھی تھا۔ اور خلافتِ رشید کے اوئل میں جب مزنہ کا انتقال ہوا تو رشید اس کے جنازے پر زار و قطار رویا اور شاہانہ کرّ و فر سے جنازے کو قبرستان میں لے گیا۔

آہ! خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں کبھی ہمارا یہ سلوک دشمنوں کے ساتھ تھا۔ کاش اب اتنا نہیں تو اُس کا عشرِ عشیر دوستوں ہی کے ساتھ ہوتا۔ مگر نہیں۔ اب ہم نفس کے بندے ہیں صرف اپنے نفس کو دیکھتے ہیں اور نہیں پتہ لگتا کہ ہم میں اور بہائم میں کیا فرق رہ گیا ہے؟ "

تربیتِ اولاد

کیا یہ سخت متحیر کرنے والا واقعہ نہیں ہے کہ گو اولاد کی حیات و ممات اور اس کی اخلاقی بہبودی و تباہی، اُس کی تربیت ہی پر منحصر ہے۔ تاہم اُن لوگوں کو جو عنقریب ماں یا باپ بننے والے ہیں، تربیتِ اولاد کی بابت کبھی ایک حرف تک نہیں بتایا جاتا۔

کیا بات ہولناک نہیں ہے کہ نئی نسل کی قسمت کو نامعقول رسم و رواج، طبعی میلان، اور اٹکل پچو وہم و گمان پر چھوڑ دیا جائے، جس کے ساتھ جاہل نادان کی رائیں اور بڑھی بوڑھیوں کے متعصبانہ صلاح و مشورے شامل ہوں؟ اگر کوئی سوداگر جسکو حساب کتاب اور بہی کھاتہ سے کچھ واقفیت نہ ہو۔ اپنا کاروبار شروع کرے، تو ہم اس کی حماقت پر شور و شغب برپا کرینگے۔ اور بربادی بخش اور تباہ کن نتائج کی توقع رکھینگے۔ یا اگر کوئی شخص علم تشریح الابدان کے مطالعہ سے پہلے جراحی عمل شروع کر دے، تو ہم اُس کی بے باکی و شوخ چشمی پر حیران رہ جائیں گے۔ اور اُس کے مریضوں پر رحم کرینگے۔ لیکن اگر والدین تربیتِ اولاد کے مشکل کام کو شروع کر دیں، بغیر اس کے کہ اُنھوں نے جسمانی، اخلاقی، یا عقلی اُصولوں پر ذرا بھی غور کی ہو۔ جن اُصولوں پر کہ اُن کو کاربند ہونا چاہیئے۔ تو ہم کو نہ تو

ایسا کرنے والوں پر تعجب آتا ہے اور نہ اُن کی مظلوم اولاد پر رحم آتا ہے۔

ہزارہا بچے جو والدین کی غفلت سے مرجاتے ہیں۔ اگر اس تعداد میں اُن لاکھوں بچوں کو بھی شامل کرلیا جائے جو بچ جاتے ہیں۔ مگر ضعیف القویٰ اور نحیف الجثہ رہتے ہیں۔ اور اُن کروڑوں بچوں کو بھی۔ جن کے قویٰ ایسے مضبوط نہیں ہوتے جیسے ہونے چاہئیں۔ تو تم اُس آفت کا کسی قدر تصور کرسکو گے۔ جو قوانین زندگی سے جاہل والدین کے ہاتھوں اولاد کو بھگتنی پڑتی ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ جو غذا بچوں کو دی جاتی ہے۔ اُسکا اثر ہر گھڑی اُن پر پڑتا رہتا ہے جس کا نقصان یا نفع تمام عمر قائم رہتا ہے۔ اور اس بات پر بھی دھیان کرو کہ غلطی کی بیس راہوں کے مقابلہ میں سیدھا رستہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور تم کو اس بات کا کچھ نہ کچھ تصور ضرور پیدا ہو جائے گا۔ کہ اُن تغافلانہ اور بکر ملیس تدبیروں سے جو عام طور پر رائج ہیں۔ قریب قریب ہر ایک جگہ کیسا نقصان عظیم ہو رہا ہے۔ کیا اس امر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کہ لڑکے کو ہمیں ناپائدار اور ناکافی لباس پہنایا جائے گا۔ اور اُسکو ادھر اُدھر کھیلتے پھرنے کی اجازت دی جائے گی، دراں حالیکہ سردی سے اُسکے ہاتھ پاؤں سُرخ ہو گئے ہوں؟ اس بات کا اثر اُس کی تمام آیندہ زندگی پر ہوتا ہے یا تو وہ بیمار رہتا ہے۔ یا نشو و نما میں خلل واقع ہوتا ہے، یا کام کرنے کی قوت میں کمی ہو جاتی ہے، یا سن بلوغ کو پہنچکر جسمانی قوت جیسی کہ چاہیے حاصل نہیں ہوتی اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ باتیں کامیابی اور خوشی میں سدّ راہ ہوتی ہیں۔ کیا بچوں کو اس بات کی سزا دیجاتی ہے کہ اُن کو ہمیشہ ایک ہی طرح کی یا کم مقوی خوراک دی جائے؟ جب وہ جوان ہوں گے تو اُن کی انتہائی جسمانی طاقت اور قابلیت میں اس وجہ سے ضرور کم و بیش فتور واقع ہوگا۔ کیا اُن کو شور و غل کے کھیل کود سے منع کیا جاتا ہے۔ یا (اس وجہ سے کہ اُن کے بدن پر اس قدر کافی لباس نہیں ہوتا کہ وہ کھلی ہوا میں چلنے پھرنے کی برداشت کرسکیں) سردی کے موسم میں اُن کو گھر میں مقید رکھا جاتا ہے؟ وہ یقیناً صحت اور طاقت کے اُس درجہ سے گرے ہوئے رہینگے، جس درجہ تک بغیر اس قسم کی روک ٹوک کے پہنچ سکتے تھے جب لڑکے اور لڑکیاں بڑے ہو کر بھی بیمار اور کمزور رہتے ہیں، تو والدین اس بات کو عموماً بدنصیبی یا قہر الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ایک بے ڈھنگی روش کے موافق جس کا عام رواج ہے فرض کر لیتے ہیں۔ کہ یہ مصیبتیں بغیر اسباب کے پیش آتی ہیں۔ یا یہ کہ اُن کے اسباب فوق العادت ہیں۔ مگر یہ بات ہرگز نہیں ہے ہاں بیشک بعض صورتوں میں موروثی اسباب ہوتے ہیں لیکن اکثر صورتوں میں احمقانہ تدبیریں ہی ان مصیبتوں کا باعث ہوتی ہیں۔

اس تمام دکھ درد۔ اس کمزوری۔ اس افسردگی اور اس مصیبت کے ذمہ دار عموماً خود والدین ہوتے ہیں۔ انھوں نے اولاد کی جانوں کو ہر گھڑی اپنے قابو میں رکھنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ انھوں نے بے دردانہ لاپروائی سے زندگی کے اُن عملوں کا علم حاصل کرنے میں غفلت کی ہے جن پر اُن کے حکم و امتناع کا اثر برابر پڑتا رہتا ہے۔ علم فزیالوجی کے سیدھے سادھے قوانین سے محض نابلد ہونے کی وجہ سے سال بہ سال اپنے بچوں کے قویٰ کو تحلیل کر رہے ہیں اور اس طرح سے نہ صرف اپنی اولاد بلکہ اُن کی نسلوں پر بھی بیماری اور قبل از وقت موت کا ستم ڈھا رہے ہیں۔

جب ہم جسمانی تربیت سے اخلاقی تربیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو یہاں بھی والدین کی جہالت اور اُس جہالت کی مضرت اسی قدر موجود ہے۔ نوجوان ماں اور اُس کے دایہ خانہ کے قانون پر غور کرو۔ چند ہی سال پہلے وہ مدرسہ میں تعلیم پاتی تھی۔ جہاں اُس کے حافظہ میں لفظوں، ناموں اور تاریخوں کو کوٹ کوٹ کر بھرا گیا تھا۔ اور اُس کے قوائے تفکرہ سے شاید ذرا بھی کام نہیں لیا گیا تھا جہاں اُسکو اُن قاعدوں کا ذرا بھی تصور نہیں دلایا گیا تھا جن کے موافق بچے کے کھلنے والے دل کی تربیت ہونی چاہیے۔ اور جہاں اُسکی تعلیم و تربیت نے اُس کو بالکل اس قابل نہیں بنایا کہ وہ بطور خود تربیت اولاد کے قاعدوں پر غور کرسکے۔ مادرانہ فرائض کی اہم ذمہ داریوں کا خیال اب تک اُس کو نہیں دلایا گیا۔ اور اُس سنجیدہ عقلی تعلیم میں سے شاید ہی کچھ تعلیم حاصل ہوئی ہو، جو ایسی ذمہ داریوں کے لیے کسی قدر تیار کرتی ہے۔ لو اب دیکھو اب ایک انسانی ہستی کی غور و پرداخت کا اہتمام اُس کو سونپا گیا ہے جسکے قوائے جسمانی و عقلی روز بروز نشو و نما پاتے ہیں۔ لو اور سنو! (اس پر طرّہ یہ کہ) وہ ان امور سے جاہل مطلق ہے، جن سے اُس کو کام پڑتا ہے۔ اُس نے ایسے کام کے کرنے کا قصد کیا ہے جو نہایت ہی پورے علم کی مدد سے بھی صرف ادھورے طور پر انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ اُس کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ جذبات طبیعت کی کیا کیفیت ہے، کس ترتیب سے وہ نشو و نما پاتے ہیں؟ انکے فرائض و افعال کیا ہیں؟ اُن کا ٹھیک استعمال کہاں ختم ہوتا ہے، اور بُرا استعمال کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ وہ یہ خیال کرتی ہیں کہ بعض جذبات سراسر خراب ہیں۔ حالانکہ یہ بات اُن میں سے کسی ایک کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے۔ اور بعض جذبات اچھے ہیں۔ خواہ کتنی ہی حد تک اُن کو پہنچا دیا جائے۔ حالانکہ یہ بات بھی کسی جذبہ کی نسبت درست نہیں ہے۔ پھر جس طرح وہ اُس جسم کی ساخت سے ناواقف ہے جس سے اُس کو کام پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح اُن اثرات سے بھی بے بہرہ ہے۔ جو خاص خاص علاج معالجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن آفتناک نتائج سے بڑھکر جن کو ہر گھڑی پیدا ہوتے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں قطعی و یقینی بات اور کیا ہوسکتی ہے؟ چونکہ وہ اس علم سے بالکل عاری ہے کہ نفس ناطقہ کے قدرتی مظاہر کیونکر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اُن کے اسباب و نتائج سے بھی بے خبر ہے۔ اس لئے اُس کی دست اندازی اکثر اوقات زیادہ مضر ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اس قسم کے دخل در معقولات سے بالکل علیحدہ رہتی۔ بچے کے ہر ایک فعل کو جو بالکل باقاعدہ اور مفید ہے وہ ہمیشہ روکتی ہے اور اس طرح سے بچے کی خوشی اور فائدہ کو گھٹاتی ہے۔ اپنے اور اُس کے مزاج کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اور باہمی تنفر و بیگانگی پیدا کرتی ہے۔ جن کاموں کو تقویت دینی مناسب سمجھتی ہے اُنکو دھمکی یا رشوت سے۔ یا تحسین و آفرین کی خواہش کو بھڑکا کر پورا کرتی ہے۔

اور جبتک بچے کا ظاہری رویّہ درست ہے، اُسوقت تک اس بات کا خیال نہیں کرتی کہ اندرونی محرک کیا ہے۔

پس اس قسم کی تربیت سے بجائے نیک خیالات کے ریاکاری، خوف، اور خود غرضی بچے کی طبیعت میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سچ بولنے کی تاکید کرتے وقت وہ ہمیشہ جھوٹ کا نمونہ بچے کے سامنے اس طرح پیش کرتی ہے۔ کہ طرح طرح کی سزاؤں سے اُس کو ڈراتی اور دھمکاتی ہے، مگر سزا کبھی نہیں دیتی۔ ضبط نفس کی تاکید کرتے وقت اپنے چھوٹے بچوں کو غصہ سے ہر گھڑی ایسے کاموں پر ڈانٹ ڈپٹ بتاتی ہے جو اُس کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ بات کہیں اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتی کہ دنیا کی طرح دایہ خانہ میں بھی وہی تربیت درحقیقت فائدہ مند ہے۔ جس میں تمام نیک و بد کاموں پر قدرتی جزا و سزا دی جائے یعنی ایسی جزا و سزا جس سے وہی راحت یا رنج حاصل ہو جو بحیثیت کذائی ایسے کاموں سے حاصل ہونا چاہئے۔ (ماخوذ)

شکم پروری

(از جناب مولانا طفیل احمد صاحب)

کسی شہر میں گھوم کر بغور دیکھئے کہ انسانوں کا جمگھٹا کہاں زیادہ ہوتا ہے۔ میوہ اور سبزی فروشوں کی دکانوں پر دیکھئے کیا بھیڑ لگی ہے گوشت اور مٹھائی کے نخاسوں میں وہ ہجوم ہے کہ مکھیاں بھی شرماتی ہیں۔ سبزی کی منڈی میں کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ آرائشات و تکلفات کے بازاروں میں پیدل اور سوار دریا کی طرح بہ رہے ہیں۔ غرضکہ جہاں خوردنی اور نفسانی لذت کی چیزیں ملتی ہیں وہیں یہ بندگانِ شکم ٹوٹے پڑتے ہیں۔

وجہ صاف ظاہر ہے۔ حیوانوں کی طرح ہر وقت معاف نذار کے پیچھے رہنا اور نفس کے ہاتھ اپنے آپ کو بیچ ڈالنا ایسی عادتیں نہیں جو چھوٹ نہ جائیں بشرطیکہ انسان صرف فطری تقاضا پورا کرنے کا عادی ہو۔ یعنی جب بھوک لگی روٹی کھائی اور جب پیٹ بھر گیا تو کھانے کا خیال چھوڑ دیا۔ لیکن اگر اس کے خلاف کوئی شخص کھانے کا عاشق بن جائے تو ظاہر ہے کہ نہ کبھی کھانا ختم ہوگا اور نہ پیٹ بھریگا جیسے کہ ہمارے زمانہ کا حال ہے کہ عالم، جاہل، شائستہ اور کودن سب کے سب ہر وقت ہاتھ دھو کر کھانے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اشتہا اور سیری دونوں کی ایک حد ہے۔ مگر عیاشی کی کوئی حد نہیں۔ اگر پیٹ خالی ہے تو روٹی شوربا دال چاول سے حسب ضرورت بھر جائے گا لیکن اگر کھانے کا شوق ہے تو کبھی سیری حاصل نہیں ہو سکتی۔

جینے کے لئے معمولاً روٹی ایک ناگزیر ضرورت اور کافی خوراک ہے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی اسی پر بسر کرتے ہیں اور ہمارے بندہ شکم زیادہ قوی ہیکل اور تنومند ہیں۔ اُن کی سُرخ، سپید رنگت دیکھکر رشک آتا ہے۔ اُن کی محنت مشقت کا یہ حال ہے کہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹہ کوہ کنی کرتے ہیں اور رات کو جسوقت ہم نیند کی آرزو میں گدگدے بچھونے پر کروٹیں بدلا کرتے ہیں وہ کھرّی چارپائی پر خرّاٹے لیا کرتے ہیں۔ یہ سب معمولاً دال روٹی یا شوربہ سے پیٹ بھرتے ہیں۔ مگر ہم زبان کا چٹخارہ ڈھونڈھتے ہیں اور اپنی جدت اس طرح بڑھنا شروع کرتے ہیں کہ روٹی کے ساتھ کوئی چٹ پٹی چیز بھی ہو تو اچھا ہے۔ تھوڑا سا گوشت آب جوش ہو، کسی خوشبودار چیز میں گھری ہوئی یخنی ہو تو خوب مزا آئے گا۔ اس میں تھوڑا سا دہی بھی ملجانا چاہئے۔ سادہ گوشت میں مزا نہیں آتا کوئی ترکاری ضرور ہونی چاہئے۔ اور پھر ایک کیا کئی ترکاریاں ہوں تو اچھا ہے۔ سب ملانے سے تو خوگیر ہو جائیگا۔ ترکاریاں الگ الگ ہونی چاہئیں پھر اگر ایک قاب مچھلی کی بھی ہو تو بہ الطف ہوگا۔ مگر مچھلی تلی ہوئی نہ ہو بلکہ آگ پہ سکی ہوئی ہو۔ خالی مچھلی میں کچھ لیسا ند آتی ہے، تھوڑا سا مکھن لگا کر کباب کی طرح سکے تو خوشبودار ہو گی۔ مچھلی بھی کئی قسم کی ہوتی ہے جس میں صرف ایک کانٹا ہو وہ بہتر ہے۔ گوشت کی ڈلیاں بھی کچھ اچھی نہیں ہوتیں، سالم دست ہو تو کیا کہنا ہے۔ گردنا بھی ہو تو کچھ بُرا نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ترکاری ہونی چاہئے شاید جلد ہضم نہ ہو۔ تھوڑی ولایتی رائی ڈالدیں تو اچھا ہے۔ سادہ پانی سے گوشت ہضم نہیں ہوتا۔ کسی قسم کا کشیدہ آب ہو (لال لال رنگ ہو تو مضائقہ نہیں) تو لطف دوبالا ہو جائیگا۔

اتنا کہہ کر بندۂ شکم فرمایش کی فہرست ختم کر دیتا ہے گویا سے اب اور کچھ نہیں چاہئے تمام لذتیں ختم ہوگئیں مگر پھر کچھ خیال آتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک قاب میٹھے کی ضرور ہونی چاہئے۔ گرمی بالائی کے برف کی فرمایشی قفلیاں جاڑے میں مربے جن کی بیسیوں قسمیں ہیں۔ دسترخوان کی زیب زینت ہوتی ہیں ظاہر ہے کہ جب دسترخوان یہاں تک بڑھا تو اور بھی بڑھ سکتا ہے۔ اور بڑھنے کی کوئی حد نہیں۔ کھانے سے پہلے قہوہ اور کافی کے دَور۔ پیپل منٹ، اجوائن وغیرہ ہاضم ادویہ کی میٹھی ٹکیاں۔ بیچ میں طرح طرح کی لذیذ طشتریاں، تبدیل ذائقہ کے طور پر پیش ہوتی رہتی ہیں۔ تمام میز دولھن کی طرح سجتی ہے۔ کمرے کے باہر قسم قسم کے باجے بجتے ہیں۔ کھانے کے بعد ناچ شروع ہوتا ہے اور ہمارے ابلہ فریب احباب ناچ ناچ کر اُن مقوی غذاؤں کے ہضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ میزبان کا گھر چھوڑنے سے پہلے چند ترلقمے اور اُڑاتے جائیں۔

معزز مہمانوں میں کم سے کم پچانوے فی صدی وہ بزرگ ہیں جو دنیا کو اخلاق حمیدہ کا سبق دیتے ہیں۔ اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اور فضائل انسانیہ کا مجسمہ تصور کرتے ہیں۔ مگر دل کے پوشیدہ گوشوں میں اصلی عقائد سخت ترین عیوب کی طرح چھپائے ہوئے ہیں۔ جس کو ایک پادری صاحب نے ایک دفعہ فخراً ان لفظوں میں ظاہر کیا تھا:-

"ہم فقر و فاقہ کرنے اور بھوکے پیاسے مرنے کے عیسائی نہیں ہیں بلکہ عیش

اور مثن خور عیسائی ہیں۔"

مگر ہماری سوسائٹی کا حال اس سے بدتر ہے۔ وہ فقر فاقہ اور روزہ داری ہی سے متنفر نہیں بلکہ اس طرح کے نفس کش آدمی کو کمال نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حقیقت میں نیک بننا چاہتا ہے تو محض یہ خیال کر لینے سے کہ میں نیک ہوں نہیں ہوسکتا بلکہ نیکی کی بلندی تک پہنچنے کا ایک زینہ ہے۔ اول اُس کو قدم بقدم طے کر لینا چاہیئے۔ پہلی سیڑھی ضبط نفس اور نفس کشی ہے مگر یہ بھی بجائے خود ایک بلند مقام ہے جہاں اچانک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اکثر حاجات زندگی میں نفس کشی کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ مثلاً اول زبان کے چٹخارے ہی کو چھوڑنا چاہیئے۔ تیز نمک کھانے والے کو لازم ہے دو ہفتہ تک نمک کھانا بالکل ترک کر دے اور پھر ذرا ذرا سا بڑھا کر درجۂ اعتدال پر لائے۔ اسی طرح پیٹو آدمی کو چاہیئے کہ فاقہ کشی اختیار کرے اور سادہ غذا سے شروع کر کے آہستہ آہستہ بڑھے۔ اس میں ترک لذات لازمی ہے۔ یہ ضبط نفس کی بسم اللہ ہے۔ تمام اخلاقی ذمائم انھیں لذتوں سے پیدا ہوتے ہیں اور انہی کے پیچھے لوگ سنگین جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

لذیذ اور مرغن کھانے انسان کو نیکی سے فرسنگوں دور رکھتے ہیں جو شخص اپنے اور دوسرے کے دسترخوان پر بیٹھ کر بیش بہا اور مرغن کھانوں کے ذریعہ سے سب کچھ خود کھا ڈالے وہ غیروں سے کیا سلوک کر سکتا ہے۔ اور اگر افتادہ کی دستگیری اور درماندہ سے حسن سلوک کرنا نیکی نہیں تو اور نیکی کیا چیز ہے بندۂ شکم شاید ابلہ فریبی سے نادان بننا چاہتا ہے مگر حقیقت میں خوب جانتا ہے کہ اُس کی بسیار خوری نے کس قدر مجبور آدمیوں کو پیٹ بھر روٹی سے محروم کیا جو ایک فعل بد ہے نہ کہ نیک۔ اگر انسان کی زندگی بالکل سادہ ہو اُسے جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی دلجمعی حاصل ہے۔ تکلفات اور آرائشات کا بار بالکل نہیں رہتا اور ہزارہا آدمی بارکشی سے بچ جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر وہ بھی محنت کاروں اور جفاکشوں کی سی زندگی بسر کرے تو اُس کی انسانیت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی بلکہ برعکس وہ اس طبقہ میں مقبول عام ہو جائے گا۔

آہ! اے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والو۔ تم جو سیکڑوں محنت کشوں کی شبانہ روز محنت کا پھل ذرا سی دیر میں کھا جاتے ہو۔ اور نہیں جانتے کہ غربا نے تمہارے نفس کے خوش کرنے کے لئے کیا کیا مصیبتیں اُٹھائیں یاس و نا امیدی، نکبت اور جہالت، تباہی، سیاہ کاری، وحشت نے انھیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مگر وہ اپنے پیٹ کو نہایت موٹی غذا سے بھرنے کی غرض سے تمھاری بے جا خواہشات کو دن رات پورا کرتے رہتے ہیں۔"

(از کانفرنس گزٹ)

•۱۱•(✲)•۱۱•

شادی وغم

(از جناب تسکین صاحب)

(۱)

بہار آئی ہے، غنچے ہنس رہے ہیں پھول کھلتے ہیں — چمن میں ناچتی پھرتی ہے خوشبو مست ہو ہو کر
نمود شام کا عالم ہے، دونوں وقت ملتے ہیں — طیور خوش نوا گاتے ہیں ہر سو مست ہو ہو کر

(۲)

تماشا دیکھنے والوں کا ہے اس وقت یہ عالم — کہ میلا سا لگا ہے ہر طرف صحن گلستاں میں
مگر میں ہوں کہ اک گوشہ میں تنہا با دل پر غم — بھرے بیٹھا ہوں کچھ سوکھے ہوئے پھول اپنے داماں میں

(۳)

سرشک آلود وہ آنکھیں لگی رہتی ہیں جانب گلشن — رُخ بے رنگ سے ظاہر ہے درد جوش پنہانی
جگر پر ہاتھ ہے اور ہاتھ میں پھولوں بھرا دامن — وہ دامن جس پہ صدقے ہو رہی ہو چاک دامانی

(۴)

نہ حسرت سیر گلشن کی، نہ رغبت گل کی نگہت سے — کہ یہ جذبات دل میں اور دل ہے خوشیوں میں
خوشی کیسی، مجھے تو رنج ہوتا ہے مسرت سے — میں رو دیتا ہوں کوئی پھول جب کھلتا ہے گلشن میں

(۵)

مرے دل سے کوئی پوچھے حقیقت دار فانی کی — کہ اسکی ہر مسرت رنج کا پیغام لاتی ہے
سمجھ جاتا ہوں، جب آتی ہیں گھڑیاں شادمانی کی — کہ اب آتی ہے، اب کوئی مصیبت بھیجی آتی ہے

(۶)

انھیں پھولوں کو دیکھو جو بھرے ہیں میرے دامن میں — یہی کل تک بہار افزائے گلزار و خیابان تھے
انھیں کے حسن و نگہت کی مچی تھی دھوم گلشن میں — یہی وہ ہیں کہ جن سے حسن ارباب گل بداماں تھے

(۷)

مگر اب مٹ مٹا کر بن گئے ہیں پیکر عبرت — ہنسے ایسے کہ ان پر رونے والا بھی نہیں کوئی
بہت ہو جاتے ہیں یوں تو شریک شادی و عشرت — مصیبت میں جو کر لے یاد اتنا بھی نہیں کوئی

(۸)

اسی کا نام دنیا ہے، یہی دنیا کا عالم ہے — حیات جاوداں بھی ہو تو اسکی زندگانی کیا
حقیقت میں بنائے ہستی فانی فقط غم ہے — تو پھر سوچو کہ ہم کیا اور ہماری شادمانی کیا

(۹)

غرض رنج و الم ہیں عیش و راحت سے کہیں اچھے — یہ ہوتے ہیں تو دل میں رہتی ہے حسرت مسرت کی
انھیں سے مسئلے حل ہوتے ہیں صبر و قناعت کے — بغیر ان کے کبھی ملتی نہیں لذت مسرت کی

(۱۰)

مگر شادی و عشرت کی تو ہے کچھ اور ہی حالت — کہ ان میں محو ہو کر ہم خدا کو بھول جاتے ہیں
خوشی سے ہم کو ملتی ہے نئی اک دنیوی لذت — مگر رنج و الم الطاف یزدانی بڑھاتے ہیں

(۱۱)

بہت اچھے ہیں وہ جن کو بجائے خرمی غم ہو — کہ تسلیم و رضا جوئی کی یہ غیبی ہدایت ہے
بری وہ شادمانی جسکا حاصل رنج و ماتم ہو — غم اچھا ہے کہ اسکی انتہا عیش و مسرت ہے

رسائل کی رُوح

مسلمان اور قرآن

اللہ اللہ کوئی زمانہ تھا کہ ہمارے اسلاف ہر ایک شعبۂ زندگی میں "عدیم المثال کمال کے وارث تھے" اور تمام دنیائے معلومہ ان کے زیرنگیں یا زیراثر تھی مگر یہ صرف قرآن کا طفیل تھا کہ سیاسی، تمدنی، اخلاقی، علمی ہر حیثیت سے ہمارا آفتاب اقبال آسمان ترقی کے نصف النہار پر تاباں تھا لیکن اب کیا کیفیت ہے؟

ہماری نحوست اور ہماری ذلت تمام نحوستوں اور تمام ذلتوں سے بڑھ گئی۔ ہم خود اس نحوست و ذلت کی نگاہوں میں بھی ذلیل ہیں۔ ہم بحیثیت مجموعی اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی کرتوتوں سے دن بدن گھٹ رہے ہیں۔ اب ہمیں خدا ہی بچائے تو بچ سکتے ہیں اور کوئی سبیل نہیں ؎

در بارۂ دہریت بگرمان ماگوئے چوں تفصیل کل گذشت تماشا بما رسید

موجودہ نکبت و ذلت کی وجہ کیا ہے؟ کرنل الکاٹ کے خیال میں اصلی اور حقیقی علت یہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا مگر قرآن مجید سے ہمارا جو شغف ہے وہ بظاہر اس دعوے کو باطل کرتا ہے لیکن فی الواقع غور و انصاف سے دیکھا جائے تو "ہمارے زمانہ میں قرآن مجید کا سوائے اسکے اور کیا مصرف ہے کہ:-

علمائے کرام باہمی مناقشوں کا اُسے ایک ذریعہ بنائیں۔

اُمرائے قوم و ملت اُسے طاق نسیاں میں رکھ چھوڑیں۔

عوام عدالتوں میں جھوٹی قسمیں کھائیں۔

کبھی کبھی مقبروں پر پڑھوائیں۔

ز جوش کفر تو تاریک گشت روئے زمیں فغاں کہ رونق قرآں بہ طرف شد و رفت

(کانفرنس گزٹ)

دہریت

دہریت انسان کے ہر شعبۂ زندگی میں صدہا نقصان پہنچانے کے علاوہ سب سے بڑا ضرر یہ پہنچاتی ہے کہ انسان حمایت اور افضال الٰہی کا سہارا لینے سے محروم ہو جاتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اپنی روحانی قوت کے بڑھانے سے بھی معذور رہتا ہے اور بشریت کی لغزشوں میں اکثر مبتلا رہ کر خود اپنے کو اور اپنے ہم جنسوں کو نقصان پہنچایا کرتا ہے۔ جس طرح سے دہریت کا زہریلا اثر ایک فرد پر پڑتا ہے۔ اُسی طرح تمام قوم پر بھی پڑا کرتا ہے۔

ہر دہریہ کی زندگی کبھی شیریں اور روشن نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنی ہستی کو ہمیشہ عدم محض کے خوفناک اور عمیق غار کے کنارے کھڑا پاتا ہے۔ یعنی اگر حقیقت میں وہ دہریہ ہے تو اس کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ مجھے اس زندگی کے بعد پھر کوئی دوسری زندگی بحیثیت ایک انسان کے یا ذی شعور ہستی کے حاصل ہونا یقینی نہیں ہے اور اپنی ایک ایسی زبردست ہستی کو جس نے اتنے بڑے اور لامحدود عالم کی جملہ کائنات کی حقیقت اور وجود کو سمجھ لیا ہے چند دن کے بعد ہمیشہ کے لئے فنا ہو جانے والا سمجھتا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھتا ہے کہ عمر طبعی تک پہنچنا بھی میرے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ خیالات ایسے ہیں جن کی وجہ سے حقیقی مسرت اور اطمینان قلب اس سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجود کے ساتھ ہر وقت موت کا خوف دامن گیر رہکر اس کو اذیت پہنچاتا رہتا ہے۔ اور اگر بدقسمتی سے کسی زمانہ میں افلاس نے بھی اس کا ساتھ دیدیا تو اس وقت وہ زندہ درگور ہو جانے کا بہت سہولت سے مستحق ہو جاتا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کے لوگ ایسی حالت میں خودکشی کر کے اپنی دماغی کشمکش سے جلد نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر قانونِ سلطنت یا تصادم فی المعاشرت کا خوف نہ ہو تو ان حضرات کو ہر قسم کے ناجائز اور بے جا افعال کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں ہوتا۔ ہر شخص اس مسئلہ پر غور کر سکتا ہے کہ ایسی زندگی ان کے وجود کے واسطے اور دوسروں کے واسطے کس قدر مضر رساں ہوا کرتی ہے اور اچھے اور نیک آدمیوں کے سامنے تو پھر اس کی وقعت ہو سکتی ہے اس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔

افلاطون پر بھی لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے وقار کو قائم رکھنے کے واسطے محض ریاکاری اور زمانہ سازی کی وجہ سے ایسے نفوس قدسیہ کو مانتا تھا جن کا تعلق نظام عالم سے کچھ نہیں ہے۔ مگر حقیقت میں وہ خدا کے وجود کا قائل نہیں تھا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ افلاطون گو کہ نظام عالم کا مذہب کے عقیدے کے مطابق قائل نہیں تھا مگر وجود باری تعالیٰ عزاسمہ کا دل سے قائل تھا۔ اس کے تمام اقوال کو غور سے پڑھنے کے بعد مذکورۂ بالا حقیقت صاف طور پر بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے۔

بیکن نے دنیا میں دہریت کی اشاعت کے چار اسباب لکھے ہیں:-

(اوّل) مذہبی تفریقات و اختلافات۔ (دویم) دغابازانہ اور مکارانہ ظاہری پیشوایانِ دین کی بدچلنیاں (سوم) دینیات میں ملحدانہ تمسخر اور طنز۔ (چہارم) امن اور خوشحالی کے زمانہ میں علم الٰہیات کے میدان میں عقل کی جولانی۔

دہریت کی تاریخ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں شک نہیں کہ دہریت کے وجود کی خلقت اور اس کے نشو و نما اور اس کے عروج کا ہونا انہیں مذکورہ بالا اسباب کے درمیان میں پایا جاتا ہے۔ دہریت کی حقیقت اُس وقت بھی زیادہ معلوم ہونے لگتی ہے جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا جس وقت وہ افلاس کے پنجۂ ستم میں گرفتار ہو جاتا ہے اُس وقت اس کا دل خود بخود بلا کسی کی امداد یا ترغیب کے اس پروردگار عالم کی طرف امداد اور سہارا حاصل کرنے کو رجوع ہوتا ہے۔ جسکی طرف اس کی فطرت کا ہمیشہ رجحان ہوا کرتا تھا۔

انسان کی سب سے بڑی کم بختی یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے وجود سے انکار کر کے خود اپنی فضیلت کو جو اسے تمام کائنات عالم پر حاصل ہے غارت کرتا ہے کیونکہ جسم کے اعتبار سے تو وہ ایک حیوان کے مانند ہے مگر روح کے اعتبار سے البتہ وہ اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ اس کا یہ نقصان ہوتا

ہے کہ اپنی روح سے امداد حاصل کرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ جیسے اس کے خالق نے اپنے خاص فضل سے اسی کی ذات میں ودیعت فرمایا ہے۔

سب سے زیادہ اہم مسئلہ جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ دراصل خلاق عالم نے انسانی عقل و فہم میں ایک خاص حد تک کی قوت خلق فرمائی ہے۔ اور وہ اسی حد تک تمامی کائنات عالم کے سلسلہ یا اس کی نقشبندی تک رسائی حاصل کر سکتی ہے جہاں تک اس میں قوت ہے۔ اور یہ بات بھی اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جس قدر قوتیں یا جدید اشیاء عالم فلسفہ و سائنس نے تحقیق کی ہیں اُن میں سے اکثر کی حقیقت سمجھنے سے اب تک عقل انسانی عاجز ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ ہمیشہ عاجز رہے۔ اصل کا قول ہے کہ انسان کی اس سے زیادہ اور کیا حماقت اور گستاخی ہو سکتی ہے کہ اپنی ذات کو صاحب ادراک کامل سمجھتا ہے اور کل کائنات عالم کو ادراک سے بے بہرہ سمجھتا ہے اور جن اشیاء عالم کی ماہیت کو وہ اپنے علم اور عقل کی پوری قوت صرف کر کے بھی نہیں سمجھ سکتا ان کو وہ بلا تکلف کہدیتا ہے کہ ان میں قوت اور حرکت بلا سبب موجود ہے۔

ٹینڈل کا قول ہے کہ (محض غیر مدرک مادہ سے قابل ادراک مادے کا پیدا ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ عدم کا خود بخود مادہ کو پیدا کر لینا)

خلاصہ یہ کہ دراصل خلاق عالم کے وجود کی کسوٹی محض عقل نہیں ہے بلکہ ایک وجدانی کیفیت بھی ہے جو اس پاک اور روشن دل میں پیدا ہوا کرتی ہے جس پر اکثر اس کے انوار کی تجلیات پڑا کرتی ہیں۔ جس کے ادراک سے عقل بشری عاجز ہے۔

(شہاب اُردو)

شادی

جب انسانی اعضاء میں روح پیدا ہو جاتی ہے تو اُن کا سکون حرکت سے بدل جاتا ہے اور وہ اپنے افعال میں مصروف ہو جاتے ہیں اور جس حد تک یہ روح قوی ہوتی جاتی ہے اور اعضاء کا نشو و نما تکمیل کو پہنچتا جاتا ہے اُسی حد تک اُن کی قوتِ کار اور عزیمت عمل ترقی پذیر ہوتی ہے مثلاً ایک بچہ کی عمر جس حد تک آگے بڑھتی ہے اُس کی بشری ضرورتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ایک بچہ بلوغ کی حد کو پہنچتا ہے تو اُس کے اُن قویٰ میں ایک قدرتی تحریک پیدا ہوتی ہے جو اب تک سکون و جمود کی حالت میں تھے۔ ان قویٰ کی تحریک انسانی نشو و نما کی تکمیل کا پیام دیتی ہے اور عمر کی اس منزل میں پہنچ کر زن و مرد کو فطرتی طور پر ایک دوسرے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ہر ذی روح کا یہی معمول ہے کہ تکمیل قویٰ کے بعد قوت تولید حرکت میں آتی ہے اور دونوں صنفوں میں باہمی ربط و اتحاد کے میلانات ظاہر ہوتا ہے۔ اس قدرتی میلان کی اہمیت اور واقعیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس لئے فطرت کے اس جذبہ کی تعمیل خواہ وہ کسی صورت میں ہو لازمی ہے۔

واقعات گرد و پیش، آب و ہوا یا غذا کے اثرات، وقت کے تغیرات، اندرونی اور خارجی تحریکات اس جذبہ کو ابھارتی ہیں۔ خیالات عصبی نظام میں ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ روح و ریاح اُن قویٰ کی طرف مجتمع ہوتی ہیں جو ان احساسات کا مرکز و محل ہیں اس جوش کو دبانے اور اس انقلاب کو پُر سکون بنانے کے لئے طبیعت مصروف تدبیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آبِ تولید کی ایک مقدار کا اخراج اس طوفان اور اس ہیجان کو فرو کر دیتا ہے۔ فطرت نے اس اخراج کے لئے ایک عمل، مذہب نے ایک آئین، اخلاق نے ایک اصول، تمدن نے ایک رسم، اور تہذیب نے ایک معیار مقرر کیا ہے۔

پس جو لوگ غیر فطرتی سیاہ کاریوں میں مبتلا ہیں وہ دیدہ و دانستہ فطرت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جو لوگ زناکار ہیں اُنھوں نے مذہب کا آئین توڑ دیا ہے جو اشخاص مخفی طریقہ سے سرپرستوں کی مرضی کے خلاف شادی کر لیتے ہیں وہ اخلاق و تمدن کے اصول کو نقصان پہنچاتے ہیں اور جو آزاد منش اپنی ملکی اور قومی خصوصیات و رسوم کا خیال نہیں کرتے وہ گویا اپنی تہذیب کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔

ان امور کو پیش نظر رکھکر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ "باقاعدہ نکاح" اور "باضابطہ شادی" ایک ایسی صورت ہے جس میں فطرت، مذہب، اخلاق اور تہذیب و تمدن کی خلاف ورزی کئے بغیر کام چل سکتا ہے۔ شادی کے فائدے ایسے بدیہی ہیں اور ہر شخص اُن سے عملاً اس قدر واقفیت رکھتا ہے کہ اس جگہ اُن کی تشریح چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ جو چیز فطرت، مذہب اور تمدن کی نظر میں ضروری ہے وہ یقیناً گوناگوں فوائد پر مبنی ہے۔

(صوفی)

مسمیریزم

(۱) یہ عمل روحانی قوت کا نتیجہ ہے (۲) یہ ایک حیوانی مقناطیسی قوت کا نتیجہ ہے جو عامل کی ذات سے قائم ہوتی ہے (۳) یہ فقط عصبی حرکت و سکون پر مبنی ہے جس سے فزیالوجی کے اصول پر بحث ہو سکتی ہے کچھ ہو اس فن کے عاملوں نے اپنی تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ شخص معمول کو بیہوشی کی حالت میں عامل جو کچھ کہتا ہے اس پر ویسی ہی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر اسے یوں کہا جائے کہ تمہارے ہاتھ پر زخم لگ گیا اور خون بہ نکلا تو جھٹ اس کے ہاتھ سے خون نکل آتا ہے۔ یا اگر کوئی کڑوی چیز اسے کھلا کر کہا جائے کہ یہ فلاں میٹھی چیز ہے تو وہ اس میٹھی چیز کا ذائقہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور اسی طرح برعکس۔ اور اسکی علت وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہم کو انسانی طبیعت میں بڑا بھاری دخل ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کوئی لذیذ غذا کھا رہا ہو تو کھانے کے اثنا میں وہ اس لذت کو محسوس کرتا جاتا ہے اور اس کی طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اور اگر اُس سے کہدیا جائے کہ اس غذا کے برتن میں کُتّے نے مُنہ ڈال کر کچھ کھایا تھا، اس میں چوہا مر گیا تھا تو فی الفور اُس کی لذت اور خوشی کدورت سے مبدل ہو جاویگی اور ممکن ہے کہ وہ قے کر ڈالے۔ چنانچہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے اور اگر اس سے یہ بات نہ بتلائی جاتی تو اثر اس کی طبیعت پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔ اسی طرح شخص معمول مذکورہ بالا مثالوں میں چونکہ فلاں میٹھی چیز کے ذائقہ سے آگاہ ہے۔ اور اس کا شعور اس کو پہلے سے حاصل ہے یا وہ زخم اور جریان خون کی کیفیت کا شعور رکھتا ہے اور یہ شعور اس کے اعصاب دماغ میں موجود ہوتا ہے اس لئے یاد دلانے پر اعصاب فی الفور اس کیفیت متذکرہ سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اثر مطلوبہ معمول پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

(صوفی)

ارضِ مقدس

جزیرۃ العرب دنیا کی دوسری قوموں کے نزدیک ایک خشک، بنجر، بے آب و گیاہ صحرا، ریگستان اور کوہستان ہے لیکن اسلام

کے نزدیک یہی اُس کی سب سے بڑی دولت، یہی اُس کی سب سے بڑی متاع، یہی اُس کا سب سے بڑا خزانہ ہے، جسپر وہ اپنی ہر دولت نثار، اپنی ہر متاع قربان، اور دنیا ہر خزانہ نچھاور کرنے کو طیار رہے۔ جزیرۃ العرب کیا ہے؟ پیغمبروں کا مولد، انبیاء کا مسکن رسولوں کا وطن، اسلام کی زندگی کا سرچشمہ، قرآن کا مہبط، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مدفن، صحابۂ کرام کی کوششوں کا جولانگاہ، ائمہ اور بزرگوں کی خوابگاہ! وہ حجاز ہی کی سرزمین تھی، جہاں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس دنیا کی زمین پر قدم رکھا، اور کعبۃ اللہ عرش الٰہی کا اس عالم مادی میں سایہ اور تمثال بنا اور اسلیے وہ دنیائے آخری پیغام سُننے والوں کا قبلہ اور مرکز بنا۔ عراق وہ سرزمین ہے جہاں سے نوحؑ کا طوفان آٹھا، یہ وہ مقام ہے جہاں "مسلمِ اوّل" ابراہیم خلیل اللہ نے وجود پاکر آذر کا بتخانہ اور نمرود کا دار الغرور توڑا۔ اور اس طرح یہ اسلام کا پہلا گھر ہے، جہاں مسلمانوں کا پہلا گھر آباد ہوا۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں یونسؑ نے گنہگاروں کو اپنی دردناک آواز سے پکار کر اُن کے دلوں کو متاثر اور آنکھوں کو اشک بار کیا۔

شام زمین کا وہ گوشہ ہے جہاں ربانی رحمت کے چشمے بار بار اُبلتے رہے اور ہدایت الٰہی کی بجلیاں دمبدم کوندتی رہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ کا دار الہجرۃ، اُن کے مقدس سیاحت کی منزل، اور اُن کے جسد اطہر کی خوابگاہ، اور اُن کے نسلِ اسحٰق کے ہزاروں پیغمبروں کا مولد و مدفن ہے۔ یہیں وہ بیت المقدس ہے جو داؤدؑ و سلیمانؑ کی تعمیر، انبیاء کا مذبح، معراج محمدی کی پہلی منزل، مسلمانوں کا شش ماہہ قبلہ اور اسلام کا تیسرا حرم ہے۔ آگے بڑھ کر بحرِ میت کا کنارہ لوطؑ کا خیمہ گاہ ہے۔ بحر احمر کے کنارہ مدین کی زمین شعیبؑ کا وطن اور حضرت موسیٰؑ کی ہجرت گاہ ہے۔ اسی کے قریب حضرت ایوبؑ کا خیمہ تھا۔ اس کے بعد تبوک کے قریب ثمود کا مسکن اور حضرت صالحؑ کی وحی کا مہبط تھا۔ یمن قبیلۂ عاد کی یادگار اور حضرت ہودؑ کی نبوت کا مقام تھا۔ حجاز کو کیا کہوں کہ اُس کا ذرہ ذرہ اسلام کے آسمان کا ستارہ اور اُس کی گلی گلی جبریل امین کی منزل، اور چالیس کروڑ قلوب کا مرکز و مرجع ہے، جسطرف دن میں پانچ بار لاکھوں پیشانیاں گرتی اور اُٹھتی ہیں۔ یہی وہ "وادی غیر ذی زرع" ہے جہاں ایک مقدس باپ نے اپنے ایک مقدس بیٹے کو خدا کے نام پر بھینٹ چڑھایا، جہاں ایک مقدس شوہر نے اپنی ضعیف بیوی اور اکلوتے بچے کو صحرائے بے نام و نشان میں چھوڑ کر خدا کے حکم کی بجاآوری کی۔ یہی وہ مقام اقدس ہے جہاں ایک بزرگ باپ نے معمار اور ایک فرمانبردار بیٹے نے مزدور بن کر خدا کا پہلا گھر بنایا۔ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ اس کی شان۔ اور اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ اسی کی خبر ہے۔ یہیں ایک پتھر کی چٹان پر کھڑے ہو کر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ نے مل کر نسلِ انسانی کی بھلائی کے لئے نبی اُمیؐ کے ظہور کی دعا مانگی تھی ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم (بقرہ) وہ نبی اُمی جب ظاہر ہوا تو شہر مکہ اسکا مولد، اور مدینہ اُس کا مدفن ہوا۔ یہی وہ شہر ہے جہاں ہدایت کا آخری سرچشمہ اُبلا۔ یہیں وہ بلد امین ہے جس کی خدائے عزیز نے قسم کھائی۔ یہیں وہ حرم ہے جس کو خدا نے امن کا گھر اور مخلوق کا مرجع بنایا وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ غرض اس سرزمین کا کونسا گوشہ ہے جو ہماری عقیدت گاہ نہیں۔ جہاں شہدائے اسلام کے خون کے قطرے نہیں گرے۔ جہاں اسلام کے اولیاء اور اماموں کا مدفن نہیں۔ جہاں اسلام کی سیزدہ صد سالہ عزت و وقار کا خزانہ دفن نہیں۔ یہی وہ حدود ہیں جہاں اسلام کی پہلی تاریخ بنی۔ جہاں اسلام کی تہذیب و تمدن کی مشعلیں روشن ہوئیں حجاز خلافت راشدہ کا گہوارہ، شام خلافت بنی اُمیہ کا گھر اور عراق خلافت عباسیہ کا مہد ہے۔ یہی وہ آبادیاں ہیں جہاں علوم اسلامیہ کی ترتیب و تدوین ہوئی بصرہ حسن بصریؒ کا مرقد اور علم کلام کا مولد۔ کوفہ علی مرتضیٰ اسد اللہ الغالب کی شہادتگاہ، اور آہ! یہیں فرات کے کنارے خانوادۂ نبوت کا مظلوم کارواں لٹا تھا۔ حسینؓ کا مشہد، علی اصغرؓ و علی اکبرؓ کا مقتل، عباسؓ کی شہادت گاہ ہے یعنی بہتّر مقدس نفوس کے خون کا فوارہ یہیں بہا تھا۔ الحاصل اسلام کی تاریخ کا خلاصہ اور مسلمانوں کی دولت کا گنج گراں مایہ اسی جزیرۂ عرب کے کھنڈروں، صحراؤں، ریگستانوں اور ویرانوں میں مدفون ہے۔

چپہ چپہ پہ ہے یہاں گوہر یکتا تہِ خاک
دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

اس تفصیل کے بعد دنیا کے ہر منصف مزاج سے اپیل ہے کہ فیصلہ کرے کہ اس ارض اقدس کی امانت دنیا کی کس قوم کے سپرد ہونی چاہئے؟ یہود آگے بڑھینگے لیکن اُن سے کہدیا جائیگا کہ بابل اور شہر یروشلم کے سوا تم کو جزیرۂ عرب کے اس وسیع حدود میں سے اور کس کا دعویٰ ہے؟ اور پھر تم عیسیٰ روح اللہ کے انکار سے یروشلم کی امانت کے مستحق نہ رہے،

عیسائی آگے بڑھینگے اُن سے کہا جائیگا کہ تم نے مسیح کی بشارت کی قدر نہ جانی اور آخری پیغام کی تکذیب کی اس لیئے یہ امانت اُن فرزندان ابراہیم کا حصہ ہے جو نسل ابراہیم کے ہر پیغمبر کو برابر کی عقیدت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ جن کا اعلان ہے، کہ وہی یہود و نصاریٰ کے دو پلڑوں کے درمیان عدل و انصاف کا توازن قائم رکھ سکتے ہیں۔

توراۃ کی زبان میں جزیرۃ العرب کا نام ارض مقدس ہے۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ تو دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھ۔ یہ ساری زمین میں تجھ کو اور تیری نسل کو ابد الآباد کے لیئے دیتا ہوں، فرمایا کہ تیری نسل کو بڑھاؤنگا اور اسکو برکت دونگا، اور وہ اس ساری زمین کی مالک ہوگی۔ اگر تو ریگ کے ذروں کو اور آسمان کے تاروں کو گن سکتا ہے تو اپنی نسل کو گن سکیگا۔

(معارف)

معلومات

براکین یعنی کوہ آتش فشاں

علمائے علم ارض (جیالوجی) کے پاس یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ کرۂ ارض شدید گرم اور پگھلے ہوئے مادہ سے بنا ہے جس کے اوپر کا قشر یعنی پپڑی سرد ہو گئی ہے جس پر ہم ساکن ہیں اور جس کا دَل بمقابلہ اس کے نصف قطر کے کچھ ایسا زیادہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کچھ بعید نہیں کہ اُس کی اندرونی حرارت اور حالات کے علامات ظاہر اور نمودار ہوتے رہیں۔ جہاں کہیں براکین (برکان کی جمع) یعنی کوہ آتش فشاں ہیں وہاں پگھلا ہوا ارضی مادہ اور پتھر اکثر ان پہاڑوں میں سے بذریعہ سوراخوں کے اُبل کر باہر نکلتا ہے۔ اور ایسے سوراخ قشر ارض میں جابجا موجود ہیں۔ انہی کو براکین یا جوالا مکھی کہتے ہیں۔ اور اس قشر یا پپڑی کے ایک وسیع حصہ میں شدید و خفیف حرکات اکثر محسوس ہوتے رہتے ہیں۔ جن کا ماخذ و منشاء کوئی اضطرابی طاقت ہے جو زمین کے اندر واقع ہے۔

برکانی پہاڑ جلے ہوئے مواد اور راکھ کے ایک مخروطی ڈھیر پر مشتمل ہے جو کسی مرکزی دہانہ کے گرد جمع ہوا ہے۔ یہ مواد اور راکھ اس دہانہ سے بڑے زور سے ہوا میں پھینکے جاتے ہیں اور اس دہانہ کے اطراف میں جمع ہوتے ہیں۔ اگر ہوا تیز چلتی ہو تو یہ مواد پہاڑ کی دوسری جانب بھی زیادہ جمع ہوگا۔ بعض اور ہوائی اجزا بعض اوقات ہوا میں بہت بلند ہو کر چلتی ہوا کے ساتھ میلوں دور جا کر صفحۂ زمین پر پھیلا دئے جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں اس مواد اور راکھ کو ہوا دہانہ سے صدہا میل کے فاصلہ پر لے جاتی ہے۔ اور زمین اور سمندروں کے وسیع سطحوں پر اسکو پھیلا دیتی ہے۔ لاوے کے بڑے بڑے ٹکڑے جن کو اصطلاح علم ارض میں برکانی بمب کہتے ہیں اکثر ہوا میں بہت بلند ہو کر اسی پہاڑ کے قرب و نواح میں اُتر آتے ہیں اور لاوے کے سیلاب کبھی جوش زدہ ہو کر یا تو اس راکھ اور پتھر کے ڈھیر کو چیر کر دھنس جاتے ہیں یا کاسہ یعنی فم دہانہ کے کنارہ سے اُبل کر بہ نکلتے ہیں۔ اور آس پاس کے ملک کو پاٹ دیتے ہیں۔

کبھی ایک ہی دہانہ سے پے در پے التہابات ظہور میں آتے ہیں لیکن بعض اوقات اس پہاڑ کے پہلو میں دوسرے چھوٹے دہانے کھلتے ہیں اور التہاب پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ چھوٹے مخروط اور دہانے اکثر بڑے پہاڑ کے شدید التہاب اور کثیر مواد کے اخراج کی وجہ سے چھپ کر مدفون ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ایک سلسلہ مخروطوں کا اکثر ایک خط مستقیم میں نظر آتا ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قشر زمین میں کوئی شگاف پیدا ہو گیا ہے جس پر یہ سب واقع ہیں۔

ان براکین کے اندرونی حصے میں لاوے کی چھوٹی بڑی رگیں نظر آتی ہیں جو اس پہاڑ کے جسم میں ہر طرف دوڑی ہوئی ہیں اور جو بعض اوقات دوسرے قسم کے مواد کے تہوں میں دھنسی ہوئی نظر آتی ہیں اور بعض اوقات دوسری رگوں کو کاٹ کر آگے بڑھی ہیں جو ان سے قبل بنی تھیں۔

جب پگھلا ہوا لاوا کسی پہاڑ کے جسم میں زور سے داخل ہوتا ہے تو کچھ حصہ اُس کا ممکن ہے کہ حالت سیالی میں ایسی درزوں اور شگافوں میں دھنس جائے۔ جو آگے سے موجود نہیں۔ یا یہ کہ کسی اندر سے دھکیلنے والی قوت کا نتیجہ ہو۔ ایسی رگوں کو اصطلاح علم ارض میں ڈیکس یعنی دیوار کہتے ہیں۔ جب ان رگوں کا مادہ سرد ہو جاتا ہے تو یہ سلیں مجسم اور منجمد پتھر بن جاتی ہیں۔ اور سنے الحقیقت دیوار یا پشتہ کا کام دیتی ہیں۔ یعنی پہاڑ کے مختلف حصوں کو باہم جکڑ دیتی ہیں اور بیچ کے پلپلے اور پولے اجزا کو باہم وصل کر دیتی ہیں۔

زمین کے اندر سے جو مادہ بذریعہ ان آتش فشاں پہاڑوں کے باہر نکل کر زمین کی سطح پر پھیلتا ہے اُس کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ براکین مشہورہ کے حالات سے اس کی حقیقت ظاہر ہو گی۔

صفحۂ ارض پر ان کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو یہ ظاہری علامات کسی اندرونی حالت کی ہیں جو تمام کرۂ ارض کے شامل ہیں لیکن ان کا وجود پانی کے بڑے قطعات اور سمندروں کے قریب میں ایک گمان پیدا کرتا ہے کہ شاید پانی وہ عامل ہو جو ان کے ہیجان کا باعث ہوتا ہے۔ بہت گرم پانی کا بخار اور اس کا شدید دباؤ ممکن ہے کہ وہ طاقت ہو جس کی مدد سے یہ آتشیں سلیں زمین کے اندر سے نکلتی ہوں۔ اور یہی طاقت راکھ کے گھنے ابروں اور براکینی اجزا کے غبار اور ٹکڑوں کو ہوا میں اُڑاتی ہو۔ چونکہ اکثر پتھروں میں پانی نفوذ کرتا ہے اور ان میں شگاف اور درزیں بھی اکثر ہوا کرتی ہیں تو احتمال قوی ہے کہ پانی ان راستوں سے زمین کے اندر اُترتا ہے۔

تمام براکین بظاہر مواد کی چھوٹی مقداروں سے وجود میں آئے ہیں جو زمین کے اندر سے وقتاً فوقتاً نکل کر اُن پر جمتا گیا ہے اور اُن کی جسامت اور بلندی میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ فاصلہ ان زمانوں کا بعض وقت بیسیوں سال اور بعض اوقات صدیاں ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جتنا مابین زمانہ دو التہابوں کا زیادہ ہو تو مواد کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جس سے پہاڑ کا جسم بڑھتا ہے۔ بڑے بڑے التہاب جن سے کثیر مواد پگھلا ہوا باہر نکلتا ہے شاذ و نادر واقع ہوتے ہیں اور جن پہاڑوں میں اکثر التہاب ہوا کرتا ہے اُن میں سے مواد بھی کمتر خارج ہوتا ہے۔

———— ✻ ————

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

موقع کی تاک

کم سرمایہ والوں کے لئے ایک بہترین صورت معاش کی یہ ہے کہ ہر وقت موقع کی جستجو میں رہیں اور فائدہ کی کسی صورت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ مثلاً فرض کیجئے کہ سردی کا موسم شروع ہوا ہے۔ لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے لباس سرمائی کی فکر میں ہیں۔ موزے، بنیان، سویٹر وغیرہ خریدنا چاہتے ہیں۔ تمہیں چاہیئے کہ موسم سرما آنے سے پہلے ہی لوگوں کی ان ضروریات کا خیال رکھو اور جس قدر رقم لگا سکو اُسے فوراً صرف کرکے مال منگا لو۔ ایسے مواقع پر کم سرمایہ والے کے لئے کامیابی کی صرف یہی صورت ہے کہ بازار میں سب سے پہلے اس کا مال پہنچ جائے۔ اس سے دو مقصد حاصل ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ مقابلہ نہ ہونے کی وجہ سے نفع خاطر خواہ ملے گا۔ دوسرے مال جلد نکل جائے گا۔ اور وہی روپیہ کسی دوسرے کام میں لگانے کا موقع مل جائے گا۔ اسی طرح دیگر موسموں کی ضروریات اور اُن میں لوگوں کے جذبات کا خیال رکھیں مثلاً کھڑاؤں۔ چھتری، اور بارانی بارشوں کے موسم میں خصوصیت کے ساتھ زیادہ فروخت ہوگی۔ کیوڑہ، گلاب، بید مشک پنکھے، اور اسی طرح کی چیزیں موسم گرما میں ہاتھوں ہاتھ نکلتی ہیں۔

صرف موسمی تغیرات ہی سے فائدہ نہ اٹھاؤ، بلکہ ہر نئے کام سے ہر نئی تحریک سے گورنمنٹ اور پبلک کی ہر نئی اسکیم سے فائدہ اٹھاؤ مثلاً ملک میں سودیشی مال کی تحریک پیدا ہوئی، اب تمہیں چاہیئے کہ سب سے پہلے ایسی سودیشی اشیاء جن کی مانگ ہو، فوراً مہیا کردو۔ فرض کرو کہ گورنمنٹ کوئی عمارت بنانا چاہتی ہے، اب تم ہاتھ پر ہاتھ رکھکر نہ بیٹھو۔ اور اس عمارت کی تعمیر میں تم جو کچھ حصہ لے سکتے ہو اسکے لئے کمر بستہ ہو جاؤ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ گورنمنٹ نے نئی دہلی آباد کرنی چاہی۔ اس موقع پر وہ لوگ کافی فائدہ اٹھا سکے جو مواقع کے منتظر رہتے ہیں۔ گورنمنٹ نے ملک کے کسی حصہ میں نہر نکالنی چاہی۔ اب تم اس موقع سے فائدہ اٹھاؤ۔ کہیں کوئی بڑا ملکی جلسہ قرار پایا ہے، تم اس کے پنڈال وغیرہ کے لئے سامان بہم پہنچا کر سیکڑوں روپیہ پیدا کرلو۔ اسی طرح جب جلسہ کے بعد ان چیزوں کا مال کوڑیوں میں فروخت ہونے لگے، تم اسکی خریداری میں سبقت کرو۔ کوئی انگریز ولایت کو جانے لگے تو اس کا فرنیچر ارزاں قیمت پر مول لے کر اچھے داموں پر بیچو۔ گھاس کا کوئی کھیت، کانجی ہاؤس کے جانور، عدالتوں کی ردی، اور دیگر اشیاء جب نیلام ہوں، تو فوراً موقع پر پہنچو اور مال کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور خرید لینے کے بعد کافی منافع لے کر فروخت کردو۔ اسی اصول کے پابند رہ کر فصلی پیداوار کی خرید و فروخت کا خیال رکھو۔ اور اپنی بساط کے مطابق فصل کی چیزیں خرید کر کے مناسب موقع پر فروخت کردو۔ فصل کی چیزیں عموماً پیداوار کے وقت نہایت ارزاں ملتی ہیں اور چند روز کے بعد نہایت گراں ہو جاتی ہیں۔ اناج کے لئے بے شک بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے لیکن گڑ، دھنیا، ہلدی، مرچ لہسن، پیاز وغیرہ کی خرید و فروخت تھوڑے سرمایہ سے بھی ممکن ہے۔ اسی طرح روپے کی اُلٹ پھیر میں کافی منافع ہوتا ہے اور چند سال میں راس المال غیر معمولی ترقی کر جاتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں نہ تعلیم کی ضرورت، نہ پورا وقت درکار ہے۔ آدمی دیگر مستقل مشاغل ملازمت، دکانداری وغیرہ کے ساتھ بھی اس کاروبار کر سکتا ہے۔ البتہ ان کاموں میں ایک مستعد، سرگرم، حاضر جواب اور موقع شناس دماغ کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔

سن کی نواڑ

سوت کی نواڑ تو عام طور پر استعمال ہوتی ہے اور کسی گزشتہ اشاعت میں اس کی حرفت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن اب خیال پیدا ہوا ہے کہ اگر سوت کی طرح سن کی نواڑ طیار کی جائے تو نہایت ارزاں اور مقبول عام ثابت ہو۔ اس کے بُننے کا طریقہ تقریباً وہی ہے جو سوت کی نواڑ کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اُس میں سوت صرف ہوتا ہے اور اس میں سوت کی جگہ سُتلی خرچ کی جائے گی۔ سُتلی باریک اور ہموار ہونی چاہیئے جیسی عموماً پیکٹ باندھنے میں استعمال کی جاتی ہے۔ اور اُسکی ترکیب یہ ہے کہ سن کو بٹنے اور اینٹھنے کے بعد پتنگ کی ڈور کے مانند مانجھ لیا جائے۔ مزید نفاست اور خوشنمائی کے لئے سُتلی کو کسی پکے رنگ میں رنگ لیا جائے۔ بہر حال سُتلی کی نواڑ نہایت خوبصورت، پائدار، اور ارزاں طیار ہوگی۔ اور چند روز میں اس کا رواج عام ہو جائے گا۔ اور جو لوگ سوت کی نواڑ گراں ہونے کے باعث استعمال نہیں کرسکتے، وہ بڑے شوق سے اسے خریدیں گے۔ کیونکہ اس طرح لوگ بار بار بانده خریدنے اور چارپائی بنوانے کی زحمت سے بچ جائیں گے۔

سوالات

مذہبی

(۱۰۵۹) میں پچھلے گناہوں سے شرمسار ہو چکا ہوں۔ ہونے سے پہلے میں نے چند اشخاص کے حقوق اور روپیہ وغیرہ لے کر واپس نہیں دیا۔ اب علماء کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ اُن حقوق اور روپیہ کے ادا کرنے کا کیا کفارہ ادا کروں۔ نیز رشوت میں دلالی کی ہے۔ اس کا کیا کفارہ ہے۔ (ابو سعد اختر)

(۱۰۶۰) ایک عورت بالغہ اور ایک نابالغہ کے جنازہ کی نماز ایک وقت میں جبکہ نہ طغیانی کا خوف ہے اور نہ بے حرمتی جنازہ کا خطرہ اور نہ جہاد کا وقت ہے جائز ہے یا نہیں؟ جواب مستند معہ حوالۂ کتاب ہونا ضروری ہے۔ (ایم محمد قاسم خریدار ۱)

طبی

(۱۰۶۱) ایک شخص فربہ اندام ہیں۔ ایسی دوا یا نسخہ درکار ہے جس سے آواز کا بھدا پن دور ہو جائے۔ (۱۱/ ن)

(۱۰۶۲) پہلے کمر میں درد تھا۔ پھر ٹانگوں میں ہوا۔ اس کے بعد دونوں شانوں کی ہڈیوں سے تین چار انگل نیچے چمک معلوم ہوئی۔ اور اب متواتر رہتی ہے۔ اور دونوں شانوں، گدی، پیشانی وغیرہ میں سخت درد رہتا ہے۔ پانچ سات دن کے بعد ایسا دورہ ہوتا ہے کہ مریض جاں بلب ہو جاتا ہے۔ گردن کو پشت کی طرف بار بار کھینچنے سے ذرا تسکین معلوم ہوتی ہے، ورنہ گردن کا ہلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ نام مرض اور نسخہ یا تیار دوا مطلوب ہے۔ (ہ/ ن ۱)

(۱۰۶۳) ایک شخص اول انفلوئنزا میں مبتلا ہوا۔ اُس میں وہ بچ گیا لیکن سرد چیزوں کے استعمال کی وجہ سے اُسکو نزلہ کی شکایت ہوگئی ہے۔ کھانسی ہے۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ عمر ۳۲ سال ہے۔ نسخہ درکار ہے۔ (ع ۲۵)

متفرق

(۱۰۶۴) کلکتہ کے جس قدر فرم ہائے متعلقہ مشینری، بائسیکل، الکٹرک اور ہر قسم کی مشین مثل کاٹن، کاٹن پریس، ریشم، روئی، آئیل پریس، آئل انجن، گیس انجن وغیرہ اور نیز بمبئی کے جسقدر فرمیں ہوں اُن کے مفصل پتے درکار ہیں۔ (ایم۔ امام الدین)

(۱۰۶۵) ایسی کتاب جس میں رسی بٹنے کی مشین اور مکھن نکالنے کی مشین معہ تصویر ہو اور ہر پرزہ علیحدہ علیحدہ ہو پتہ مطلوب ہے۔ (ک ۱/ ن)

جوابات

(۱۰۲۷) کالی زیری۔ اتیس ہلدی۔ کاکڑا سینگی ہموزن ملا کر سرکہ انگوری میں پیس کر ضماد کریں۔ (ڈاکٹر سید عبداللہ شاہ)

(۱۰۲۸) دواخانہ ہاشمی دہلی سے حسن افزا منگا کر استعمال کیجئے (حکیم محمد ظہیر علی)

(۱۰۲۹) دواخانہ ہاشمی دہلی سے خط و کتابت کیجئے۔ (" ")

(۱۰۳۰) حبوب منعلظ اعلیٰ اس مرض کیلئے بہت مفید ہیں۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے طلب کیجئے۔ (")

(۱۰۳۱) انجیر کابلی پاؤ بھر لیکر ایک بوتل سرکہ انگوری میں بھگو دیں۔ جب انجیر پھول جاویں۔ ایک دو دانے کھا کر اُس پر سے دو گھونٹ سرکہ کے پی لیا کریں۔ مجرب ہے۔ (ڈاکٹر عبداللہ شاہ)

(۱۰۳۲) کسی مقامی طبیب یا ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ (" ")

۱۰۳۳ دور کا طبیب اس قسم کے امراض کا علاج نہیں کر سکتا۔ تا وقتیکہ مرض تشخیص نہ ہو۔ دوا کیا تجویز کیجا سکتی ہے (")

(۱۰۳۴) اطریفل اسطوخودوس ۵ ماشہ روزانہ سوتے وقت کھایا کریں اور روح دماغ دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگا کر بالوں میں ملا کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۱۰۳۵) معجون سورنجان کھلا دیں اور روغن موم کی مالش کریں۔ انشاءاللہ آرام ہو جائے گا۔ (")

۱۰۳۶ شب کو زردک کا غذ کو پانی میں بھگو دیں۔ اور صبح کو جب اچھی طرح گل جائے مسّے پر لگا دیں۔ دن میں دو چار مرتبہ لگانا چاہئے۔ انشاءاللہ تین چار یوم میں صاف ہو جائینگے۔ (")

(۱۰۳۸) غنچہ دہن دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگا کر استعمال کریں۔ (")

(۱۰۴۳) دواخانہ نئی زندگی صدر نوشہرہ سے مل سکتا ہے۔ (ڈاکٹر عبداللہ شاہ)

(۱۰۴۹) ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہتمم سے خط و کتابت کریں۔ (")

(۱۰۵۲) تینوں کتابیں منیجر دواخانہ نئی زندگی صدر نوشہرہ سے مل سکتی ہیں (")

(۱۰۵۳) بحر العلوم دواخانہ نئی زندگی صدر نوشہرہ سے طلب کیجئے (")

(۱۰۵۵) رجسٹرار صاحب پنجاب یونیورسٹی سے ۲۰ کے ٹکٹ بھیجکر پراسپکٹس منگا لیں۔ (")

(۱۰۵۶) انتخاب لاجواب ہفتہ وار کا نمونہ پیسہ اخبار لاہور منگا کر دیکھیں۔ (")

(۱۰۵۸) ذخیرہ صنعت و حرفت کی آٹھوں جلدیں خواجہ ڈپو دہلی سے طلب کریں۔ (دنیا مش)

انشائے لطیف

ناامیدی

(از جناب لطیف احمد صاحب)

انسان کا دل منبع ہے جذبات کا اور خواہشوں کا۔ جذبات کی حد مقرر کرنا دشوار ہے لیکن خواہشوں کی انتہا اُن کے پورے ہونے تک ختم ہو جاتی ہے۔ مگر خواہشات کا سلسلہ طویل ہے۔ اور ایک خواہش کے بعد دوسری خواہش اس طرح نمودار ہوتی ہے جیسے زنجیر کی ایک کڑی کے بعد دوسری کڑی۔ یہی جذبات اور خواہشوں کا متواتر ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوتے رہنا انسانی حیات میں کشمکش اور حرکت کا باعث ہوتا ہے اگر ایک خواہش پوری ہونے کے بعد دوسری پیدا نہ ہو تو نہ صرف انسانی زندگی شست اور ساکن ہو جائے بلکہ انسانی کوششیں بند اور انسانی ترقی رُک جائے۔ اور انسان جہاں اس کی پہلی خواہش پوری ہو وہیں قانع ہو کر بیٹھ رہے۔ لیکن ایک آرزو پوری ہونے کے ساتھ ہی ابھی اس کا لطف اُٹھانے کا اور اپنی حرکت کو روک کر ذرا دم لینے کا موقع بھی نہیں ملتا کہ فوراً ہی ایک اور آرزو سابقہ آرزو کی جگہ لے کر دل میں گدگدی پیدا کرتی ہے اور محنت کے مارے انسان کو اس طرح بے چین کرتی ہے کہ وہ اسی طرح کمر باندھ کے دوسری کشمکش میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے اور پھر اپنی کوششوں کو تازہ دم کر کے اس نئی خواہش کے حاصل کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہ دَوڑ انسان کی زندگی بھر رہتی ہے سوائے اُس آخری وقت کے جبکہ موت اور اپنے قریبی انجام کا خیال ان خواہشوں کو اُبھرنے نہیں دیتا اور وہیں دل ہی کے اندر ان کا دم گھونٹ دیتا ہے۔

ہر خواہش جو دل میں پیدا ہوتی ہے اس کے دو انجام ہوتے ہیں یا تو وہ خاطر خواہ پوری ہو یا نہ ہو۔ اگر ایک خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو چاہیے کہ اُس کے پورا ہونے پر دل کو خوشی اور راحت میسر ہو، لیکن ایسا نہیں ہوتا اور بے قرار دل کو آرام نہیں ملتا خواہش کے پورا ہوتے ہی شاید اس مطلوب سے ایک قسم کی سیری مائل بہ نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک اَور تازہ خواہش نئے تیر و پیکان سے پیراستہ دل کو چھیدنا شروع کر دیتی ہے۔ فوراً انسانی قوی دوسری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس سابقہ خواہش کا پورا ہونا بالکل بے مزہ اور ادنیٰ معلوم ہوتا ہے۔ ایک خواہش کے بعد دوسری خواہش کے وجود میں آنے کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہی انسان کو محنت کرنے، مصائب جھیلنے اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے پر تحریک اور تحریص کرتا ہے۔ یہی اس کی کوششوں کو برابر جاری اور برقرار رکھتا ہے اور یہی اُسکی زندگی کی مصروفیت کا سبب ہے۔

لیکن اس دوڑ میں سرگرم رکھنے والی صرف امید ہے۔ اگر اس اُمید میں ذرا سا بھی تزلزل ہو جاتا ہے تو کوششیں ادھوری رہ جاتی ہیں۔ دل برداشتہ ہونے سے حرکت بند ہو جاتی ہے اور آخر وہ حالتِ سکون پیش آتی ہے جس میں ہاتھ پر ہاتھ رکھکر یا تو کسی غائبانہ امداد کی توقع کرنی پڑتی ہے یا خوشی سے اپنی بدقسمتی پر آنسو بہانے کی نوبت آتی ہے۔ یہ آخری حالت انسان کی نہایت اضطرابی حالت ہے اور اُسی کا نام ناامیدی رکھا گیا ہے۔ جب کسی وقت انسان اس حالت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لئے دُنیا میں خوشی کے راستے سب طرف سے بند ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ امید جو خوشی کی بشیر ہے اپنی آمد و رفت موقوف کر دیتی ہے اور زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل اور وبال ہو جاتا ہے۔ قوتِ تخیلیہ بھی جس کا عمل اُمید کے ماتحت ہے کوئی دور و نزدیک راحت اس کے لیے پیش نہیں کر سکتی۔ کوئی سامان اُس کو اپنے دل کے مسرور کرنے کا نظر نہیں آتا۔ اس ناامیدی کا سیلاب جب ایک بدنصیب سامنے سے آتا ہوا دیکھتا ہے تو التجا کے ساتھ مایوسانہ لہجہ میں دفعۃً پکار اُٹھتا ہے ؎

سنبھلنے دے ذرا اے ناامیدی کیا قیامت ہے کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

بہت سے ایسے لوگوں کو جنھوں نے خودکشی کر کے دنیا کے مصائب سے نجات پائی ہے بعض لوگ بزدل اور کمزور بتلایا کرتے ہیں لیکن یہ بزدل بتلانے والے جو امرِ غالباً اُس حالت سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو نااُمیدی کی حالت ہے اگر یہ الزام لگانے والے اپنے دلیر دلوں میں کسی ایسے شخص کی حالت کا تصور کریں گے جسکی ایک دلی آرزو پوری ہونے کی کوئی صورت نہ ہو، جس کو امید کی ڈھارس بندھانے والا چہرہ کسی طرف نظر نہ آتا ہو، جسے در و دیوار سے مایوسی کی آوازیں آتی ہوں، جس سے ہمدردی ظاہر کرنے والی کوئی زبان نہ ہو تو وہ دیکھینگے کہ وہ ایسا شخص ہے جسکی حالت حقیقی طور پر قابلِ رحم ہے۔ زندگی اس کے لئے بے مزہ ہے۔ دُنیا میں وہ رہتا ہے مگر دنیا سے اسکو بہت کم وابستگی ہے۔ جاننے پہچاننے والے اُس سے انجان بنتے ہیں اور کوئی متنفس نہیں کہ اس کے درد کا شریک ہو۔ ایک ایسے شخص کی زندگی یقیناً کوئی زندگی نہیں ہے۔ اور وہ اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔ اور یہی خیال جب اس کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے تو وہ بار بار زبان سے کہتا ہے "زندگی! یہ زندگی زندہ رہنے کے قابل نہیں" اور آخر وہ ایسے دیوانہ وار فعل کا مرتکب ہوتا ہے جسے صرف اسکی حالت اور اس کا دل جائز سمجھ سکتا ہے۔

اَے وہ لوگو! جن کے دل دامنِ مراد سے بھرے ہوئے ہیں۔ اے وہ لوگو! جن کی آرزوئیں کامیابی کے چشمے سے سیراب ہیں۔ تم خوش ہو! تمھارے دل مسرور ہیں۔ تمھارے چہرے بشاش اور منور ہیں۔ تمھارے لبوں پر تبسم ہے۔ اس لئے کہ تمھارے دل کا غنچہ اُس ناامیدی کے مُرجھا دینے والے جھونکے سے محفوظ ہے جسکی ایک ہی لپٹ اعضا کو نڈھال، چہرہ کو زرد، ہاتھ پر ہاتھ رکھوا کر بٹھا دیتی ہے۔ جو دل میں سوزش اور پژمردگی پیدا کرتی ہے جس سے دل کے بخارات سرد آہوں کی صورت میں نکلتے ہیں۔ خدا کا شکر کرو اور اس مسرت کے وقت کو غنیمت سمجھو اور دعا کرو کہ تم اس بادِ سموم سے ہمیشہ امن میں رہو جس کے جھونکے مسرور سے مسرور دل کو افسردہ اور پژمردہ بنا دیتے

ہیں لیکن اُن مجروح دلوں پر نہ ہنسو جن کو نا اُمیدی نے خستہ بنا رکھا ہے۔ وہ لوگ جن کی زندگی اُن کے لئے وبال ہے اور جو اس وسیع دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتے جو اُن کے مُرجھائے ہوئے دل کو تر و تازہ شگفتہ کرے۔ وہ جنہیں سہارا دینے والی اُس پاس کوئی چیز نہیں۔ وہ جو مایوسی کے اس درجہ تک پہنچ گئے ہیں کہ جنہیں انسانی ہمدردی کا کوئی ثبوت نہ ملا اور اس بیکسی کی حالت میں وہ خدا پر بھی بھروسہ نہ کر کے اُسکی رحمت سے دل شکستہ ہو گئے ہیں۔ اے کامیابی کے تاج پہننے والو! تم ایسی مخلوق پر ہنسو نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کی غیرت اور حمیت نے موت سے بے خوف بنا دیا ہے، جو اپنے ارادوں میں ایسے مستحکم ہیں کہ اپنی آرزوؤں پر اپنی جانیں قربان کرنا اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ یہ ایسے غیرت دار دل رکھنے والے ہیں کہ کسی کے بار احسان اور مرہون منت ہونے کو اپنی زندگی سے بدتر جانتے ہیں۔ بہرحال اے دنیا کی مسرت سے فیضیاب ہونے والو! تم ایسے لوگوں سے ہمدردی کرو۔ ان پر رحم کرو یا کم از کم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

اے وہ لوگو! جنکے ساتھ دنیا کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اے وہ کہ تم سے توقعات رکھنے والے تمہاری طرف آس باندھے تک رہے ہیں۔ اے وہ کہ تم دوسروں کی مرادوں کو سرسبز کرنے والے ہو۔ کیا تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ تمہارے دست نگر، محتاج اور امیدوار لوگوں کی خوشی تمہاری ذات پر منحصر ہے۔ اور ان کی دل کی شگفتگی کی امید کا کلی مرجھا کر ان کی زندگی کو کس قدر وبال جان کر دے گی۔ اگر وہ تمہارے تیور اپنی امیدوں کے خلاف برگشتہ دیکھینگے۔ مایوسی کی گرم لپٹ اس غنچۂ دل پر جو مسرت کا مخزن ہے کیا اثر کرے گی جس کی تر و تازگی حیات کے لئے لابدی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جن لوگوں کے دل افسردہ، مجروح اور مایوس ہیں۔ زندگی اُن کے لئے کوئی راحت نہیں رکھتی۔ صرف تنفس ان کے لئے عذاب ہے۔ اور وہ اپنا آرام سوائے اس صورت کے کسی اور چیز میں نہیں دیکھتے کہ جسقدر جلد ہو اس دُنیا کو خیرباد کہہ کر اس عذاب سے نجات پائیں۔

پس اے دلوں کی مراد برلانے والو! دیکھنا تم ایسے بڑے گناہ کے مرتکب ہونا کہ اُس دل کو مایوس کرو جس نے اپنی خوشی اور راحت کو تم پر چھوڑ رکھا ہے۔ اے لوگو! اگر تمہارے سینوں میں دل اور دلوں میں احساس ہے تو کسی اُمیدوار دل کو نا امید نہ کرنا۔ سب کی بندھی ہوئی آس کو دانستہ یا نادانستہ طور پر یا اپنی بے پروائی سے خاک میں نہ ملا دینا۔ تمہارا ایک ادنیٰ فعل دوسرے کی خوشی پر بہت بڑا اثر ڈال سکتا ہے۔ پس اس امر کا خیال رکھنا کہ ایسا گناہ عظیم تم سے کبھی سرزد نہ ہو کہ وہ امیدوار جو ایک امید لئے تمہارے در پر آتا ہے اور خدا نے تمہیں اس امید کے پورا کرنے کی مقدرت بھی دی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ دل شکستہ تمہارے پاس سے مایوس جائے۔ تم دوسروں کی کاربرآری کرو۔ خدا تمہاری کاربرآری کرے گا۔ اپنی زندگی کے طرز عمل میں اس بات کا ضرور خیال رکھنا کہ تم بھی دل رکھتے ہو۔ تمہارے دل میں بھی آرزوئیں اور اُمنگیں پیدا ہوتی ہیں اور ہونگی۔ اور تمہارے دل بھی کم و بیش امیدوں کا سرچشمہ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی وہ دن دیکھنا پڑے جو آج تمہارے تغافل اور لاپرواہی سے دوسروں کو نصیب ہوا ہے۔ خدا نہ کرے کہ تمہارے شاد اور خرم دل

نا اُمیدی کی تلخی سے آگاہ ہوں۔

کون ہے وہ شخص جو اُس دل کی بے کلی سے آگاہ ہے۔ جسکی تمناؤں کا خون زمانہ کے دست تظلم نے کیا ہے اور جس پر نا امیدی اپنی تاریک گھٹا سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جب وہ اپنے ایسے ہمجنسوں کو جو بعض باتوں میں اس کے برابر اور بہت سی باتوں میں اُس سے کم ہیں کامیابیوں سے سرخرو دیکھتا ہے تو جو رنج اس کے دل کو کاٹتا ہے اور جو حسرت اسکے سینے میں پیدا ہوتی ہے وہ ایسی ہے کہ اس کی تکلیف اور اس کے مزے سے کوئی نہیں کہہ سکتا (سوائے اس مظلوم دل کے) کہ میں آگاہ ہوں۔

ہائے محرومی! تیری شکایت کس سے کیجائے؟ اور تجھے کیا کہہ کر الزام لگایا جائے انسانی کوشش کو ضرور عمل لانا چاہئے۔ مگر اس وقت جب وہ بالائی طاقت جسے بعض تقدیر سے اور بعض اتفاق سے تعبیر کرتے ہیں ان کے موافق ہو اور اگر نہیں تو اے محرومی تقدیر! آ۔ آ۔ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے۔ اور چل جہاں تک تو مجھے لے جا سکتی ہے لیکن دیکھ۔ میری ایک حد مقرر ہے۔ اس سے زیادہ دور تو مجھے نہیں لے جا سکتی۔ موت کے سمندر کے کنارہ پر پہنچکر میں تجھ سے بالکل آزاد ہوں اور ہر ایک جب چاہے تجھ سے آزادی حاصل کر سکتا ہے۔

بیوی کا انتخاب

اماں حوا کا آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ عورت مرد کی مونس و رفیق ہونے کے لئے بنائی گئی ہے۔ پس یہ رفیق طریق جس قدر اچھا ہو اُسی قدر مرد کی خوش قسمتی سمجھو۔ کیونکہ ؎

زن نیک و خوش سیرت و پارسا کند مرد درویش را پادشاہ

یہ بتا سکنا کہ آیا فلاں شخص شادی کر کے تباہ ہو جائیگا یا سنبھل جائیگا بہت زیادہ اسکی بیوی پر منحصر ہے۔ دنیا میں کوئی چیز ایک نیک زوجہ سے افضل اور نہ کوئی چیز ایک بری بیوی سے بدتر ہے۔

ایک دفعہ امریکہ کے نامور موجد اڈیسن صاحب کو ان کے ایک دوست نے صلاح دی کہ امور خانہ داری کو جو باوجود نوکروں کی ایک بڑی تعداد کے اُلجھے پڑے تھے سنوارنے کیلئے شادی کرلیں۔ باوجود نہایت شرمیلے آدمی ہونیکے صاحب موصوف نے اس صلاح کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ کیا تم کوئی ایسی خاتون بتلا سکتے ہو جس کو میں اپنا شریک بنا سکوں۔ دوست نے جواب میں لاپروائی سے کہا کہ کوئی عورت ہو۔

لیکن ہماری رائے میں کوئی شخص جو ایسی صلاح پر کام کرے واقعی قابل رحم ہے کیونکہ جو کچھ کہ دانا لومڑی نے بیمار شیر سے کہا تھا وہی شادی کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے۔ یعنی "میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے غار میں جانوروں کے گھسنے کے نشان ہیں لیکن باہر آنے کے نہیں" کسی کو اپنی زندگی کا رفیق بنانے سے پہلے انتخاب میں نہایت احتیاط برتو۔ کیونکہ تب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔ تاہم یہ بتلا دینا بھی مناسب ہے کہ ایک ایسی بیوی کا تلاش کرنا بھی جو ہمہ اوصاف موصوف ہو ایک امید موہوم ہے خواہ وہ متلاشی اپنے آپ میں منقدمہ

ذیل اشتہار دینے والے کی طرح اسکے شوہر بننے کی قابلیت ہی کیوں نہ پاتا ہو۔

ایک اخبار میں مفصلہ ذیل اشتہار چھپا "ایک نوجوان کو جو ابھی دنیا میں داخل ہوا ہے ایک سترہ سالہ بیوی کی ضرورت ہے جو ذی عصمت، تعلیم یافتہ اور کم از کم پانچ ہزار روپیہ کی جائداد کی مالکہ ہو۔ قوی الجثہ اور مضبوط الاعضا ہو۔ اور قد میں جوتے اُتار کر پانچ فٹ چار انچہ ہو۔ بہت لحیم شحیم نہ ہو۔ اور نہ بہت دُبلی پتلی ہو۔ حسین ہو اور اپنے حسن پر مغرور نہ ہو۔ باتونی نہ ہو اور نہ ہمیشہ چپ چاپ نظر آتی ہو۔ سخاوت پسند ہو اور ریشمی لباس کی حد سے زیادہ شوقین نہ ہو۔ اگرچہ صاف ستھری رہنے کی عادی ہو۔ شوہر سے دل سے محبت کرنے والی ہو۔ اور اس کے راز کسی سے کہنے والی نہ ہو۔ کفایت شعار بھی ہو۔ اور اگر کوئی مصیبت آپڑے تو اُسے خوشی سے سہنے کی طاقت رکھتی ہو۔ کوئی خاتون جو مذکورۂ بالا اوصاف سے متصف ہو اور شادی کی خواہش رکھتی ہو تو ا۔ ب۔ معرفت ک۔ ش سے خط کتابت کرے۔

نوٹ۔ درخواست کنندہ کا دعویٰ ہے کہ وہ مذکورہ بالا صفات کو بیوی کے خاوند بننے کی قابلیت رکھتا ہے اور ایسی خاتون کا مستحق ہے"

بات میں بات نکل آتی ہے۔ وہی کہاوت ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے نوکر سے کہا کہ میلہ میں سے ایک گائے جوان، اصیل، خوبصورت، سرخ رنگ، مضبوط جسم والی اور بیس روپے سے کم قیمت کی خرید لاوے۔ نیز یہ کہ دودھ آٹھ سیر سے کم نہ دیتی ہو۔ نوکر نے ادب سے عرض کیا کہ حضور ایسی گائے کے لئے تو میلے میں جانے سے درگاہ رب العالمین میں دعا کرنا بہتر ہے۔

جو لوگ روپیہ کے لالچ سے امیر خاندانوں میں شادیاں کرتے ہیں۔ وہ دراصل اپنے آپ کو اپنی بیوی کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ ہم دراصل انسانی خوشی کا غلط اندازہ کرتے ہیں۔ جو چیز انسان کو خوش بنا سکتی ہے وہ قناعت ہے دولت نہیں۔ ایک شخص جو ایک کروڑ پتی کا مہمان تھا ایک دن اپنے میزبان سے کہنے لگا کہ جناب آپ تو نہایت خوش قسمت آدمی ہونگے۔ اس نے استعجاب سے پوچھا۔ خوش۔ کیا تمہاری مراد خوشی ہے۔ میرے خیال میں تو ہم کو اپنی باتوں کے سلسلہ ہی کو بدل دینا چاہئے۔ کسی کا قول ہے کہ جس شخص کی بیوی اپنے ساتھ ایک بہت بڑا جہیز لاتی ہے۔ اُس کو ہمیشہ ذلت سے دیکھتی ہے۔

ایسی بیوی منتخب کر جو اپنی ذات سے تیرے لئے دولت ہو۔ نہ کہ ایسی جو اپنے ساتھ دولت لائے۔ ایک شخص نے نہایت فخریہ کہا کہ میری تمام عزت و دولت میرے لئے میری بیوی نے اپنی کفایت شعاری، خوش خلقی اور لیاقت سے کمائی ہے۔ جس کو سُنکر اُس کے دوست نے آہ سرد بھری اور کہا کہ میری عزت اور دولت سب میری بیوی نے اپنی فضول خرچی، بدخلقی اور نالائقی سے ڈبودی ہے" وہ عورت جو اپنے ساتھ ایک بہت بڑا جہیز لاتی ہے اور بعض وقت تو وہ دُنیا کی حرف سے اس قدر لاعلم ہوتی ہے۔ جیسی لوئس شانزدہم کے دربار کی ایک عورت تھی۔ جس نے یہ سُنکر کہ لوگوں کو روٹی نہیں ملتی یہ کہا تو پھر وہ کیک بسکٹ کیوں نہیں کھاتے۔

(ماخوذ)

ناظرین دین و دُنیا

سے

التماس ہے

کہ براہِ کرم مُوفِّر ذیل کا جواب دیں

(۱) جب سے آپ دین و دُنیا کے خریدار ہیں آپکو اس سے کیا فائدہ پُہنچا؟

(۲) آپکو رسالہ میں کونسی مضامین زیادہ پسند ہیں؟

(۳) کیا آپکے خیال میں کوئی ایسی بات ہے جس سے یہ رسالہ اور زیادہ کامیاب اور مقبول عام ہو سکے

(نوٹ) تمام جوابات کا خلاصہ رسالہ میں درج کیا جائے گا۔

خاکسار ایڈیٹر "دین و دنیا" دہلی

صنف نازک کیلئے

وقت کی قدر

(از مسز محمد سخاوت اللہ خاں)

پیاری بہنو! وقت دراصل عمر کا ایک حصہ ہے۔ جو کہ سیکنڈ، منٹ، گھنٹے، دنوں مہینوں اور برسوں وغیرہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ عمر کیا چیز ہے۔ انسان کے اس دار فانی میں قیام زندگی کا دوسرا نام عمر ہے۔ مثلاً ایک شخص اس دنیا میں پیدا ہو کر پچاس برس زندہ رہا تو گویا اس نے پچاس برس کی عمر پائی۔ اس لئے وقت انسان کی عمر یا قیام زندگی کا ایک جزو قرار پایا۔ اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ اپنی زندگی ہر ایک متنفس کو کس قدر پیاری ہے کہ وہ اس کو کسی طرح گھٹانا نہیں چاہتا بلکہ بڑھانے ہی کی کوشش کیا کرتا ہے۔ گو کہ دراصل کوئی شخص اپنی زندگی کو بڑھا یا گھٹا نہیں سکتا۔ مگر تاہم جو اسباب اس کی زندگی کو تلف کرنے کے لاحق ہو جاتے ہیں تو وہ ان کے رفع کرنے کی کوشش جانی تو ضرور ہی کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کو پھانسی کا حکم ملے یا کوئی مہلک عارضہ لاحق ہو یا دشمن اس کی جان کا خواہاں ہو تو وہ حتی الامکان ان آفات سے نجات حاصل کرنے کی ضرور کوشش کریگا۔ دوسرے الفاظ میں اس سے نجات حاصل کرنا گویا عمر کا بڑھانا ہے۔ چونکہ دنیا دار الاسباب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں ہے اسواسطے اسکو معلوم نہیں کہ آیا اس کی زندگی ابھی ختم ہوئی یا نہیں۔ اس لئے وہ ان آفات کے دفعیہ کی کوشش کرتا ہے اور فی الواقع کرنا بھی چاہئے۔ پھر اگر اسکی عمر ختم ہوگئی ہے تو وہ اسمیں کامیاب نہیں ہوتا ورنہ ضرور ہی کامیابی حاصل کر کے اپنی عمر کو بڑھا لیتا یا ان آفات سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور عمر کو بڑھانے یا جان کو بچانے کے واسطے دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو وہ خوشی سے قربان کرنے کے واسطے تیار نہ ہو۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ قیام زندگی سے زیادہ انسان کو کوئی چیز پیاری نہیں ہے۔ اور چونکہ وقت قیام زندگی کا ایک جزو ہے اس لئے وقت سے زیادہ پیاری اور قیمتی چیز دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتی۔

پیاری بہنو! اب ہم اس پیارے اور قیمتی چیز یعنی وقت کے دوسرے پہلو پر نظر غور ڈالتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بے بہا پونجی ہے جو کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان کو خزانہ غیب سے عطا فرمائی ہے۔ یہ وہ قدرتی پونجی ہے جو ہر ایک متنفس کو بلا استیاز عطا کی گئی ہے۔ جس کو نہ تو چور چرا سکتا ہے اور نہ بادشاہ ضبط کر سکتا ہے

بہنو! اگر ذرا اور بھی نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دولت بھی وقت ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا میں دولت حاصل کرنے کے پانچ طریقے ہیں۔ تجارت۔ حرفت۔ کاشتکاری۔ ملازمت اور گدائی۔ ان میں سے ہر ایک طریقہ پر دولت حاصل کرنے کے واسطے وقت کی ضرورت ہے۔ اگر وقت نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا تو گویا ہر طریقہ پر دولت حاصل کرنے کا ذریعہ وقت ہی قرار پایا۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وقت ہی سے دولت پیدا ہوسکتی ہے تو وہ چیز جو دولت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے کسقدر قابل قدر ہونا چاہئے۔

بہنو! اب اگر ہم ذرا اور بھی نظر غور سے وقت کو ملاحظہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ابھی تک ہم کو وقت کی نسبت معلوم ہوا صرف یہی قیمت وقت کی نہیں ہے بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ دیکھئے اگر ہم اس پیارے وقت کو خدا کی یاد اس کے احکام کے مطابق صرف کریں تو ہم کو قرب خالق ارض و سما بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کو حاصل کرنے کے واسطے خدائے تعالیٰ نے انسان ہی اشرف المخلوقات بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ جیسا کہ وہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے "نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر واسطے عبادت کے"۔ چونکہ خداوند کریم کو اپنی تمام مخلوقات خصوصاً بنی آدم سے نہایت محبت ہے اسلئے ان کو بتا دیا کہ اس وقت جیسی قیمتی چیز سے تم وہ چیز حاصل کرو جو سب سے زیادہ قیمتی ہے۔ یعنی قربت خلاق کون و مکاں تو اب معلوم ہوگیا کہ وقت وہ چیز ہے کہ اگر اس کو یاد الٰہی میں صرف کیا جائے تو قربت محبوب حقیقی حاصل ہوسکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ روپئے سے بھی انسان دنیا میں بہت کچھ نیک نامی اور خوشنودی خالق عز وجل حاصل کرسکتا ہے۔ اگر وہ اس کو خدا کی راہ میں صرف کرے۔

مگر بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کو حاصل کرنے کا ذریعہ بھی وقت ہی تھا۔ اس لئے کہ وہ مال نہیں بلکہ دراصل وقت ہی کا صرف کرنا ہے جو کہ اس نے اس مال کو حاصل کرنے میں صرف کیا تھا۔ علاوہ ازیں وقت کے ایک نقد پونجی ہونے کا یہ بھی ثبوت ہوسکتا ہے کہ جس طرح دولت کو ہم اچھے یا برے کاموں میں صرف کر کے اچھائی یا برائی حاصل کرسکتے ہیں اسی طرح وقت کو بھی نیک یا بد کاموں میں صرف کر کے نیکی یا بدی حاصل کرسکتے ہیں۔

بہنو! میں پیشتر عرض کر چکی ہوں کہ وقت کی دولت کو چور نہیں چرا سکتا۔ یہ درست ہے مگر تاہم اس کے تلف ہو جانے کے بھی اسباب ضرور ہیں جن کو ہمیں ہر وقت مدنظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ یعنی امراض کاہلی، عیش پسندی، لہو ولعب، صحبت بد وغیرہ۔ لہذا ان امراض بد سے بچنے کے واسطے قواعد حفظان صحت کی پابندی اور اکل و شرب میں احتیاط سے کام لینا لازمی ہے۔ کاہلی و عیش پسندی وغیرہ بد عادات سے سخت پرہیز لازمی ہے کہ یہ اسباب وقت کو ضائع کرنے یا انسانی بربادی کے ہیں۔

بیوی

(از جناب ع۔ ر۔ صاحبہ)

گو یہ چار حرفوں کا لفظ ہے۔ مگر اس میں بہت کچھ ذمہ داریاں پوشیدہ ہیں جن بیبیوں نے اس لفظ کے معنی پر غور کیا ہوگا وہی اچھی طرح جانتی ہوں گی کہ بیوی کے معنی کیا ہوئے۔ یوں تو سب عورتیں بیوی بن جاتی ہیں۔ مگر بعض محض نام کی بیوی

ہوتی ہیں اور اتنا نہیں جانتیں کہ بیوی کے فرض ہیں کیا۔

پیاری بہنو! عورت ذات کو بیوی ہونے کے بعد کا زمانہ بہت ہی ہمت اور صبر و استقلال سے گذارنا چاہئے۔ عورت کی طبیعت کا پورا امتحان اسی زمانہ میں ہوتا ہے۔ اگر عورت اس جگہ کامیاب ہوگئی تو اُس نے زندگی بھر کا امتحان پاس کیا۔ دنیا کے بہت سے آفات و رنج و غم سے آزاد ہوگئی۔ بیاہ کے بعد بعض لڑکیاں تھوڑے ہی دنوں میں مصیبت کی تصویر ہو جاتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بیچاریاں ایک دم سیدھی سادھی زندگی سے ایسی دشوار زندگی میں قدم رکھتی ہیں جو اُن کے ہوش و حواس صبر و قرار سب کچھ رخصت کر دیتی ہے۔ یہ ناعاقبت اندیش اس سے گھبرا کر اُکتا جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر میں ایک دو باتیں لکھتی ہوں۔ جب تک کہ عورت لڑکی ہے یعنی کنواری۔ اُس کو اپنے ماں باپ، بھائی بہن دوسرے عزیزوں سے واسطہ رہتا ہے۔ ماں باپ کی اگر کوئی خطا ہو جاتی ہے اسپر اس طرح خفا ہوتے ہیں۔ کیوں تم بھول گئیں۔ کوئی بات کان لگا کر نہیں سنتیں۔ خیر جب بھول گئیں تو اب اسکو پورا کر لو۔ اگر یہی خطا بیوی بننے کے بعد سرزد ہوئی تو یوں کہا جاتا ہے کہ وہ کام تم نے کیوں نہیں پورا کیا۔ تم کس واسطے آئی ہو۔ میرا کام کرنے کے لئے۔ یا ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کے لئے۔ اب دیکھئے لڑکی اور بیوی میں کیا فرق ہوگیا۔ وہ الفاظ کیسے ہیں اور یہ کیسے۔ بیچاری لڑکی جب بیوی ہونے کے بعد ایسے الفاظ سنتی ہے تو اس کا دل سخت رنجیدہ ہو جاتا ہے اور سخت سراسیمگی کی حالت میں وہ خیال کرتی ہے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ یہی خطا ماں باپ کے ہاں ہوتی تھی تو انھوں نے تو ایسا کبھی نہیں کہا۔

بیوی بننے کے بعد بہنیں آرام و خوشی، راحت و بے فکری سے زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں تو ان باتوں پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔

(۱) لڑکی کو بیوی ہونے کے بعد اچھی طرح یہ خیال دل نشین کر لینا چاہئے کہ اب مجھ کو اپنی طبیعت کا مطلق اختیار نہیں ہے۔ میں اب بالکل بے حس ہوں بغیر دوسرے کی مدد کے حرکت کرنا ناممکن ہے۔

(۲) بیوی ہونے کے بعد شوہر کو سچا رفیق غمگسار اور محسن خیال کر لینا چاہئے۔

(۳) بعض مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب مزاج درست ہوتا ہے یا خوشی کے وقت بیوی سے ایسے ایسے شیریں الفاظ کہہ دیتے ہیں کہ گویا وہ صرف بیوی کے لئے ہیں ایسے شیریں الفاظ سنکر بیوی خوشی سے نہ پھول جائے۔ ہاں شکر کرنا ضرور ہے۔ میرے خیال میں ہر ایک لڑکی مندرجہ بالا باتوں پر عمل کر کے بیوی ہونیکے بعد از حد خوشی و آرام سے گذاریگی۔

کفایت شعاری

(از جناب مولوی امداد حسین صاحب)

ہم وطن بہنوں سے اک عرض ضروری ہے مری
تم کفایت خرچ کرتیں نہیں یہ ہے بُرا
بیشتر ایسے مصارف ہیں جو ہیں بالکل فضول
جس سے آیندہ بجز نقصان نہیں کچھ فائدہ

شادیوں میں یا کسی تقریب میں بہر نمود
لاکھ یا دو لاکھ گر تم نے اُٹھا ڈالے تو کیا
بسکہ ہو تم لوگ پابند رسوم مہملات
جن سے بربادی کا ہے جاری برابر سلسلہ
جن سے حاصل کچھ نہیں نقصان مایہ کے بجز
کوئی عاقل خوش نہیں جن سے نہ راضی کبریا
وہ قواعد کر دیئے ہیں منضبط تم نے کہ اب
غیر ممکن ہے کسی سے جلد اُن کا ٹوٹنا
رابطہ ہے عقل سے اُن کو نہ مذہب سے لگاؤ
کب تمہارے ایسے فعلوں کے ہے ماخذ کا پتا
پھر فرائض میں ہیں داخل وہ رسوم مہملات
اُن کی پابندی ہمیشہ تم کو رہتی ہے سدا
گر خدا کا حکم ٹلجائے تو ٹلجائے، مگر
غیر ممکن ہے بدلنا آپ کے قانون کا
کچھ سنیں ہم یہ زوائد آ گئے کس طرح سے
یہ مزخرف باتیں کیونکہ پا گئیں نشو و نما
کیا اسی کی مذہب اسلام میں تعلیم تھی؟
یا صحیفہ تم نے پایا کوئی نسبت آنکے سوا
کچھ بھی سوچو تو کہ یہ باتیں ہیں کیسی لغو ہیں
عقل نے کیونکہ تمہاری ان کو رکھا ہے روا
یا زیادہ بھی کہیں اب ایسے لغویات سے
خیر ہے کچھ تم جو یوں ہو دشمن عقل رسا
جب کہا جاتا ہے مردوں سے کہ ترک انکو کرو
صاف کہدیتے ہیں وہ اسمیں ہماری کیا خطا
عورتیں سنتی نہیں ہم نے بہت ان سے کہا
فرض سے بڑھکر ہیں اُن کو یہ رسوم ناروا
کوششیں کر کے تھکے ہم کچھ نہ چارہ ہو سکا
آج تک اصلاح کوئی بھی نہ ان کی کر سکا
ہے تباہی ہر طرح کی ایسی رسموں کے سبب
دین کا نقصان جدا ہے اسمیں دنیا کا جدا
جو مہذب قوم ہے ہنستی ہے ان باتوں پہ وہ
اور سمجھتی ہے جہالت سے ہے یہ آفت بپا
سخت ہوتا ہے تاسف سن کے ان باتوں کو آہ
ہر تمہارے سر سب الزامات رسم ناروا
ایسی باتوں کو کرو تم ترک گر عاقل ہو تم
داغ لگتا ہے تمہاری عقل و دانش کو بڑا
خوف ہے آیندہ نسلوں کی تباہی کا بہت
دیکھا دیکھی وہ تمہاری ہونگی ان میں مبتلا
اپنی بدنامی ہے اس میں اور بربادی زر
عقل کی آنکھوں سے گر دیکھو تو چل جائے پتا
وہ روپے جو صرف اسمیں ہوتے ہیں با ذوق و شوق
پیارے بچوں کی کرو تعلیم میں تو ہے روا
میں نے دیکھا ہے کہ جن کے مکتبوں میں بیشتر
مُنہ کھلا تھا کیسہ ہائے درہم و دینار کا
تھی یہ محتاجی کہ دولت تھی نہ باقی نام کو
وقت جب آیا انھیں اطفال کی تعلیم کا
دولتیں وافر ہوں پاس اپنے تو بہتر جانو یہ بھی خیر
قرض لے کر یہ رسمیں ہوتی ہیں اکثر ادا
کیوں تمہارے پڑھنے لکھنے کا ہے مردوں کو خیال
تاکہ تم کو علم کی تحصیل سے ہو فائدہ
علم جب آئیگا بدلیں گے خیالات کہن
خود کرو گی جس ضرورت کا تم اپنی برملا
فہم پر سنجیدگی آئے گی عقلوں میں جلا
صاف کُھلجائے گا تم پر نیک و بد کا مدعا
امتیازی قوتیں آ جائینگی تم میں سوا
آپ تم سمجھو گی اس کو کیا ہے اچھا کیا بُرا
اس کے کہنے پر کہ یہ عادت نہیں ہرگز بھلی
کیا ضرورت ہے کہ پھر عادی رہیں یکسے سدا
لکھنے پڑھنے پر بھی تم سمجھیں نہ یہ باتیں اگر
اور نہ کی اصلاح اپنی اپنے ہاتھوں سے ذرا
پھر غرض تعلیم سے جو تھی وہ کب پوری ہوئی
کیا اثر تعلیم کا بہنوں مری! تم پر ہوا
جلد تم سے دور ہوں ایسے رسوم لغویات
ہے دُعا میری کہ پورا ہو اثر تعلیم کا
جب عمل بھی علم پر ہوگا تمہارا اس طرح
ہے اثر تعلیم کا اُس دم یہ سمجھا جائیگا
وہ مبارک ہیں جو بہنیں غور بھی اسپر کریں
ٹال دیں اتنا نہ کہہ کر بک گیا امداد کیا

ترکِ دُنیا

(۱)

مولوی حامد علی صاحب کو خدا عرصۂ دراز تک صحیح سلامت اور اُن کے فیوض سے مسلمانوں کو بہرہ اندوز رکھے۔ ممدوح کے واقعات نہایت عبرت انگیز ہیں اور حقیقت اس قابل ہیں کہ مسلمان اُن سے سبق حاصل کریں۔ مولوی صاحب کے والد ماجد بڑے زمیندار اور ذی علم بزرگ تھے۔ علمائے باعمل میں اُن کا شمار تھا۔ خدا نے اُنھیں پچاس پچپن سال کی عمر عطا کی اور اس تمام مدت میں مولوی حامد علی کے سوا اُن کے ہاں کوئی لڑکی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ اور اس لحاظ سے مولوی صاحب اپنے والدین کو جسقدر عزیز ہوں گے وہ ظاہر ہے۔ مولوی حامد علی صاحب کے والد مولوی ماجد علی صاحب دینیات کے ایک مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ پچیس روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے اور اگرچہ اُن کو پرواہ نہ تھی لیکن درحقیقت بڑی عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے کیونکہ اس رقم میں سے دو روپے ماہوار مکان کا کرایہ۔ اور پانچ روپے ماہوار خاندان کی بیواؤں کی امداد کے لئے جب نکل جاتے تھے تو صرف اٹھارہ روپے بچتے تھے۔ اور اس رقم سے جس طرح گذر اوقات ممکن ہے وہ ظاہر ہے۔ مولوی حامد علی بڑے ذہین طباع اور چست و مستعد تھے۔ باپ کی زیر نگرانی انھوں نے سولہ سترہ سال کی عمر میں عربی کی تمام درسی کتابیں ختم کرلیں۔ قرآن بھی حفظ کرلیا اور پھر دہلی کے مدرسہ طبیہ میں داخل ہوکر تین سال کی مدت میں طب کی اعلیٰ سند اور اس کے ساتھ ہی ایک طغرائی تمغہ بھی حاصل کیا۔ اُنکی عمر اکیس بائیس سال کی تھی کہ رشتہ کے ایک ماموں کی لڑکی سے شادی ہوگئی۔ مولوی صاحب کے خسر منشی افتخار حسین میونسپل ٹھیکیدار اور اپنی چالاکیوں میں بلا کے روزگار تھے۔ دغابازی، مکاری اور تمام شرعی عیوب میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ مولوی حامد علی کے والد کچھ تو اپنی فطرتی نیکی کی وجہ سے اور کچھ قرابت داری کے لحاظ سے خاموش رہے ورنہ انھیں ایک ایسے گھر میں رشتہ منظور نہیں تھا جہاں آٹھوں پہر اور دسویں وقت بھی خدا کا نام نہ لیا جاتا ہو۔ اور جہاں "زر" کے سوا کوئی مقصود بلکہ کوئی معبود نہ ہو۔ بہرحال کسی طرح بھی ہو لیکن منشی افتخار حسین کھاتے پیتے آدمی تھے اور اُنھوں نے اپنی بیٹی کو کئی ہزار روپے کا جہیز دیا اور جہیز کے علاوہ پندرہ روپے ماہوار پاندان کے نام سے تنخواہ بھی مقرر کردی۔

(۲)

مولوی حامد علی صاحب نے دہلی سے فارغ التحصیل ہوکر اپنے وطن میں مطب شروع کیا لیکن جیسا کہ مشہور ہے ابتداءً کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ سسرال کا اُجلا خرچ دیکھ کر اُن کے دل میں دولت کے حصول کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا اور بڑی خاموشی کے ساتھ اندر ہی اندر پرورش پارہا تھا۔ اسلئے مطب سے اُن کا دل اُچاٹ ہوگیا اور جس مدرسہ میں اُن کے والد ملازم تھے وہاں پندرہ روپے ماہوار کی ایک جگہ خالی ہونے پر انھوں نے فوراً ملازمت قبول کرلی۔ یہ مدرسی نہ تھی بلکہ مدرسہ کا حساب کتاب رکھنے کے متعلق ایک منشی کی جگہ تھی۔ بہرحال اس ملازمت سے اتنا فائدہ ہوا کہ مولوی حامد علی اور اُن کی بیوی آرام سے رہنے لگے

ان حالات پر دو سال گزرے تھے کہ مولوی حامد علی کے والد بزرگوار نے انتقال کیا اور اس حادثہ کے چھ ماہ بعد اُن کی والدہ ماجدہ راہی ملک بقا ہوئیں۔ ان حوادث کے بعد مولوی صاحب بالکل اپنے خسر کی سرپرستی میں آگئے اور کرایہ کا مکان چھوڑ کر اپنی سسرال میں اقامت اختیار کرلی۔ منشی افتخار حسین کو یہ کسی طرح گوارا نہ تھا کہ اُن کی بیٹی عسرت کی حالت میں زندگی بسر کرے۔ اس لئے اُنھوں نے مولوی حامد علی کو اپنے ڈھب پر لانے کی کوشش کی۔ پہلے اُنکو سمجھایا کہ تمھارے والد نے تمھیں تباہ کرنے کے لئے عربی تعلیم دلوائی ورنہ اتنی محنت میں تم ایک گریجوایٹ ہوسکتے تھے اور میونسپلٹی میں کم از کم ہیڈ کلرک اور چند سال کے بعد سکریٹری ہوجاتے لیکن اب تعلیم کا وقت نہیں اسلئے دولت حاصل کرنے اور روپیہ کمانے کے دیگر وسائل اختیار کرنے چاہئیں۔ مولوی حامد علی اپنے خسر کے لکچر اور بیوی کی خوشامد کے طعنے سنکر اس درجہ مشتعل ہوگئے تھے کہ ایک ایک پیسہ کے لئے ایمان دھرم کو نثار کردینا اُن پر کچھ گراں نہیں رہا تھا لیکن بدقسمتی سے ابتک اس کا موقع نہیں ملا تھا۔ آخرکار منشی افتخار حسین نے اُنھیں ایک بڑے سوداگر کے ہاں پچیس روپے ماہوار پر ملازم رکھوا دیا۔ اور ملازمت کے بعد اُن کے خسر اور خوشدامن کی ہمیشہ یہ تاکید رہتی تھی کہ اپنے ہاتھ پاؤں بچا کر جسقدر لوٹ سکو بیدریغ لوٹو اور سوداگر کا مال اپنے لئے شیرِ مادر اور میراثِ پدر سمجھو۔ مولوی صاحب نے اپنے ہواخواہوں کے مشورے کو بیکار نہیں جانے دیا اور ملازمت پر ایک سہ ماہی گذرتے ہی ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا چنانچہ وہ مہینے میں پچاس ساٹھ روپے کی رقم آسانی سے اِدھر اُدھر کردیتے تھے۔

(۳)

مولوی صاحب چونکہ نہایت ذہین اور ہوشمند تھے چند روز میں وہ اپنے کام پر ایسے حاوی ہوگئے اور اپنے فرائض اس قابلیت کے ساتھ انجام دیتے کہ سوداگر کو اُن پر کامل اعتماد ہوگیا اور رفتہ رفتہ اُس نے اُنھیں اپنے کل کاروبار کا مختار بنا دیا۔ اب اُن کو ناجائز فوائد کا بہترین موقع حاصل تھا۔ یہ اپنے ذہن کی جولانیوں سے آمدنی کے نئے نئے پہلو نکالتے تھے جن سے سوداگر کچھ اُنپر اعتماد کے باعث اور کچھ اپنی فطری سادہ لوحی کی بنا پر بالکل ناواقف رہتا تھا۔ بہرحال دو سال کے عرصہ میں مولوی صاحب نے کئی ہزار روپیہ کھینچ لیا۔ اب وہ اپنے خسر اور خوشدامن اور بیوی کی نگاہ میں بہت زیادہ عزت اور محبت رکھتے تھے۔ منشی افتخار حسین نے اپنے پڑوس میں ایک مکان اُنھیں خرید کر دیا جس نے رفتہ رفتہ ایک خوبصورت محل کی صورت اختیار کرلی اور مولوی صاحب نہایت اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کو یقین تھا کہ اگر اُن کے والد زندہ رہتے تو یہ فارغ البالی کبھی میسر نہیں آسکتی تھی اور اس لئے وہ اپنے آپ کو بالکل منشی افتخار حسین کا اسیرِ منت اور رہینِ احسان پاتے تھے۔ انسانی عقل و ذہن کا قاعدہ ہے کہ اگر اسے نیک کاموں میں لگایا جائے تو فرشتوں سے بازی لیجاتا ہے اور اگر بُرے کاموں میں مصروف کردیا جائے تو اس کے سامنے ابلیس کی مکاریاں ہیچ ثابت ہوتی ہیں اور اسی بنا پر مولوی صاحب کو کسی کی تعلیم و تربیت یا تحریص و ترغیب کی حاجت نہیں رہی تھی وہ دنیا گیری اور زرکشی کے پورے ماسٹر ہوگئے تھے اور فوائد کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے بلکہ خود اپنی طبع وقاد سے فوائد کے مواقع پیدا کرتے تھے۔ مولوی صاحب اس عہدِ زرّین کے مزے لوٹ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک ضرورت سے اُن کو آقا نے

بمبئی کا سفر کیا اور وہی ریل راستہ میں لائن سے اُتر گئی۔ مولوی صاحب نے مختلف مقامات پر تار دئے خود بمبئی کا سفر کیا لیکن سوداگر کا کچھ سراغ نہ لگا اور بالآخر سب یہ سمجھکر کہ مرحوم ریل کے حادثہ کا شکار ہوا صبر کر کے بیٹھ رہے۔ اس سانحہ سے مولوی صاحب کو گونہ تشویش پیدا ہوئی کہ شاید اب اُن کی ملازمت باقی نہ رہ سکیگی لیکن تقدیر نے آواز دی کہ اب تمھارے لئے پہلے سے زیادہ کامیابی کے مواقع پیدا ہوگئے ہیں۔ سوداگر نے ایک بیوہ اور دو کمسن بچے چھوڑے۔ اُس کے قریبی اعزہ میں کوئی اس قابل نہ تھا جو کاروبار کو دیکھ بھال سکتا۔ آخر کار سوداگر کی بیوی نے مولوی صاحب کو بُلا کر تمام کام انہیں کے سپرد رکھا اور رو رو کر اُن سے درخواست کی کہ وہ اپنے آپ کو ملازم نہ سمجھیں بلکہ ان یتیم اور لاوارث بچوں کا مربی خیال کریں۔ مولوی صاحب نے اپنی مالکہ کو یقین دلایا کہ وہ ایک دردمند دل اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ وہ اِن بچوں کی فائدہ رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے اور نہایت ایمان و دیانت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں گے۔

(۴)

سوداگر کی موت، اُس کی بیوی کی منتوں اور اُس کے بچوں کی بے بسی سے مولوی صاحب کے دل میں ہمدردی اور نیکی کے جذبات مطلقاً پیدا نہیں ہوئے۔ چونکہ شیطان اب خون کے ساتھ ساتھ اُن کی رگ رگ میں دوڑتا پھرتا تھا اس لیئے وہ اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کی تدابیر سوچنے لگے۔ دیر تک اُن کے دماغ پر یہ خیال مسلط رہا کہ سوداگر کی بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر کے تمام جائداد پر قبضہ حاصل کیا جائے۔ لیکن انھیں اندیشہ ہوا کہ شاید محلہ کے خدائی فوجدار اس مقصد میں کامیابی نہ ہونے دیں اسلئے اُنھوں نے دوسری تجویز پر غور کیا کہ سوداگر کی بیوی کو سبز باغ دکھا کر نکاح پر آمادہ کیا جائے لیکن اسمیں بھی قباحتیں نظر آئیں کیونکہ منشی افتخار حسین جو آفتِ روزگار اور بلائے بے درمان تھے ناخوش ہوکر اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ الغرض مولوی صاحب کو سب سے بہتر یہی صورت نظر آئی کہ مخفی طور پر بدستور دستِ غیب کا طریقہ جاری رکھیں اور کوئی ایسی نئی بات اختیار نہ کریں جو پبلک میں بدگمانی اور رشک وحسد کے اشتعال کا باعث ہو۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے قدیم طریقوں کو قائم رکھا۔ اب مولوی صاحب کے اقتدار میں بہت اضافہ ہوگیا تھا۔ سوداگر مرحوم کی گاڑی اُن کے استعمال میں تھی۔ اور تمام کاروبار کو وہ ایک مالک کی حیثیت سے انجام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام شہر میں اُن کو پورا رسوخ ہوگیا اور عمائدین شہر کی صفوں میں اُن کو جگہ ملنے لگی۔ مولوی صاحب نہایت بیش قیمت لباس پہنتے تھے اپنے نو تعمیر مکان کو انھوں نے خوب آراستہ کر رکھا تھا۔ گاڑی گھوڑا بھی مکان کے متصل ہی رہتا تھا۔ لاوارث بیوی اور اُس کے بچوں کو وہ سو روپئے ماہوار دیا کرتے تھے۔ اسی حال پر دو سال گزرے تھے کہ مولوی صاحب نے تقریباً پچاس ہزار روپئے نقد جمع کر لئے۔ اب اُن کی حالت اپنے خسر سے بہت بہتر تھی۔ اُجلا خرچ، اندر باہر نوکر، خوراک اور پوشاک امیرانہ، ہر ہفتے نذر و نیاز، ہر مہینے دعوت، ہر سال جشن، غرض نہایت عیش کی زندگی وہ بسر کر رہے تھے۔ آخر کار اُنھوں نے اپنے خسر کے مشورہ سے اس رقم کو ایک گاؤں کی خریداری میں لگا دیا۔ اب مولوی صاحب کی مالی حالت ایسی اچھی ہوگئی تھی کہ اُنھیں اپنے خسر سے خائف رہنے اور اُن کی ناخوشی سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ بے دھڑک بائیسکوپ، تھیٹر اور ناچ رنگ میں شریک ہونے لگے تھے اور جیسا کہ ان حرکات کا لازمی نتیجہ ہے چند روز میں ایک حسن فروش سے اُنھیں لگاؤ ہوگیا۔

(۵)

اس تعلق طبع کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ "مالِ طیب" جو یتیموں کے حلقوم پر چھُری پھیر کر حاصل کیا جاتا تھا اب گھر کی جگہ بازار کے ایک کمرہ میں پہنچتا تھا۔ اور اس اصول کے مطابق کہ شاہد پرستی کا دوسرا قدم "مے نوشی" ہے، مولوی صاحب کبھی کبھی "آبِ انگور" کے چند گھونٹ بھی نوش فرما جاتے تھے۔ یہ غنیمت تھا کہ یہ کافر اُن کے مُنہ کو ابھی ایسی نہیں لگی تھی کہ چھوٹنا محال ہو۔ افتخار حسین اور اُن کی بیوی مولوی صاحب کے ان حالات سے اچھی طرح واقف تھے لیکن زور و اثر دبانے کا کوئی موقع باقی نہیں رہا تھا اسلئے خاموشی کے سوا کچھ چارہ کار نہ تھا۔ مولوی صاحب کبھی کبھی تمام رات گھر سے غیر حاضر رہتے تھے اور اُن کی بیوی تمام تمام شب اس سوچ میں گذار دیتی تھیں کہ اس دولتمندی سے تو وہ افلاس کا زمانہ کہیں بہتر تھا جب اُن کا دل شوہر کی طرف سے شادماں اور اُس کی محبت سے مالامال تھا۔ حسب معمول ایک روز شب کو مولوی صاحب اپنی محبوبہ کے ساتھ تھیٹر گئے ہوئے تھے۔ ایک بجے ڈراما ختم ہوا۔ انھوں نے ایک تانگہ کرایہ کیا (ایسے موقع پر وہ کوچ بین کے لحاظ سے گاڑی استعمال نہیں کرتے تھے) اور اپنی دل نواز جاں ستاں کو اُس کے بالاخانہ تک پہنچا کر اور تانگہ کو وہیں چھوڑ کر آہستہ آہستہ اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی وہ چند قدم چلے تھے کہ بازار کے اختتام پر سڑک کے کنارہ سے آواز آئی "او حرام خور اپنے گناہوں سے باز آ" مولوی صاحب نے اپنے گرد و پیش نظر دوڑائی۔ ایک شخص کو سڑک کے کنارے بیٹھا ہوا دیکھا۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور فضا خاموش تھی۔ یہ شخص کوئی فقیر معلوم ہوتا تھا۔ مولوی صاحب کو ان الفاظ کا مخاطب اپنے سوا اور کوئی نظر نہ آیا تو فقیر کے پاس گئے اور کہا "تم کس سے کہہ رہے ہو" فقیر نے کہا "میں ایک نمک حرام سے، ایک محسن کش سے، ایک یتیموں کا مال کھانے والے سے، ایک حرام کار سے کہہ رہا ہوں کہ بس بہت عیش کر چکا۔ اب گناہوں سے باز آ۔ موت کو یاد کر۔ اور اگر خدا پر ایمان رکھتا ہے تو خدا سے ڈر" یہ الفاظ مولوی صاحب کے دل میں تیر و نشتر بن کر اُتر گئے۔ گویا اُن کو اُن ہی کی سرگذشت سُنائی جا رہی تھی۔ اُنھوں نے اُس شخص سے مخاطب ہو کر کانپتی ہوئی آواز میں کہا "کیوں صاحب گناہوں سے باز آنے اور توبہ کرنے کی کیا صورت ہے؟" جواب ملا کہ جسکا مال غصب کیا ہے اُسے واپس کر آئندہ کبھی کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو، موت کا دھیان کر، عقبیٰ کی فکر کر، خدا کا ذکر کر۔"

(۶)

مولوی صاحب اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوئے اور اگرچہ شیطان نے ہر قدم پر اُن کو دھوکا دیا اور ان اثرات کو دور کرنا چاہا لیکن وقت کی بات ہے کہ توبہ کا خیال اُن کے دل سے جُدا نہ ہوا۔ مکان پر پہنچکر اُنھوں نے سو جانے کی کوشش کی۔ آنکھیں

بند کیں، کروٹیں بدلیں، لیکن دل میں جو کانٹے کھٹک رہے تھے اُنھوں نے سونے نہ دیا۔ آخر خیالات کو یکسو کرنے کے لئے اُنھوں نے کتب بینی کا ارادہ کیا۔ خوابگاہ کے پاس ہی ایک چھوٹے سے کمرہ میں لائبریری تھی۔ جس میں زیادہ تر مولانا ماجد علی مرحوم کی کتابیں تھیں۔ مولوی صاحب نے ایک الماری کھول کر بے ارادہ ایک کتاب نکالی۔ اور اپنے پلنگ پر آکر مطالعہ کرنا چاہا۔ اتفاق سے کتاب تذکرۃ الاولیا تھی اور کھلی اُس جگہ جہاں حضرت فضیل بن عیاض رح کا تذکرہ تھا۔ حضرت نے بھی یکایک توبہ کی تھی۔ پہلے آپ قزاقوں کے سرگروہ تھے اور صحرا میں اسی مقصد سے خیمہ زن رہتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سُنا۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (ایمان لانے والوں کے لئے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا کے ذکر سے اُن کے دل ڈر نہ جائیں) اسے سُنتے ہی دل و دماغ میں عذاب کی بجلیاں چمکنے لگیں۔ فوراً تائب ہو گئے۔ حضرت فضیل رح کے حالات نے مولوی صاحب کے دل میں اور بھی آگ لگا دی۔ اب ۴ بج چکے تھے۔ نسیم سحر کے بیدار کن جھونکے چلنے لگے تھے۔ رات کی تاریکی رخصت ہو رہی تھی۔ یکایک قریب کی مسجد سے اذان کی زہرہ گداز آواز آئی۔ مولوی صاحب تحیر اور تفکر سے چونک پڑے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خیال نے عملی صورت اختیار کی۔ اُنھوں نے فوراً غسل کیا، کپڑے بدلے، اور کمال خشوع و خضوع کے ساتھ فریضۂ سحر ادا کیا۔ رو رو کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے کہ یکایک اُنگلی میں ہیرے کی انگوٹھی پر نظر پڑی اور حافظہ نے یاد دلایا کہ یہ بڑی چالاکی کے ساتھ اُنھوں نے سوداگر کی بیوی سے حاصل کی تھی۔ اس خیال کے آتے ہی دوسری چیزوں پر توجہ ہونے لگی اور حافظہ ہر چیز کی سرگذشت کہ وہ کن ناپاک وسائل سے ملکیت میں آئی ہے سُنانے لگا۔ آخرکار مولوی صاحب نے محسوس کیا کہ اُن کا گھر اور گھر کی ہر چیز مال حرام سے حاصل کی گئی ہے اور یہ خیال آتے ہی اُن کو ایسا معلوم ہوا گویا وہ دوزخ کے ایک حصہ میں ہیں۔

(۷)

رفتہ رفتہ مولوی صاحب کے دماغ پر یہ خیال اس درجہ مسلط ہوا کہ وہ ظاہری آنکھوں سے مکان اور اُس کے سامان کو جلتا ہوا دیکھنے لگے اور شور کرنے لگے کہ اس مکان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ مسلمانوں اس سے دور بھاگو۔ پھر اپنی پوشاک کا احساس ہوا کہ یہ بھی مال حرام ہے اور اُن کو نظر آیا کہ وہ بھی مشتعل ہے۔ اُنھوں نے اپنا ستر چھپا لیا اور تمام کپڑے اُتار کر پھینک دئے۔ سب اُن کو سمجھاتے تھے لیکن وہ ہر بار یہی کہتے تھے کہ یہ مکان نہیں دوزخ ہے۔ یہ سامان نہیں آگ کے شعلے ہیں۔ یہ کپڑے نہیں۔ آتشیں شرارے ہیں۔ آخر وہ اسی جنون کی حالت میں مکان سے باہر نکل گئے اور اُنھیں خیال پیدا ہوا کہ کسی سے پاک کپڑے مانگ کر تن پوشی کریں۔ وہ اپنے خسر کے ہاں جانا فضول سمجھتے تھے کیونکہ وہ سرتا پا حرام تھے۔ اُنھیں خیال آیا کہ مکان کے قریب ہی ایک بزرگ شاہ صاحب رہتے ہیں۔ اُن کے ہزاروں مرید ہیں اُن کے ہاں کسی چیز کا ناجائز اور حرام ہونا محال ہے۔ پس اُن سے کوئی کپڑا مانگ لینا چاہئے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اُن کی خدمت میں سب سرگذشت عرض کر کے خواہش کی کہ کوئی ایسا کپڑا دیجئے جس کے پاک ہونے کا آپ کو یقین ہو۔ یہ عالم دیکھ کر شاہ صاحب حواس باختہ ہو گئے اور ایسے مرعوب ہوئے کہ اپنا حال کسی تصنع کے بغیر سُنانے لگے کہ بھائی میری زندگی مکر و فریب سے بھری ہوئی ہے۔ جو پاکی تم ڈھونڈ رہے ہو اُسکا ایک شمہ میرے ہاں نہیں۔ میرا کوئی لقمہ اور میرے لباس کا کوئی تار وجہ حلال سے نہیں۔ آخر مولوی صاحب مایوس ہو کر ایک بڑے دیندار عالم کے پاس گئے جو اسی محلہ میں رہتے تھے اور وہ بھی ان کی یہی کیفیت سے ایسے متاثر ہوئے کہ اپنی ہر پرائیویٹ سیاہ کارانہ زندگی کا کچا چٹھا سُنا کر کہنے لگے کہ میرے پاس کوئی ایسا کپڑا نہیں جس کے متعلق مجھے یقین ہو کہ وہ وجہ حلال سے حاصل کیا گیا ہے۔ الغرض مولوی صاحب محلہ میں چھ سات ایسے آدمیوں کے پاس گئے جن کے متشرع اور دیندار ہونے کا اُنھیں یقین تھا لیکن ہر جگہ اُن کو مایوسی ہوئی۔ محلہ میں اِن واقعات نے ہنگامہ برپا کر رکھا تھا آخرکار ایک شکستہ مکان سے آواز آئی کہ "میاں اِدھر آؤ" یہ ایک سن رسیدہ بیوہ تھی جو پانچ سال کے عرصہ میں اپنے خاوند دو لڑکیوں اور تین لڑکوں کو سپرد خاک کر کے اپنے تمام وارثوں کو کھو بیٹھی تھی۔ اُس نے مولوی صاحب سے کہا کہ میرے دونوں پاؤں بخار میں ہوا لگنے سے بیکار ہو گئے۔ تین تین دن فاقہ سے پڑی رہی اور خدا کا شکر ہے کہ ان اونچے اونچے مکانات والوں کو جن کے پاس مال حلال کا ایک رومال بھی آج نہ نکلا کبھی میرے حال پر توجہ نہ ہوئی۔ خدا نے میرے کمزور بازوؤں میں توانائی دی اور میں چرخہ کات کر اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔ اگر اس کو تم اکل حلال سمجھتے ہو تو گاڑھے کی یہ دو چادریں میرے پاس موجود ہیں۔ ان سے اپنی ستر پوشی کرو۔ یہ چادریں میں نے اپنے کفن کے لئے رکھی تھیں لیکن میں خوشی سے تمھیں ہبہ کرتی ہوں۔ میرا خدا مددگار ہے۔ مولوی صاحب نے بڑی بی کا شکریہ ادا کر کے وہ چادریں لے لیں اور اُن سے اپنی تن پوشی کر کے مکان کو واپس آئے۔ بیوی کو فوراً اُن کے ماں باپ کے ہاں بھیجا اور مکانات میں قفل ڈال دیا اس کے بعد کچہری پہنچکر اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ سوداگر کے بیوی بچوں کے نام ہبہ کر دی۔

(۸)

اس کے بعد مولوی صاحب سوداگر کی بیوی بچوں کے پاس پہنچے اور اُن سے رو رو کر تمام واقعات بیان کئے اور اپنی بد دیانتی کی معافی مانگی۔ اوّل تو تمام نقد و جنس واپس دے کر مولوی صاحب نے حیرت انگیز مثال قائم کی تھی دوسرے عورتیں عموماً نرم دل ہوتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ سچائی زبردست اثر رکھتی ہے۔ سوداگر کی بیوی اور بچوں نے اُنھیں دل سے معاف کر دیا۔ اِن کاموں سے فرصت پا کر مولوی صاحب نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرو تو میرے ساتھ چلو۔ مولوی صاحب کی بیوی طیار تھیں لیکن اُن کے والدین نے اجازت نہ دی اور مولوی صاحب کو اپنے گھر سے نکلوا دیا۔ اب شام قریب تھی۔ مولوی صاحب کو خانۂ خدا کے سوا پناہ کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ چنانچہ شہر کے کنارے ایک غیر آباد مسجد میں اُنھوں نے قیام اختیار کیا۔ تین شبانہ روز اس طرح گذرے کہ عبادت کے سوا کوئی کام نہیں کیا اور برابر روزہ پر روزہ رکھا لیکن اب ضعف سے حالت بہت نازک تھی اور غش پر غش آتے تھے۔ اسی حالت میں رات کو ۱۲ بجے ایک شخص دو نمکین روٹیاں اُن کے پاس لایا۔ مولوی صاحب دیکھتے ہیں تو وہی درویش ہے جسکی ملاقاتوں سے اُن کا دل متاثر ہوا تھا۔ درویش نے

مولوی صاحب سے خواہش ظاہر کی کہ وہ کچھ کھائیں لیکن مولوی صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ میں اسے کیونکر اکل حلال سمجھوں - اکل حلال وہی ہے جو انسان قوت بازو سے پیدا کرے یا حالت معذوری میں اُسے خدا کے نیک بندوں سے پہنچے یا کوئی سچا مسلمان بطور تحفہ اُسے کچھ بھیجے - درویش نے کہا کہ تم کیونکر زندگی بسر کرنی چاہتے ہو؟ اور تم نے معاش کے لئے کیا صورت اختیار کی ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے علم طب پڑھا ہے میں لوگوں کی خدمت گزاری کرونگا اور اس خدمت کے معاوضہ میں اگر وہ مجھے کچھ دینگے تو اس سے گذر اوقات ہوگی اور اگر نہ دینگے تو فقر و فاقہ کے ساتھ زندگی بسر کرونگا - درویش نے کہا کہ خدا تم کو اس سے زیادہ نیکی کی توفیق دے - میں مسلمان ہوں اور نہایت خلوص کے ساتھ تمہارے لئے کھانا لایا ہوں اسے تناول کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ - الغرض مولوی صاحب نے فقیر کے اصرار سے چند لقمے کھائے - دوسرے روز اُنکے پاس مریض آنے لگے جن کو غالباً اُسی درویش نے بھیجا تھا - رفتہ رفتہ مولوی صاحب کی بڑی شہرت ہوگئی - جو مریض آتا تھا وہ شفایاب ہوتا تھا - لوگ ہمیشہ کچھ نہ کچھ تحفہ لیکر آتے تھے - کوئی نقد روپے دیتا تھا - کوئی کپڑا لاتا تھا - کوئی کھانے پینے کی چیزیں لیکر حاضر ہوتا تھا - مولوی صاحب کا معمول تھا کہ اللہ کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت کے سوا کوئی کام نہیں کرتے تھے - دو سال کی سخت ریاضت کے بعد مولوی صاحب کو ارادت کا خیال پیدا ہوا - اور ہندوستان کے ایک بہت بڑے بزرگ کے مرید ہوگئے اور اپنے پیر کی خدمت میں صرف تین ماہ رہکر خرقۂ خلافت سے سرافراز ہوئے - جب مولوی صاحب اپنے وطن کو واپس آئے تو مخلوق کے رجوع کی کچھ انتہا نہ تھی - رفتہ رفتہ ہزاروں آدمی مولوی صاحب کے مرید ہوکر سیدھے راستہ پر لگ گئے - ترک دنیا کے چند روز کے بعد مولوی صاحب کو معلوم ہوا کہ جس درویش نے اُن کو ملامت کی تھی وہ درحقیقت اُن کا آقا تھا جو ریلوے حادثہ میں ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ دماغ میں چوٹ آنے کی وجہ سے ایک سال تک اسپتال میں صاحب فراش رہا اور جب تندرست ہوکر اپنے وطن کو واپس ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو مخفی رکھکر گھر کی حالت کا معائنہ کیا - مولوی صاحب کی بد دیانتی کا تمام حال اُسے معلوم ہوا چونکہ تیر از کمان جستہ تھا - اس سے بہتر اور کوئی صورت اُسے نظر نہ آئی کہ مولوی صاحب کو غیرت دلاکر اپنی رقم واپس لے - چنانچہ اُس نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ اپنا پارٹ ادا کیا - لیکن کامیابی کے بعد اُسے مولوی صاحب کے ساتھ بڑی ہمدردی پیدا ہوئی اور اُس نے لوگوں میں بہت جلد اُن کا فضل و کمال مشتہر کر دیا - بہر حال اب مولوی صاحب بہترین زندگی بسر کر رہے ہیں - لوگوں کی تمنا ہے کہ وہ کسی خدمت کا حکم دیں لیکن مولوی صاحب کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتے - مطب کی آمدنی بھی بیواؤں، یتیموں اور محتاجوں کو تقسیم کر دیتے ہیں - اور مہینہ میں شاید دو تین روپے وہ اپنی ذات پر صرف کرتے ہوں کثر اللہ فینا امثالہٗ

(خدا اُن کی طرح ہماری قوم میں اور لوگ بھی پیدا کرے) ٭

موسم سرما کے تین مہینے

امراض مردانہ کا علاج کرانیکے لیئے بہترین اوقات

ہر سال سینکڑوں مریض باقاعدہ علاج سے صحتیاب ہوتے ہیں، کیونکہ جب تک مریض کی عمر، مزاج، اور حالات مرض کے مطابق باقاعدہ علاج نہ کیا جائے پوری صحت نہیں ہوتی، اگر آپ اس بدترین اور انسان کو ناکارہ کر دینے والی بیماری کا باقاعدہ علاج کرانا چاہتے ہیں تو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر فارم تشخیص مرض طلب کیجیئے، یا پوری تفصیل مرض لکھکر بھیجدیجیئے، یا مندرجہ ذیل ادویات سے حسب پسند دوا طلب فرماکر ہماری صداقت کا امتحان لیجیئے۔

حبوب مقوی باہ — صرف ایک درجن گولیاں بطور نمونہ منگوا لیجیئے، جو سرعت اور کمزوری کو شب اول ہی سے دور کرکے آپ کو ہر طرح سے کامیاب و بامراد بنائیں گی، نمونہ کی شیشی عہ محصول ۵ر۔ شیشی کلاں للعہ ر

مفرح یوسفی — ہندوستان بھر کی مفرح دوائیں اور فلک سیر معجونیں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ قیمتی ادویات مثل عنبر کستوری۔ زمرد۔ عقیق۔ زعفران۔ مروارید۔ سلاجیت، ابریشم، ورق طلا۔ ورق نقرہ وغیرہ سے مرکب ہے، دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر کو قوت دینے کی خاص چیز ہے، امساک و باہ بڑھانے میں بے نظیر ہے۔ بھوک پیدا کرتی، اور دودھ گھی وغیرہ کو باقراط ہضم کرتی ہے، طبیعت میں فرحت لاتی ہے، خوراک صرف نصف ماشہ سے ایک ماشہ تک۔ قیمت ۴ تولہ کی ڈبیہ ﷲ، نمونہ کی ڈبیہ ۲ تولہ عہ۔ محصول صرف ۵ر

حبوب دافع سرعت — دوگنا سے لیکر چار گنا مدت قیام پیدا کرکے اس مرض و شرمندگی کو دور کرنے میں یہ گولیاں نہایت مجرب اور بے ضرر ہیں۔ نمونہ کی شیشی کی قیمت صرف دو روپے (عہ)

طلائے بنظیر نمبر ۲ — ہمارے دواخانہ میں گیارہ قسم کے طلا موجود ہیں، لیکن عام کمزوریوں کو رفع کرنے اور بچپن کی غلط کاریوں و کثرت سے پیدا شدہ نقصانات کو دور کرنے میں یہ طلا سریع التاثیر ہے، قیمت فی شیشی دو روپے بارہ آنے (عالہ) محصول ڈاک صرف ۵ر

دوا دافع جریان — سینکڑوں نسخوں کو آزمانے اور بار بار تغیر و تبدل کرنے کے بعد یہ دوا جریان کا حکمی علاج ثابت ہوئی ہے خوراک صرف تین ماشہ۔ فی بکس سے۔ محصول ۸ر

ایک شرط

اگر کسی دوا کے نصف استعمال سے نصف فائدہ معلوم نہ ہو تو بقیہ نصف دوا واپس بھیجکر پوری قیمت واپس منگا لیجیئے۔ یہ کڑی شرط اس لیئے کی جاتی ہے، کیونکہ ادویہ مصدقہ و مجرب ہیں +

پتہ

منیجر دواخانہ ہندی و یونانی زیر سرپرستی جناب خادم الملک حکیم محمد یوسف حسن صاحب معتمد انجمن محققین اطبائے ہند بازار بارود خانہ لاہور

فنِ سراغرسانی

مصنفہ

عالیجناب صاحب لالہ پارس داس صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ خزانچی دہلی

یہ کتاب فنونِ سراغ رسانی کی سب سے پہلی جامع اور ضخیم کتاب ہے۔
یہ کتاب اس قدر معلومات پر مشتمل ہے کہ اُردو انگریزی میں ایسی کوئی کتاب نہیں
یہ کتاب ہندوستان کی پولیس میں ایک نئی روح پھونکدیگی۔
یہ کتاب جرائم اور جرائم پیشہ اشخاص کے سربستہ راز منکشف کردیگی۔
یہ کتاب پولیس کو سچے رہنما کا کام دیگی۔
یہ کتاب پولیس کے دامن سے بدنامی کا داغ دہوکر نیکنام بنائیگی۔
یہ کتاب ایک کانسٹبل کو سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر پہنچاسکتی ہے۔
یہ کتاب سراغ رسانی کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔
یہ کتاب محکمہ خفیہ پولیس کی مشعل راہ ہے۔
یہ کتاب وکلاء کی کامیابی کا راز ہے۔
یہ کتاب ججوں و مجسٹریٹوں کیلئے معاملہ فہمی اور روشن دماغی کا واحد ذریعہ ہے۔
یہ کتاب ڈاکٹروں کیلئے نہایت مفید ہے کیونکہ اسے پڑہکر وہ ڈاکٹری متعلقہ عدالت و پولیس وغیرہ سے حاصل کرسکتے ہیں۔
یہ کتاب پبلک کے لئے ایک بہترین رہنمائے زندگی ہے کیونکہ یہ انسان کو تمام اندیشِ دنیا کی مکاریوں و عیاریوں سے باخبر اور اُنسے محفوظ رہنے کیلئے تیار کرتی ہے
یہ کتاب فسانہ نگاروں کی روح ہے کیونکہ ہزارہا فسانے اور سچے پلاٹ اس سے بنائے جاسکتے ہیں
یہ کتاب لوگوں کو فنِ سراغ رسانی کیطرف توجہ دلائیگی اور امید ہے کہ دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی سراغ رساں پیدا ہونگے۔
یہ کتاب پولیس میں سراغرسانی کا ذوق پیدا کریگی اُسے فرض منصبی سے آگاہ کریگی ہر مشکل میں آسان راہ بتائیگی اور آخر کار ہر معاملہ میں کامیابی کی آخری منزل پر پہنچائیگی۔
یہ کتاب موجودہ سراغ رسانوں کیلئے ایک ماہر استاد کا کام دیگی اور انھیں سراغ رسانی کے ایسے طریقے بتائیگی جو آجتک معلوم نہیں تھے۔
یہ کتاب عملی طور پر پڑھی جائیگی اور اُسکی ہدایتوں پر کما حقہ عمل کیا جائیگا تو ایک طرف پولیس کی کامیابی لازمی اور دوسری طرف ارتکاب جرائم کی کمی یقینی ہے۔
یہ کتاب درحقیقت اسقدر مفید ہے کہ نہ صرف سی آئی ڈی کے ملازمین نہ صرف اہل پولیس بلکہ حکام ملکی اُردو خوان حضرات کے پاس ضرور ہونی چاہیئے حجم تقریباً ۔۔۔ صفحے قیمت ۔۔۔ مجلد ۔۔۔

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت جامع مسجد دہلی

ابّاجان! آپ کی پیاری بیٹی
زنانہ بستہ پڑھے گی

اباجان! آجکل تمام قومیں ترقی کررہی ہیں لیکن مسلمان پستی میں پڑے ہیں ان کو ذرا بھی تعلیم نسواں کی طرف خیال نہیں ہے۔ دیکھئے دارالسلطنت دہلی میں ایک

زنانہ بستہ

خاص لڑکیوں کی تعلیم کے لئے چھپا ہے اس میں دس بے مثل کتابیں ہیں وہ

میں ضرور منگاؤں گی

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) نماز کی کتاب (۵) کھانا پکانے کی کتاب (۶) تندرستی کی کتاب (۷) تہذیب کی کتاب (۸) پردہ کی کتاب (۹) خانہ داری کی کتاب (۱۰) کھیل کی کتاب۔ قیمت مجلد ایکروپیہ چار آنے معہ بستہ کے ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ: ـ ایچ محمد یوسف خاں مینیجر شہرت ایجنسی دہلی فراشخانہ

پیارے رشیدا دیکھو!
میں اب کیسی خوبصورت ہوگئی ہوں!

میں نے دہلی سے پریجمال صابون رجسٹرڈ جو خوبصورتی پیدا کرنے میں بےمثل ہے منگا کر استعمال کیا تھا چند روزہ استعمال سے کالا رنگ کملایا ہوا چہرہ گلاب کی پتی کی مانند سُرخ اور مخمل کی طرح ملائم ہوجاتا ہے، چہرے کے جلسے داغ اور دھبے چھائیاں چند روز میں دور کردیتا ہے۔ فی بکس تین ٹکیہ مع صابون دانی (عہ) علاوہ محصول

زنانہ سنگھار بکس رجسٹرڈ

یہ بکس خاص مستورات کیلئے تیار کیا گیا ہے اس میں پانچ چیزیں اور انعام ہے۔ (۱) پریجمال صابن ایک ٹکیہ (۲) پریجمال بہار ہیر آئیل ۲ تولہ (۳) بال صفا صابن ایک ٹکیہ (۴) خوشبو دارمسی ایک تولہ (۵) پان کی بہار ایک ڈبیہ اور ۲ ماشہ سرمہ نور بصر مفت قیمت فی بکس علاوہ محصول (عہ)

حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن پریجمال منزل دہلی

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
ممکن نہیں مٹنا نام و نشاں ہمارا

مرحوم اخبار

توحید میرٹھ

جو مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا تھا

اور جس میں حضرت خواجہ صاحب کے مستانہ اور البیلے مضامین کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے۔ یہ وہی اخبار ہے جس کے ایک مضمون "کہو تکبیر" نے تمام ملک میں تہلکہ پیدا کردیا تھا اور ایوانِ حکومت ایسا متزلزل ہوا کہ فوراً توحید کی وہ تمام کمال کا پیاں جنمیں "کہو تکبیر" والا مضمون شائع ہوا تھا بحق گورنمنٹ ضبط کرلی گئیں، مسجد کان پور کے انہدام کے متعلق اس کے پُر زور اور جوشیلے آرٹیکل مسلم قلوب کے لیئے عجیب ہیجان آفریں ثابت ہوئے ہیں، اُسی اخبار توحید کے چند فائل نہایت سعی و محنت سے ہمنے مہیا کیئے ہیں ناظرین دین و دنیا میں جو صاحب اس نایاب دولت کو لینا چاہیں فوراً طلب فرمالیں کیونکہ پھر کسی قیمت پر بھی ان فائلوں کا ملنا ممکن نہیں۔ قیمت صرف سے،

مینیجر رسالہ دین و دنیا دہلی سے منگایئے۔

جن حضرات کے پاس دین و دُنیا کے گزشتہ فائل موجود نہیں اور وہ اس سلسلہ کو مکمل کرنا چاہتے ہوں تو دین و دُنیا کی پہلی اور دوسری مکمل جلدیں چھ چھ روپے قیمت ادا کرکے مجلد صورت میں فوراً حاصل کرلیں ورنہ کچھ دنوں کے بعد دس دس روپے میں بھی نہ مل سکینگی کیونکہ جلدیں زیادہ تعداد میں نہیں ہیں بلکہ گنتی اور محض گنتی کی رہ گئی ہیں ٭

مینیجر رسالہ دین و دُنیا۔ دہلی

وفادار بیوی

کیسی ہوتی ہے؟ سعادت مند اولاد کس کو کہتے ہیں، شوہر بیوی پر اور باپ اولاد پر کیونکر ظلم کرتے ہیں، بُری صحبت کا آخری انجام کیا ہوتا ہے۔ صبر و رضا کی کیا شان ہوتی ہے۔ کفر کے مقابلہ میں ایمان کیونکر فتح پاتا ہے، اتحاد اور اتفاق کی برکتیں کیا چیز ہیں، موجودہ زمانہ کس رفتار پر چل رہا ہے' اور آئندہ کیا ہونا چاہیئے؟ ان تمام باتوں کو جناب آغا محمد کاظم صاحب جوہر دہلوی کے نئے ڈرامیٹک ناول **غافل باپ** میں ملاحظہ فرمائیے۔ اس ناول کا پلاٹ نہایت پُر درد، عبرت انگیز اور سبق آموز ہونے کے علاوہ بیحد دلچسپ ہے، یہ ناول اس قابل ہے کہ عورتیں اور بچے بھی اس کو پڑھکر فائدہ اُٹھائیں، دہلی کی صاف ستھری عام فہم اُردو زبان، سفید کاغذ عمدہ لکھائی اور نہایت صاف چھپائی ضخامت سو صفحوں سے زیادہ اور قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک وغیرہ صرف بارہ آنے (۱۲/)

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

چار حسینوں کی تصویر

دہلی کے نامور قاری سرفراز حسین صاحب عزمی بی اے سیاح امریکہ و جاپان

کی تصنیف سے حسب ذیل چار ناول اس قابل ہیں کہ ہر شخص ان کو پڑھکر فائدہ اٹھائے۔ ان میں حسینان بازاری کی پر اسرار زندگی پر نہایت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، اور ان کے خطرناک پھندوں کو پورے طور پر کھولکر رکھدیا ہے۔ یہ چاروں ناول یوں تو ہر شخص کے لیئے دلچسپ اور مفید ہیں مگر نوجوان پارٹی کو خصوصیت کے ساتھ ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

شاہد رعنا

یہ دہلی کی ایک ڈیرہ دار طوائف کی خود نوشت سوانح عمری ہے جو اس قدر دلچسپ اور عبرت انگیز ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس کا ایک ایک لفظ نہایت موثر اور قابل دید ہے۔

اس خاص موضوع پر اب تک ایسا دلچسپ، ایسا عبرتناک، ایسا پر تاثیر اور ایسا بے مثال کوئی ناول نہیں لکھا گیا۔ ایک اعلیٰ درجہ کی طوائف کی [illegible] حیرت انگیز تصویر [illegible] دکھایا [illegible] ہوتا ہے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

سعید

اس ناول میں ایک تعلیم یافتہ نوجوان اور ایک بازاری کے جذبات دلی کا سچا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حسن و عشق کے معاملات پر نہایت لطیف بحث کی گئی ہے اور انجام اخلاقی فلاح پر کیا گیا ہے۔

سچے واقعات

ہونے کے سبب سے لفظ لفظ دل پر اثر کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ کاش ہندوستان کا ہر نوجوان اس عجیب و غریب دلکش ناول کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائے۔ قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

سعادت

اسمیں دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ شعار اور خوبصورت طوائف کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ناچ رنگ، حسن و عشق، وصال و فراق ہر بات کا دلکش سین کھینچکر دکھایا گیا ہے۔

عاشق و معشوق کی پر لطف خط و کتابت

قابل دید ہے۔ انجام کار دونوں کو راہ راست نصیب ہوتی ہے۔ [illegible] قیمت فی جلد آٹھ آنے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

سزائے عیش

سلسلۃ الطوائف کا یہ آخری ناول ہے جو حال ہی میں طبع ہو کر شایع ہوا ہے۔ مصنف ممدوح کا زور قلم اسمیں خاص طور سے لائق مدح و ستایش ہے۔

فلسفہ حسن و عشق

اور تجربات عامہ پر فلسفیانہ انداز میں قابل قدر بحثیں کی گئی ہیں، لیکن پیرایہ اتنا لطیف و دلچسپ ہے کہ ہر شخص نہایت خوبی سے سمجھتا چلا جاتا ہے۔ قصہ کی دلکشی اور [illegible] دل کسی طرح دل راضی نہیں ہوتا۔ قیمت فی جلد صرف دس آنے علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی



پہلا حصہ

اس حصہ میں وہ دردناک حالات درج ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ دہلی اور انکی بیگمات اور بچوں کو پیش آئے، واقعات اسقدر عبرت خیز کہ پڑھکر کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

دوسرا حصہ

اس حصہ میں حضرت خواجہ صاحب نے انگریزوں کے اُن مصائب کا حال تحریر فرمایا ہے جو غدر ۱۸۵۷ء میں انکو باغیوں کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے قیمت فی جلد صرف ۸ر

تیسرا حصہ

غدر دہلی کے تیسرے حصے میں خواجہ صاحب نے اُن خطوط کو مہیا فرما کر درج کیا ہے جو محاصرۂ دہلی کے متعلق انگریز افسروں نے افسران پنجاب کو لکھے تھے غدر کے حالات کی رپورٹ۔ قیمت ۴ر

چوتھا حصہ

اس حصہ میں اُس مقدمہ کی تفصیل ہے جو انگریزوں نے دہلی کے آخری سلطان بادشاہ پر قائم کیا تھا اس میں بہادر شاہ کا جواب اور صفائی کے گواہوں کے بیانات۔ اسکا دیباچہ بھی قابل دید ہے۔ قیمت مجلد عا

پانچواں حصہ

اسمیں وہ خط و کتابت درج ہے جو غدر کرنیوالوں اور بہادر شاہ بادشاہ کی درمیان ہوئی اور وہ خطوط اور فرمان جو بادشاہ کی طرف سے انکو بھیجے گئے تھے اور جنکو بعد فتح دہلی قلعہ سے انگریزوں نے گرفتار کیا۔ قیمت ۴ر

چھٹا حصہ

اسمیں غدر ۱۸۵۷ء کے اُن اخبارات کے مضامین ہیں جو دہلی وغیرہ میں چھپکر شائع ہوئے اور جنپر غدر کی آگ بھڑکانے کا الزام لگایا گیا تھا۔ عجیب کتاب ہے قیمت فی جلد ۴ر

ساتواں حصہ

سنی سنائی باتیں نہیں، بلکہ غدر کے چشم دید حالات مرزا نوشہ غالب کے قلم سے۔ جس میں غالب کی مشہور فارسی کتاب "دستنبو" کا ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲ر

آٹھواں حصہ

یہ حصہ عجیب و غریب ہے اور کئی نایاب عکسی تصاویر کے ساتھ ہے۔ اسمیں غدر کی کیفیت مرزا الٰہی بخش کی نمک حرامیاں۔ جنرل ہڈسن کے مظالم شہزادوں کا قتل اور بادشاہ کی گرفتاری اور جلاوطنی وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ قیمت عہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

میلاد نامہ
سننے اور پڑھنے کے قابل دیدہ زیب مولود شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس حالات اور پاک و پاکیزہ حالات کا پاک و پاکیزہ بیان۔ قیمت عہ

محرم نامہ
خلافت کے جھگڑوں کا مفصل بیان جنگ جمل و صفین کی پوری کیفیت شہادت امام حسین علیہ السلام کا معتبر اور دردانگیز نظارہ۔ قیمت عہ

یزید نامہ
معرکۂ کربلا کے بعد کے واقعات حجاج بن یوسف کے مظالم کی تفصیل اہلبیت کی بربادی۔ عجیب و غریب کتاب قیمت عہ

طمانچہ بر رخسار یزید
اس میں شرابی امیہ کی خفیہ اور خوفناک سازشوں اور بداعمالیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ نہایت دلچسپ قیمت عہ

فاطمی دعوت اسلام
ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کی مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعت اسلام کیلئے اختیار کیے۔ قیمت عہ

سفرنامہ مصر و شام و حجاز
حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات باتصویر۔ نہایت دلچسپ اور پرلطف کتاب ہے۔ قیمت عہ

سی پارہ دل
مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کے ادبی اور مذہبی قابل دید مضامین کا مجموعہ۔ قیمت [illegible]

آپ بیتی
حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت نہایت دلچسپ اور قابل دید سوانح عمری۔ قیمت [illegible]

جگ بیتی
درد و غم کے پرسوز اور عبرت خیز مضامین الم انگیز قصوں کا درد بھرا مجموعہ۔ قیمت ۱۰؍

کرشن بیتی
ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید سوانح عمری خواجہ صاحب کے قلم سے۔ قیمت عہ

گیارہویں نامہ
گیارہویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیے خواجہ صاحب کی نادر اور عجیب کتاب۔ قیمت ۱۲؍

اردو دعائیں
ہر موقع اور ہر محل کے لیے موزوں اور مناسب دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں [illegible]۔ قیمت ۸؍

بچوں کی کہانیاں
بچوں کے بہلانے کے لیے نہایت دلچسپ اور سبق آموز کہانیوں کا دلکش اور باتصویر مجموعہ۔ قیمت فی جلد صرف ۱۰؍

[illegible]

معلومات مرتبی
[illegible] قیمت ۱۲؍

[illegible]

[illegible] نامہ
[illegible] قیمت ۱۰؍

چٹکیاں اور گدگدیاں
حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ گدگدانے والے مضامین کا قابل دید اور ہنسانے والا مجموعہ جس کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ قیمت ۱۲؍

مرشد کو سجدۂ تعظیم
قرآن مجید احادیث شریف اور اقوال بزرگان دین سے سجدۂ تعظیم کا جواز۔ قیمت ۸؍

روزنامچہ سفر ہندوستان
حضرت خواجہ صاحب کے سفر دکن و کاٹھیاواڑ وغیرہ کے دلچسپ حالات۔ قیمت ۱۲؍

کم ٹو موت
عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانے والی نہایت دردانگیز اور قابل دید کتاب ہے۔ قیمت عہ

مرگ نامہ
"کم ٹو موت" جیسی مشہور کتاب کا دوسرا قابل دید حصہ جو حضرت خواجہ صاحب نے حال ہی میں مرتب فرمایا ہے۔ قیمت ۶؍

جینی خلافت
[illegible] قیمت ۶؍

اسلام کا انجام
[illegible] قیمت ۶؍

ترکی کا گھر
[illegible] قیمت ۶؍

فرعون نامہ
[illegible]

قرآن کی تعلیم
[illegible]

تعلیم القرآن
[illegible] قیمت ۸؍

امام الزماں کی آمد
[illegible] قیمت ۱۰؍

الہامی خطوط نویسی
[illegible] قیمت ۱۲؍

گاندھی نامہ
مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا دلچسپ اور قابل دید تذکرہ۔ قیمت ۸؍

سکھ قوم
اس میں سکھ قوم کے تمام مذہبی [illegible] اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ ۶؍

حلال خور
[illegible] قیمت ۸؍

داعی اسلام
اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں بتائی ہیں۔ ۱۲؍

لیڈر کا اسلام
حضور سرور کائنات کی خدمت میں [illegible] اسلام۔ قیمت [illegible]

غزنوی جہاد
سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ قابل دید۔ قیمت ۸؍

ہندو مذہب کی معلومات
یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کے لیے خاص طور پر لکھی گئی ہے۔ قیمت صرف ۸؍

پتہ:۔ منیجر نظامیہ دارالاشاعت جامع مسجد دہلی

REGISTERED No. L. 1313

جلد ۳ نمبر ۱۱







چیست دُنیا؟
از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دِین و دُنیا

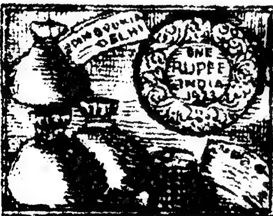
جس کیساتھ حضرت مولٰنا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ "پیر بھائی" بھی شامل ہے

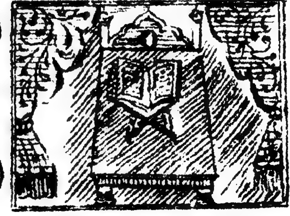
نظامیہ دار الاشاعت" دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر:- سیّد ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے، دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے

سالانہ قیمت اعلٰی اڈیشن للعہ
ششماہی قیمت (اعلٰی اڈیشن) عمصہ
معمولی اڈیشن۔ سالانہ قیمت ۳عہ
ششماہی عہ، مع محصولڈاک وغیرہ





ماہ فروری ۱۹۲۴ء



اپنی پیاری بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں کو جس کتاب کے پڑھانا چاہیے وہ

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

کی نہایت مشہور و معروف اور مقبول عام تصنیف

"بیوی کی تعلیم"

ہے۔ اور اپنے رنگ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی، ملک کے اکثر حصوں میں زنانہ مدرسوں کے نصاب تعلیم میں داخل ہے

اس کتاب میں

اکیس دلچسپ سبق ہیں

مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں پانچ مرتبہ چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ شروع میں ہندوستان کی

سات مستند اور مشہور اہل الرائے

حضرات کے نہایت پر لطف دیباچے شامل ہیں

جن کو پڑھکر اس کتاب کی وقعت معلوم ہوتی ہے

"بیوی کی تعلیم"

دو سو سولہ کی عجیب و غریب کتاب ہے۔ عورتوں اور بچوں کی آسانی کے لحاظ سے اسکی کتابت بھی تعلیمی کورس کی طرز پر ہوئی ہے یعنی ہر لفظ جُدا جُدا ہے۔ قلم بھی مناسب ہے۔ چھپائی بھی نہایت صاف ہے +

قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ

محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔



عورتوں کے پڑھنے کیلئے

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

ظلہ کی اہلیہ لیسلے خواجہ بانو صاحبہ کی مرتبہ کتاب

"بیوی کی تربیت"

نہایت مفید اور عجیب و غریب چیز ہے۔ خواجہ بانو صاحبہ نے عورتوں اور بچوں کے متعلق ۱۶ سولہ سوال شائع کیے تھے

اس کتاب میں

۱۶ سولہ سوالات کے جوابات

جمع کر دیے گئے ہیں جو ہندوستان کی قابل، عقلمند اور تعلیمیافتہ خواتین نے لکھکر خواجہ بانو صاحبہ کو بھیجے تھے

یہ تمام سوالات نہایت اہم تھے

لیکن ہر جواب لکھنے والی خاتون نے ہر سوال کا جواب بھی نہایت قابلیت کیساتھ لکھا ہے

بیوی کی تربیت

"بیوی کی تعلیم" کے دوسرے حصے کا نام ہے۔ ایک سو اٹھائیس صفحوں کی ضخامت ہے۔ اعلیٰ لکھائی اور صاف چھپائی تاکہ عورتوں اور بچوں کو پڑھنے میں تکلیف اور دقت محسوس نہ ہو +

قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ

محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار۔



ایک نہایت ضروری کتاب

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

کی نہایت مفید۔ کارآمد اور دلکش تصنیف

"اولاد کی شادی"

اور پڑھا دیجیے، اور بس۔ اس کے بعد اُن کی وہ تعلیم ختم ہو جاتی ہے جو ایک قابل ماں۔ لایق اور شریف بیٹی اور سلیقہ شعار بیوی کے لیئے لازمی ہے۔

بچوں کی شادی بیاہ

کے متعلق ایسی دلکش، ایسی مفید اور ایسی جامع کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، ہر وقت۔ ہر گھر میں

اس کتاب کا موجود رہنا ضروری ہے

کیونکہ شادی بیاہ کے نازک معاملات میں اس کتاب سے بہتر مشورہ دینے والا کوئی نہیں مل سکتا

اولاد کی شادی

"بیوی کی تعلیم" کے تیسرے حصہ کا نام ہے، جس کو پڑھ کر عورت اور مرد دونوں برابر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور دونوں کے لئے یکساں کارآمد ہے۔ ۱۲۰ صفحوں کی ضخامت۔ اعلیٰ لکھائی عمدہ چھپائی۔ آخر میں ایک دلچسپ فہرست

قیمت فی جلد ایک روپیہ

محصول ڈاک بذمہ خریدار +

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب فرمائیے

(پرنٹر و پبلشر محمد انوار ہاشمی) مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی حویلی اعظم خاں

جلد ۳ | فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ فروری ۱۹۲۴ء | نمبر ۱۲

حمائل شریف مترجم

بترجمہ حکیم الامتہ حضرت مولانا حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی

اول تو کلام خدا ہونے کی حیثیت سے، پھر جامع کمالات و منبع علم و فضل حضرت مولانا حافظ قاری اشرف علی صاحب تھانوی کے سلیس اردو ترجمہ کی حیثیت سے یہ حمائل شریف اپنی آپ ہی نظیر ہے اور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھے اور تلاوت کرے اور حکم الٰہی بجالائے۔

اس میں سورتوں کے خواص، آیات کے نازل ہونے کے اسباب اور جگہ بجگہ نہایت مفید اور ضروری آیات کے فوائد خود مولانا ہی کی تفسیر سے اخذ کر کے درج کیے گئے ہیں، ترجمہ ایسا سلیس کہ پڑھتے ہی معانی و مطالب واضح ہو جاتے ہیں، تعبیر نامہ خواب اور تعبیر القرآن بڑی عجیب و غریب چیز ہے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ
تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ
بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

شان نزول

والمحصنت الآیۃ غزوۂ اوطاس میں کفار کی بیبیاں اور لڑکیاں لونڈی مسلمانوں کے قبضے میں آئیں،

منزل ۴

تو مسلمانوں نے مطابق شرع کے جائز ہونے کے ان سے صحبت کرنی چاہی لیکن اُن کے شوہردار ہونے کا اندیشہ دل میں تھا اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ شوہردار لونڈیاں حلال ہیں۔

۱۲

سفر میں نہایت مفید حضر میں نہایت کارآمد۔ ہدیہ مجلد چرمی نقرئی [illegible]

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے طلب فرمائیے

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ حالات

ہر مسلمان کے لیئے آنکھوں سے لگانے کے قابل مقدس و متبرک کتاب سب سے پہلے اور سب سے آخری رسول کے پاک و پاکیزہ خصائص و خصائل کا دلکش مجموعہ، حضور سرور کائنات باعث آفرینش ارض و سماوات رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سید المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات قدسیہ کا صاف و شفاف آئینہ آپ کی عادات و اطوار کا قابل عمل گنجینہ معاشرت مصطفوی کا گرانبہا نمونہ۔ بانی اسلام کی پاک زندگی کا پاک اور معتبر و مستند مرقع۔ خود پڑھیئے، اپنے بچوں اور بچیوں کو پڑھایئے، اپنی معزز خاتونوں کو پڑھکر سنایئے، اس کو اپنی زندگی کا بھی رہنما بنایئے اور اپنے خاندان، اپنے ہمسایہ اور اپنے ہموطن مسلمانوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی ترغیب دلایئے، اپنے غیر مسلم احباب اور زیر اثر حضرات کو بھی پیغمبر اسلام کی سادہ اور پاک زندگی اور ستودہ و برگزیدہ خصائل کا حال سنا کر اسلامی تبلیغ کا فرض بجا لایئے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

انقلاب کا دوسرا ورق

مہاتما گاندھی نے جس سیاسی اور ذہنی اور معاشرتی انقلاب کی بنیاد ہندوستان میں رکھی تھی اُس کی انقلابی کتاب تمام دُنیا نے پڑھی مگر اب وہ کچھ دنوں سے بند پڑی تھی، ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں دہلی کی اسپیشل کانگریس میں اُس کتاب کو پھر کھولا گیا اور اُسکے صدر

مولانا ابو الکلام آزاد

نے انقلاب کا دوسرا ورق پڑھکر سُنایا، وہ انقلاب ہولناک ہے یا مسرت انگیز۔ خونریز ہے یا گلریز، اسکا حال پڑھتے ہی سے معلوم ہوگا۔ جس کو خواہش اس کے معلوم کرنے کی ہو وہ ہم سے انقلاب کا دوسرا ورق منگا کر دیکھے۔

قیمت صرف ۴؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

شاندار کارنامہ

جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی شاہجہانپوری ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا کا تازہ علمی اور مذہبی شاندار کارنامہ دیکھنا ہو تو

تفسیر سورۂ یٰسٓ

منگا کر ملاحظہ فرمایئے۔ جو حسن معانی کے اعتبار اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔ اسوقت عربی، فارسی اور اردو کی بیشمار تفسیریں ملک میں موجود ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسی جامعیت۔ ایسا حسن بیان۔ ایسی سلاست اور ایسی برجستگی کسی ایک کو بھی نصیب نہیں ہر آیت کا ترجمہ۔ شان نزول، معانی لغات، مطلب کی تصریح و تشریح اور نکات و رموز کو اس خوبی سے بیان فرمایا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی

قیمت فی جلد صرف ۱۰؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

ایک خوراک مفت

کیوں؟

اس لئے کہ

ہماری محبوب مقوی باہ ہر مزاج کے آدمی کو مفید ثابت ہو چکی ہیں۔

شبابِ اوّل

ہی ہے کمزوری کو دور کر کے آپ کو ہر طرح سے کامیاب و بامراد بنا دیں گی، اس کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک خوراک آپ کو بلا قیمت بھیجی جائے گی۔

اس لئے

آپ ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول بھیج دیجئے یا ۸عہ میں نمونہ کی شیشی طلب کیجئے۔ محصول ڈاک ۵ر

مینیجر ہندی و یونانی دواخانہ بازار بارود خانہ لاہور

مشہور عالم طبی کتاب

طبِ مخفی

مع

خلاصۃ المجرّبات

ہندوستان کے ایک سو سے زائد طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کے مخفی نسخے اور معالجات کا شاندار ذخیرہ۔

سینکڑوں قدیم و جدید طبی کتب کے تسلیم شدہ صحیح نسخہ جات کی فارما کوپیا

ایک لاکھ پرانے و نئے نسخہ جات کا انتخاب۔

اس کتاب میں تین ہزار کے قریب لاجواب مجرّبات ہیں

ہر ایک نسخہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ سات سالہ محنت کا نہایت کار آمد اور بیش بہا نتیجہ۔

اس کتاب پر درجنوں اخبارات نے قیمتی ریویو لکھے ہیں اور سب کی متفقہ رائے ہے کہ مجربات کے عنوان پر اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی کتاب کا نصف ایڈیشن "ایک ماہ میں فروخت" ہو گیا۔

لکھائی، چھپائی اور کاغذ بہترین۔ نسخہ جات عام فہم الفاظ میں درج ہیں اور تشریحی نوٹ بھی لکھے گئے ہیں۔

حجم تقریباً پانچسو صفحات

قیمت بلا جلد للعہ۔ مجلد للعہ۔ محصول ڈاک وغیرہ دس آنے (۱۰؍)

مینیجر یوسفیہ کتب خانہ بازار بارود خانہ لاہور

فروری سنہ ۱۹۲۴ء
رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً
جمادی الاخرے سنہ ۱۳۴۲ھ
نمبر ۱۱
جلد ۳
رسالہ

دین و دُنیا

حمد

(از جناب منشی سید نواب علی صاحب صولت لکھنوی)

پھر کس لیئے زمانہ سرگرم جستجو ہے؟ جب جلوہ گروہ دلبر نزدِ رگِ گلو ہے
آنکھیں ہوں جس سے روشن وہ ہے جمال اُسکا قربان جس پہ دل ہو وہ شان گفتگو ہے
پہلو میں ڈھونڈھتی ہیں آنکھیں اُسی کا جلوہ ناکام آرزو کو اُسکی ہی آرزو ہے
بزم خیال اُس کے جلوہ سے ہے منور اُسکا خیال زیب بزم آرزو ہے
اک خامشی ہی اُس کی ہیں بہاں ہیں بھید لاکھوں
صولت وہ چپ نہیں ہیں سرگرم گفتگو ہے

(از جناب ملک الکلام سید محمد لائق حسین صاحب قوی امروہی)

اے کلکِ دو سر بصد روانی کر حمدِ خدا میں دُرفشانی
وہ مالک و صانع جہاں ہے خلاّقِ زمین و آسماں ہے
غفار - قوی - رحیم - معبود ستّار - سخی - کریم - مسجود
عالم - عادل - حکیم دانا کہتا ہے اُسی کو اک زمانا
وہ غنچہ و گُل، جو دیکھے تونے اُس کی قدرت کے ہیں نمونے
ہیں نخل و ثمر نشانِ معبود پتے خود ہیں پتہ کو موجود
بے عیب - بلا شریک ہے وہ لاریب کہ لاشریک ہے وہ
یہ مہر و مہ و نجومِ رخشاں یہ فرشِ زمین و چرخ گرداں
یہ آب و ہوا و آتش و خاک یہ ہوش و حواس و فہم و ادراک
اُس کا ہی پتا بتا رہے ہیں، اُس کی ہی ثنا سُنا رہے ہیں
کہتے ہیں اُسی کی سب کہانی کرتے ہیں اُسی کی مدح خوانی
بے مثل ہے واحد و یگانہ وہ خالق و مالکِ زمانہ
یہ سچ ہے، ہر ایک شے میں وہ ہے لیکن ویسی نہیں کوئی شے

نعت

(از جناب حاجی مولوی حکیم سید آل محمد صاحب اقدس امروہوی)

السلام اے پایہات بالاتر از عرشِ بریں
واے شفت پیٹ قدیر و خادمت روح الامیں

نارسیدہ ہیچ پیغمبر بشانِ رفعتت
در شبِ معراج بگذشتی ز چرخ ہفتمیں

اسم پاکت زینتِ فصِّ سلیمان ہست و بس
سنگ خارا ہست بے نام تو نشاہا جز نگیں

در تمام عمرِ تو، از باعثِ طاعاتِ حق
یک ملک ماندہ معطل از کراماً کاتبیں

در ثنائے ذاتِ پاکت خالقِ ارض و سما:-
گفت مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

اے کہ ہستی بر سمائے معدلت بدر الدجےٰ
اے کہ ہستی در بحارِ معرفت دُرِّ ثمیں

بر زمیں قدرے ز روئے تو عرق اُفتادہ است
زیں جہت بشگفت در گلشن گلاب و یاسمیں

جسمِ پاک و طیّب تو خلق شد از نورِ حق
زیں سبب اے سرورِ دیں بود می از نوعِ حسیں

اے کہ سبطینِ تو، سردارِ جوانانِ بہشت
دخترت خیر النساء، خویشت امیر المومنیںؑ

جبہہ سائی می کند بر آستانِ روضہات
زائرت آلِ محمد یا شفیع المذنبیں!

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۙ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ - ہاں اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے تمہارے لئے کھانے کے پھل نکالے - پس کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ اور ایسی حالت میں کہ تم جانتے ہو -

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۙ

ترجمہ: اے لوگو! اپنے اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ -

تشریح الفاظ: - النّاس - جمع انسان - اگرچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ الناس کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں باشندگان مکہ مکرمہ مراد ہیں اور جس جگہ مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں مہاجرین مدینہ منورہ سے مقصود ہے لیکن پروردگار عالم کے خطاب کو محدود کرنے کی ضرورت نہیں - ساری دنیا اُس کی مخاطب ہے - پس اس آیت کریمہ میں یا ایہا الناس سے تمام روئے زمین کے انسان مخاطب ہیں - عبادت - پرستش کرنا - پوجنا - اپنی تمام قوتوں کو ایک ہستی کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگا دینا - ربّ - پروردگار - پرورش کرنے والا - تمام چیزوں کا کفیل ہمیشہ کے لئے اور ہر وقت اور ہر حالت کے لئے خبر گیر - خلق - پیدا کرنا - عدم سے وجود میں لانا - ایسی چیز بنانا جس کی مثال پہلے سے موجود نہ ہو - لعلّ - شاید - امید ہے کہ - تاکہ - آیندہ کے لئے امیدواری کو شامل - تقویٰ - پرہیزگاری (پہلے کافی تشریح ہو چکی ہے)

تفسیر: - منافقین کے حالات - مقالات اور خیالات کی تشریح فرما کر لوگوں سے عام خطاب کیا جاتا ہے اور اُن کو احسانات جتا کر اطاعت و عبادت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے - اس آیت کریمہ میں یا ایہا الناس کہہ کر تمام روئے زمین کے انسانوں کو اور اُن کی آنے والی نسلوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور اپنے احسانات جتا کر اُن سے طاعت و پرستش کا لازمی حق طلب کیا گیا ہے - انسان میں کافر - مشرک - منافق - مومن سب شامل ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ کافروں سے توحید باری اور تصدیق رسالت کی تاکید کی گئی ہے - گنہگاروں کی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے - منافقوں کو اخلاص کا حکم دیا گیا ہے - ارباب طاعت سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی طاعت و فرمانبرداری پر ثابت قدم رہیں -

یہ انتہائی فصاحت و بلاغت ہے کہ لوگوں سے یہ نہیں فرمایا کہ میری پرستش کرو اور نہ یہ فرمایا کہ خدا کی پرستش کرو بلکہ یہ فرمایا کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس کا قدرتی طور پر یہ نتیجہ ہے کہ انسان کا ذہن اپنی مجبوری، بیکسی، کس مپرسی اور ساتھ ہی ایک دوسری ہستی کے مختار، کفیل اور نگران حال ہونے کی طرف منتقل ہوتا ہے اور وہ ایسی ذات یکتا کی عبادت کو فرض سمجھتا ہے جو اُس کی پرورش کر رہی ہے اور ہر لحظہ اُس کی ظاہری و باطنی اندرونی و بیرونی ضرورتوں کی کفیل ہے - جس کے احسانات صرف اسی حد تک نہیں کہ طرح طرح کی نعمتیں بہم پہنچائے بلکہ ان نعمتوں کو ہضم کرنا - اُن سے خون خالص بنانا - اس خون کو رگوں کے ذریعہ سے تمام بدن میں پہنچانا - رطوبتیں پیدا کر کے ہر طرح کے ٹیس کو روکنا اور اعضا کی پرورش کرنا حرارت غریزی کو اُس کی حالت پر برقرار رکھ کر نظام زندگی کو قائم رکھنا بھی اُس کی ربوبیت اور پرورش میں شامل ہے - اور پروردگار بھی وہ جس نے سب کو پیدا کیا اور صرف موجودہ نسلوں ہی کو نہیں بلکہ ان نسلوں سے پہلے جو لوگ کرۂ ارض پر آباد تھے اُن کو بھی عدم سے وجود میں لایا - اپنے خالق یکتا ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی جس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ اور کونسی بات ہو سکتی ہے جسے غور کر کے انسان جناب باری میں سر بسجود ہو جائے اور تعمیل احکام کے لئے سر نیاز و اطاعت جھکائے - چنانچہ ارشاد ہوا کہ اُس خدا کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا - سبحان اللہ کیسا عظیم رابطہ فیما بین ظاہر کیا گیا - عابد و معبود اور خالق و مخلوق میں جو نسبت اور جو رابطہ اور جو تعلق ہے وہ کسی میں بھی نہیں ہے - اگر انسان اپنی پیدائش میں غور کرے تو اُسے خالق کونین کی یکتا صناعی اور بے مثال قدرت کا اندازہ ہو سکتا ہے - چنانچہ آیت مبارک میں اسی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے یعنی تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا - نیست سے ہست کیا - پہلے تم لاشئے تھے - ہیچ تھے - اُس نے پہلے تمہیں نطفہ کی صورت دی - نطفہ کا خون بنا - خون نے انجماد کی شکل اختیار کی - خون منجمد سے لوتھڑا علیحدہ ہوا - لوتھڑے میں ہڈیاں - گوشت - رگیں - پٹھے نمودار ہوئے اور پھر جنینی صورت پذیر ہوا - اور ایک مکمل پیکر انسانی آغوش مادر میں آیا - بچپن سے لڑکپن - لڑکپن سے آغاز جوانی - آغاز جوانی سے شباب - شباب سے درجہ بدرجہ بڑھاپا آیا اور ہر زمانہ زبان حال سے خالق مطلق کی سطوت اور صناع کامل کی شان و عظمت کا اظہار کرتا رہا فتبارک اللہ احسن الخالقین - پس ایسے خدا کی اور ایسے پروردگار کی جس نے ہزاروں مدارج کے بعد انسان کو خلقت کی تکمیل اور زندگی کی دولت عطا کی پرستش فرض ہے - نہ کہ اُن اشخاص و اشیاء کی جنہیں انسان کی خلقت - نفع و ضرر - مسرت و غم اور نقل و حرکت میں کوئی دخل ہے -

عبادت کا حکم دیکر ساتھ ہی اُس کی منفعت بھی بتا دی یعنی فرمایا کہ تم اپنے اُس پروردگار کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا "شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ" پرہیزگاری کمالات انسانی کا سب سے آخری درجہ ہے اور خدا کی سچی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان اس رتبۂ عالی تک پہنچ سکتا ہے - ارشاد خداوندی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم جس کا مطلب ہے کہ روحانی دنیا میں جہاں انبیاء و مرسلین - شہداء و صدیقین اور اولیاء اللہ کی بڑی بڑی سلطنتیں ہونگی - کرامت و سروری کا تاج پرہیزگاروں کے سر پر ہوگا کیونکہ خدا کی جناب میں سب سے زیادہ برگزیدہ وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو لیکن اندیشہ تھا کہ بندگان کوتاہ نظر اور عابدان تنگ ظرف اپنی عبادت پر مغرور ہو جاتے یا وہ لوگ جو محض نمائشی عبادت کرتے ہیں اپنے آپ کو پرہیزگار سمجھتے اسلئے یقینی الفاظ میں عبادت کی منفعت ظاہر نہیں کی گئی بلکہ ارشاد ہوا کہ شاید تم پرہیزگار

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

شمس تبریزی کہ نور مطلق ست آفتاب ست وزانوار حق ست

ترجمہ :- حضرت شمس الدین تبریزی نور مطلق ہیں آفتاب ہیں اور انوار الٰہی کے آفتاب ہیں۔

مطلب :- اشعار سابقہ میں مولانا نے لفظ شمس سے آفتاب آسمانی ۔ آفتاب عشق ۔ آفتاب قدس مراد لیا ہے اور اب آخر میں اپنے مرشد گرامی حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ کا تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ نور مطلق ہیں یعنی دنیا کے تمام فانی تعلقات کو ترک کر کے اور فنا فی الذات کے مدارج سے گذر کر روح مجرد اور نور مجسم بن گئے ہیں اور نور بھی وہ جو انوار الٰہی اور پرتو حق سے روشن و قائم ہے

چوں حدیث روئے شمس الدیں رسید شمس چارم آسمان سر درکشید

ترجمہ :- جب حضرت شمس الدینؒ کے چہرہ مبارک کا بیان شروع ہوا تو چوتھے آسمان کا آفتاب روپوش ہوگیا۔

مطلب :- اس آفتاب سماوی کو اس آفتاب روحانی یعنی حضرت شمس الدینؒ سے کوئی نسبت نہیں آفتاب آسمانی کے انوار مادیات اور جسمانیات کو منور کرتے ہیں اور روح و باطن سے اُسے کوئی سروکار نہیں لیکن آفتاب روحانی یعنی مرشد مولانا کی شعاعیں عالم روحانی اور فضائے باطن کو مرقع نور بنا رہی ہیں۔ جب دونوں میں ایسا نمایاں اور روشن فرق مراتب موجود ہے تو ظاہر ہے کہ جب حضرت شمس الدینؒ کے انوار قدسی کا تذکرہ ہوگا تو اُس کے سامنے آفتاب آسمانی کی ظاہری روشنی کی طرف کسی کو التفات نہ ہوگا

واجب آمد چونکہ بُردم نام اُو شرح کردن رمزے از انعام اُو

ترجمہ :- جب میں نے اُن کا نام لیا ہے تو واجب ہے کہ اُنکے انعام کا حال بھی کچھ بیان کروں

لغات :- رمز - اشارۂ مخفی بھید نکتہ - انعام نعمت کرنا - احسان - مہربانی - عنایت -

مطلب :- مرشد گرامی کا نام نامی زبان پہ آگیا ہے تو یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ اُن کے فضائل و محامد بھی بیان کئے جائیں اور اُنھوں نے جو احسانات کئے ہیں اور جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اُس کا تذکرہ کیا جائے۔

این نفس جان دامنم برتافتہ بوئے پیراہان یوسف یافتہ

ترجمہ :- اس وقت روح نے میرا دامن تھام لیا ہے - اور جس طرح حضرت یعقوبؑ کا دل حضرت یوسفؑ کے پیراہن کی خوشبو پاکر بیتاب ہوگیا تھا اُسی طرح بیتاب ہو رہی ہے -

مطلب :- حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی مفارقت میں اس قدر روئے کہ بینائی کھو بیٹھے - جب حضرت یوسفؑ زندان کی صعوبتوں کے بعد عزیز مصر ہوئے اور اُن کے بھائی کنعان سے مصر پہنچے تو اُنھیں اپنے پدر بزرگوار کا حال معلوم ہوا - آپ نے فرمایا کہ میرا پیراہن اُن کے روئے مبارک پر ڈالدینا وہ بینا ہوجائینگے چنانچہ حضرتؑ کا پیراہن ابھی کنعان سے بہت دور تھا کہ حضرت یعقوب پکار اُٹھے کہ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر تم مجھے دیوانہ نہ بتاؤ) محبوب فرزند کی خوشبو پاکر شوق کی بیتابی ظاہر ہے - پس مولانا فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد کا نام سُنکر روح ایسی بے چین ہوئی ہے اور حصول نیاز کے ولولوں سے اِس طرح لبریز ہوگئی ہے جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبوئے پیراہن سے بیتاب ہوگئے تھے ۔

کز برائے حق صحبت سالہا باز گو رمزے از اں خوش حالہا

ترجمہ :- آپ کو سالہا سال کی ہم نشینی کا واسطہ، اُن خوشگوار حالات میں سے کچھ بیان کیجیئے۔

لغات :- خوش حالہا - (اضافت مقلوب) حالہائے خوش -

مطلب :- روح بیتاب مولانا سے کہتی ہے کہ آپ نے برسوں پیر و مرشد کی خدمت میں رہکر فیوض و برکات کی دولت حاصل کی ہے اس ہم نشینی کا صدقہ اب آپ اُن خوشگوار حالات میں سے کچھ بیان فرمائیے - یہ بھی ہوسکتا ہے کہ روح اپنی سالہا سال کی ہم نشینی کا واسطہ دے - بعض شارحین نے "جان" سے جو پہلے شعر میں واقع ہوا ہے حضرت مولانا حسام الدین کو فرض کیا ہے جن کا تذکرہ مثنوی کے دیباچہ میں ہے گویا وہ مولانا سے اصرار کر رہے ہیں کہ حضرت مولانا شمس الدینؒ کے کچھ حالات بیان کریں لیکن لفظ "جان" سے یہ مراد لینا محض تکلف معلوم ہوتا ہے -

تا زمین و آسماں خنداں شود عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

ترجمہ :- تاکہ آسمان و زمین (مسرت سے) ہنس پڑیں عقل - روح - اور بینائی سوگنی ہوجائے

مطلب :- روح کہتی ہے کہ آپ اپنے پیر و مرشد کے کمالات و فضائل کا ضرور تذکرہ کریں اس تذکرہ سے زمین کی مخلوق فیض شادمانی حاصل کریگی اور نہ صرف زمین کی مخلوق بلکہ آسمان کی مخلوق کو بھی شگفتگی حاصل ہوگی عقل اپنی ذکاوت و صفا میں سوگنی بڑھ جائے گی - روح کو بالیدگی اور ترقی میسر آئیگی اور قوت بینائی میں نمایاں اضافہ ہوگا جس سے حق بینی اور تابِ تجلیات قدس نصیب ہوگی اور ایسا ہونا چاہئے کیونکہ اولیاء اللہ کے تذکرہ سے رحمت نازل ہوتی ہے ؛

شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

جز این قدر نتوان گفت در جمالِ تو عیب — کہ خالِ مہر و وفا نیست روئے زیبا را

ترجمہ:- تیرے جمال میں اس کے سوا اور کوئی عیب نہیں بتا سکتے کہ خوبصورت چہرہ پر محبت و وفا کا تل نہیں ہے۔

مطلب:- تیرے حسن و جمال میں کوئی عیب نہیں نکالا جا سکتا بے عیب ہے۔ بے نقص ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ چہرۂ زیبا پر مہر و وفا کا خال نہیں ہے۔ خال چہرہ پر حسن و خوبی کی علامت ہے اس لئے محبت و وفا کو خال سے تعبیر فرمایا۔ ورنہ صرف اسقدر کہنا ہے کہ محبوب میں سب کچھ ہے صرف مہر و وفا نہیں ہے۔

در آسماں چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ — سماعِ زہرہ برقص آورد مسیحا را

ترجمہ:- کیا تعجب ہے اگر زہرہ حافظ کے مقالات سے آسمان میں مسیحا پر عالم رقص طاری کر دے۔

لغات:- سماع سننا۔ اصطلاح صوفیہ میں قوالوں کی مجلس۔ قوالوں کا گانا۔ گانا۔ رقص ناچنا۔ کیفیات سے قلب کا اتنا متاثر ہونا کہ اعضائے ظاہری سے اُسکا اثر نمایاں ہونے لگے۔ زہرہ۔ ایک ستارہ کا نام جو حسین عورت کی شکل رکھتا ہے۔ اسے ناہید۔ رقاصۂ فلک۔ اور مطربۂ فلک بھی کہتے ہیں۔ مسیحا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام۔

مطلب:- چونکہ عقیدۂ اہل سنت والجماعت کے مطابق خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ قیامت تک آسمان پر رہینگے اسلئے حضرت حافظ فرماتے ہیں کہ اگر زہرہ مطربۂ فلک میرے اشعار گا کر حضرت مسیح کو وجد میں لے آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ان مطالب روحانی اور معانی لطافت کا آوازہ روئے زمین سے گزر کر اوج آسمانی تک پہنچا ہے (تعلّی شاعرانہ)

ساقیا برخیز و در دہ جام را — خاک بر سر کن غمِ ایام را

ترجمہ:- اے ساقی اٹھ اور جام دے۔ غم ایام کے سر پر خاک ڈال۔

مطلب:- دنیاوی تفکرات سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ بیخودی ہے۔ اور یہ بیخودی جس شراب عرفان سے حاصل ہوتی ہے اُس کا ایک جام ساقی مئے سے طلب کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دنیا کے فکر و غم کی پروا نہ کرو جام بھر دو جس کے سرور و نشاط اور کیف و خمار میں سب کچھ فراموش ہو جائے

ساغرِ مے در کفم نہ تا ز سر — برکشم این دلقِ ازرق فام را

ترجمہ:- شراب کا پیالہ میری ہتھیلی پر رکھدے تاکہ میں اس نیلگوں گدڑی کو سر سے اتار پھینکوں

لغات:- دلق گدڑی۔ فقیر کا لباس جسے صدہا پیوند لگا کر بناتے ہیں۔ ازرق (ایک شخص پہلے اور اس کے بعد کو۔ لوگ غلطی سے اسکے برعکس پڑھتے اور لکھتے ہیں) نیلگوں۔ نیلا۔ فام۔ صورت۔ رنگ

مطلب:- یہ شعر ساقی کی طرف خطاب ہے۔ ہاں مجھے ساغر دے کہ اُسے نوش کر کے ایسا بیخود و مست ہو جاؤں کہ اس آسمانِ نیلگوں کو جس کی گردشیں طرح طرح کے آلام و افکار کا باعث ہیں سر سے اتار پھینکوں یعنی اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے دوں۔

گرچہ بدنامیست نزدِ عاقلاں — ما نمی خواہیم ننگ و نام را

ترجمہ:- اگرچہ عقلمندوں کے نزدیک بدنامی کی بات ہے لیکن میں ننگ و نام کا خواہاں نہیں

لغات:- ننگ و نام۔ نیکنامی۔ عزت۔ آبرو۔

مطلب:- بادہ نوشی اور بادہ نوشی سے بیخودی اگرچہ عقلمندوں کے نزدیک بدنامی کی بات ہے لیکن مجھے ایسی نیکنامی کی خواہش نہیں جو ہزار ہا تفکرات اور رنج و غم کا باعث ہو۔ یہ مطلب اُسی صورت میں ہے کہ شعر کو اشعار ماسبق سے مسلسل قرار دیا جائے۔ اگر شعر کو مستقل سمجھا جائے تو یہ مفہوم ہوگا کہ ننگ و نام کی پروا نہ کرنا عقلمندوں کے نزدیک بدنامی کی بات ہے لیکن مجھے ننگ و نام کی پروا نہیں

دودِ آہِ سینۂ سوزانِ من — سوخت این افسردگانِ خام را

ترجمہ:- میرے جلتے ہوئے سینہ کے دودِ آہ نے ان افسردگانِ خام کو جلا دیا۔

مطلب:- افسردگانِ خام سے وہ بوالہوس مراد ہیں جو عشق کا دم بھرتے ہیں لیکن اُن کا عشق خام اور ناتمام ہے۔ یا زاہدان ظاہر پرست مراد ہیں جو اپنی ظاہر پرستی کی بنا پر خام اور مذاق عشق سے ناواقف ہونے کی وجہ سے افسردہ ہیں۔ پس فرماتے ہیں کہ میری آہوں کے دھوئیں نے جو جلتے ہوئے سینے سے نکلی تھیں اُن خام خیالوں اور بد مذاقوں کو جلا دیا۔ آگ کا یہ خاصہ ہے کہ وہ تمام خس و خاشاک کو جلا ڈالتی ہے اور یہ لوگ بھی سالک حق کے راستہ میں خس و خاشاک کی حیثیت رکھتے ہیں پس آتش عشق کی آگ نے اُن کو جلا کر منزلِ مقصود کی راہ صاف کر دی

محرمِ راز دلِ شیدائے من — کس نمی بینم ز خاص و عام را

ترجمہ:- خاص و عام میں سے کوئی بھی مجھے اپنے دل شیدا کا محرم نظر نہیں آتا۔

لغات:- محرم۔ رازداں سے واقف۔ رازداں۔ شیدا۔ عاشق

مطلب:- عاشق کا محرم اسرار اور رازداں وہی شخص ہو سکتا ہے جو اُسکی طرح درد و سوز اور حزن و ملال کی کیفیتوں سے آگاہ اور متکیف ہو اور عشق کے جذبات سے اچھی طرح آشنا اور متاثر ہو لیکن ایسے رازدانوں کا ملنا آسان نہیں پس محرم راز کے نہ ملنے سے بے چین ہو کر عاشق کہتا ہے کہ یہ کیا مصیبت ہے کہ میرے دل شیدا کا کوئی محرم نہیں ملتا نہ خواص میں کوئی ایسا دل ہے اور نہ عوام میں جو میرے درد سے آشنا اور میری مصیبت سے آگاہ ہو۔

شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

ملک پرسید کہ چہ می گوید۔ یکے از وزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمی گوید وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سر خون او در گذشت

ترجمہ:۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ ایک نیک دل وزیر نے عرض کیا حضور یہی کہتا ہے کہ "غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے" بادشاہ کو ترس آگیا اور اس کے قتل سے درگذرا۔

لغات:۔ وزرا۔ (جمع وزیر) وزر۔ بوجھ۔ وزر اٹھانا۔ وزیر بوجھ اٹھانے والا۔ چونکہ وزیر بادشاہوں کی جانب سے ملکی انتظام کا بار اٹھاتے ہیں اسلئے اُن کو وزیر کہتے ہیں۔ محضر نصفت۔ دل۔ جائے حضور۔ کاظم۔ غصہ میں بھرا ہوا۔ غم کھا جانے والا۔ غصہ [illegible] غیظ۔ غصہ۔ کاظمین۔ (جمع کاظم) تعافی (عفو سے) معاف کرنے والا۔ عافین (جمع عافی) ناس (جمع انسان) لوگ۔

مطلب:۔ جس وقت قیدی بادشاہ کو گالیاں دے رہا تھا اور سخت و سست کہہ رہا تھا بادشاہ نے وزرا کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ایک نیک اور شریف الطبع وزیر نے عرض کیا کہ حضور، قیدی اپنی خطا کا نادم اور معافی کا طلبگار ہے۔ اور قرآن پاک کے ان الفاظ "وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ" اشارہ کر رہا ہے الغرض وزیر نے ایسے موثر پیرایہ میں قیدی کا ماجرا بیان کیا کہ بادشاہ کو اُس پر ترس آگیا اور اُس کا قصور معاف کر دیا۔

وزیر دیگر کہ ضد او بود گفت ابنائے جنس ما را نشاید در حضرت پادشاہان جز براستی سخن گفتن۔ ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت

ترجمہ:۔ دوسرے وزیر نے جو اس وزیر کے برعکس تھا کہا کہ ہمارے ہم جنسوں کو بادشاہوں کے حضور میں سچ کے سوا کچھ اور کہنا مناسب نہیں۔ اس قیدی نے تو بادشاہ کو گالیاں دیں اور نامناسب الفاظ کہے۔

لغات:۔ ضد۔ مخالف۔ برعکس۔ نقیض۔ ابنا۔ (جمع ابن) بیٹے۔ ابنائے جنس۔ جنس کے بیٹے۔ ہم جنس۔ ہم پیشہ۔ ہم عصر۔ حضرت۔ حضور۔ بارگاہ۔ خدمت۔ ناسزا۔ وہ باتیں جو مناسب نہیں۔ نامناسب۔

مطلب:۔ دربار میں ایک وزیر اخلاق و صفات میں وزیر مذکورہ بالا کے برعکس تھا

وہ نیک دل تھا۔ یہ بدطینت۔ وہ نرم دل تھا۔ یہ سنگدل۔ جب اس دوسرے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کے دل پر وزیر سابق کی گفتگو کا اثر ہوا اور اُس نے قیدی کو معاف کر دیا تو اس کو ناگواری پیدا ہوئی اور بادشاہ کے حضور میں کہنے لگا کہ یہ بڑی بیجا بات ہے کہ وزرا بادشاہوں کو خلاف واقعہ اطلاع دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قیدی نے حضور کی شان میں نہایت نامناسب الفاظ کہے اور وزیر نے حضور کو غلط اطلاع دی کہ وہ معافی کا خواستگار اور اپنے قصور پر پشیمان ہے۔

ملک روئے ازیں سخن درہم کشید و گفت آں دروغ کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست کہ تو گفتی کہ روئے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں بر خبث و خیانت۔ و خردمنداں گفتہ اند دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

ترجمہ:۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار ہوئی اور کہا کہ وہ جھوٹی بات جو اُس نے کہی مجھے اس سچی بات سے جو تو نے کہی زیادہ پسند آئی کیونکہ اُسکی بات مصلحت پر اور تیری بات خباثت اور خیانت پر مبنی تھی اور عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ "فتنہ انگیز سچ سے مصلحت آمیز جھوٹ بہتر ہے"۔

لغات:۔ خبث۔ ناپاکی۔ بدی۔ بدطینتی۔ خیانت۔ امانت کے خلاف۔ بدنیتی۔ بددیانتی مصلحت آمیز۔ جس میں مصلحت ہو۔ فتنہ انگیز۔ فتنہ اٹھانے والا۔

مطلب:۔ دوسرے وزیر کی باتیں بادشاہ کو بہت ناپسند ہوئیں۔ اُس نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تجھ سے تیرے رفیق کی گفتگو کی نسبت پہلے وزیر کی گفتگو زیادہ پسند آئی کیونکہ اُس نے جو کچھ کہا وہ نیک نیتی اور مصلحت بینی پر مبنی تھا اور تو نے جو کچھ کہا وہ تیزی اور خباثت کی آنچ تھا۔ سچ ہے عقلمند کہتے ہیں کہ ایسے سچ سے جو فتنہ برپا کر دے وہ جھوٹ بہتر ہے جو مصلحت آمیز ہو لیکن [illegible] رکھنا چاہیے کہ اس مقولے کے نقل کرنے سے حضرت سعدی کا یہ منشا نہیں کہ جھوٹ بولنا جائز ہے بعض لوگ حضرت سعدی کی پناہ لیکر بے دھڑک جھوٹ بولتے ہیں اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ شیخ ممدوح کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مصیبت زدہ اور بے گناہ خلاف واقعہ بیان سے بچتا ہو تو خواہ مخواہ ضد اور انتقام جوئی کیلئے سچ بولنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب دوسرں کیلئے ایثار و قربانی کی تعلیم دینا ہے لیکن اپنی ذات کیلئے تو آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خواہ جان بھی جاتی ہو سچ ہی بولنا چاہیے۔ **بیت**

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید ۔۔۔ حیف باشد کہ جز نکو گوید

ترجمہ:۔ اگر بادشاہ کسی شخص کے کہنے پر عمل کرتا ہو تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ بھلائی کے سوا کچھ اور کہے

مطلب:۔ جس شخص کو بادشاہ کے دربار میں اعتماد حاصل ہو اور بادشاہ اُس کے مشورہ کے مطابق عمل کرتا ہو اُسے چاہیئے کہ بادشاہ سے ہمیشہ اچھی بات کہے اور اُس سے پسندیدہ مشورہ عرض کرے وہ

اضطرابِ شوق

(از جناب مولوی ابو محمد مصلح ابو العلائی ایڈیٹر حسن و عشق)

قطرے دریا کے لیے بیتاب ہیں، ذرّے آفتاب کی تمنا میں سرگرداں ہیں، چکور چاند میں نگراں ہے، قمری سرو میں تلاش کرتی ہے، اور بلبل پھولوں میں ڈھونڈھتی ہے لیکن میں اُسکی جستجو میں ہوں جو باعثِ قضا و قدر ہے۔

زلیخا کو حضرت یوسفؑ، مجنوں کو لیلیٰ۔ اور فرہاد کو شیریں مبارک ہو، راجہ نل کو دمن، وامق کو عذرا کا وصل نصیب ہو لیکن مجھے تو اُسکی آرزو ہے جو ان کے پردے میں جلوہ گر رہا۔

ہرن دام سے گریز کرتا ہے، طائر پھندے سے بھاگتا ہے، قیدی آزاد ہونا چاہتا ہے لیکن میں اپنے صیاد کو ڈھونڈھتا ہوں اور اس کی زلفِ پر پیچ کا اسیر ہونا چاہتا ہوں۔ لیکن آہ! معلوم نہیں وہ مجھے کیوں بھول بیٹھا ہے۔

میں عبد ہوں، وہ میرا معبود ہے، میں مخلوق ہوں وہ میرا خالق ہے، میں ایجاد ہوں وہ میرا موجد ہے لیکن کس منہ سے کہوں کہ میں طالب ہوں اور وہ میرا مطلوب ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں تمہارے دل میں ہوں لیکن آہ! کہ میں دل ہی نہیں رکھتا۔ وہ فرماتا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے قریب ہوں۔ مگر حسرت! کہ میں اس سے کوسوں دور ہوں۔ اس کا ارشاد ہے کہ تمہارے ساتھ ہوں لیکن فریاد! کہ میں اُس کے ساتھ نہیں ہوں۔

وہ ہے اور ضرور ہے۔ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں۔ لیکن آنکھیں اندھی ہیں عقل حیران ہے کیونکہ وہ جیسا آنکھوں سے محجوب ہے ویسا ہی عقل سے بھی مستور ہے۔

کاش میں اسکو اُسی کی آنکھوں سے دیکھوں، اور اسکو اسی سے مانگوں۔ اور اسکو اسی سے پاؤں۔

سنتا ہوں وہ عرش پر براجمان ہے۔ کوئی مجھے بتلائے وہ عرش کہاں ہے؟ میں اس کے ارد گرد دائیں بائیں اور بلندی و پستی میں اُسکو تلاش کرونگا۔

کیا مجھے یہ اونچا آسمان، یہ سطح زمین، یہ سر بلند پہاڑ، یہ عمیق دریا کچھ بتا سکینگے۔ اگر نہیں تو پھر یہ میرے کس کام کے۔

میں کہوں گا اور ضرور کہونگا کہ مجھے کسی غیر سے کچھ کام نہیں۔ پھر مجھے یہ آسمان و زمین کیوں نظر آتے ہیں۔ مجھے یہ نظر فریب دنیا کیوں دھوکے دیتی ہے۔ میں کچھ نہیں دیکھنا چاہتا میں صرف اُسکے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہوں جس کو کوئی نہیں دیکھتا۔

یہ سہی! کہ عقل جب مخلوق کو دیکھکر حیران ہے تو پھر خالق کے معاملہ میں کیا حال ہوگا یہ مانا کہ اُسی کی ذات مجھول نہیں۔ تسلیم کہ صفات ہیں اور وہ قدیم ہے اور یہ ٹھیک ہو کہ اُسکا کوئی مکان نہیں۔

لیکن میں اسکو نہیں جانتا۔ میں دیکھونگا اور ضرور دیکھونگا۔ مجھے اسکی تلاش کسی خط کیواسطے نہیں اس لیے اس کا حاصل ہونا بھی محال نہیں۔ اور وہ مطلوبِ کل پھر مطلوب ہو سکتا ہے علاوہ اگر وہ مکین نہیں تو پھر یہ مکان کس کا ہے۔ بہرکیفیت میں اُس کو بلا مکان دیکھنا چاہتا ہوں۔

مانا کہ وہ میرے ساتھ ہے لیکن مجھے اُس کی معیّت کی کیفیت کیونکر معلوم ہو، وہ منکشف ہوتا ہے لیکن مجھے تو اپنی معرفت بھی حاصل نہیں، پھر اُس کی غایت معرفت اور میں! حاشا! کہ اُسکے سوا کوئی اس کا جاننے والا نہیں۔

اب کوئی کہدے کہ مجھ پر اب وہ رحم فرمائے میری عاجزی پر ترس کھائے۔ میں اب اس کے سمجھنے سے عاجز آگیا ہوں اور مجھے اپنے عدم ادراک کا اقرار ہے۔

میں انسان ہوں مجھے اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ میں اُس کا نائب ہوں۔ لیکن آہ! کہ وہ درجہ جو حیوان کا آغاز ہے آج وہ ہماری انتہا ثابت ہو رہا ہے۔ کاش میں بہائم ہوتا، وہ اُس کے معاملہ میں ہمیشہ عاجز و حیران نظر آتا۔

تو پھر میں اب کیا کروں؟ کونسی تدبیر کروں، کس سے پوچھوں، کیا مایوس ہو جاؤں۔ اور یہ سمجھ لوں کہ وہ اب مجھے نہیں ملے گا۔

نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں کرونگا۔ اچھا تو کیا پھر تلاش کروں، لیکن اسکا تو فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس کو اب کہیں نہیں تلاش کرونگا۔ کیونکہ وہ میرے پاس ہے۔ میں اسے باہر نہیں ڈھونڈ ونگا۔ کیونکہ وہ میرے گھر میں ہے، بلکہ میں اب اسکو کبھی نہیں تلاش کرونگا اور امید ہے کہ وہ اس سے مجھے مل جائیگا۔

کوئی اللہ بتا دے مجھے اسکی تلاش ہے جس نے اپنی شان میں خود فرمایا ہے کہ میں اول بھی ہوں، آخر بھی، ظاہر بھی ہوں، باطن بھی، وہی جس نے لن ترانی کی صدا بلند کی تھی، وہی جس نے ألستُ بربّكم کا دلکش دلنواز ترانہ سنایا تھا۔ وہی جس کی شان میں لیس کمثلہ شیٔ وارد ہے۔

اور آہ! وہی جو محدود و مقید نہیں، وہی جسکو محدود عقل احاطہ نہیں کر سکتی، اور وہی جسکی حقیقت کسی اسم و لفظ سے تعبیر نہیں ہو سکتی۔

میں اس کا ایک پتہ اور دیتا ہوں۔ وہ ہمارا ہی جیسا ہے۔ کیونکہ میں اُسی کی شکل پر ہوں اور وہ ہر رنگ و ہر صفت میں جلوہ گر ہے۔

جس طرح اُس کے اوصاف کی کوئی حد نہیں، اُسکے ناموں کی بھی انتہا نہیں لیکن مجھے اس نے اپنا اسم ذات اللہ بتایا ہے

آہ کہ آنکھیں پاکر کچھ نہیں دیکھتا۔ کان کے ہوتے سنائی نہیں دیتا، ہوش پاکر بیہوش ہو جاتا ہوں میں ہوں اور حسرت! کہ دریا میں رہ کر پیاسا رہا جاتا ہوں۔

فریاد! اگر اُس شاہدِ حقیقی کو اپنا جلوہ دکھانا منظور نہ ہو تو یہ کشف و شہود و مشاہدہ و شغل میرے کسی کام کے نہیں۔

الغیاث! کہ وہی جو مطلوب الکل ہے مجھے اپنا طالب نہ گردانے تو ساری روسیاہی و خسران میرے حصے میں ہے۔

صراطِ مستقیم

(از جناب صاحبزادی صاحبہ آنریبل فضل حق وکیل کلکتہ)

صراط مستقیم کے لفظی معنی ہیں "سیدھا راستہ" گو یہ دو الفاظ عربی زبان کے ہیں۔ لیکن ہر ایک مسلمان خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ صراط مستقیم کے لفظی معنوں سے واقف ہو یا نہ ہو ان دو لفظوں کو جانتا ضرور ہے۔ کیونکہ ہر ایک نماز میں وہ ان الفاظ کو دوہراتا ہے اور خدا سے یہ دعا مانگتا ہے (اھدنا الصراط المستقیم) "ہمیں سیدھا راستہ دکھا" گویا خدا نے خود یہ پسند فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان دن بھر میں بار بار بارگاہِ باری تعالےٰ

میں یہ عرض کرے کہ "ہمکو سیدھا راستہ دکھا" پس ہر ایک مسلمان کو اس امر کے دریافت کرنے میں دلچسپی ہونی چاہئے کہ وہ صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ کیا ہے۔

۱۸۸۹ء میں سرسید احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات پر جو بعض مسائل سے متعلق تھے ایک سلسلہ تنقیدات تحریر فرمایا تھا۔ ان میں سے ایک مسئلہ "الصراط" کے متعلق تھا۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کی پہلی رائے جو انہوں نے صراط کے متعلق اپنی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں بیان کی تھی وہ عام عقیدہ کے مطابق تھی کہ وہ ایک پل ہے جہنم کے اوپر تنا ہوا۔ تمام لوگ اس کو دیکھیں گے جب اس پر پہنچیں گے تو فرشتے انکو اس پر ٹھہرائیں گے تاکہ ان سے سوالات کئے جائیں۔

اسکے بعد جو رائے امام صاحب نے اپنی کتاب "المضنون الاخیر" میں تحریر فرمائی ہے وہ بہت دلچسپ ہے وہ فرماتے ہیں کہ "صراط مستقیم سے مراد ہے اخلاق متضادہ جو انسان میں ہیں ان میں توسط حقیقی اختیار کرنا۔ مثلاً سخاوت اور فضول خرچی میں، اور شجاعت اور جاہلانہ بیرحمی میں اور بزدلی میں۔ خرچ کرنے میں اور کنجوسی میں۔ تواضع میں اور تکبر اور نالائق مزاجی میں عفت اور بدچلنی میں۔

یہ سب اخلاق متضادہ ہیں اور ان کے دو سرے ہیں۔ ایک افراط دوسرا تفریط۔ اور یہ دونوں مذموم ہیں اور دونوں سروں کا جو ٹھیک بیچ ہے وہ توسط کسی طرف مائل نہیں ہے نہ زیادتی کی طرف نہ کمی کی طرف۔ جیسے کہ وہ خط جو دھوپ اور چھاؤں میں فاصل ہے نہ تو اسکو دھوپ کہہ سکتے ہیں نہ چھاؤں۔

اسی تذکرہ میں پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"انسان کا کمال یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے فرشتوں کی مشابہت پیدا کرے۔ جن میں اوصاف متضادہ جیسے کہ انسان میں ہیں نہیں ہیں۔ انسان ان اوصاف سے بالکلیہ علیحدہ نہیں ہو سکتا اسلیے اسکو حکم ہوا ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کرے جو ان اوصاف سے علیحدہ ہو جانے کے مشابہ ہو گو کہ حقیقت میں علیحدہ ہو جانا نہ ہو اور وہ توسط ہے۔ جیسے کہ سمویا ہوا پانی نہ گرم ہے اور نہ سرد۔ اور دھو کا رنگ نہ سفید ہے نہ سیاہ۔ پس کنجوسی اور فضول خرچی انسان کی دو صفتیں ہیں اور سخاوت اس میں توسط کا درجہ رکھتی ہے جس میں نہ کنجوسی ہے اور نہ فضول خرچی۔ پس صراط مستقیم وہ توسط حقیقی ہے جو بال سے بھی زیادہ باریک ہے، اور جو شخص کہ ان صفات متضادہ کے دونوں سروں سے نہایت درجہ دور ہونا چاہے تو خواہ مخواہ ان دونوں سروں سے بیچا بیچ میں ہوگا۔ مثلاً ایک لوہے کے حلقہ کو آگ میں لال کرکے رکھیں اور اس میں ایک چیونٹی کو ڈالدیں تو وہ اسکی گرمی سے بھاگے گی اور جو جگہ سب سے دور ہوگی وہاں ٹھہریگی۔ پس بجز مرکز کے اسکو اور کوئی جگہ نہیں ملنے کی اور وہی مرکز وسط حقیقی ہے کیونکہ اسکو ہر طرف سے نہایت درجہ کا بُعد ہے۔ اور اس مرکز یا نقطہ کا عرض نہیں ہے۔ پس صراط مستقیم وہی وسط ہے دونوں سروں سے اور اس وسط کا مطلق عرض نہیں ہے اور وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ قیامت میں اس صراط مستقیم کو متشکل کر دیگا تو جو کوئی اس دنیا میں صراط مستقیم پر ہوگا۔ (یعنی جس نے صفات متضادہ انسانی کے استعمال میں حتی المقدور توسط اختیار کیا ہوگا اور کسی جانب مائل نہوا ہوگا) تو صراط مستقیم آخرت پر بھی سیدھا چلا جائے گا۔

ہم اس امر کی نسبت کہ صراط آخرت کوئی شئے مجسم دوزخ پر تنی ہوئی ہوگی۔ اس موقع پر اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے کہ قرآن مجید سے یا کسی قابل وثوق حدیث سے یہ مطلق ثابت نہیں ہے البتہ ہم جناب امام صاحب کی تعریف صراط مستقیم میں اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ نہ صرف انسان کے متضادہ اوصاف میں بلکہ ہر ایک امر میں توسط اور اعتدال اختیار کرنا صراط مستقیم کے معنوں میں داخل ہے، اور یہی اعتدال و توسط فی کل الامور وہ "سیدھا راستہ" ہے جس پر چلائے جانیکی شب روز دعا مانگنا خداوند تعالیٰ نے ہر ایک مسلمان کے لیے پسند فرمایا ہے اور خداوند تعالیٰ نے اس فرمان سے کہ "ہم نے تمکو امت معتدل یعنی اعتدال پر چلنے والی بنایا ہے" اسکی تائید ہوتی ہے۔

ہمارے ایک فلاسفر شاعر نے صراط مستقیم کے انہی معنوں کو نہایت خوبصورتی سے ایک شعر میں بیان کر دیا ہے۔ ؎

رفت است در میانہ روی "عمر" ما تمام
ما از "پل صراط" ہمیں جا گذشتہ ایم

سحر خیزی

(از علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی گورکھپوری)

ہندوستان کے جتنے شہر لب دریا ہیں ان کے ہندو باشندے طلوع آفتاب سے قبل دریا میں غسل کرتے ہیں اور کھلے میدان کی ہوا کھاتے ہوئے واپس آتے ہیں اور پھر اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں، صبح کا اٹھنا۔ ٹہلنا اور غسل کرنا دماغ کے لیے از بس مفید ہے اور اس لیے بہ نسبت مسلمانوں کے ہندو دماغی کام بہتر کرتے ہیں۔ مسلمان اپنے مذہب کے مطابق کاربند ہوں۔ طلوع آفتاب کے قبل اٹھیں پورا غسل کریں یا نیم غسل کریں (جسے وضو کہتے ہیں) اور ٹہلتے ہوئے مسجد کی طرف جائیں اور وہاں امام کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوں۔ جھکیں، سجدہ کریں، بیٹھیں اور پھر کھڑے ہوں اور بار بار ایسا کریں تو انکی صحت پر ہندوؤں سے بھی زیادہ اچھا اثر پڑے۔ لیکن جب گھڑی دن چڑھے تک یہ خواب غفلت میں پڑے رہے تو صحت جسم سے دنیا میں اور ثواب آخرت سے عقبیٰ میں بے بہرہ رہے نہ دنیا کے ہوئے نہ دین کے۔

صبح کا اٹھنا دماغ کو قوت دیتا ہے اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، قلب کو فرحت بخشتا ہے، شُش کو پاک کرتا ہے اور اسکے ساتھ ورزش یا مشی بھی شامل ہو جائے تو دوران خون بڑھنے سے خون صاف ہوتا ہے، جگر معدہ اور امعاء کے افعال بڑھ جاتے ہیں اور گردے مثانے کو بھی نفع پہنچتا ہے، اسیلئے اطبائے یونانی و ہندوستانی و انگریزی سب اس امر میں متفق ہیں کہ دن نکلنے سے پہلے کھلے میدان کی ہوا کھانا تندرستی کے لیے بہترین نسخہ ہے۔

ایک مرتبہ علاج کے لیے میں دہلی گیا اور کئی ہفتے تک وہاں مقیم رہا۔ راستے میں ایک صاحب دل کا ساتھ ہوا اور جب تک میں نے دہلی نہیں چھوڑی ان کا ساتھ نہیں چھوٹا۔ اُن کے فیض صحبت سے میں بلی ماروں سے مسجد جامع تک ہر روز صبح کے وقت تاروں کی چھاؤں میں ٹہلتا ہوا جاتا تھا۔ اور جماعت کے ساتھ فریضۂ سحری ادا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا بیمار گیا تھا اور تندرست واپس آیا۔ تشخیص مرض نہیں ہوئی مگر صحت ہو گئی۔ میں سمجھا کہ حکیم اجمل خاں کا نسخہ صحت کا باعث ہوا۔ لیکن برسوں کے بعد بمبئی کے سفر میں جس کا ذکر آگے آئے گا یہ معلوم ہوا کہ محض صبح خیزی اس حیرت افزا صحت کا باعث ہوئی تھی۔

دہلی سے واپس آنے کے کئی برس بعد جب سحر خیزی کی عادت جاتی رہی تو میرے مرض کا اعادہ ہوا، اور اس نے خطرناک صورت اختیار کی۔ مقامی اطبا اور ڈاکٹروں نے معذوری ظاہر کی تو ایک ڈاکٹر نے بمبئی سے سیلون تک مجھے جہاز پر سفر کرنے کی رائے دی اور کہا کہ شاید سمندر کی ہوا کچھ فائدہ پہنچائے۔ مجھے جلدی مرض خارش کے ساتھ تھا۔ پہلے فساد خون تجویز کیا گیا۔

لیکن خون کے ذریعہ سے جانچے گئے تو وہ بہتر سے بہتر حالت میں تھے۔ پھر جسم میں کیڑیاں تجویز کی گئیں اور ان کے مارنے کے لیے اتنی تیز دوا لگائی گئی کہ بجائے کیڑوں کے اُس نے چمڑہ جلا دیا اور جلد کی یہ حالت ہوئی کہ ہاتھی کی کھال کی طرح وہ جابجا دبیز، سیاہ اور ناہموار ہو گئی اور کالے سانپ کی طرح اس میں چمک پیدا ہوئی۔ غنیمت تھا کہ ہاتھ پاؤں منہ اس بلا سے محفوظ تھے۔ اور میرے معالجوں اور تیمارداروں کے سوا دوسرا واقف نہ تھا کہ تہ جامہ کیا ہے، ورنہ مجھے عجائب المخلوقات میں سمجھ کر لوگ تماشا دیکھنے آتے۔ اس وقت سیکڑوں سیاہ داغ بدن پر تھے اور وہ پھیلتے جاتے تھے اور اندیشہ قوی تھا کہ سب داغ جب آپس میں مل جائینگے تو بدن ابلق نہ رہے گا۔ بالکل سیاہ ہو جائیگا

پہلے مجھے سمندر کے نام سے اختلاج قلب ہوتا تھا، جہاز کیا کشتی میں بھی سوار ہونا مشکل تھا۔ اب بفضلہ اس مرض میں کمی ہے، لیکن مرض زائل نہیں ہوا ہے اور اسی وجہ سے اب تک حج بیت اللہ کی نوبت نہیں آئی۔ اوائل عمر میں سفر مکہ کے لیے بمبئی تک ایک مرتبہ گیا اور نیت یہ تھی کہ علم حدیث کی تکمیل مکہ، مدینہ، یا مصر میں کروں اور ساتھ ہی فریضۂ حج بھی ادا کر دوں۔ سمندر کی صورت دیکھکر رائے بدل گئی اور گھر واپس آیا۔ اور پھر یہ قلبی اور دماغی مرض اگر اسے مرض کہیں تو دن بدن بڑھتا گیا، لیکن اب جو ڈاکٹر نے مجبور کیا تو پھر سمندر دیکھنے کی ہوس دل میں پیدا ہوئی۔ بمبئی تک پہنچکر بطور امتحان قلب ایک روز ایک فیری ٹوٹ پر میں چڑھا، واپسی کا محصول بھی چکا دیا، دن بھر جہاز میں رہنے کا ارادہ تھا لیکن بمشکل دوسرے جزیرے تک پہنچا تھا کہ ہمت چھوٹ گئی۔ ۹ بجے صبح کو وہیں اُتر پڑا اور شام کو جب جہاز واپس آیا تو اُس میں بیٹھکر بمبئی واپس آ گیا۔

آخری چارۂ کار کی یہ صورت دیکھکر دفعۃً خیال آیا کہ جلدی امراض کے ماہر ڈاکٹر کے پاس چلنا چاہیے۔ وہاں گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہندوستان میں یکتا ہے۔ کاہنوں نجومیوں کے قصے میں نے بہت سُنے تھے یہاں آنکھوں سے دیکھا کہ میرے جسم پر نظر ڈالتے ہی وہ ڈاکٹر بولا کہ تمہیں نہ جلدی مرض ہے اور نہ فساد خون ہے، ضعف دماغ سے اعصاب کمزور ہو گئے اور کمزوری اعصاب سے خارش پیدا ہوئی۔ معالجوں کی سوء تدبیر سے خارجی دواؤں نے تمہارے جسم کی کھال جلا دی ہے۔ کوئی دوا نہ کرو یہی تمہاری دوا ہے اور صحت جلد چاہتے ہو تو صرف ضعف دماغ کا علاج کرو اور دماغ سے کام نہ لو۔ دماغ سے کام لینے کی حالت یہ تھی کہ میں بظاہر پیشۂ وکالت کرتا تھا، لیکن موکلوں سے الگ ہونے پر میرے اشغال کے مختلف صیغے تھے۔

(۱) الوقت اخبار کی اڈیٹری (۲) تالیفات و تصنیفات کتب کے مشاغل (۳) رفاہ عام کے بہت سے کام (۴) لکھے پڑھے لوگوں میں عملی طور پر تجارت کا شوق پیدا کرنا (۵) زبان عربی اور انگریزی کے لٹریچر میں کتب بینی سے ترقی کرنا (۶) فن انجینیری اور صیغۂ تعمیرات میں باوجود کم مائگی کے اعلیٰ درجہ کی دلچسپی لینا، کم و بیش سلسلہ درس و تدریس بھی جاری رکھنا۔ مجھے خود حیرت ہے۔ اتنے کام ایک ساتھ کیونکر انجام پاتے تھے۔ حیرت ہوئی کہ اعصاب ہی کے سر گئی، دماغ میں خلل نہیں آیا۔ ڈاکٹر سے میں نے اپنے مشاغل بیان کیے تو دماغ سے زائد کام لینا میری بیماری کا اُس نے اصل سبب بتایا۔

بالآخر سیلون کا ارادۂ سفر فسخ ہوا اور دماغ کا علاج، مقویات دماغ سے شروع ہوا، اور صحت میں حیرت انگیز ترقی ہونے لگی، اس کا سبب نہ صرف دواؤں کا کھانا تھا بلکہ زائد تر سبب کا نہانا تھا اور یہ محض حسن اتفاق تھا۔ ڈاکٹر کی ہدایت نہ تھی۔ میرا دماغ اشغال کا عادی تھا، اور وہاں بالکل بے شغلی تھی، اس لیے دل بہلانے کے لیے میں نے یہ صورت نکالی کہ صبح اُٹھکر دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے پہنچتا تھا اور وہاں پانی میں دو ڈیڑھ فرلانگ چلا جاتا تھا۔ کنارہ عمیق نہ تھا اس لیے کوئی خطرہ نہ تھا۔ پانی سے میں نہیں ڈرتا تھا بلکہ پانی کے عمق اور کشتی کی حرکت سے ڈرتا تھا۔ پانی جب شانوں تک آجاتا تو تیرتا ہوا ساحل تک واپس چلا آتا۔ روز کا یہی مشغلہ تھا۔ یہی روز افزوں صحت سے میں سمجھا کہ سمندر کی آب و ہوا اس کا باعث ہے۔ ہوا میرے ساتھ نہیں آ سکتی تھی۔ پانی تو آ سکتا تھا۔ میں نے یہ انتظام کیا کہ کئی درجن پیپوں میں سمندر کا پانی نہانے کے لیے وطن لاؤں، میں نے اپنے معالج ڈاکٹر سے ذکر کیا تو اُس نے کہا کہ سمندر کے پانی کو ازالۂ مرض سے کوئی تعلق نہیں ہے، تمہارا مرض ضعف دماغ سے ہے۔ طلوع آفتاب سے قبل کھلے میدان میں ٹہلنا بہترین علاج ہے اور نہانا بھی کچھ مفید ہے۔ میری دوائیں کبھی اسی نتیجہ تک پہنچیں، لیکن بتدریج سحر خیزی نے ان دواؤں کے اثر کو ایسا تیز کر دیا جیسا کہ باد موافق چلنے پر بادبان کشتی رفتار کشتی کو بڑھا دیتا ہے۔ یہ تقریر سنکر مجھے دہلی میں یہ جاڑے تک طلوع آفتاب کے قبل روزانہ آنا جانا یاد آیا اور یہ خیال ہوا کہ دہلی میں بھی تبدیل آب و ہوا یا معالجہ کا اتنا اثر نہ تھا جتنا کہ سحر خیزی کا تھا۔ تقریر ختم ہوئی لیکن ایک بات اسکے متعلق لکھنے سے رہ گئی وہ بھی لکھے دیتا ہوں۔

ایک روز میں سمندر میں تیر رہا تھا کہ میری نظر ایک عمارت پر پڑی جو سمندر کے اندر دور تک چلی گئی تھی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ امرا اور انگریزوں کے نہانے کے لیے سمندر کا ایک حصہ دیواروں سے گھیر دیا گیا ہے۔ دوسرے دن میں وہیں پہنچا، داخلے کی فیس دربان کے حوالہ کی اور اندر داخل ہو گیا۔ مینیجر نے نہایت تپاک سے میرا استقبال اور ضروری ہدایتیں سنائیں، لیکن جب میں نے اپنا جسم برہنہ کیا تو حیرت اور خوف سے اسکا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اس نے میری فیس فوراً واپس کی۔ وہ سمجھا کہ میرا مرض متعدی ہے۔ دوسرے نہانے والے اس میں مبتلا ہو جائیں گے۔ میں وہاں سے چلا آیا اور برسبیل تذکرہ اپنے ڈاکٹر سے یہ واقعہ بیان کیا۔ ڈاکٹر مجھ سے بہت مانوس ہو گیا تھا۔ اُس نے فوراً ایک سرٹیفکٹ لکھ کر مجھے دیا کہ کل اسے مینیجر کو دکھانا۔ تمہارا مرض متعدی نہیں ہے تم کو نہانے سے وہ روک نہیں سکتا۔ میں نے کہا "زر دادن و درد سر خریدن" اُس نے کہا درد سر کچھ نہیں۔ اب وہ تمہیں نہ روک سکے گا، میں نے کہا اگر آپ کی تحریر کا اُس نے خیال نہیں کیا تو کیا ہوگا؟ اُس نے کہا کہ میں جسٹس آف دی پیس ہوں۔ وہ نہ مانے گا تو گرفتار ہو کر میرے سامنے آئیگا۔ میں نے وہ تحریر تو جیب میں رکھ لی لیکن اُسے کام میں نہیں لایا مجھے بالطبع ہو کر کھلے میدان میں نہانا مجھے پسند آیا۔ ایسا عجیب و غریب اور خطرناک عارضہ تھا جسکی تشخیص سے بیسیوں ڈاکٹر عاجز آ چکے تھے لیکن آخر سحر خیزی اس کے دفع کرنے کا سبب ہوئی اگر علم طبیہ کی کتابوں سے میں سحر خیزی کا بیان کرتا تو شاید ان واقعات کے بیان سے وہ بہتر ہوتا۔ میری بیتی سنکر ناظرین کو سحر خیزی کے فوائد

بخوبی معلوم ہو جائینگے، اور اس پر بھی جسے سحرخیزی کے فوائد کا یقین نہ آئے وہ ایک روز دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے دریا، میدان یا مسجد میں ٹہلتا ہوا چلا جائے اور پھر چالیس روز تک مفرحات و مقویات کا استعمال کر کے جالینوس کے نسخوں سے سحرخیزی کا موازنہ اور مقابلہ کرے اور دیکھے کہ ٹہلنے میں زائد لطف ہے یا مفرحات کھانے میں زائد لطف ہے۔

یہاں تک دنیاوی فوائد بیان کیے گئے ہیں کیونکہ آسانی سے یہ سمجھ میں آ سکتے ہیں ان کے علاوہ سحرخیزی میں روحانی فوائد بھی ہیں جن کے متعلق صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ آخر شب یا اول صبح کی بیداری تزکیہ روح کے لیے لازم ہے۔ حافظ شیرازی آخر شب میں اٹھکر ٹہلتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے، وہ فرماتے کہ میں نے جو کچھ پایا اسی عمل سے پایا۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں ؎

صبح خیزی و سلامت طلبی چوں حافظ
ہرچہ کردم ہمہ از دولت قرآں کردم

ہو جا

(از مولانا نامی)

عالم تیرہ میں تو شمع شبستاں ہو جا
نیّر نور فضا عالم رخشاں ہو جا

تیری ہستی سے ہوا راز حقیقت روشن
گل نہ ہو گل سے تو بہتر گلستاں ہو جا

بادہ کش جمع ہیں تجھ نے عرفانی میں
ساغر آشام نہ بن ساقیِ ذیشاں ہو جا

زندگی تیرے لیے کا ہے تن بیجا تو نہیں
صفت نکہتِ گل اب تو پریشاں ہو جا

راحتِ دل ہے ذرا غور سے سن بانگ سحر
اُٹھ خواب سے اُٹھ نیّر تاباں ہو جا

ملت دینِ حنفی کا تجھی پر ہے مدار
نازش خلق ہو اور حامل قرآں ہو جا

مژدۂ گل ہے ہوا اور گلستاں کو فروغ
جا مۂ گل سے نکل روح گلستاں ہو جا

ہے تیرا کوکب اقبال چمکنے والا
تابش نور نگاہ عربستاں ہو جا

زمزمہ سنج ہے اب قوت ادراک تیری
رونق بزم ہو تاج سر ایماں ہو جا

ہے ترا دستِ جنوں سلسلہ جنبان ازل
عشق میں رو کش صد قیس بیاباں ہو جا

کیوں سکندر کی طرح بادیہ پیما ہے تو
تشنۂ آب نہ ہو چشمۂ حیواں ہو جا

قدسی الاصل ہے تو تجھ پر خدا کی رحمت
پرتو مہر قدم سے مہ تاباں ہو جا

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تسلیم
تو بھی رحمت میں فنا سوختہ ساماں ہو جا

نفس

(از مولوی غلام دستگیر صاحب صادق سلطوی)

از روئے لغت کسی شے کے وجود اور اس کی حقیقت کا نام نفس ہے۔ گو عادات مروجہ میں اس کے اور معنی بھی لیے جاتے ہیں۔ جیسے کہ ایک گروہ کے نزدیک روح کو نفس کہتے ہیں، اور بعض مروت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ نفس عین شے ہے، لیکن نفس اور روح دونوں لطیف اشیاء میں سے ہیں، پس نفس کی مخالفت سب عبادات کا اصل اور سبب مجاہدات کا کمال ہے اور بندہ ماسوا اس کے خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ با اینہمہ موافقت نفس میں ہلاکت کا خدشہ ہے اور اسکی مخالفت آخرت کی نجات کے مدد ہے۔ اللہ تعالے نے فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ جب تمہارے پاس رسول وہ چیز لایا جسے تمہارے جی پسند نہیں کرتے تو تمنے تکبر کیا! ایسا ہی اللہ کریم نے فرقان حمید میں حضرت یوسف علیہ السلام سے خبر دی ہے وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي اور نہیں پاک کرتا میں اپنے نفس کو۔ درحقیقت نفس برائی کا حکم کرنے والا ہے مگر جس پر میرے رب نے رحمت کی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهُ بِعُيُوبِ نَفْسِهِ جب اللہ بندہ کے لیے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اپنے نفس کے عیبوں سے آگاہ کر دیتا ہے، لیکن یہ صفات ہیں اور صفت کے لیے موصوف کی ضرورت ہے، کوئی صفت اپنے آپ قائم نہیں ہوتی اور موصوف کی معرفت تمام جوانب سے پہچاننے کے سوا معلوم نہیں ہوتی۔ اسکے پہچاننے کا راستہ انسانی صفات اور خصلتوں کا بیان کرنا ہے۔ مشائخ میں سے ایک نے کہا ہے مَنْ جَهِلَ بِنَفْسِهٖ فَهُوَ بِالْغَيْرِ اَجْهَلُ جو اپنے نفس سے جاہل ہے وہ اس کے غیر سے جاہل تر ہے اسی لیے بندہ جب تک دنیا میں نفس سے خلاصی نہ پائے اور ارادہ کی تحقیق حاصل نہ کرے، جو روح کا قاعدہ ہے قربت اور معرفت کی حقیقت کو نہیں پہنچتا۔ پس جو دنیا میں اللہ کریم کو پہچانتا ہے اور غیروں سے منہ پھیر لیتا ہے، اور شریعت کے راستہ پر قیام کرتا ہے، وہ قیامت اور دوزخ اور پل صراط کو نہیں دیکھتا۔

محبت میں

(از جناب ہادی صاحب بلوی)

چمک اُٹھتے ہیں میرے داغ دل شبہائے غربت میں
یہی دو چار تارے کام آتے ہیں مصیبت میں

مبارک تم کو ذوق کامرانی بزم عشرت میں
کہیں مانوس غم ہوں جی بہلتا ہے مصیبت میں

نہ اب دل ہے نہ دل میں داغ اُلفت کی ضیا باقی
کبھی ایک شمع روشن تھی شبستان محبت میں

پتہ ملتا نہیں کچھ دل کے اجزائے پریشاں کا
کہاں تک کوئی ڈھونڈے ذرہ ہائے غربت میں

میری مایوسیاں رونق فزائے خلوت دل ہیں
یہ شمعیں جلوہ آرا ہیں شبستان محبت میں

رفیق رنج تنہائی ہے۔ میری بیکسی کیا ہے
خدا رکھے یہ اکثر ساتھ دیتی ہے مصیبت میں

سُن او محو طرب ناآشنائے سوز ناکامی
ہزاروں نغمہائے درد ہیں ساز مسرت میں

تمناؤں کی بربادی پہ اتنا رنج و غم ہادی
ارے ناداں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے محبت میں

ناظرین دین و دنیا کی خدمت میں التماس ہے کہ آئندہ رسالہ بجائے یکم کے ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوا کریگا اس لیے عدم وصولی کی شکایات پندرہ تاریخ کے بعد دفتر کو مطلع کیجئے۔

منیجر

صحت جسمانی

(از جناب ڈاکٹر محمد عثمان صاحب)

"تندرستی" جیسا کہ مشہور ہے "ہزار نعمت" ہے۔ یہی نعمت غیر مترقبہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ امیر غریب کی زندگی کا نصب العین ہے، اور غور سے دیکھا جائے تو انسانی زندگی کے تمام کام، دینی و دنیوی مقاصد بیشتر قیام صحت پر مبنی و منحصر ہیں۔ فی الحقیقت صحت و مسرت توام ہیں، اور چونکہ انسانی مسرتوں میں بہترین مسرت یہی ہے کہ انسانی شخصی مقاصد سے قطع نظر کرکے اپنی زندگی کو بہبودی خلائق اور مفاد عام کے لیے وقف کردے، اپنے سے زیادہ دوسروں کے کام آئے، ابنائے ملک و ملت کی خدمت کو حقیقی عظمت سمجھے، لہذا تحفظ صحت اور قیام تندرستی کی کوشش نہ صرف ایک شخصی ضرورت اور ذاتی مصلحت ہے بلکہ ایک اہم قومی اور اخلاقی فرض!

"لیکن کامل صحت اور حقیقی تندرستی کے لیے نہ صرف بدن کی تندرستی اور غور و پرداخت ضروری ہے بلکہ خیالات کی پاکیزگی اور روح و ضمیر کی صحت بھی بخوبی حاصل ہونی چاہیے ایسی بے عیب اور کامل تندرستی (جس میں نہ صرف بدن کے کل پرزے اپنا اپنا کام اچھی طرح کرتے ہوں بلکہ دماغ صحیح ہو اور خیالات برائی اور بدی سے پاک ہوں، ارادے بے لوث اور روح منزہ ہو) آجکل کے زمانہ میں ناممکن الحصول نہیں تو کم از کم کمیاب و شاذ تو ضرور ہے۔

اگر صرف جسمانی تندرستی کو لیجیے تو ایک بظاہر تندرست و قوی جوان جس کے بدن میں طاقت بھری ہوئی ہے اور جو جوانی کے جوش میں مست ہے وہ بھی اپنی طاقت و جوانی کو ڈھلتی ہوئی عمر کے ساتھ دن بدن کمزوری اور ضعیفی سے قریب تر پاتا جاتا ہے، دراصل انسانی جسم کی ساخت و تراش ہی ایسی ہے کہ بالآخر اُس کو نیست و نابود ہوجانا لابد ہے۔ بالفاظ دیگر انسان دن بدن لمحہ بہ لمحہ مرتا جاتا ہے! حقیقتاً یہ بالکل صحیح ہے کہ ہمارے بدن کے بعض اجزا (جن کو ہم چشم ظاہر بیں سے دیکھ نہیں سکتے) روزانہ مرتے جاتے ہیں، اور ہمارے بدن میں روز چند ایسے زہر (مواد فاسدہ) بنتے رہتے ہیں جن کا جلد سے جلد بدن سے خارج ہونا تحفظ صحت اور قیام تندرستی کے لیے نہایت ضروری ہے، اس قسم کے جسمانی مواد فاسدہ اور زہر یا تو بدن سے تمامہ خارج ہی نہیں ہوتے یا اُن کا بیشتر حصہ جو خارج ہوجاتا ہے اُس کے خارج کرنے میں بدن اور نظام جسم کو جو طاقت اور کوشش عمل میں لانا پڑتی ہے اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نامعلوم طور پر رفتہ رفتہ ہماری جسمانی طاقت کم ہوجاتی ہے، حتے کہ بتدریج جسم بڑھاپے اور ضعیفی کی سرحد میں داخل ہوجاتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوگا کہ انسانی جسم کی طبعی ساخت و رفتار ہی اس امر کی متقاضی ہے کہ جسمانی قوت و طاقت ایک ناپائدار اور عارضی چیز ہے۔ اس عارضی و مستعار قبضہ پر پوری مقدرت حاصل کرنے کے لیے اور بھی ضروری ہے کہ اصول صحت و مبادیات حفظان صحت پر بعزم و احتیاط عبور و عمل حاصل کیا جائے اور جو کچھ بھی صحت حاصل ہے اس کو قوانین صحت کی مدد سے قائم و محفوظ رکھا جائے اس میں ذرا شک و شبہ نہیں کہ اگر انسان حفظان صحت کے معمولی قواعد کی باحتیاط تمام پابندی کرے تو وہ اپنی عمر کے معتد بہ حصہ کو صحت و تندرستی کے ساتھ گزارنے پر قادر ہوسکتا ہے۔ عمر کے آخری اور کمزور سرحد میں داخل ہونے کے بعد شاید اس بات کی ضرورت محسوس ہو کہ جسمانی مشقت کم کردی جائے۔ مگر جسمانی کمزوری اور ضعف قویٰ کی اس آخری حالت میں بھی انسان نہایت سخت دماغی محنت، ضبط و استقلال، فکر و عزم کا متحمل ہوسکتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی دماغی مشقت و ارادی ریاضت محض جسمانی قوت اور عضلاتی طاقت کی نسبت بہت زیادہ مشکل چیز ہے جس کی تکمیل کے لیے عضلی قوت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی دل و دماغ کی صحت اور ضمیر و روح کی بالیدگی کی۔ اس قسم کی اخلاقی قوت اور دماغی صحت کی بیسیوں مثالیں ہمارے ملک کے گذشتہ اور موجودہ مذہبی پیشواؤں، زاہدوں، عابدوں، اور سادھو مہاتماؤں میں مل سکتی ہیں جنہوں نے باوجود اپنی انتہائی جسمانی کمزوری اور ضعف قویٰ کے محیر العقول دماغی صحت، اور اخلاقی و روحانی تندرستی و ریاضت کا بارہا ثبوت دیا ہے۔

تندرستی کی تعریف :- الغرض تندرستی کے معنی یہی نہیں کہ جسمانی قوت و طاقت موجود ہو، منہ سُرخ ہو، ڈنڈ پھولے یا سینہ کشادہ اور جسم موٹا تازہ، بھاری بھرکم ہو، جس طرح جوڑے چکلے ہاتھ پاؤں رکھنے والی، اچھے کپڑے پہنے موٹی مورت کا نام انسان نہیں ہوسکتا اسی طرح صرف جسم کی ظاہری قوت اور اعضاء کی بیرونی درستی پوری تندرستی نہیں کہی جاسکتی۔ حقیقی اور کامل تندرستی کے لیے ضروری ہے کہ انسانی جسم و اعضاء صحیح و تندرست حالت میں اپنا اپنا کام کرتے ہوں اور ساتھ ہی انسان کو بنانے والی چیز یعنی اُس کا دماغ، ضمیر، روح یا آتما یہ بھی صحیح و تندرست ہوں۔ اُس کے ارادے سچے ہوں، عزم بالجزم ہو، خیالات پاک اور اُمنگیں بے لوث ہوں، قوت ارادی ایسی قوی ہو کہ عمل صالح کی قوت اور اعمال بد سے ضمیر و اعضا کو محترز رکھنے کی مقدرت حاصل ہو۔ یہ ہے وہ اصلی و صحیح تندرستی جو بدن اور ضمیر دونوں کی مشترکہ قوت سے حاصل ہوسکتی ہے اور انسان چاہے تو قواعد حفظان صحت جسمانی اور مبادیات تزکیۂ روحانی پر عمل پیرا ہونے سے ان دونوں کو کم و بیش حاصل کرسکتا اور ایک حد تک قائم رکھ سکتا ہے۔

سطور بالا سے ظاہر ہوگا کہ ایک ایسا آدمی کامل تندرست نہیں کہا جاسکتا جو صرف دس میل روزانہ پیدل چل سکے، یا جو دس من بوجھ اُٹھا سکے یا دوران طاعون میں وبا سے محفوظ و بے اثر رہے، یا جو صرف دس گھنٹے روزانہ دماغی محنت یا نوشت و خواند کا متحمل ہو یا جو محض خیالات پر قابو رکھ سکے، حقیقی صحت اور کامل تندرستی جبھی ہوسکتی ہے کہ انسان میں دماغی محنت اور جسمانی ریاضت کی مختلف قوتیں مجموعی طور سے ہویدا ہوں، ایسی کامل تندرستی کے لیے کوئی نیا قانون یا مخصوص و محدود حد نہیں قائم کی جاسکتی۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اصلی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جسمانی و عضوی صحت کے ساتھ ساتھ دماغی و اخلاقی قوت بھی زیادہ نہیں تو معمولی

حیثیت کی تو ہونی چاہیے۔ اسی جسمانی و دماغی قوت کا اجتماع صحت ہے۔

(۱) صحت ضمیر و تزکیہ روح:۔ ہمارے اور آپ کے مذہبی مقدس پیشواؤں نے صحتِ ضمیر اور تزکیۂ نفس کے متعلق جو نہایت زرین اصول مدوّن کیے ہیں وہ عملی طور پر اس طرف کافی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ صحت ضمیر اور بالیدگی روح کے لیے جملہ مذاہب نے جو قواعد مرتب کیے ہیں اُن کا لُبِ لباب مندرجۂ ذیل اصول میں مجموعی طور پر موجود ہے۔

(۱) **توحید:۔** انسان اپنے قادرِ مطلق کو پہچانے، اُسی کو پوجے اور اُسی پر بھروسہ رکھے۔ اسی کا نام ایمان ہے۔

(۲) **صداقت:۔** اپنے ہر کام اور ہر خیال میں سچائی اور راستی کو آگے رکھے۔

(۳) **خدمت خلق:۔** خلق اللہ کی خدمت کو ذاتیات پر مقدم سمجھے، ایک دوسرے کی مدد کرے۔ تقریباً ہر مذہب نے اسی اصول پر اخلاقی تعلیم کا مدار رکھا ہے۔ مزید تفصیل آپ اپنے مذہب کی مقدس کتب میں ضرور موجود پائیں گے۔

(۲) اب جسمانی صحت کو لیجیے۔ اوپر تذکرہ ہو چکا ہے کہ انسانی بدن میں معمولی طور پر روزانہ بہت سی نقصان پہنچانے والی چیزیں **مواد فاسدہ یا سمیات** بنتے رہتے ہیں، جن کو خارج کرنے کے لیے بدن کی طاقت کم و بیش روزانہ صرف ہوتی ہے۔ یہ سمیات بدن میں کس طرح پیدا یا داخل ہو جاتے ہیں؟ ان میں سے کچھ حصہ تو ہماری غذا اکل و شرب کے ساتھ داخلِ بدن ہو جاتا ہے۔ کچھ حصہ داخل شدہ غذا کی تحلیل و انہضام میں بدن کے اندر غذا کے تفرید و تجزیہ، ٹوٹنے اور بدلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کچھ حصہ وہ ہے جو نہ غذا کے ساتھ جسم میں داخل ہوتا ہے نہ غذا کی تحلیل و تفرید سے مترتب ہوتا ہے بلکہ جو خود ہمارے جسم کے عضلات اعضا و احشا، (دل، گردہ، پھیپھڑے، گوشت وغیرہ وغیرہ) طبعاً اپنی تحریک و عمل سے اپنی زندگی اور کام کی حالت میں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ عضوی فضلات ہیں جو اُسی طرح بن جاتے ہیں جس طرح آگ اور ایندھن سے راکھ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن مندرجۂ بالا تینوں اقسام کے سمیات، فضلات و مواد فاسدہ سے زیادہ خطرناک، خوفناک قسم اور بڑی مقدار اُس زہر کی ہے جسے اصطلاح میں جراثیم کہتے ہیں۔ یہ ننھی ننھی ہستیاں (جنہیں ہماری آنکھ دیکھ بھی نہیں سکتی اور جو صرف مخصوص طاقت کے خوردبینی شیشہ کی مدد سے نظر آتی ہیں) مختلف صورت و شکل، انواع و خواص کے چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں جو آئے دن انسانی جسم پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اور بدن کے اندر داخل ہو کر ہمارے خون سے قوت و غذا حاصل کر کے پھیلنا اور بڑھنا چاہتے ہیں، ان کے نشتر و تو زیع استحالہ و عمل سے بیسیوں اقسام کے سمیات بن جاتے ہیں جو مختلف اقسام کے زہری تاثرات پیدا کر سکتے ہیں مگر قادرِ مطلق حکیم کامل نے (قربان جائیے اُس کی قدرت و صنعت پر) ہمارے خون میں ایسی طاقت اور مخفی قوت مضمر رکھی ہے کہ وہ تمام اقسام کے جراثیم، کیڑوں اور زہروں سے مقابلہ کر کے روزانہ بلکہ لحظہ بلحظہ تندرستی قائم رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اگرچہ یہ جراثیمی بادل اور سمیات دن رات ہمارے جسم میں داخل ہو کر اندرون جسم بڑھتے اور پھیلتے رہتے ہیں۔ مگر اکثر ہماری صحت اُن سے محفوظ و مصؤن رہتی ہے۔ باایں ہمہ ہمارے خون کی یہ طبعی قوت مقابلہ قدرت کے دیگر عطیات و خزائن کی طرح ابدی طور پر قائم و لازوال نہیں رہ سکتی اور ہمارا فرض ہے کہ حتے الوسع جراثیم اور دیگر سمیات کو اوّل تو بدن کے اندر داخل ہی نہ ہونے دیں، دوم یہ کہ داخل شدہ جراثیم و سمیات کو بدن سے بآسانی خارج و منقطع کرنے کی کوشش کریں اور اُن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی مزید طاقت حاصل کرتے رہیں۔ (مشیر الاطبا)

جسمانی اور رُوحانی طاقت

لوگ جسمانی بیماریوں پر زیادہ توجہ کرتے ہیں، ان کے مہلک اثرات سے زیادہ خائف رہتے ہیں، بیماری سے نجات پانے کے لیے ڈاکٹروں اور طبیبوں کی جیبیں روپیوں، نوٹوں اور اشرفیوں سے بھرتے ہیں، اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ کسی طرح صحت حاصل ہو جائے اور انسان پھر اس طاقت سے فائدہ اُٹھا سکے جو بیماری کی وجہ سے زائل ہو گئی تھی، وہ جانتا ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے بیماری اس کے ساتھ سایہ کی طرح لگی رہیگی۔ تاہم اس کی یہ دلی آرزو ہے کہ اُسے بیماری سے ہمیشہ کے لیے پیچھا چھڑانے میں پوری کامیابی حاصل ہو جائے۔ یہ آرزو زیادہ تر امیروں کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ باوجود دولت و ثروت کی فراوانی کے وہ ڈاکٹروں اور طبیبوں کے زیادہ محتاج رہتے ہیں اور بسا اوقات "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مصداق ہوتے ہیں۔

مگر جسمانی بیماریوں کے مقابلہ میں اخلاقی بیماریوں کے ازالہ پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ اخلاقی بیماریاں کسی فرد یا خاندان یا قوم کے لیے زیادہ تباہ کن اور مہلک ثابت ہوتی ہیں جسمانی بیماریوں کی طرح اخلاقی بیماریوں کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اطبا کے نزدیک اوّل الذکر کا تعلق آخر الذکر سے نہ ہو لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کے نظام جسمانی، صحت اور طاقت کا پورا انحصار اس کی اخلاقی صحت پر ہے۔ اخلاقی پہلو سے صرف وہی شخص تندرست اور توانا سمجھا جا سکتا ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کے دبانے، جھوٹی اور عارضی اور سچی اور دائمی خوشی میں تمیز کرنے اپنے جذبات کو نیکی اور سچائی کی قوت کے تابع رکھنے اور اپنی زندگی کو قوانین قدرت کے مطابق بسر کرنے کی پوری اہلیت اور قدرت رکھتا ہو۔

اگر یہ کلیہ صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ انسان کی صحت اس کی اخلاقی حالت سے وابستہ ہے اور ایک کا دوسرے سے وہی تعلق ہے جو جسم کا روح سے ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے لوگ اخلاقی پہلو سے تندرست اور توانا قرار دیے جا سکتے ہیں اس کے جواب میں ہمیں زیادہ دیر تک غور و فکر کرنے کی ضرورت لاحق نہیں ہوگی طبقۂ

متوسط اور طبقۂ امرا کے لاکھوں افراد میں جو دنیاوی خوشیوں کے اعتبار سے اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتے ہیں شاید ہی کوئی ایسا خدا کا بندہ ہو جو مذکورۂ بالا معیار میں پورا اُتر سکے۔ اگر ہمارا یہ جواب صحیح ہے (اور ہم کسی قدر وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے محترم ناظرین کو بھی اس جواب کی صحت میں کلام نہ ہوگا) تو کیا یہ انتہائی تاسف کا مقام نہیں ہے کہ طبیب اور ڈاکٹر باوجود تشخیص امراض کے فن میں باکمال ہونے اور مسیحائی کا دعوےٰ کرنے کے موذی اور مہلک امراض کو صفحۂ ہستی سے مٹانا تو درکنار اُن کے خوفناک اور ناگہانی حملوں کے دفعیہ میں اب تک کامیاب نہیں ہوئے؟ کیا یہ عجیب و غریب بات نہیں کہ طبی دنیا میں آئے دن کے حیرت انگیز انکشافات اور جراحی عملیات کے باوجود امراض کی تعداد میں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اور بنی نوع انسان کا بالخصوص وہ حصہ جسے اپنے تمدن، اپنی تہذیب اور اپنی شائستگی پر ناز ہے۔ ان امراض کی بدولت ایک ایسی عبرت خیز اور المناک زندگی بسر کر رہا ہے جس کی صحیح تصویر دیکھنے کے لیے پتھر کا دل چاہیے؟ کیا ایسی زندگی جس کا حصار آن گنت آن دیکھے اور آن بوجھے دشمنوں سے ہر وقت محصور رہتی ہو قابل رشک خیال کی جا سکتی ہے؟

تعلیمیافتہ اصحاب غالباً اس مسئلہ حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ حکیم مطلق نے انسان کے اندر اس قدر طاقت اور قوت کا مادہ ودیعت رکھا ہے جو کسی بیماری کے ابتدائی حملہ کی پوری روک تھام کر سکتی ہے۔ در اصل یہ طاقت سپر کی طرح ہے جس پر بیماری کا وار ہرگز کارگر نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ ناعاقبت اندیش انسان ایک چھوٹی مسرت اور عارضی لذت کے حصول کی خاطر اپنے نفسانی اور شہوانی جذبات کا غلام بن جاتا ہے اس لیے وہ بے اعتدالیوں کا مرتکب ہوتا ہے اور اگرچہ وہ دولت کی طاقت سے قدرت کی اس طاقت کو بحال رکھنا چاہتا ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کے تمام خزائن کچھ حقیقت نہیں رکھتے لیکن کیا قدرت کا اٹل قانون جو شاہ اور گدا سب کے لیے یکساں واجب العمل ہے اور جس کی خلاف ورزی کی پاداش سے کوئی متنفس نہیں بچ سکتا۔ جنس اور تنگدل انسان کی نقرئی یا طلائی ٹکلیوں کی چمک سے مرعوب ہو سکتا ہے؟ کیا یہ احمق سمجھتا ہے کہ قدرت کا قانون جاگیرداروں اور امیروں کے لیے جدا ہے اور غریبوں کے لیے جُدا؟ کیا یہ نادان یہ خیال کرتا ہے کہ قدرت کا قانون جابروں اور ظالموں کی وحشیانہ اور ابلیسانی طاقت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور کمزوروں اور بیکسوں کو اپنا تختۂ مشق بناتا ہے؟

کاش اسکو یہ معلوم ہو کہ خالق کے حسن بیش عطیہ کی اس نے اپنے عمل اور کردار سے تحقیر کی۔ وہ نہ صرف اس سے چھین لیا جائیگا بلکہ ناسپاسی اور ناشکرگزاری کے جرم میں وہ انسانیت کے اعلیٰ درجہ سے حیوانیت کے اسفل ترین مقام میں اوندھے مُنھ گرا دیا جائیگا جو انسان خالق کی اس دی ہوئی قوت اور طاقت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا ہے وہ بلا شبہ غضب الٰہی کا مورد ہوتا ہے شیطان اسے صراط مستقیم سے بہکاتا ہے اور اسے اپنی تار پر نچاتا ہے شاید دنیا دار اس ناچ کو پسند کریں اور ناچنے والوں کو بُرا نہ سمجھیں لیکن کوئی خدا کے ان بندوں سے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں پوچھے کہ اس ناچ کا کیا انجام ہوگا۔

یاد رکھو کہ اگر تم دنیا میں سچی راحت اور حقیقی طاقت حاصل کر سکتے ہو تو صرف اسی صورت میں کہ تم خالق اکبر کے عطیہ کی سچے دل سے قدر کرو یعنی اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اس ملکوتی طاقت سے کام لو جو اُس نے فطرت انسانی میں ودیعت رکھی ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جس سے انسان سلطنت کا تختہ اُلٹ سکتا ہے۔ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا سکتا ہے اور دنیا کو اپنی مٹھی میں بند کر سکتا ہے بشرطیکہ اس طاقت کو احکام الٰہی کے مطابق استعمال کیا جائے خالق ذوالجلال نے یہ طاقت دنیا کے مصلح اعظم حضور سرور دوجہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بخشی تھی یہ طاقت ارشاد خداوندی کے تابع ہی مسلمان اس سے تحیر خیز اور انقلاب آفریں کرشموں سے ناواقف نہیں ہیں حضور پر نور نے کفار عرب کی حکومت کا تختہ اُلٹ ڈالا۔ چند سال کے اندر دنیا کی کایا پلٹ دی، اور تمام عالم کو توحید کے نور سے منور کر دیا، آقا اور غلام ادنے اور اعلیٰ، طاقتور اور کمزور سب ایک رنگ میں رنگے گئے اور سب ایک نشہ کے متوالے ہو گئے۔ کیا یہ کایا پلٹنے والی طاقت نفیس اور لذیذ ماکولات اور سرور انگیز مشروبات کے استعمال کا نتیجہ تھی؟ کیا یہ طاقت جبر اور استبداد سے حاصل کی گئی؟ کیا یہ طاقت ایک زبردست فوجی نظام سے پیدا کی گئی؟ حقیقتاً اگر اس طاقت کا راز دریافت کرنا چاہتے ہو تو اس مقدس اور کامل انسان کی سیرت کا مطالعہ کرو جن کی زندگی کا ہر فعل دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کے لیے مشعل ہدایت کا حکم رکھتا ہے۔

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ معدہ کو پلاؤ اور قورمہ سے پُر رکھنے، برف لیمونیڈ اور سوڈا پینے اور "ٹانک" استعمال کرنے سے تم اپنی جسمانی طاقت کا بیمہ کرا سکتے ہو تو تم دیدہ دانستہ اپنے نفس کو دھوکا دے رہے ہو جن چیزوں کو تم اپنی صحت کے ممد و معاون سمجھتے ہو وہی تمہاری بیماریوں مصیبتوں اور پریشانیوں کا سرچشمہ ہیں حکیموں اور ڈاکٹروں کی دوا سے تمہیں چند دن کے لیے آرام ہو جائیگا لیکن تم حقیقی معنوں میں اُس وقت تک تندرست نہیں ہو سکتے جب تک کہ اخلاقی پہلو سے تمہاری صحت اچھی نہ ہو۔

کیا تم نے کبھی اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ تم باوجود عمدہ غذا کھانے کے سدا بیمار رہتے ہو لیکن دیہات کے غریب باشندے سادی غذا کھاتے ہیں اور بالکل تندرست رہتے ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ وہ خالق کی دی ہوئی قوت اور طاقت کو قوانین قدرت کی پابندی سے بحال رکھتے ہیں اور تم اسی طاقت کو قوانین قدرت کی خلاف ورزی سے کمزور اور ضائع کر دیتے ہو۔ دیہاتی کنوئیں کے ٹھنڈے پانی سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ یہ ٹھنڈک ایسے معتدل درجہ کی ہوتی ہے کہ اس کا معدے اور جگر پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا۔ اُسے پھر جلدی پیاس محسوس نہیں ہوتی۔ مگر تم پانی کی قدرتی ٹھنڈک کو ناکافی سمجھکر مصنوعی طریقہ سے اُسے اور زیادہ ٹھنڈا کرنا چاہتے ہو اور اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیتے ہو کہ قدرت نے تمہاری خواہش کا خیال نہیں رکھا۔ تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ضرورت سے زیادہ ٹھنڈا پانی پینے سے تمہارا معدہ خراب ہو جائیگا۔ اگر تمہارا لیمپ کی چمنی گرم ہے تو تمہیں اس بات کا خاص طور پر خیال رہتا ہے کہ کہیں اس پر ٹھنڈے

پانی کا قطرہ نہ گر جائے کیونکہ قطرہ کے پڑتے ہی چمنی ٹوٹ جائیگی، مگر اپنے معدہ کی گرم چمنی پر تمہیں برفاب کا گلاس انڈیل دینے میں ذرا تامل نہیں ہوتا۔ دیہاتی موٹی روٹی دال اور چٹنی سے کھا کر شکراً خدا کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے۔ مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ اگر سالن میں ذرا گھی کم ہے یا تمہاری خواہش کے مطابق کھانا تیار نہیں ہوا تو تم اپنی بیوی کے لیے گھر میں قیامت برپا کر دیتے ہو۔ یا تو تمہارے غصہ کا نزلہ کسی پلیٹ پر گر رہا ہے یا سہمے ہوئے بچوں پر۔ دیہاتی روزمرہ کے کاروبار میں اپنے جسمانی اعضا سے پورا کام لیتا ہے مگر تم اپنے جسمانی قوٰی کو جان بوجھکر معطل اور بیکار رکھتے ہو محض اس لیے کہ محنت اور مشقت تمہارے نزدیک مزدوروں اور پیشہ وروں کے لیے مخصوص ہے۔ تمہیں شاید اپنی دماغی محنت پر ناز ہوگا لیکن کیا اتنی موٹی سی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان کی جسمانی کل صرف اسی صورت میں صفائی اور باقاعدگی سے چل سکتی ہے کہ اس کے تمام پُرزے اپنی اپنی جگہ پر اچھی طرح سے کام کریں اگر تمہاری جسمانی طاقت تمہاری کاہلی اور عیش پسندی کی وجہ سے زائل ہو رہی ہے تو تمہاری دماغی حالت بھی بہت جلد خراب ہو جائیگی۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو تو تمہیں تسلیم کرنا پڑیگا کہ جو سچی راحت اور مسرت تمہارے دیہاتی بھائی کو حاصل ہے وہ تمہیں نصیب نہیں۔ حالانکہ تم اسکی بہ نسبت بہت زیادہ مالدار ہو۔ برخلاف اسکے تم مصنوعی بسر کرتے ہو۔ تمہاری ہر بات تصنع اور بناوٹ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر باوجود ان تمام پابندیوں اور کمزوریوں کے تم اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنے کی خواہش رکھتے ہو جسکی بدولت تم اپنوں اور بیگانوں کے دلوں پر اپنی عظمت کا سکہ جما سکو تو تمہیں پہلے اس امر کا فیصلہ کرنا پڑیگا کہ تم کونسی طاقت کے طالب ہو۔ حیوانی یا اخلاقی؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس نکتہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ جب حیوانی طاقت حدِ اعتدال سے بڑھ جائے اور اُس سے انصاف اور سچائی کو گزند پہنچے تو اس پر وحشیانہ اور ظالمانہ طاقت کا اطلاق ہوتا ہے، ایسی طاقت ہمیشہ زوال پذیر ہوتی ہے۔ وہ ایک خاص درجہ پر پہنچکر خود بخود فنا ہو جاتی ہے جس شخص کو ایسی طاقت پر گھمنڈ ہوتا ہے وہ بارگاہ خداوندی میں دائمی ذلت اور لعنت کا مستوجب سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کی فرعون صفت ہستیوں نے اپنے اپنے زمانہ میں حیوانی طاقت سے دنیا میں زلزلہ ڈالا، لیکن وہی طاقت اُن کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ برخلاف اس کے اخلاقی طاقت انسان کے لیے رحمت اور عظمت کا راستہ صاف کرتی ہے اور اسے ایسے اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچاتی ہے، جہاں جابر اور ظالم باوجود اپنی طاقت اور دولت کے نہیں پہنچ سکتے۔ عرب کے یتیم سے زیادہ بیکس اور محتاج کون شخص ہو سکتا تھا، لیکن اُس نے اپنی اخلاقی طاقت کی بدولت دنیا کا نقشہ بدل دیا، اور یہ اسی اخلاقی طاقت کے کرشمے تھے کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں جو حیوانی طاقت کا مظہر تھیں حرفِ غلط کی طرح مٹ گئیں۔ مگر عرب کے یتیم کی سلطنت اب تک قائم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہیگی۔ دنیا کے کروڑوں مسلمان اسکے مبارک اور پاک نام کی حرمت اور عظمت قائم رکھنے کیلیے عظیم سے عظیم قربانی دینے پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ فرزندانِ توحید اگر اپنی کھوئی ہوئی طاقت اور عظمت دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اخلاق اور اعمال حسنہ سے۔ جو مسلمان ابھی تک حیوانی طاقت کے دلدادہ ہیں وہ گویا ایک جھوٹے معبود کی پرستش کر رہے ہیں۔ (تبلیغ)

رسائل کی روح

مال اور اُسکا مصرف

مال کی ضرورت سے تو کم و بیش سب واقف ہیں کہ انسان کو مال کی حاجت کیا بلحاظ دنیا اور کیا بلحاظ عقبےٰ ہر حال میں ہے اور اسی واقفیت کا نتیجہ ہے کہ فی زمانناً ہر فرد بشر اس کی تحصیل کیطرف متوجہ ہے انسان کے اموال میں بعض تو ایسے ہیں کہ اُس کے کسب و اختیار کو اس میں دخل ہے جیسے زراعت، تجارت، صناعت وغیرہ اور بعض اموال ایسے بھی ہیں جن کے حصول میں کسب و اختیار کو دخل نہیں ہوتا جیسے عطایا، وراثت وغیرہ۔ اور ظاہر ہے کہ لوگ انہی طریقوں سے مال حاصل کرتے ہیں مگر اُس کے صرف کی تدبیر نہیں جانتے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ عباد الرحمان وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو بیجا خرچ نہیں کرتے اور نہ برموقع خرچ کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں بلکہ ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان ایک معیار پر رہتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر حضرت عثمان غنی حضرت طلحہ بن عبداللہ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان حضرات کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی ہے۔ یہ بزرگوار بہت مالدار تھے۔ ان کے اموال اور جائدادوں سے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے وقت چالیس ہزار کے مالک تھے۔ آپ نے اپنا پورا سرمایہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدموں پر نثار فرما دیا یعنی اسلام کیلیے خرچ کر دیا۔ اگر مال نہ ہوتا تو یہ فضیلت کہاں دستیاب ہوتی۔

قصہ مختصر جو لوگ پس انداز رکھنا چاہتے ہیں اور ایسے افراد ہونے بھی چاہئیں بلکہ ہر مدبر منزل کو بھی ضرورت ہے کیونکہ انسان پر بعض اوقات ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ ان میں وہ کسی قسم کا کسب نہیں کر سکتا مثلاً بیماری وغیرہ۔ اگر کچھ پس انداز نہ رہے تو احتیاج کے وقت کسی کے دست نگر ہوتے یا قرض لینے کی نوبت آتی ہے۔

اس میں جو تکالیف اور مضرتیں ہیں اُن سے آپ حضرات خوب واقف ہیں ان اعتبارات سے اپنی جائز آمدنی کا کچھ حصہ پس انداز کرنا خالی از مصلحت نہیں ہے۔ مگر ایسا مال ایک ہی صورت میں رکھنا مناسب نہیں۔ مثلاً صرف نقد روپیہ رکھا جائے یا زیور گھڑا دیا جائے یا زراعت شروع کی جائے بلکہ اس بارہ میں حکمار نے یہ مشورہ دیا ہے کہ مختلف چیزوں کا ذخیرہ رکھیں۔ زیور بھی ہو، روپیہ بھی، مکان بھی ہو مویشی بھی، اسپ سواری بھی ہو غلہ بھی، اثاث البیت بھی ہو ملبوس بھی آراضی بھی ہو اور دیگر جائداد بھی۔ غرض مال ہر جنس کے مختلف شکلوں میں رہنا چاہیے، اس میں مصلحت یہ ہے کہ اگر کوئی آفت سماوی یا ارضی کسی جنس پر آ جائے تو دوسری چیز محفوظ رہے۔

اس کے بعد یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو کچھ مال پس انداز ہے وہ تنہا اپنی ذات کے لیے نہیں ہے بلکہ دیگر مستحقین کے حقوق اس میں شامل ہیں جس طرح ماہانہ آمدنی تنہا اپنے لیے مخصوص نہیں تھی بلکہ اس میں اہل و عیال کے اخراجات خورونوش و ملبوس وغیرہ شریک تھے۔

پس انداز مال کا ایک مصرف تو وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق دیا جائے۔ جیسے زکوٰۃ صدقات، نذور۔ زکوٰۃ کے احکام تو آپ پچھلے وعظوں میں سُن چکے ہیں کہ مال کا چالیسواں حصہ دینا چاہیے۔ صدقات میں صدقہ فطر ہے جو کھاتے پیتے لوگوں پر واجب ہے۔ نیز کوئی بلا آجائے تو اس کے دفعیہ کے لیے یا کوئی کام خوشی کا ہو تو اس کے شکریہ میں صدقات دیے جاتے ہیں یہ صدقات (سوائے صدقۂ فطر کے) واجب نہیں ہیں اُن کا ادا کرنا مستحبات سے ہے۔

نذور وہ ہیں کہ اللہ پاک کی جناب میں یہ عرض کیا جائے کہ بار الٰہا! اگر میرا فلاں کام نکل جائے یا مسافر صحیح سلامت آجائے وغیرہ تو میں اتنا مال تیری راہ میں دونگا۔ نذور اس کام کے پورا ہونے پر واجب ہوتی ہیں۔ زکوٰۃ و صدقات و نذور کی ادائگی نہایت رغبت و طیب خاطر سے ہونی چاہیے۔ اور محض اللہ پاک کی خاطر دینا چاہیے۔ اور زیادہ تر ایسے فقراء کو دیا جائے جو باوصف فقر و فاقہ کسی سے مانگتے نہیں اور پوشیدہ طور پر دینا مناسب ہے۔

جو مال جمع رہتا ہے اُس کا ایک مصرف یہ بھی ہے کہ بطور سخاوت و ایثار کے دیا جائے۔ جیسے ہدایا و تحفے وغیرہ۔ بزرگان دین اور قرون اولیٰ میں اس کی مثالیں بکثرت ملینگی اور فی زمانہ بھی ایسے افراد موجود ہیں۔ غرض مالدار لوگوں کو اس میں ضرور حصہ لینا چاہیے۔ اس سے باہمی محبت و آشتی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ادائگی بھی خفیہ طور پر ہی مناسب ہے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ دیا گیا وہ بالکل معمولی چیز ہے اور اس کا سلسلہ کسی نہ کسی طریقہ سے جاری رکھنا چاہیے اور ایسے لوگوں کو دیا جائے جو سلوک کے قابل ہوں ورنہ نااہل لوگوں کے پاس ہدیہ و تحفہ بھیجنا دراصل اس کو ضائع کرنا ہے۔

کبھی مال کو دیگر امور خارجیہ کی خاطر بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کوئی جائز نفع حاصل کرنے یا کسی تکلیف کو دفع کرنے کے لیے میدان زندگی کا سطے کرنے کے لیے انسان کو مختلف مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور کبھی ظالم لوگوں یا اہل فساد کا تسلط یا غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اپنی آبرو یا جان کے بچانے یا اپنے حقوق کی حفاظت کی خاطر مال خرچ کرنا ایک دانشمندی کی بات ہے کیونکہ مال جان اور آبرو کا صدقہ ہے۔ اس موقع پر چاہیے کہ مسلک اعتدال اختیار کرے مگر چونکہ ظالموں یا فسادیوں پر طمع بھی غالب ہوتی ہے اس لیے اگر کسی ضرورت سے کچھ زیادہ بھی خرچ کرے تو عقل اس کو مانع نہیں بلکہ ہر آئینہ قرین مصلحت ہے۔

یہ سب ہے مصارف مال اور اس کا انتظام کہ ہر مالدار شخص کو ان آداب کے پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ (واعظ)

مجاز میں حقیقت

(از مولانا سلیم)

۱
چہرے سے نقاب اپنے ہٹا دے مرے گلفام — پھر دیکھ کہ کس طرح چمکتا ہے لب بام
مہتاب سے جاتی ہے بدل تیرگی شام — آتے ہیں قدم چومنے کو چرخ سے اجرام
بجلی سی ابھی کوندنے لگتی ہے فضا میں
اک نور کا دریا نظر آتا ہے ہوا میں

۲
شانوں پہ ذرا چھوڑ دے بل کھائے ہوئے بال — پھر دیکھ کہ کیا حسن کا بنتا ہے نیا جال
ہوتے ہیں ہرن چین کے تری راہ میں پامال — نافوں کا نہیں رہتا ہے دنیا میں کہیں کال
خوشبو کی ہے رَو دوڑتی اطراف جہاں میں
جس طرح ہوا چلتی ہے گلزار جناں میں

۳
کر چشم فسوں ساز کو آمادہ ادا پر — پھر دیکھ کہ پریاں تری ہوتی ہیں مسخر
سجدے میں ترے سامنے گرتے ہیں فسوں گر — کھلتے ہیں اشاروں میں ترے حسن کے دفتر
شہرت ہے تری پھیلتی جادو نظروں میں
ہوتی ہے قیامت سی بپا عشوہ گروں میں

۴
لا اپنے لبوں پر تو ذرا رنگ تبسم — پھر دیکھ کہ کوثر میں بھی ہوتا ہے تلاطم
مُردوں کو سناتے ہیں ملک زمزمۂ قُم — ہوتے ہیں سرافیل کے بھی ہوش و خرد گم
دنیا کو کبھی بادۂ کوثر ہیں پلاتے
تم پھر تے کبھی آب بقا میں ہیں لنڈھاتے

۵
رکھ سامنے آئینہ ذرا اے بُت خوش رنگ — پھر دیکھ کہ ہوتا ہے وہ جلوے سے ترے دنگ
ہو جائے مقابل جو ترے حسن کا نیرنگ — تاروں کی تجلی بھی ٹھہرتی نہیں پاسنگ
چشمہ تری شوخی کا اگر اک بار اُبل جائے
آغوش سے آئینہ کے سیماب نکل جائے

۶
جنبش میں تو لا اپنے قد جلوہ فگن کو — پھر دیکھ کہ آتی ہے حیا سرو چمن کو
بھولے گا ابھی کبک دری اپنے چلن کو — یاد آئیگی یہ چال نہ آہوئے ختن کو
شوخی ہے تری چال میں مستی بھی ادا بھی
ہر نقش قدم پر ترے جھکتی ہے ہوا بھی

۷
ہستی ہے تری حسن کا بے تھاہ سمندر — ہر ذرہ ترے جسم کا ہے چشمۂ خاور
رگ رگ میں تری روشنیاں ہیں مضطر — رکھے گا نہاں پردے میں کب تک رخ انور
گیتی پہ نظر ڈال ذرا ناز و ادا سے
آتی ہے آدم کی صدا ارض و سما سے

۸
ملبوس مجازی میں تو اب تک ہے ضیا پاش — لازم ہے کہ اب راز حقیقت کو کرے فاش
دیکھیں تجھے بے پردہ اب اے حسن ازل کاش — باقی نہ رہے صورت و معنی میں یہ پرخاش
دھوکا جو نظر کا ہے وہ اٹھ جائے نظر سے
قطرہ کا کھلا رشتہ ہو تا بندہ گہر سے

۹
اے حسن جہاں سوز دکھا جلوۂ عریاں — تارے بھی ترے شوق کے رستے میں ہیں رقصاں
ہے نور سحر دھن میں تری چاک گریباں — ہے باد صبا بھی تری منزل میں شتاباں
گل کھول کے آنکھیں تری آمد کو ہیں تکتے
مرغان چمن یاد میں ہیں تیری چہکتے

۱۰
میں قطرۂ شبنم ہوں تو خورشید درخشاں — یہ قطرہ ترے نور کے چشمے میں ہو پنہاں
میں دستۂ خاشاک ہوں تو شعلۂ عریاں — کر صورت گلدستہ تو اس دستہ کو خنداں
گل ہو کے مری شمع رُخ صبح دکھائے
ہستی مری مٹ کر تری ہستی میں سمائے

(الناظر)

معمولی باتوں کے اہم نتائج

(۱) ایک نوجوان نہایت بے فکری اور اطمینان سے اپنے دفتر کی طرف جا رہا ہے راستہ میں ایک جگہ ایسی آتی ہے جہاں دو راستے ہو گئے ہیں اور دونوں اس کے دفتر تک پہنچتے ہیں کبھی وہ داہنے راستہ سے جاتا ہے اور کبھی بائیں راستہ سے آج وہ حسب معمول دفتر جا رہا ہے بظاہر اس میں کوئی اہمیت نہیں کہ وہ کس راستہ کو اختیار کرے مگر حقیقت میں آج اس کے مستقبل کا مدار اسی معمولی بات پر ہے کیونکہ اگر وہ داہنا راستہ اختیار کریگا تو نہایت آرام سے دفتر پہنچ جائیگا اور راستہ میں کوئی مصیبت نہ پیش آئیگی لیکن اگر وہ بائیں راستہ پر جائیگا تو اسے ایک نوجوان لڑکی ملیگی جس کی ایک تبسم آمیز نگاہ اُس کا شکار کر لے گی۔ پہلے اس سے گفتگو ہوگی۔ پھر ملاقات کا مقام اور وقت مقرر کیا جائیگا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان دونوں میں محبت بڑھنے لگے گی اُسے اپنی محبوبہ کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے روپیہ کی ضرورت ہوگی جب اُسے کوئی قرض نہ دیگا تو وہ مجبور ہو کر دفتر میں ایک جعل کر کے سرکاری روپیہ اپنی ضروریات میں صرف کریگا، تھوڑے دنوں میں اس کا جعل کھل جائیگا، وہ پکڑا جائیگا اور وہ سزا کی رسوائی سے خودکشی کر لے گا۔

اس کے والدین کو اس کی ذات سے کس قدر توقعات وابستہ تھیں، انہوں نے اسکی تعلیم و تربیت میں کتنی دولت صرف کی تھی لیکن یہ تمام کوششیں رائگاں ثابت ہوئیں، تمام توقعات پر پانی پھر گیا، کیونکہ اس نے بجائے داہنی طرف کے بائیں طرف کا راستہ اختیار کیا۔

(۲) ایک نوجوان مدرسہ میں تعلیم پاتا ہے، اس کے والدین چاہتے ہیں کہ وہ علم ہندسہ میں کمال حاصل کرے، اس کو کسی خاص فن سے ذوق نہ تھا، مگر اُس نے اپنے والدین کے منشا کے مطابق علم ہندسہ کو حاصل کرنا شروع کیا۔ ایک روز وہ قبل از وقت مدرسہ سے نکلا، چند دوستوں کے ساتھ اُسے تفریح کے لیے کہیں جانا تھا۔ وہ راستہ پر چل رہا تھا، اس نے دیکھا کہ ایک گاڑی آ رہی ہے جس کو دو گھوڑے کھینچ رہے ہیں گھوڑے نہایت دُبلے ہیں اور گاڑی بہت وزنی ہے، وہ اُسے کھینچ نہیں سکتے اور آہستہ آہستہ چل رہے ہیں۔ گاڑی والے کو غصہ آیا اور اس نے گھوڑے کو کوڑا مارا، گھوڑا کود کر اسی طرف آیا جس طرف وہ چل رہا تھا۔ وہ سڑک کی دوسری طرف ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے سے مدرسہ کا مہتمم آ رہا ہے چونکہ وہ مدرسہ کی مخصوص وردی میں نہ تھا اس لیے مہتمم کے خوف سے پاس کی ایک گلی میں چھپ گیا۔ وہاں دیکھا کہ اس کا باپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ عدالت میں مقدمہ کی ایک کارروائی سننے کے لیے جا رہا ہے مجبوراً اس کو بھی باپ کے ساتھ عدالت جانا پڑا چونکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نہ جا سکا اس لیے اسکو بڑا رنج ہوا، جب وہ عدالت میں پہنچا اور اُس نے وکیلوں کی تقریریں سُنیں تو فن خطابت اور تقریر کی سحر کاریاں دیکھکر اس کو قانون سیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا اور اس نے اس میں اس قدر زبردست محنت کی کہ وہ وکیل ہو گیا۔ لاکھوں روپیہ اس نے کما لیے اور بڑی عزت و شہرت حاصل کی، غور سے دیکھیے تو اس کا سبب صرف گاڑی والے کا اپنے گھوڑے کو کوڑے مارنا تھا، نہ وہ کوڑا مارتا، نہ وہ نوجوان راستہ بدلتا، نہ اس کو مدرسہ کا مہتمم نظر آتا نہ وہ اس کے خوف سے گلی میں جاتا نہ اس کا باپ ملتا اور نہ وہ اُسکے ساتھ عدالت میں جاتا نہ اس کے دل میں قانون کا شوق پیدا ہوتا، اور نہ وہ قانون دانی میں یہ مرتبہ حاصل کرتا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سے ایک فعل واقع ہوتا ہے جس کا اثر صرف اُسی شخص کے مستقبل پر نہیں پڑتا بلکہ اچھے یا بُرے نتائج سے ایک عظیم الشان جماعت متاثر ہو جاتی ہے مثلاً راستہ پر ایک گاڑی جا رہی ہے جس میں ایک نوجوان ایک عورت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، باہم محبت آمیز باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ دونوں اپنی باتوں میں اس قدر منہمک ہیں کہ انہیں کسی کا خیال نہیں ہے، اتفاق سے اسی وقت سامنے سے اس عورت کا شوہر آ رہا ہے، جو اس قدر بدمزاج ہے کہ اگر دونوں کو دیکھ لے تو فوراً ہلاک کر دے۔ ایک دوسرا شخص سڑک کے کنارے کنارے نارنگی چھیلتا ہوا آ رہا ہے اور اس عورت کے شوہر سے متصادم ہو جاتا ہے یہ دونوں لڑنے لگتے ہیں اور گاڑی گزر جاتی ہے، نہ وہ عورت اپنے شوہر کو دیکھتی ہے نہ اُس کا شوہر اپنی بیوی کو غیر کی معیت میں دیکھتا ہے اور اس طرح یہ مجرم عورت نجات پا جاتی ہے لیکن واقعہ اسی حد تک محدود نہیں رہتا، جہاں اس شخص نے نارنگی چھیلی تھی اس کے سامنے سلطنت کے وزیر اعظم کا مکان تھا، وہ ایوان پارلیمنٹ میں جانے والا ہے، سواری اس کے لینے کے لیے آئی ہے، وزیر اعظم کا دماغ ایک نہایت ہی اہم سیاسی مسئلہ کے سوچنے میں مصروف ہے اور رات بھر کے غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ بغیر جنگ کیے ہوئے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اور چونکہ اس مسئلہ کا انحصار صرف اس کی رائے پر تھا اس لیے آج اعلان جنگ بالکل یقینی تھا، وہ اپنے خیال میں منہمک گھر سے باہر نکلتا ہے اور جب وہ اپنے موٹر کے قریب پہنچتا ہے تو اس کا پاؤں اُسی نارنگی کے چھلکے پر پڑتا ہے، چونکہ سن رسیدہ ہے، اس لیے اس کا پاؤں پھسل جاتا ہے اور وہ زمین پر گر کر بیہوش ہو جاتا ہے، اب بجائے ایوان حکومت کی طرف جانے کے اُسے لوگ گھر لے جاتے ہیں، چونکہ سر میں سخت چوٹ آئی ہے اس لیے وہ عرصہ تک بیمار رہتا ہے اور آخر میں وہ مر جاتا ہے۔ بظاہر نارنگی کا چھلکا نہایت بے حقیقت چیز ہے لیکن محض اسی کی وجہ سے دنیا جنگ کے مصائب سے محفوظ رہی۔ (نگار)

تمنائے جوش

دلوں کو شام الم بنا دے، شبوں کو محروم خواب کر دے
تجھے قسم حُسن دوست مجھکو نظر ملا کر خراب کر دے

نقاب اُلٹ روئے دلستاں سے دلوں کی دنیا میں ہو اُجالا
شعاع ذروں پہ مہر عالم فروز ڈال آفتاب کر دے

خطاؤں سے اُس غریب دل کی ہمیشہ لازم ہے درگزر کر
جسے ستم پیشہ آنکھ ملتے ہی مست تیر اشتاب کر دے

لطف مجھ سے کلام فرما سیاہ آنکھوں کو دیکے گردش
الم کی جانسوز نے کو راحت کی انجمن کا رباب کر دے

کھلے ہوئے ہیں فلک پہ تارے تجھے قسم اُنکی سادگی کی
مری شب تار کو بھی یارب کبھی شب ماہتاب کر دے

مجھے حقیقت سے آشنا کر دلوں کو تسکین دینے والے
دیار غم کا ہر ایک کانٹا مری نظر میں گلاب کر دے

چمن کی جانب جو فصل گل میں کبھی وہ مست شباب آئے
کلی کلی جام بنکے چٹکے ہوا کو خوشبو شراب کر دے

حریم جاناں میں باریابی کا جوشؔ اگر مجھکو ولولہ ہو
جگا دے غفلت سے بیخودی کو خرد کو مصروف خواب کر دے

(نگار)

معلومات

چین اور علم حکمت

چین دنیا کے نہایت قدیم مہذب ملکوں میں شمار کیا جاتا ہے پانچ ہزار سال کی تاریخی روایتیں وہاں موجود ہیں اس نے علم ادب، علوم وفنون لطیفہ اور علم تعمیر سے اقوام دنیا میں بہت اونچا رتبہ حاصل کیا ہے لیکن فن حکمت میں اُس نے کیا ترقی کی۔ اس کے متعلق ہماری معلومات بہت محدود ہیں تاہم یہ وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ چین نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں جو ترقیاں کی ہیں اُن کے دیکھتے ہوئے اس کا علم حکمت مغربی معیار کے اعتبار سے ابھی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔

دواسازی

چین میں کہیں معدنی یا نباتاتی تیزاب تیار نہیں کئے جاتے، پارہ، چاندی تانبا، سونا، جست یا سیسے وغیرہ معدنی اشیاء کی کوئی کیمیائی ترکیب رائج نہیں، نباتاتوں کے عرق کھینچنے کا رواج بھی نہیں ہے۔ وہاں کسی قسم کا تجربہ مستعمل نہیں، جڑی بوٹیوں کی جڑیں، ڈنٹھل اور پتیاں خشک کرکے رکھ لیجاتی ہیں، مختلف نوع کے کیڑے مکوڑے بھی طبی استعمال میں لائے جاتے ہیں، ان کے سفوف، گولیاں، اندرونی پلاسٹر خارجی طور پر مستعمل ہوتے ہیں۔ یہ اطباء چین شقیقہ، وجع مفاصل، کھانسی اور دیگر قسم کے دردوں کو زائل کرنے کے لیے مرہم ضماد یا روغنوں کا استعمال کرتے ہیں۔

غیر مرکب ادویات

سونا:۔ اس کے بہت پتلے ورق بنا کر جاں بلب مریضوں کو سنبھالنے کے لیے اندرونی طور پر استعمال کرتے ہیں۔

چاندی:۔ چاندی کا ایک ٹکڑا لیکر اُسے بھٹی میں ڈالتے ہیں، جب وہ سُرخ ہو جاتا ہے تو اُسے ایک پیالے پانی میں بجھا دیتے ہیں۔ یہ پانی مفرح اور سکون بخش سمجھا جاتا ہے اور لڑکوں کو پلایا جاتا ہے جنہیں غشی کی شکایت ہوتی ہے۔ مگر اس سے کوئی کیمیائی ادویات نہیں تیار کی جاتیں۔

تانبا۔ تانبے کے ایک ٹکڑے کو آگ میں سُرخ کرکے سرکے میں بجھاتے ہیں۔ اس طرح نو بُجھت دینے کے بعد تانبے کا سفوف بنا لیتے ہیں، اور اُسے زخم اور چوٹ یا آماس کی اصلاح کے لیے خارجی طور پر استعمال کرتے ہیں۔

پارہ:۔ اس مفید شے کا اندرونی استعمال کسی شکل میں رائج نہیں ہے۔ اُسے زخموں پر اصلی حالت میں لگاتے ہیں۔

سیسہ:۔ اسے بھی سفوف بنا کر خارجی استعمال میں لاتے ہیں۔ اندرونی استعمال رائج نہیں۔

جست:۔ اس دھات کا چین میں اندرونی یا خارجی کوئی استعمال نہیں ہوتا۔

مرکب ادویات

ووکنگ:۔ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو "زے شوان" صوبہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا سفوف بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت زہریلی دوا ہے۔ یہ زخموں کا زہریلا پن رفع کرنے کے لیے خارجی طور پر کام میں آتی ہے۔ بعض اوقات صفائی خون کے لیے بہت قلیل مقدار میں اندرونی استعمال میں بھی لائی جاتی ہے۔

کیانگ جان:۔ یہ ریشم کا کیڑا ہے۔ اسے چند دوسری بوٹیوں کے ساتھ گاڑھا بنا کر غشی یا رعشہ کے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ زخم کو دھونے کے لیے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

پان میاؤ:۔ یہ اکثر سوکھے گوبریلے سے مشابہ ہے۔ پہاڑوں پر پایا جاتا ہے۔ اس کے سر اور ٹانگوں کو الگ کرکے اس کے دھڑ کا سفوف بناتے ہیں، اور جن لوگوں کو پاگل کتے نے کاٹ لیا ہو اُنہیں کھلاتے ہیں۔ یہ مالیخولیا کی اکسیر دوا سمجھی جاتی ہے اسقاطِ حمل کیلیے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں۔ زخم اور آماس دھونے کے لیے اسے خارجی طور پر کام میں لاتے ہیں۔

ہئی ما۔ یا دریائی گھوڑا۔ یہ جڑی بڑی بڑی جھیلوں میں ملتی ہے۔ اسے اُبال کر اس کا جوشاندہ جسم سے خلط سقیمہ کو رفع کرنے کے لیے پلایا جاتا ہے۔

ووکو۔ یا عناصر خمسہ۔ یہ کیڑے کسی بڑے بیت الخلا سے جمع کیے جاتے ہیں۔ انہیں اُبال کر ان کی ٹکیاں بنائی جاتی ہیں، اور سوء ہضم یا قولنج کی شکایتوں میں دی جاتی ہیں۔ یہ عجیب دوا اکثر دو آدمیوں کے لیے بہت مقوی سمجھی جاتی ہے۔

لوکو۔ یا ہرن کا سینگ:۔ اسے تراش کر باریک بنا لیتے ہیں اور تب اُسے اُبالتے ہیں۔ یہ کاڑھا چیچک کے مریضوں کے جسم سے مادہ فاسد جذب کرنے کے لیے اندرونی طور پر مستعمل ہوتا ہے۔

لورنگ۔ یا ہرن کا نرم سینگ۔ ہرن کی سینگیں ہر برسات میں گر جاتی ہیں۔ نئی سینگیں جو نکلتی ہیں وہ بہت بیش قیمت سمجھی جاتی ہیں۔ چھ سات روپئے تولہ بکتی ہیں۔ یہ عام طور پر برما اور تبت سے لائی جاتی ہیں۔ یہ نرم سینگ تراشی جاتی ہیں اور کئی گھنٹوں تک شراب میں تر کرنے کے بعد اُسے گرم کرکے خشک کر لیتے ہیں۔ اُس کا سفوف بنا کر کمزور اور عسرت خون کے مریضوں کو کھلاتے ہیں۔ یہ چین کی دنیائے طب میں نہایت مقوی دوا سمجھی جاتی ہے۔

شیکا:۔ یہ کیڑے پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں اُبال کر ان کا شوربہ اعصابی امراض میں پلاتے ہیں۔ اس سے زخموں کو صاف بھی کرتے ہیں۔

چونچی یا بچھو:۔ اس خوفناک کیڑے کا شوربہ یا جوشاندہ جذام، کھجلی اور دوسرے خونی امراض میں دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں خون کو جسم سے خارج کر دینے کی خاصیت ہے۔

شونگ ٹن:۔ یہ بھالو کا زہرہ ہے۔ ملیریا بخار کی شکایت میں اس کا اندرونی استعمال کیا جاتا ہے۔

نشیہ سیانگ۔ یا مشک۔ یہ دوا چین میں انسان اور نیز حیوانات کے امراض میں بکثرت مستعمل ہوتی ہے، بخار یا اندرونی حرارت کے مریضوں کو اسے اصلی صورت میں اندرونی استعمال کے لیے دیتے ہیں زنانہ درد کے لیے اس کا استعمال عام طور پر ہوتا ہے۔ تھوڑی سی مشک درد کے مقام پر رکھکر اس میں آگ لگا دیتے ہیں۔ اس سے مٹر کے برابر ایک چھوٹا سا چھالا پڑ جاتا ہے۔ کبھی کبھی آشوب چشم کی شکایت میں اس سے کلائیوں پر پھوڑا پیدا کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

کم سرمایہ والوں کیلیے وسائل معاش

منی بیگ

جو حضرات علم سے بے بہرہ اور بیکار ہیں اُن کے منی بیگ بنانا خاصی آمدنی کا ذریعہ ہوسکتا ہے مضبوط اور خاکی رنگ کی کریچ کے تہہ ہونے والے منی بیگ بنائے جائیں اور اپنے متعلقین کی پرورش کی جائے یہ منی بیگ نہایت قلیل لاگت میں تیار ہوسکتے ہیں غالباً چھ یا سات پیسے فی منی بیگ لاگت آتی ہے اور چار آنے فی منی بیگ کے حساب سے سوداگروں کے ہاتھ سینکڑوں کی تعداد میں فروخت ہوسکتے ہیں۔ ورنہ عام طور پر خوردہ فروشی کی حالت میں چھ آنے فی عدد کے حساب سے فروخت ہوسکتے ہیں۔ خوبی یہ کہ یہ منی بیگ مروجہ ولایتی اور چمڑے کے منی بیگوں سے بہت زیادہ پائدار ہوتے ہیں۔ ایک شخص آسانی سے ایک دن میں دو درجن منی بیگ تیار کرسکتا ہے بشرطیکہ ایک سینے کی مشین اُسکے پاس موجود ہو۔ اس طرح اگر نصف لاگت بھی مان لی جائے تو تین روپے فی کس یومیہ مزدوری کہیں نہیں گئی۔

یہ بیگ عموماً ہر بڑے شہر میں تیار رہتے اور فروخت ہوتے ہیں۔ آپ انکے بنانے والوں سے ملکر اس کام کو ایک دو دن میں بخوبی حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر بالفرض محال اسکے بنانے کی ترکیب حاصل کرنے میں آپ کو دقت معلوم ہوتی ہو تو آسان ترکیب اس کے حاصل کرلینے کی ہم عرض کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ صرف چار یا چھ آنے خرچ کرکے بازار سے ان قسم کا ایک منی بیگ خرید کر اُسکو باحتیاط اُدھیڑ ڈالیے اس ترکیب سے اُس کی تراش اور سلائی وغیرہ کا اچھی طرح حال معلوم ہوجائیگا اور آپ اُسی سائز پر بآسانی تیار کرسکیں گے۔ بٹن۔ فیتہ۔ اور کریچ وغیرہ سب چیزیں بازار میں مل سکتی ہیں۔

ہیکٹوگراف یعنی طلسمی پریس

ناخواندہ اور کم علم آدمی اس پریس کو بنا بناکر اگر تجارت کرے تو بہت جلد مصائب افلاس سے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ بنانا بھی چنداں دشوار نہیں اور لاگت بھی بہت قلیل۔ یعنی صرف ڈھائی روپے اور قیمت پانچ روپے سے دس روپے تک اس پریس میں ہر زبان اور ہر علم کے ضروری سو پچاس کاغذ چھاپ لیے جاسکتے ہیں اور پریس خراب نہیں ہوتا۔ یہی وہ طلسمی پریس ہے جس نے سینکڑوں کو مالدار بنادیا۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے۔

۱۵ اونس ... ہی میں ۴ اونس جیلٹین ۱۲ گھنٹے تک بھگو و جب ملائم ہوجائے تو اس مرکب میں ۱۵ اونس گلیسرین ملاکر پانی کی بھاپ کے ذریعہ سے جس طرح کہ صابون پکایا جاتا ہے پکاؤ جب اس مرکب سے زیادہ تر پانی کی مقدار جل جائے تو نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے نصف اونس کاربولک ایسڈ ملاؤ اور گرم حالت میں کڑی یا ٹین کے ہموار بکس میں بھر لو۔ سرد ہو۔ نے پر قابل استعمال ہوجائیگا۔

یہ تو پریس بنانے کی ترکیب تھی جو بیان کی گئی اب اس پر کاپی جمانے اور چھاپنے اور اس کی مخصوص سیاہی بنانے کی ترکیب بھی ناظرین دین و دنیا کی آگاہی کے لیے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ پہلے اس پریس کی مخصوص سیاہی بنانے کی ترکیب لیجیے۔ کیونکہ بجائے خود صرف یہی سیاہی ایک بے مایہ شخص کے لیے وسیلۂ معاش ہوسکتی ہے۔ خواہ پریس تیار کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

اس سیاہی کو سوداگر خرید خرید کر پریس خریدنے والوں کے ہاتھ فروخت کرنے کے لیے کافی مقدار میں رکھتے ہیں۔

ہیکٹوگراف سُرخ روشنائی

بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ الکوحل ایک حصہ پانی ۱۰ حصے اور اینی لن سرخ رنگ ۲ حصے کو باہم ملا لیا جائے۔

دیگر۔ ہیکٹوگراف نیلی سیاهی:۔ اس طرح بنیگی کہ اینی لن نیلا رنگ ایک ڈرام، ایسی ٹک ایسڈ ۶ قطرے۔ گلیسرین ۲۵ قطرے۔ اسپرٹ ایک ڈرام پانی سوا اونس کو باہم آمیز کرلیا جائے۔ اس سیاہی میں علاوہ نیلے رنگ کے دوسرے رنگ بھی (جنکی ضرورت ہو) شامل ہوسکتے ہیں۔

پریس کے استعمال کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ معمولی سادے کاغذ پر اس ہیکٹوگراف سیاہی سے لکھکر اس پریس پر اس طرح چسپاں کرو کہ تمام لکھے ہوئے حروف اس پریس کی سطح پر آجائیں۔ چند منٹ کے بعد یہ کاغذ اتار کر پھینک دو اور جس قدر کاغذ چھاپنے منظور ہوں نمی دیکر پریس کی سطح پر جما جما کر یکے بعد دیگرے چھاپ لو۔

اس کے بعد پریس پر سے اس تحریر کو مٹانے کیلیے اسپنج کو پانی میں بھگو کر تحریر پر پھیر دو، تمام حروف مٹ جائینگے۔ اگر پریس کے حرفوں پر ہائیڈروکلورک ایسڈ اسپنج سے لگا کر سرد پانی سے دھو یا جائے تو بہتر صفائی ہوتی ہے اور داغ دھبہ نہیں رہتا۔

ھدایت:۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ پریس پر کاپی جمانے کو تیار کرنے کے لیے مندرجہ بالا سیاہی گاڑھی استعمال کی جائے۔ ورنہ حروف کمزور رہیں گے۔

بوٹ و شوز کے لیے براؤن پالش

یہ کام زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے جبکہ انگریزی بوٹ و شوز کا عام طور پر استعمال ہو رہا ہے نہایت موزوں ہے۔ ہزارہا جنٹلمین اس کے ہر وقت خواہشمند رہتے ہیں۔ ملک میں ہزارہا طریقوں سے یہ پالش بنایا گیا لیکن کارآمد دو تین طریقے ہی ثابت ہوئے جس کی وجہ سے اکثر حضرات مالدار بن گئے۔ اس کے بنانے کی اصلی ترکیب ناظرین دین و دنیا کے لیے ہم ذیل میں درج کیے دیتے ہیں۔ جو نہایت قلیل لاگت میں کافی مقدار میں تیار ہوسکتا ہے۔ اور اس کو فروخت کرکے ایک کم مایہ شخص بھی خاصی آمدنی پیدا کرسکتا ہے۔

۱۵ حصے زرد موم کو ۱۲ حصے تارپین کے تیل کے ہمراہ آمیز کرو اور ۱۲ حصے صابون کو ۸ حصے پانی میں حل کرکے حل شدہ موم میں ملا دو اور اس تمام مرکب کو اُس وقت تک ہلاتے رہو جب تک کہ سرد نہ ہوجائے۔ آخر میں براؤن رنگ تھوڑی مقدار الکوحل میں حل کرکے اس میں شامل کردو اور ڈبیوں میں بھر رکھو + ([redacted]

سوالات

مذہبی

(۱۰۶۶) بزرگوں کے گھٹنوں کو جھک کر ہاتھ لگانا شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ثبوت قرآن و حدیث سے دیں۔ (۲۷/ح)

(۱۰۶۷) زید چشتیہ خاندان میں مرید ہے۔ پیر صاحب کا وصال ہو چکا ہے طلب راہ حق کے واسطے دوسرے خاندان یا دوسرے شیخ سے بیعت کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۲۰/ق)

(۱۰۶۸) نماز جمعہ کے بعد چار رکعت فرض پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ جن کے نزدیک جائز نہیں وہ ظہر کی دو سنت بھی پڑھتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ پڑھتے ہیں تو ایسا کیوں کرتے ہیں کیا اس کے لیے کوئی خاص حکم ہے یا جمعہ میں داخل ہیں؟ (۲۹/ق)

(۱۰۶۹) ایک لڑکی جس کی عمر اس وقت ۱۴ سال کی ہے وہ اپنے والدین کے انتقال کے بعد (جسکو ۴ یا ۵ سال کا عرصہ ہوا) اپنے نانا کے گھر رہتی تھی۔ تین سال بعد اُسکی شادی کا پیغام آیا اور بلا اُس کے چچا و دادا کے (جو ۴۰ کوس دور رہتے) لڑکی کی شادی اُسکے خالو کے گھر کردی گئی۔ بعد شادی ہو جانے کے اُسکے دادا چچا جہاں تھے کسی کو بھیجکر اجازت طلب کی گئی۔ ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جواب مستند درکار ہے۔ (ش/ی)

طبی

(۱۰۷۰) نصف زبان کا حصہ سفید ہو گیا ہے اور اکثر چھالے زبان پر پڑ جاتے ہیں۔ گرم چیزوں سے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھٹکری سفید ہوتی ہے لیکن برائے چندے۔ اس لیے کوئی مجرب اور زود اثر نسخہ درکار ہے (۱۹/الف)

(۱۰۷۱) عمر ۲۵ سال ہے سر کے بال سفید ہوتے چلے جاتے ہیں نسخہ درکار ہے (۱۲۶/م)

(۱۰۷۲) تین ماہ سے میرے ایک کان میں پیپ نکلتی ہے اور کان کے اندر مختلف آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اکثر حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج کیا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (۱۲۵/الف)

(۱۰۷۳) ایک لڑکے کے پیدائشی بال سفید ہیں اور بدن بھورا ہے بہت دیر میں کسی چیز پر نظر جمتی ہے۔ بال سیاہ کرنے والا مقوی نظر نسخہ مطلوب ہے۔ (محمد رحیم الدین - خریدار)

(۱۰۷۴) امراض مردانہ کے متعلق بہترین اور عمدہ دوائیں کہاں مل سکتی ہیں؟ (ایک خریدار)

(۱۰۷۵) عرصہ ۸ سال سے سر سے بھوسی بکثرت نکلتی ہے، اور بال گرپڑتے ہیں اور اکثر بال قبل از وقت سفید ہو گئے ہیں۔ مجرب نسخہ درکار ہے (۱۰/ل)

(۱۰۷۶) ایک خاتون کی آنکھیں عرصہ سے خراب ہیں۔ شکایت یہ ہے کہ بعض اوقات آنکھیں بہت زیادہ سُرخ ہو جاتی ہیں اور درد ہونے لگتا ہے اور جب یہ حالت موقوف ہو جاتی ہے تو شکم میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ عمر ۱۳ یا ۱۴ سال ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۲۷/ح)

(۱۰۷۷) طبی اصول سے حلوائے بیضہ مرغ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۵۰۴/ع)

(۱۰۷۸) ایک شخص کے موسم سرما میں گھٹنے اور تلوے گرم رہتے ہیں اور موسم گرما میں سر درد مع تلخی کی حالت سے قدرے افاقہ معلوم ہوتا ہے کوئی مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۱۰۳/ع)

متفرق

(۱۰۷۹) ایک مدرسہ اور مسجد تعمیر کے واسطے جو کہ سنہ ۱۳۴۱ھ میں تیار ہوئے علیحدہ علیحدہ تاریخ ہجری مطلوب ہے۔ (۴۱۹/د)

(۱۰۸۰) حضرت دین پناہ صاحب جنکی خانقاہ۔ دائرہ دین پناہ۔ تحصیل سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ہیں اُن کے مفصل حالات اگر کسی صاحب کے پاس لکھے ہوئے ہیں تو مطلع فرمائیں۔ (ابو منور اختر) خریدار

(۱۰۸۱) دیوان حسرت موہانی کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے تو وہ کہاں اور کس قیمت پر مل سکتا ہے۔ (۱۲۶/م)

(۱۰۸۲) کسی ایسی کتاب اُردو یا انگریزی جس میں عیسائیوں کے تمام رسم ورواج علی الخصوص رسوم متعلق ازدواج مفصل طور پر معلوم ہوسکیں مطلوب ہے۔ (۱۲۶/م)

(۱۰۸۳) رسالہ کلید رحمت مصنفہ مولوی عبدالحمید صاحب غازیپوری و کتاب صداقت اسلام مصنفہ شیخ عبدالسبحان صاحب کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے۔ (۳۱۶/الف)

(۱۰۸۴) مجموعہ خطب عربی مطبوعہ مطبع انصاری کہاں سے اور کس قیمت پر ملیگا؟ (عبدالمجید خریدار)

(۱۰۸۵) بچوں کو انگریزی اُردو سکھانے کے لیے کم خرچ اور بہترین مدرسہ کس جگہ ہے؟ (۲۳۰/ع)

(1086) سنہ ۱۳۲۰ھ کا تاریخی نام ناظرین رسالہ میں کوئی صاحب تحریر فرمائیں (۲۸/ط)

(1087) مبلغ دو سو روپیہ سے تجارت کرنا چاہتا ہوں کوئی صاحب برائے مہربانی مفید مشورہ سے آگاہ فرمائیں کہ کونسا کام شروع کیا جائے کہ بغیر دوکان رکھے گھر پر کر سکوں۔ (۱۴۱/ح)

(1088) ایک کتاب جو کہ امروہہ کے ایک مولوی صاحب نے لکھی ہے جس کے اندر تمام خاندانوں کے شجرے ہیں اُس کا پتہ اور قیمت مطلوب ہے۔ (۱۵/ن)

(1089) میں ایک عیالدار شخص ہوں۔ قوت بینائی کمزور ہوگئی ہے کوئی کام دستکاری کی قسم سے کرنا چاہتا ہوں جس میں سرمایہ کم لگے اور وہ کام ایسا ہو کہ ہر جگہ اس کی قدر ہو۔ امید کہ ناظرین رسالہ اس طرف توجہ فرمائینگے۔ (محمد امین / خریدار)

(1090) ماہواری رسالہ نقاد جو آگرہ سے زیر ایڈیٹری دلگیر شائع ہوتا تھا اور اب بند ہوگیا ہے اس کے متفرق پرچے یا سالانہ جلدیں کہاں سے اور کس قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں؟ (۴۸۳/س)

(1091) پروفیسر مرزا سجاد بیگ صاحب کا پتہ مطلوب ہے۔ (۱۵۱/م)

(1092) ہندوستان۔ مصر۔ شام اور عرب میں سے کن کن مقام پر تفسیر کی بہترین تعلیم دی جاتی ہے۔ پتہ مطلوب ہے۔ (۲۱۷/م)

(1093) ہندوستان کے اردو رسائل میں سے کثیر الاشاعت رسائل کے نام اور اُن کے صحیح صحیح تخمینی تعداد اشاعت مطلوب ہے۔ (")

(1094) سائنس اور اسلام۔ ازالۃ الاوہام مصنفہ مولوی رحمت اللہ صاحب کہاں سے اور کس قیمت پر ملیں گی (رحیم الدین خریدار)

(1095) مرحومہ۔ ز۔ خ۔ ش صاحبہ کی تصانیف نظم و نثر کیا ہیں اور کہاں اور کس قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہیں؟ (۱۹۱/الف)

(1096) ایلومینیم کے برتنوں کے بننے کے مقامات کے پتہ درکار ہیں۔ (خدا بخش / خریدار)

(1097) ترکی زبان سیکھنے کی کتابیں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہیں؟ (۲۷/ح)

(1098) مصوری کہاں اور کن شرائط پر سکھائی جاتی ہے؟ (۲۷/ح)

(1099) مجھے دوا کی گولیاں اور قرص بنانے کی مشین درکار ہے۔ کوئی صاحب یہ تحریر فرمائیں کہ وہ کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (۵۱/ع)

(1100) سوانح عمری شیطان و صحت نمائے ازدواج اگر کسی صاحب کے پاس ہوں تو اطلاع دیں۔ (فیروز الدین شفائی)

(1101) بید دق کی چلی ہوئی گولیاں کس قیمت پر اور کہاں سے مل سکتی ہیں؟ (۴۰۵/ع)

(1102) لکڑی کے کھلونوں کا پتہ مطلوب ہے جو کہ [illegible] ہوشیارپور میں بنتے ہیں؟ (کامل دین خریدار)

(1103) ممالک غیر کے ڈاک کے ٹکٹوں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لیے پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں:۔ ۸۴/۱ معرفت دین و دنیا دہلی (۸۴/۱)

(1104) اُردو انگریزی ناول اور دیگر کتابیں برائے فروخت موجود ہیں فہرست پتہ ذیل سے منگائیں:۔ ۸۴/۱ دین و دنیا دہلی۔ (۸۴/۱)

جوابات

(1024) کسی کو دینی بہن کہہ دینے سے شرعاً بہن نہیں ہو جاتی قرآن مجید میں ارشاد خداوندی دیکھو ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ الخ اور پاک معشوق کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں شارع علیہ السلام کی جانب سے نامحرم کے ساتھ نشست و برخاست تک بالکل ناجائز ہے۔ بلکہ جناب ابوبکر صدیق رضؓ کے طرز عمل سے تو اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آنجناب نے اپنی صاحبزادی حضرت ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضؓ کو تنہائی میں اپنے پاس سے یہ ارشاد فرما کر اُٹھا دیا تھا کہ جب دوسرے آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو اس وقت آکر نہ بیٹھا۔ افسوس نئی روشنی والے اسلامی پردہ کے دشمن ہیں۔ مگر ساری ایمانی اور قومی کمزوریاں مردوں کی آنکھوں سے پردہ کے اٹھ جانے سے رونما ہوئی ہیں۔ قولہ تعالےٰ:۔ "وقل للمومنت یغضضن الخ سورہ نور سپ ۱۸ ع ۴۔ پس جس مسلمہ عورت کے ساتھ نکاح جائز ہو سکے اسکو دینی بہن یا ہم بیعت ہونے کی بنا پر شارع علیہ السلام کی جانب سے ہرگز اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنا چہرہ تک بھی اس نامحرم دینی بھائی یا ہم بیعت کے سامنے ظاہر کر سکے کیونکہ ماں بہن بیٹی باپ بھائی بیٹا وغیرہ الفاظ کہنے سے کسی شخص کی شان اصلی محرمات کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی اور نہ مانع نکاح ہو سکتی ہے۔ رہا پاک معشوق یہ وسوسۂ شیطانی ہے اہل اسلام کا کوئی معشوق سوائے ذات جناب احدیت اور جناب نبوت علیہ التحیۃ کے ہو نہیں سکتا شیخ بھی بالواسطہ اور بالعرض ہے لیکن شیخ کو ہی اصل مقصود سمجھ لینا بھی توحید تصوف کے منافی اور متضاد ہے۔ کیونکہ یہ خدشہ بھی مانع ترقی ہے۔ اب رہا مسئلہ حقوق کا تفصیل سے قطع نظر کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو حقوق اسلام نے بلحاظ وسعت و تعمیم اخوت مومنین و مسلمین و مومنات و مسلمات میں قائم فرما دیے ہیں وہی حقوق کافی ہیں۔ تمثیلاً محض دو احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے:۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور لا یومن احدکم حتےٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ + (محمد رحیم الدین عفا عنہ)

(782) میرے پاس ایک کتاب دو سو صفحے والی متعلقہ انڈیا و تمام ریاست ہائے ہندوستان کے روی ٹکٹوں کے حالات انڈین و یورپین سٹمپ نیوز اینڈ آکشنرز کے پتہ دینے کو ہیں برائے فروخت ہے جن صاحب کو ضرورت ہو پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

پتہ:۔ بابو شہاب الدین کلرک سیلس مین لائن ڈویژن۔ ہیڈ آفس ملتان چھاؤنی۔

(1061) آواز کشا ہاشمی دواخانہ دہلی سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(1063) نافع معدہ و نفس کشا دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگا کر استعمال کریں جلد فائدہ ہوگا۔ (۷)

انشائے لطیف

کیف محبت

(از تماشائی بریلوی)

ستارۂ جان و مال کو اپنی زلف مشکبار کی ایک اور صرف ایک جنبش صبر سوز سے برباد کر دینے والی لطیف الجثہ ہستی!!! تیری نگاہ بادہ ریز سے مخمور و بے خود ہو کر میں گردشِ آسمانی، تسلسل شب و روز و کیفیات موسم بھی فراموش کر چکا تھا، میری دنیا و تخیل پر ایک ستانہ ادا حسینہ قابض تھی اور میرا عالم ذہنی بھی صرف اُسی کے زیر نگین تھا۔

میں بے اختیار تھا، اور لذت و سرشاری سے معمور۔ خلوت ناز کی عالم خواب میں شباب آرائیاں بے حجابیاں! ع

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیر نیم کش کو

وفور شوق میں چشم مشاہدہ واکرتا اور سٹ سٹ جاتا اور فنا ہو جاتا۔

تیرے تبسم پیہم کی صاعقہ ریزی، اور تیرے نگاہ غلط انداز کے علی التواتر حملوں نے میرا قافلہ لوٹ لیا اور جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔

میں بندۂ محبت ہوں، میرا دین و ایمان لفظ "محبت" میں مضمر ہے، اور تو سبیل مہر و الفت کی سحر طراز ساقیہ!! محبت کے جام زمردیں پیالے پلا کر مجھکو اپنا دیوانہ و متوالا بنا لے۔

میں جنس محبت کا خریدار ہوں، اور تو بازار محبت کی ملکہ، میری جان و ایمان قبول کر لے، میرا نقد دل محک عشق پر پرکھ لے، اور ہاں! تیرے ایک بیساختہ قہقہہ کی قسم! تو سراپا ناز بن جا اور مجھ کو اپنا نار دار بنا لے، گلشن عشق کی کنجوں میں آرام کرنے والی حسین دیوی! تو رشتۂ محبت میں گلہائے بوقلموں گوندھ رہی ہے، میں بھی تیرے روبرو سر تسلیم خم کرتا ہوں، اپنی نگاہ غلط انداز کا واسطہ ایک رنگین ہار مجھے بھی عنایت ہو۔

انقلابات زمانہ کہوں، اپنی سیہ بختی تصور کروں، یا فلک کج رفتار کی تفرقہ پردازی سمجھوں، بہرحال جو کچھ بھی ہو، میں تیری نزہت بار اور روح پرور خلوت کدہ سے دور پڑا ہوں، ہاں! کوسوں دور۔

ہارمونیم کی سفید سیاہ پردوں پر تیری نرم و گداز انگلیوں کی شکر ادائی، موسم سرما کی طویل راتوں میں، گھنٹوں وہ راز و نیاز کی باتیں، تیری پر کیف آنکھیں جو نیم خوابی کی حالت میں ہر لحظہ آمادہ جراحت رہا کرتی ہیں، تیرے انداز ہائے بے حجابانہ جو تمام کائنات کی لرزش حیات سوخت کرنے کے لئے کافی ہیں، تیرے نرم نرم سفید اودی دستانے جنکا گداز تیرے عاشق جانباز کے پامال دل کا ضامن تھا، اور ہزار ہا چھوٹے چھوٹے واقعات جو میرے ذہن میں تیری پیاری تصویر کے نقش و نگار بنے ہیں۔ مجھے خوب یاد ہیں، اور مجھکو حشر تک آتش زیر پا بنائے رکھینگے۔

کیا میرا یہ زبردست جذبۂ الفت، اور میری صبح و مسا کی یادگاری سب بے اثر و بے سود ہے، کیا تو اپنے ساری زلفوں کے سنوارنے اور زرق برق ملبوسات کے انتخاب میں اسقدر محو ہے کہ میری یاد بھی، میرا خیال بھی تیرے ذہن سے اُتر گیا نہیں میں اس جانکاہ و روح فرسا تخیل سے کانپنے لگتا ہوں، اور میرا دل اس کی مخالفت کرتا ہے، باوجود انتہائی انہماک کے کبھی نہ کبھی تو ایک آہ سرد (میری یاد میں) تیرے غنچۂ دہن کو وا کرتی ہوگی۔ مقصد دلی، آرزوئے روح و تمنائے قلبی اگر کچھ ہے تو بس اس قدر کہ میری طرح تو بھی ایک خلش پیہم سے چین نہ پائے۔

ای ضیاء سحر و نور صادق! کیا تو نہیں واقف کہ میرے جذبات کسدرجہ صحیح اور اظہار محبت کس درجہ حقیقت سے قریب ہے، لیکن میں تجھے ذرا سی تکلیف دینا چاہتا ہوں تو دبے پاؤں اس سحر رواں کے حسین کمرہ میں داخل ہونا اور اس خوش اسلوبی سے میرا حال دل عرض کرنا کہ نرگسیں آنکھیں جھکنے لگیں اور وہ مسکرا کر اپنی گردن نیچی کر لے اور اس کی بلوریں پیشانی قطرہائے آبدار سے مزین ہو چلے۔

تمہارا بچہ

اماں میں صبح اٹھوں گا۔ تم سوتی ہونگی۔ میں تمہارے دل میں سما جاؤنگا۔ تم اٹھوگی مجھے ڈھونڈو گی، ناراض ہوگی اور کہوگی کیا شریر بچہ ہے۔ صبح ہی صبح کھیلنے نکل گیا میں دل ہی دل میں ہنسوں گا۔

تم گھر کا کام کاج کروگی کھانے کے وقت تم مجھکو تلاش کروگی میں نہ ملوں گا تم کو غصہ آئے گا۔ تمہارا چہرہ سرخ ہو جائے گا۔ مگر تم کو یہ خبر نہ ہوگی تمہارا بچہ تمہارے چہرہ پر سرخی بن کر جھلک رہا ہے۔

جب ابا آئینگے تم ابا کو دیکھکر مسکراوگی۔ ابا سے میری شکایت کروگی۔ کہوگی تمہارا بچہ آج کھیلنے نکل گیا۔ میں یہ سب کچھ سنوں گا۔ مگر تم کو یہ خبر نہ ہوگی کہ تمہارا بچہ مسکراہٹ بنکر تمہارے لبوں پہ نمایاں تھا۔

تم دوپہر کو سو جاؤگی۔ خواب دیکھوگی کہ میں کہیں کھو گیا ہوں۔ تم مجھ کو خواب میں تلاش کروگی، میں ہنسوں گا مگر تم کو یہ پتہ نہوگا کہ تمہارا بچہ نیند بنکر تمہاری آنکھوں میں سمایا ہوا ہے۔ میں تم کو نہیں ملوں گا۔ تم کو اس سے صدمہ ہوگا۔ تم خواب میں رو دوگی۔ میں یہ سب کچھ دیکھتا رہوں گا۔ آخر کار خواب میں تمہاری آنکھ سے آنسو گرے گا۔ میں آنسو بنکر بستر پر گر جاؤنگا۔ اور پھر تمہارا ہی بچہ بن جاؤنگا۔ تم اٹھوگی ناراض ہوگی کہ بچے کہاں چلا گیا تھا۔ میں مسکرا دوں گا۔ تم مجھے چھاتی سے لگا لوگی۔

شوکت علی فہمی
میرٹھی

خریداران رسالہ ترسیل زر و خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں، اور نام و پتہ صاف لکھیں ورنہ دفتر تعمیل ارشاد سے معذور رہے۔

منیجر

اُس سے کس نے کہدیا؟

وہ نادرۂ حسن، شباب کے کس بل میں جھومتی جھامتی، مستِ رفتار ہوتی ہے تو سیکڑوں دل خود بخود پامال ناز و انداز ہو جاتے ہیں، لیکن اُس صنم پیکر کو اپنی ستانہ ادا کے انہاک و استغراق سے اتنی کہاں فرصت کہ یہ معلوم کرنے کی پرواہ کرے کہ اس کی نگاہ فتاں نے کتنوں کو رقص مذبوح میں مبتلا کر دیا اور کتنے اُس کو للچائی نظروں سے دیکھا کئے۔

دنیا کی جھنجھٹ کے شور و شغب میں اغراض و مقاصد کی تگ و دو کرنے والوں کے ہجوم میں، میں نے ہمیشہ دیکھا اور وہ بھی اس طرح کہ رُعبِ حسن سے آنکھ ہی میں رہا کہ وہ بیبا کانہ انداز سے بے غل و غش، اپنی ناز آفرینیوں اور کافر ماجرائیوں کا جلوہ بے پروا دکھاتی، تصر ہوش و حواس منہدم کرتی چلی جاتی، نگاہِ غلط انداز اکثر اس کے نازک خوبصورت پیروں کے بلا گرداں رہتی، اور شاہدان قدرت کو بے خبر موقعہ تحسین دیتی۔

دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہاتھوں سے دبا کے میں نے بے محابا استفادۂ نظارہ کی جرأت کی وہ بت ستمگر اپنی کمسنی اور الھڑپنے کے پیروں کی ٹھوکروں سے ہزاروں فتنے جگاتی، محشر برپا کرتی گلی میں سے جھجکتی نظروں سے اُس کے سنہری بھرے بھرے رخساروں کو دیکھا، اُس بُت طناز نے اچانک میری بزدل نظروں کا مقابلہ کیا اور فوراً میری طرف سے گھونگٹ کھینچ لیا، میں بیشک اس پر مرتا ہوں، لیکن ہائے اُس سے کس نے کہدیا؟

اب وہ ستم آگیں جب کبھی مجھ ہجراں نصیب کے سامنے سے گزرتی ہے تو اسی طرح ایک ذرا سی جھجک دکھا کے اپنے حسن و ملیح کو چھپا لیتی ہے اور مجھے اس سے زیادہ تڑپا دیتی ہے، لیکن ہے، تعجب کہ اُس سے کس نے کہدیا؟ اور دوسرے اس کی اس فراخدلی سے بے جھجک اکتساب فیض کرتے اور میرے زخموں پر نمک پاشی کا باعث ہوتے ہیں۔

تو کیا اپنی ہر اُمنگ کو، اپنی ہر تمنا کو اس طرح گھونٹنا چاہیئے کہ بے نیازی کی تڑپ سے دل بے چین نہ ہو اور کیا اسقدر احتباس نفس کیا جائے کہ کوئی کسک نہ ہو؟

محمد ظفر

تصوّر

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

سنتے ہیں کہ عاشق نامراد فرہاد کو جو لطف کوہ بے ستون میں اکیلے بیٹھ کے شیریں کے یاد کرنے اور شیریں کے خیالی پیکر سے گفتگو کرنے میں آتا تھا کبھی خود شیریں کی صحبت میں نہ آیا۔ ہم کو بھی جن دلربا صورتوں سے لگاؤ ہے اُن کے تصور کے ہر وقت تازہ رکھنے میں جو مزہ آتا ہے خود ان سے مل کر نہیں آتا۔

اسکی کیا وجہ ہے کہ جو خوبیاں تمہارے تصور اور تمہارے خیالیں میں خود تم میں نہیں؟ کیا اس واسطے کہ تم بے مہر و تغافل شعار ہو؟ یا اس لیے کہ تم ہم پر ظلم کرتے ہو تم ہم کو ستاتے ہو؟ نہیں ایسا تو نہیں، کاش یہی بات ہوتی تو پھر تمہاری ان بیوفائیوں اور تغافل صبر آزما کے تصور میں ہمیں کیوں لطف آتا ہے؟ ہم نے تو ایسا ستم آشنا دل پایا ہے کہ تمہاری بے مہریوں، کج خلقیوں اور لاپروائیوں کو بھی یاد کر کرکے مزے لیا کرتے ہیں، تمہارے ظلم و ستم سے گھبراتے ہوتے تو پھر اُسی ظلم و ستم کے تصور سے بہلنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ کرم ہو یا ستم، نظر لطف ہو یا تغافل، وفا ہو یا جفا غرض کوئی ہو جس چیز سے دل کو کسی قسم کا لگاؤ ہو اس کے ذکر اور اس کے تصور میں جو کیفیت و لطف ہے خود اُس میں نہیں۔

سچ پوچھو تو جو لطف ہم نے اکثر اوقات تمہارے تصور سے اور تمہاری عنایتیں اور صحبتیں یاد کرکے اٹھا لیا ہے، خود تم سے اور تمہاری صحبت سے نہ اٹھا سکے، فرقت غربت اور بادیہ پیمائی کی صعوبت میں تم جب کبھی یاد آگئے ہو۔ آہ! کیا کہیں کہ ہمارے مجبور دل کو کیسی تشفی اور تمہاری اُلفت آمیز باتوں کے تصور سے کسقدر تسکین ہو گئی ہے؟ تمہارے تصور ہی کی کشش نے اس قدر بے چین کیا کہ ہم ترقی کی صدہا تمناؤں اور منفعت کے ہزاروں ارمانوں پر پانی پھیر کر بس ایک تمہارا جذبۂ الفت دل میں لیے ہوئے وطن سے آئے مگر سچ کہدیں، بُرا نہ ماننا، یہاں آکے تم میں وہ بات نہ پائی جو تمہارے تصور میں تھی۔

مگر کیا وجہ ہے کہ کسی چیز یا کسی شخص کے تصور میں جو لذت و کیفیت ہے خود اس میں نہیں، بادی النظر میں یہ امر قطعی عقل و فطرت کے برعکس نظر آتا ہے، عقل یہی فیصلہ کرے گی کہ جس چیز کے خیال و تصور میں لطف ہے، خود اس میں کہاں تک نہ ہوگا؟ بلکہ ذکر و تصور سے بدرجہا زیادہ لطف اس کے حصول میں ہونا چاہیئے، لیکن نہیں، یہ قیاس کی غلطی ہے، جسے تجربہ اور روزمرہ کے مشاہدہ نے غلط ثابت کر دیا ہے۔

عیش کا تصور، خود عیش سے زیادہ کیوں بامزہ ہوتا ہے؟ اس کو تاریخ اور واقعات عالم اچھی طرح بتا رہے ہیں کہ عیش میں اکثر خلل پڑ جاتا ہے اور کمبخت آسمان بیشتر ایسی ناگہانی افتادیں ڈال دیتا ہے جس سے رنگ میں بھنگ اور سارا نقشہ ہرن ہو جاتا ہے بڑے بڑے جشنوں میں زیادہ تر یہی دیکھا گیا ہے کہ کچھ نہ کچھ آفت ایسی نازل ہوئی جس نے سارا مزہ کرکرا کر دیا۔

جن صحبتوں میں داد عیش دی جا رہی تھی اور نہایت ہی بیفکری سے رنگ رلیاں منائی جا رہی تھیں ان کا خاتمہ تم نے بسا اوقات دیکھا ہوگا کہ کیسی بدمزگی پر ہوا؟ جو بڑے بڑے امیر گھرانے دنیا کے مزے اُڑا کے بگڑ گئے اور جو رونق دار شہر ہر طرح کی دلچسپیوں کے کرشمے دکھا کے اُجڑ گئے جو سربرآوردہ و ممتاز قومیں اپنے جلال و جبروت کا تماشہ دکھا کے حوادث زمانہ کی نذر ہو گئیں اور جو عظیم بالشان و طاقتور سلطنتیں عظمت و شوکت کے جلوے پیش نظر کرکے تباہ و برباد ہو گئیں، جو سر بفلک پہاڑ مغرورانہ انداز سے سر اٹھائے ہوئے تھے پیوند زمین ہو گئے اور جو عالیشان عمارتیں کہ دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں خاک میں مل گئیں۔ اُن سے قطع نظر کرکے جس صحبت سینہ میں کل شب ہی کو ہو حق ہو رہی تھی اور دار و مَن

کے تمام تفکرات پر لات مار کر بادہ عیش کے جام پر جام لنڈھائے جا رہے تھے صبح کو اس کا انجام جا کر دیکھو جبکہ رات بھر کی روئی ہوئی شمع کے آنسو خشک ہو گئے ہوں شب بھر کے جاگے ہوئے تاروں کی آنکھیں خمار آلود ہو رہی ہوں، اور سیہ مست حریفان صحبت ایسے پڑے ہوئے ہوں کہ کسی کو سر و پا کی خبر نہ ہو تو صاف نظر آ جائیگا کہ عیش و عشرت کا انجام کیا ہوتا ہے اور کیا ہوتا رہا ہے؟

اسی انجام عشرت کو نباض فطرت مرزا نوشہ نے جن بچے تلے اور خوبصورت الفاظ میں دکھایا ہے ان سے بہتر الفاظ آج تک ہماری شاعری اور ہمارے لٹریچر کو نصیب نہ ہو سکے۔ فرماتے ہیں ؎

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمہیں ہوسِ نائے و نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے
ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی
مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے
لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ
یہ جنتِ نگاہ وہ فردوسِ گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھئے آکر تو بزم میں
نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

کچھ انہی پر منحصر نہیں، دنیا میں ہزاروں واقعات ایسے ہو چکے ہیں جو باواز بلند بتا رہے ہیں کہ عیش کی صحبتیں شاذ و نادر ہی عیش و عشرت پر ختم ہوتی ہیں مگر ذکر عیش میں ایسے خلل اور صدمہ مطلق اندیشہ نہیں ہے۔ **خدا رکھے**؟ کسی کی یاد اور کسی کے تصور کا وہ دلکش عالم ہے کہ اس میں آکے دنیا کی تمام مصیبتیں اور تکلیفیں فکریں اور پریشانیاں بھی پر لطف بنجاتی ہیں۔ یہاں حسرتناک افسانہ بھی مزہ دیتا ہے اور داستان غم میں بھی اسی قدر لطف آتا ہے، جس قدر کہ عیش و عشرت کی کہانی میں۔

ہر عیش اور ہر راحت کے بعد ایک خمار ہے مگر اس ناگوار اور تکلیف دہ خمیازہ عیش سے، اگر خالی ہے تو صرف ذکر عیش۔ جس سے جب تک چاہئے لطف اٹھائیے۔ نہ طبیعت بے کیف ہوگی، اور نہ دل افسردہ ہوگا، یہی خمار صحبت عیش ہے جس کی وجہ سے انسان اکثر و فور طرب و شادمانی سے اکتا جاتا ہے، لیکن ذکر عیش اور کسی کے تصور میں یہ بات نہیں۔ آپ چاہیں کتنے ہی زمانہ تک عیش و عشرت اور شادمانی و مسرت کے خیال میں محو رہیں دل نہیں گھبرائیگا اور چاہے جسقدر عرصہ تک بیٹھے ہوئے، تصور جاناں میں مستغرق رہیں، جی نہیں اکتائے گا بلکہ طبیعت کا بار بار تقاضا یہی ہوگا ؎

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں، تصور جاناں کئے ہوئے

(ماخوذ)

رخصت سرما

ہیں نکلتی سردیوں کے وہ نظر فریب منظر
کہ پلٹا مہر تاباں بھی سوئے شمال آیا
کبھی جاتی سہے نظر میں کہ سہے تازگی پہ نیچر
یہ بدل رہا ہے موسم کہ پلٹ رہی ہے کایا

نظر آ گیا کہ سرما کا شباب ڈھل چکا ہے
نظر آتی برف ورنہ سر کوہ کیوں پگھلتی؟
جو جما ہوا تھا پانی وہ سرک کے بہ چلا ہے
جو ندی جمی ہوئی تھی وہ ذرا ذرا سے چلتی!

نہ صبا میں ہے وہ خشکی نہ نسیم میں ہے ٹھنڈک
کہ دل و جگر کو لگتی ہے یہ خوشگوار ایسی
نہ وہ کڑکڑاتا جاڑا نہ وہ سردیاں ہیں بیشک
یہ بسنت کی ہوا ہے! یہ رت بہار ایسی

نہ چمن کے رہنے والوں کی وہ زرد و رو نیاں ہیں
کہ اتر رہا ہے تن سے جو لباس تھا خزانی
نہ بدن کی لاغری ہے نہ وہ رخ کی زردیاں ہیں
کہ ہر اک شجر کا جوڑا نظر آ رہا ہے دھانی

کہیں پھولتی ہے سرسوں کہیں پھوٹتا ہے سبزہ
نئی کونپلیں نکلتی ہیں کہیں کسی شجر سے
وہ کب آئیگا چمن میں مجھے جس کی ہے تمنا؟
کہیں کر رہی ہے بلبل یہ سوال برگ تر سے

گل و غنچہ سے بھریگا وہ چمن کے جیب و داماں
ہے انہی تیاریوں میں ابھی باغبان قدرت
پس پردہ ہو رہے ہیں جو بہار کے یہ ساماں
دل و دیں کو لوٹ لیگا وہ دکھا کے شان قدرت

نکل آئے فصل گل کے وہ طیور گھونسلوں سے
کوئی دن میں گونج اٹھینگے بہار کے ترانے
مگر آہ! جس چمن کا میں ہوں عندلیب نالاں
ہوئیں مدتیں کہ اس میں نہ کبھی بہار آئی

گورستان کا منظر

آ اے دل راز حقیقت کی تفہیم دل میں اور اسرار انجام ہستی کی دیکھنے والی بصارت آنکھ میں لیکر آ اور دیکھ کہ یہ گورستان کا حسرتناک منظر زبان حال سے دنیائے ناپائدار کی بلند صدائیں لگا رہا ہے۔ یہ سنگ مرمر کے اُجلے اُجلے سپید مزار حیات انسانی کی بے ثباتی کا نوحہ گا رہے ہیں۔ یہ کچی پکی قبروں کے بسانے والے جو اپنے گھروں سے منہ موڑ کر اور اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر بیخبر غفلت کے عالم میں پڑے ہیں، مگر عبرت حاصل کرنیوالی نگاہوں کو متوجہ کر رہے ہیں کہ اے ان فنا ہو جانیوالی زیست پر شاداں رہنے والو! اس بے بنیاد کی اصلیت ہم ہیں۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ خاکی جسم کے استقبال کو دست اجل ہر دم دراز ہے اور اس کبھی نہ فنا ہونیوالی دنیا کے دروازے کھلے ہوئے ہیں وہاں کے بسنے والے ہم سے بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ آؤ آؤ میاں آ کے تم بھی رہو۔ بسو!!

(ماخوذ از اخبار توحید مرحوم)

صنفِ نازک کیلئے

شوہر کی اطاعت

(از ص۔ ب صاحبہ)

جب حضرت آدم بہشت میں تنہائی سے گھبرانے اور ملول ہونے لگے تو اُن کی دلبستگی اور خوشی کے لیے خدا نے حضرت حوا کو پیدا کیا جو سب عورتوں میں پہلی عورت تھیں اور جن کو تمام دنیا کی اماں ہونے کا شرف حاصل ہے جس سے ظاہر ہے کہ عورت کا پیدا کیا جانا زیادہ تر مرد ہی کی خوشدلی کے واسطے تھا۔ عورت کو چاہیئے کہ خاوند کو ہر طرح راضی و خوشنود رکھے اور محبت سے اس کی اطاعت کرے۔ نیک سیرت اور پاکدامن بیبیوں کو چاہیے کہ اپنے شوہروں کی دلسے خیر خواہ اور اطاعت گزار رہیں۔ ان کے حکم کو حتے الوسع مانیں، خوشی خوشی اسکی تعمیل کریں جس سے نہ صرف شوہر خوش ہونگے بلکہ خدا بھی خوش ہوگا۔ کیونکہ خدا کا بھی یہی حکم ہے کہ عورتیں راضی رکھیں اپنے شوہروں کو اپنی خدمت گزاری، شیریں کلامی، خندہ روئی، خوش اخلاقی نیک کرداری اور پسندیدہ چال چلن سے۔ ناخوش نہ کریں۔ نیک کردار اور فرمانبردار بیبیوں کو خدا خوشخبری دیتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنے شوہروں کے ساتھ جس طرح خوش و خورم ہیں اسی طرح بہشت میں داخل ہوں گے اور خوش و خورم رہینگی۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک روز حضرت خاتونِ جنت کے پاس تشریف لائے اور ان کو ملول دیکھکر حال دریافت کیا۔ عرض کی کہ حضرت علیؑ آج مجھ سے خفا ہیں، ارشاد فرمایا اے جانِ پدر جس طرح ممکن ہو جلد ان کو راضی کرو اور ان کی ناخوشی سے ڈرو کیونکہ شوہر کی ناخوشی اس کی بی بی کے حق میں خدا کی سخت نارضامندی کا باعث ہے، خاوند کی نافرمانی عورت کے حق میں بُری بلا ہے۔ حضرت ایوبؑ بڑے دولتمند اور صاحب اولاد پیغمبر تھے، جب خدا نے ان کا امتحان لینا چاہا تو ان کو بالکل مفلس کر دیا اور ان کی اولاد کو بھی اُٹھا لیا اس پر بھی وہ خدا کا شکر کرتے رہے اور عبادت سے بھی غافل نہ ہوئے پھر ان کو ایسی سخت بیماری ہوئی کہ تمام جسم سڑ گیا اور کیڑے پڑ گئے اور ایسی بدبو پھیلی کہ تمام عزیزوں دوستوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور بستی کے لوگوں نے عاجز ہو کر ان کو آبادی سے نکال دیا ایسی حالت میں بھی آپ نے صبر و شکر کے ساتھ خدا کی عبادت کی اس مصیبت اور بیکسی کے وقت آپ کی نیک غمخوار بیوی نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا، آپ کی خدمت و اطاعت کھلانے پلانے اور ہر ضرورت کے رفع کرنے میں نہایت محبت و الفت کا برتاؤ کیا اور ایک منٹ بھی آپ سے جدا نہ ہوئیں ان کے دل میں وہ جوش محبت تھا کہ کبھی کسی قسم کی کراہیت و حقارت اور بیزاری پیدا نہ ہوئی بلکہ ہمیشہ حضرت ہی کے ساتھ کھاتی پیتی تھیں، نیک بیبیاں اپنے شوہروں کیساتھ سچی محبت رکھتی ہیں، ان سے بڑھکر کسی اور کو نہیں سمجھتیں اور مصیبت و تکلیف اور بیماری کے وقت اپنے آپ کو وفادار ثابت کرتی ہیں عیش و آرام میں تو سب ہی شریک حال رہتے ہیں۔

جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے وہ چاہے کیسی شریف زادی کیوں نہ ہو اس کی صحبت سے ضرور بچنا چاہیئے، شوہر کا ہر وقت ادب اور لحاظ کرنا چاہیئے! کبھی ناشائستہ لفظ منہ سے نہ نکالنا چاہیئے، ہر شوہر کے احکام کی خوشی خوشی تعمیل کرنی چاہیئے۔ شوہروں کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہرگز غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ وہ عورتیں بڑی کمبخت ہیں جو ایسی نعمت کو ہاتھ سے کھو دیتی ہیں۔ (عصمت)

اولاد کی تربیت

تربیت اولاد کی سب سے بڑی ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوتی ہے، اسلیے اُن کو چند خاص اصول کا پابند رہنا نہایت ضروری ہے۔ سب سے بڑی چیز جس کا بچے کی تربیت پر اثر پڑتا ہے ماں باپ کا اتحاد و اتفاق ہے۔ یہ اتحاد صرف محبت سے پیدا ہوتا ہے، اور محبت ادب و احترام کا نتیجہ ہوتی ہے لیکن یہ ادب و احترام اُسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب عورت مرد کی فضیلت کا اعتراف کرتی ہے اسلیے جب تک مرد کی فضیلت اور اُس کا اثر عورت پر قائم نہ رہے بچوں کی کامل تربیت ناممکن ہے لیکن اس اتحاد و اتفاق کے بعد بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ماں باپ سے سب سے بڑی غلطی جو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنی ذات سے جدا نہیں سمجھتے بلکہ اپنا ایک عکس یا پرتو خیال کرتے ہیں اس بنا پر وہ اُس کو اُسی اصول پر تعلیم و تربیت دیتے ہیں جس کے مطابق اُنہوں نے خود تعلیم و تربیت پائی ہے، ایک تاجر اپنے بچے کو تجارت کی تعلیم دیتا ہے، زمیندار اُس کو زمینداری کا فن سکھاتا ہے، فلسفی اُس کو فلاسفر بنانا چاہتا ہے، لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو اپنے پیشے میں کامیابی نہیں ہوتی، مثلاً ایک تاجر کو تجارت میں فروغ حاصل نہیں ہوتا اس لیے وہ اپنے بچوں کے لیے تجارت پسند نہیں کرتا۔ اور دوسرے فن یا پیشے کی تعلیم دیتا ہے لیکن درحقیقت یہ اصول تربیت نہایت مضر ہے، بچہ ماں باپ کے مانند نہیں ہوتا بلکہ اُس کی ایک مستقل ہستی ہوتی ہے اُسکے احساسات اور جذبات مستقل ہوتے ہیں۔ اُس کا طبعی مذاق الگ ہوتا ہے اس بنا پر یہ ممکن ہے کہ ماں باپ نے جو تعلیم و تربیت حاصل کی ہے وہ اُس کے لیے موزوں نہ ہو۔ پس بچے کی تعلیم و تربیت کا پہلا اصول یہ ہے کہ اُسکی ذات کو ایک مستقل چیز تسلیم کیا جائے اور اُس کے مستقل جذبات اور احساسات اور طبعی مذاق کے موافق اُس کو تعلیم و تربیت دی جائے۔ بعض لوگ بچوں کو اپنی حالت کے برعکس تعلیم و تربیت دیتے ہیں مثلاً جن لوگوں کے ساتھ بچپن میں اُن کے ماں باپ نے سختی کی تھی وہ بچوں کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتے ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ ماں باپ نے نرمی اختیار کی تھی وہ بچوں پر سختی کرتے ہیں لیکن اس طرز تربیت کا اثر بچوں پر نہایت مضر پڑتا ہے۔ بچوں کو تعلیم و تربیت میں اپنی حالت کا لحاظ کرنا بالکل لغو چیز ہے۔ خود بچوں کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیے۔ اگر سختی کا موقع ہے

اُس حالت میں نرمی نہایت مضر ہوگی۔ اور اگر نرمی کی ضرورت ہے تو سختی کا نہایت بُرا اثر پڑے گا۔

کامل نگہداشت کے بعد یہ ناممکن ہے کہ بچوں سے فروگذاشتیں نہ ہوں، لیکن اس معاملہ میں باپ ماں کو اُنکا مواخذہ نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے، سب سے زیادہ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ بچے کے سامنے اُس کی گذشتہ فروگذاشتوں کا ذکر بار بار نہ کیا جائے کیونکہ اس سے وہ بیحیا اور شوخ چشم ہوجاتا ہے، اور بعض حالتوں میں باپ ماں سے بغض و عناد پیدا کرلیتا ہے، تاہم ہر غلطی کی اصلاح بھی عین وقت پر ضروری ہے، اسکا بہتریں طریقہ یہ ہے کہ لڑکے کے جرم پر باپ ماں کے چہرے پر ناراضی کا جو اثر طاری ہوتا ہے اُسکی زبان حال سے ذریعہ اصلاح بنایا جائے، بچہ فطرۃً باپ ماں کے تمام حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور رنج و غم کی حالت میں اُن پر جذبات کا جو اثر پڑتا ہے اُس سے واقف ہوتا ہے۔ اس لیے جب حالت جرم میں وہ باپ ماں کا چہرہ بدلا ہوا پاتا ہے تو اُسکو خود بخود عبرت ہوتی ہے، اور وہ در پردہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتا ہے لیکن صرف یہ خاموش طریقہ کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ اخلاق کی خوبیاں اور عادات ذمیمہ کی برائیاں بھی اُن کے ذہن نشین کرتے رہنا چاہیئے۔ (خلاصہ)

جواہر ریزے

"لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ"

"بُرائی کو نرمی کے ساتھ دور کردو"

"عفو کی عادت اختیار کرو اور نیکی کی ہدایت کرتے رہو، اور جاہلوں سے سابقہ پڑے تو کنارہ کش ہوجاؤ"

"لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف بلاؤ تو حکمت و نیک نصائح کے ذریعہ سے اور اگر بحث کرو تو شائستہ و پسندیدہ طریقہ سے"

"میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے"

"خوبیاں بُرائیوں کو دور کردیتی ہیں"

(قرآن حکیم)

"اے عائشہ! مسکین کو بے نیل مرام واپس نہ کرنا۔ گو چھوارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہو۔ مسکینوں سے محبت رکھو اور اُن کو اپنے پاس جگہ دیا کرو"

"عائشہ! گن گن کر نہ دیا کرو۔ ورنہ خدا تم کو بھی گن گن کر دیگا"

"عائشہ! نرمی چاہیئے خدائے عزوجل نرمی پسند کرتا ہے"

"عائشہ، معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو۔ خدا کے یہاں ان کی بھی پرسش ہوگی"۔

(پیغمبر اسلام)

"آدمی کو بدگمانی سے اُسی وقت کام لینا چاہیئے جبوقت عقل کام نہ کرسکے"

"برائی جب حرکت میں آتی ہے اور ظہور پذیر نہیں ہوتی تو گھبراہٹ پیدا کرتی ہے اور جب ظاہر ہوجاتی ہے تو رنج کا اثر لاتی ہے"

"انسان کی آرائشیں تین ہیں، بردباری، محبت، آزادی"

"جب کسی کام کا ارادہ کرو تو خود آرائی مت کرو"

"کسی چیز سے محبت، تمہاری اور اُسکی برائیوں میں پردہ ہے، اور تمہاری عداوت تمہاری اور اُسکی بھلائیوں میں پردہ ہے" (افلاطون)

"بدکار کی تعظیم کرنا اسکی بدکاری میں مدد کرنا ہے، کنجوس سے سوال کرنا ابرو کھونی۔ جاہل کو سمجھانا اسکے جہل کو بڑہانا، بے عقل کو تعلیم دینا عمر کو ضائع کرنا اور ناشکرے کے ساتھ احسان کرنا نعمت کا خون کرنا ہے، اس لیے ان کاموں میں سے جب کسی کام کا ارادہ کرو تو عمل سے پہلے موقعہ و محل کی جستجو لازمی ہے"

"کسی چیز کے حاصل کرنے پر اس قدر توجہ نہونی چاہیئے جسقدر کہ اپنے حاصل کیئے ہوئے کو عمدہ طور سے کام میں لانے پر" (سقراط)

"زنانخانہ عورتوں کے لیے بجائے قیدخانہ ہونے کے ایک آزادی کی جگہ ہے۔ جہاں خود شوہر نامحرم سمجھا جاتا ہے" (جان دیون پورٹ)

"انسانی ترقی تین طاقتوں کی مساویانہ پرورش پر منحصر ہے۔ جسمانی، دماغی اور روحانی" (اسمائل)

"اچھی بیوی سے بڑھکر کوئی رحمت اور بُری سے سخت تر کوئی زحمت نہیں" (سمونیڈس)

"دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہے جسکی رفیقہ حیات باعصمت اور نیک طینت ہو" (لوتھر)

"عورت اپنے شوہر اولاد اور اسرار دنیوی کی ملکہ ہے۔ جس کے سامنے دنیا زمانہ اور تاج شاہی سر جھکا سکتے ہیں" (رسکن)

"عورت افکار کو کم کرنے اور مصیبت میں ساتھ دینے کیلیے پیدا ہوئی ہے" (بولڈ)

"مرد خدا کے درخت ہیں اور عورتیں خدا کے پھول" (ٹینی سن)

"جسکی رفیقہ زندگی عقل و ہوش رکھتی ہو اُس شخص سے دنیا میں کوئی زیادہ خوش نصیب نہیں" (ٹینی سن)

"عورت ہماری خوشی اور غم میں مبارک حصہ دار ہے" (کاڈنیر)

"عورت برکت دینے کے لیے بنائی گئی ہے" (ٹریڈ)

(حور)

ایثارِ نبوی (صلعم)

(از ابو نعیم نشتر جالندھری)

پیکرِ اُنس و محبت تھے وہ محبوبِ خدا
صاحبِ حلم و تواضع تھے وہ عالی فطرت

مرحبا صورتِ حُسنے کہ ہوں یوسف حیراں
حبذا سیرتِ علیا کہ کریں غیر صفت

یوں تو اولاد پہ وہ جان چھڑکتے تھے مگر
بالخصوص آپ کو زہرا سے بہت تھی الفت

ان کے آنے پہ محبت سے کھڑے ہوجاتے
بوسہ پیشانی پہ دیتے تھے بطورِ شفقت

حُسنِ اخلاق کے زیور سے مزین کرکے
حق نے ایثار کا پہنایا نبیؐ کو خلعت

حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئیں اکدن زہراؓ
عرض کی ہاتھ ہے تنگ اور ہوں وقفِ عُسرت

اب کے غزوے میں کنیزیں تو بہت آئی ہیں
ایک مجھ کو بھی عنایت ہو برائے خدمت

ہوا ارشاد کہ دے چکے سب بدر کے لوگ
حق یتیموں کا زیادہ تھا تمہاری نسبت

یہ ہے ایثارِ محمدؐ کی اک ادنےٰ سی مثال
نکتہ بیں آنکھ کو دیتی ہے جو درس حیرت

(تہذیب)

فہمیدہ

(۱)

منشی عبدالجلیل صاحب اوسط درجہ کے تعلیمیافتہ اور پولیس آفس میں سکینڈ کلرک تھے ساٹھ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی اور آرام سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ منشی صاحب کی پہلی بیوی شادی کے بعد ۵ سال زندہ رہیں اور دو برس کی ایک لڑکی چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئیں۔ لڑکی بڑی خوبصورت اور بھولی بھالی تھی۔ ماں کے مرنے کے بعد دادی نے اُسے کلیجے سے لگایا اور باوجود پیرانہ سالی اُسکی پرورش میں اس قدر اہتمام کیا کہ وہ اپنی ماں کو بھول گئی۔ اس حادثہ پر دو سال گزرے تھے کہ منشی صاحب نے دوسری شادی کی۔ سال بھر کے بعد ان بیوی سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ منشی صاحب نے پہلی لڑکی کا نام فہمیدہ رکھا تھا اور اُسی قافیہ پر اس لڑکی کا نام حمیدہ رکھا۔ جس دن یہ لڑکی پیدا ہوئی اُسی دن رات کو منشی صاحب کی والدہ ماجدہ نے دو ماہ کی علالت کے بعد وفات پائی اور اُنکی وفات سے غریب فہمیدہ بے یار و مددگار رہ گئی۔ منشی صاحب کی دوسری بیوی نہ صرف مزاج کی تیز تھیں بلکہ اپنی جہالت۔ اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے ناداری اور تنگدلی کے آغوش میں تربیت پائی تھی بد باطن بھی تھیں۔ جب تک حمیدہ پیدا نہیں ہوئی اُس وقت تک اُن کی فطری اور اخلاقی خوبیاں چھپی ہوئی تھیں لیکن اس کے بعد ہی وہ یک لخت اُٹھیں۔ وہ بچے جن کو قدرت محبت کی نگاہوں سے محروم کر دیتی ہے جن کو ہر لحظہ عتاب غیر مشفقانہ اور غصہ نا منصفانہ سے سابقہ پڑتا ہے اپنے تمام اخلاقی اوصاف کھو بیٹھتے ہیں۔ اور یہی نقصان بے مہر سوتیلی ماں سے فہمیدہ کو پہنچا۔ شرافت اور امارت کے جوہر اُس کی ذات سے مفقود ہو گئے۔ اور وہ تمام عادتیں اُس میں پیدا ہونے لگیں جو رذیلوں اور نوکروں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ننھی بچی خواہ تندرست ہو خواہ بیمار لیکن اٹھارہ گھنٹہ روزانہ چارپائی سے دور رکھی جاتی تھی۔ چھوٹی بہن کو کھلانا اور اُس کے اتفاقی رو جانے پر بجائے ان میں آٹھ دس بار بدمزاج ماں کے سانوٹے اور سخت پنجہ سے طمانچے کھانا۔ اور اپنی بساط کے مطابق گھر کے تمام کاموں میں حصہ لینا اُس کے مشاغل شبانہ روزی تھے۔ گویا ایک لونڈی نے اُسے تنے والی بیگم کی خدمت گزاری کے لئے پیدا کیا تھا۔ منشی عبدالجلیل اپنی بیوی سے اس قدر مرعوب متاثر تھے کہ گویا فہمیدہ کے لئے مہر پدری کو بالکل کھو بیٹھے تھے۔ وہ حمیدہ کو پہروں کھلاتے تھے لیکن فہمیدہ اُن کی شفقت آمیز نگاہوں کو ترستی تھی۔ منشی عبدالجلیل کی بیوی نے کبھی فہمیدہ کو نیا کپڑا بنا کر نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اپنے اور منشی صاحب کے پرانے کپڑے کاٹ کر اُس کے کپڑے بناتی تھیں۔ اس کے برخلاف حمیدہ کے لئے بہتر سے بہتر کپڑے بنتے تھے۔ منشی صاحب کی آنکھیں ایسی مسحور تھیں کہ وہ ان باتوں کو گویا دیکھتے ہی نہ تھے اور کبھی اُن کے دل میں یہ احساس پیدا نہ ہوتا تھا کہ آخر فہمیدہ بھی اُن کی لڑکی ہے اور اپنے محبت کرنے والوں کو کھو کر صرف باپ کی شفقت پر اپنی تمام مسرتوں کا انحصار رکھتی ہے۔ بچے ہمیشہ ماں باپ کے طریق عمل سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حمیدہ نے جب ماں باپ کے برتاؤ فہمیدہ کے ساتھ دیکھے تو وہ بھی اُسے ذلیل سمجھنے لگی اور ہمیشہ اُسے ایسے الفاظ اور ایسے انداز کے ساتھ مخاطب کرتی تھی جو نوکروں کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲)

جب حمیدہ چار برس چار ماہ چار دن کی ہوئی تو ماں باپ نے بڑی دھوم سے اُس کی بسم اللہ کی لیکن یہ تاریخ ایک دن غریب فہمیدہ کی عمر پر بھی گزری تھی اور کسی کو احساس نہیں ہوا کہ اُس کی بسم اللہ بھی ہونی چاہیئے۔ البتہ آسمان کی بلندیوں سے ایک ارمانوں بھری روح نے اپنی بچی کو غم کی آنکھوں سے دیکھ کر آنسو بہا لئے تھے۔ جب حمیدہ کی بسم اللہ ہوئی تو فہمیدہ تقریباً ۹ برس کی تھی۔ اور اس اصول کے مطابق کہ مصیبت سب سے بڑی معلم ہے اپنی عمر سے کہیں زیادہ عقل و فہم اور تمیز و احساس کی قوت رکھتی تھی۔ حمیدہ کے لئے ایک معلم ملازم رکھا گیا جو مکان کے مردانہ حصہ میں تعلیم دیتا تھا۔ فہمیدہ نے جو نوشت و خواند سے قدرتاً دلچسپی رکھتی تھی ڈرتے ڈرتے باپ سے خواہش کی کہ اُسے بھی حمیدہ کے ساتھ پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ منشی صاحب اگرچہ بیوی سے بہت ڈرتے تھے لیکن معصوم آنکھوں کو پُر آب دیکھ کر ضبط نہ کر سکے اور اُسے بھی معلم کے سپرد کر دیا۔ منشی صاحب کی بیوی نے بہت کچھ کہا کہ کام میں حرج ہوگا۔ ننھے بچے کو کون سنبھالے گا لیکن خدا کی قدرت کہ منشی صاحب پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا اور فہمیدہ بدستور پڑھتی رہی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ فہمیدہ حمیدہ سے عمر میں بڑی تھی اور کچھ اپنی قدرتی ذہانت کی وجہ سے فہمیدہ نے چھ ماہ کے عرصہ میں بہت کچھ پڑھ لیا۔ معلم صاحب حسن اتفاق سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے نہایت موزوں تھے۔ فہمیدہ کو ذہین اور شوقین دیکھ کر اور خاصکر اُسکو سیر دبے ماں کے ہاتھ سے متاثر ہو کر انہوں نے بڑی محنت اور توجہ صرف کی ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ فہمیدہ اردو پڑھنے میں مشاق ہو گئی جو چاہتی بے تکلف لکھ لیتی۔ صدہا الفاظ فارسی زبان کے بھی اُسے یاد ہو گئے۔ قرآن شریف بھی اُس نے ختم کر لیا۔ اس کے برخلاف حمیدہ ابھی عم کا پارہ بھی ختم نہیں کر سکی تھی۔ منشی صاحب کی بیوی کو فہمیدہ کی یہ ترقی اور حمیدہ کی یہ پستی دیکھکر شدید رشک پیدا ہوا۔ اور تو کچھ بن نہ پڑی انہوں نے مولوی صاحب کو موقوف کرا دیا اور لڑکیوں کی تعلیم بند کر دی۔ حاسد اور بے وقوف عورت کی نا عاقبت اندیشی سے حمیدہ بالکل جاہل رہ گئی نہ وہ قرآن پڑھ سکتی تھی نہ دینی مسائل سے واقف تھی نہ اُس نے اخلاقی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔ ماں کی طرح نہایت بدمزاج سخت۔ تنگ دل۔ پست خیال اور بدزبان تھی۔ چونکہ صورت میں بھی ماں کے مشابہ تھی اس لئے صورت اور سیرت دونوں لحاظ سے اس قابل نہ تھی کہ بیٹوں کی مائیں اُس کے اندر کوئی کشش محسوس کرتیں لیکن فہمیدہ حُسن ظاہری اور حُسن باطنی دونوں سے متصف تھی اور اسلئے برادری کے ہر گھر میں اُس کا تذکرہ تھا اور لوگ اس کی تمنا رکھتے تھے کہ ایسی خوبصورت اور تعلیم یافتہ ہوشیار لڑکی اُن کے بیٹے کی دلہن بن کر آئے۔

(۳)

مولوی صاحب کی علیحدگی سے فہمیدہ کو بہت افسوس ہوا لیکن مجبور اور بے بس تھی۔ تاہم اُس نے اپنے تعلیمی سلسلہ کو منقطع نہیں کیا۔ وہ بہت سویرے اُٹھتی تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر ایک پارہ کی تلاوت ضرور کرتی تھی جس سے اُسے کلام مجید خوب یاد ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ لکھتی پڑھتی تھی۔ جو کتاب ملتی اُسے اول سے آخر تک پڑھ ڈالتی تھی۔ خوشخط کتابوں کو نقل کرتی تھی۔ کتاب میں جو مشکل الفاظ آتے تھے اُنھیں ایک کاپی پر لکھ لیتی تھی اور اُن کو اپنے والد یا کسی اور سے دریافت کرتی تھی۔ اس نے رفتہ رفتہ وہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں جو اُس کے گھر میں موجود تھیں۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے نوشت و خواند میں غیر معمولی قابلیت حاصل ہو گئی۔ جس سے اُس کی گفتگو اور اخلاقی حالت پر نمایاں اثر پڑا۔ منشی صاحب کو اسکا موقع کبھی نہیں ملا کہ وہ بیٹی کی اس قابلیت کا اندازہ کر سکیں۔ وہ صبح کو آٹھ بجے سو کر اُٹھتے تھے۔ حوائج ضروری اور کھانے پینے سے فرصت پاتے پاتے دفتر کا وقت آجاتا تھا۔ دفتر سے واپس آکر وہ کھانا کھاتے تھے اور پھر شب کے ۱۲ بجے تک مردانہ میں نشست رکھتے تھے منشی صاحب کے گھر میں فہمیدہ کے سوا کوئی شخص علی الصباح اُٹھنے کی عادت نہیں رکھتا تھا اور نہ نماز

کا پابند تھا - اور یہ صرف اُستاد کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ وہ اسقدر پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھتی تھی - اور اُسے بہت سویرے اُٹھنے کی عادت پڑ گئی تھی - لیکن فہمیدہ کی یہ تمام نیکیاں اور خوبیاں ظالم اور بدمزاج ماں کے خوف میں دبی ہوئی تھیں - تعلیم و تربیت نے اُس میں جو سلیقہ اور روشن خیالی پیدا کردی تھی اُسے عملی صورت میں آنے کا کوئی موقع میسر نہ تھا - وہ اپنے گھر میں ہر طرح کی بدسلیقگی اور بدتمیزی محسوس کرتی تھی - چھوٹے بھائی بہن کی بُری تربیت اُس کے پیش نظر تھی لیکن اصلاح کا ارادہ کرنا اُسکے لئے ایک جرم کی حیثیت رکھتا تھا -

(۴)

فہمیدہ سولہ سال کی ہوئی تھی کہ برادری سے پیام آنے لگے لیکن منشی صاحب کو اُن کی بیوی نے صلاح دی تھی کہ دونوں لڑکیوں کی شادیاں ایک وقت میں کرنی چاہیئے - وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتی تھیں کہ فہمیدہ کو اچھا گھر نہ ملے اور حمیدہ امیر گھرانہ میں بیاہ کر جائے - اور آخر کار اس کوشش میں وہ کامیاب ہوگئیں - بڑی مشکل یہ تھی کہ فہمیدہ کی موجودگی میں حمیدہ کو کوئی نہیں پوچھتا تھا - اسلئے اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ پہلے فہمیدہ کی شادی ہوجانی چاہئے اور چونکہ وہ اُسے دیدہ و دانستہ بُرے گھر میں بیاہنا چاہتی تھیں اسلئے اچھے پیاموں کو رد کرکے اُنھوں نے ایک نہایت غریب مفلوک الحال اور برادری میں سب سے کم رتبہ گھر کو پسند کیا - منشی صاحب اپنی بیوی کے ایسے محکوم تھے اور اُن کی نسبت ایسا حسن خیال رکھتے تھے کہ اُنھوں نے اپنی مرحومہ بیوی کی یادگار کے ساتھ ان تمام بدسلوکیوں کو گوارا کرلیا - جس جگہ فہمیدہ کی بات چیت پختہ ہوئی تھی اُس گھر میں صرف دو شخص تھے - ایک بیوہ ماں اور ایک اُسکا نوجوان بیٹا محمد شفیع نام جسنے مڈل کلاس تک انگریزی پڑھ کر باپ کے انتقال اور افلاس کی وجہ سے تعلیم چھوڑ دی تھی اور اب میونسپلٹی میں بارہ روپے ماہوار پر ملازم تھا - ظاہر ہے کہ فہمیدہ جیسی خوبصورت اور نیک سیرت لڑکی کے لئے یہ گھر موزوں نہ تھا لیکن جف القلم بما ھو کائن (نوشتۂ تقدیر میں ترمیم ناممکن ہے) سوتیلی ماں کی عنایتوں سے وہ اس جہنم میں دھکیل دی گئی - فہمیدہ اب اٹھارہ سال کی تھی - اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتی تھی اور اس لئے قدرتًا اُسے بہت مغموم ہونا چاہئے تھا لیکن وہ ذرا بھی رنجیدہ نہ تھی - اسکے دو سبب تھے اول یہ کہ وہ جن تکالیف و مصائب کے ساتھ زندگی بسر کر رہی تھی اُس کے لحاظ سے وہ یہ سمجھتی تھی کہ ایک تکلیف سے نکل کر دوسری تکلیف میں مبتلا ہو رہی ہے - دوسرے یہ کہ اُس کے مذہبی مطالعہ نے اُسے تقدیر پر شاکر و صابر کر دیا تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہی ہوتا ہے جو مشیت کو منظور رہے اور مشیت کو کوئی ایسی بات منظور نہیں جو بندوں کے حق میں بُری ہو - بہرحال سال بھر کی گفت و شنید اور آمد و رفت کے بعد فہمیدہ کی شادی ہوگئی - منشی صاحب اب ہیڈ کلرک تھے - کافی تنخواہ پاتے تھے لیکن اُنھوں نے بیٹی کو اتنا جہیز نہیں دیا جتنا وہ دے سکتے تھے اور اس کا باعث بھی وہی اُن کی بیوی کا رشک و حسد اور خبث باطن تھا - فہمیدہ کو میکہ سے کچھ نہیں ملا تھا تو سسرال میں بھی ایک محبت کرنے والی ساس اور غریب مگر نیک مزاج شوہر کے سوا اُس کے لئے کچھ نہ تھا - فہمیدہ کی شادی کو صرف چھ ماہ گزرے تھے کہ حمیدہ کا نصیبہ بھی اٹھا اور مرزا نصیر الدین کے اکلوتے بیٹے بشیر الدین کے ساتھ اُس کی شادی ہوگئی - مرزا صاحب شہر کے خوشحال لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے - اندر باہر نوکر چاکر - اُجلا خرچ امیرانہ ٹھاٹھ - دو گاؤں کے زمیندار لیکن ساتھ ہی پچاس ہزار کے قرضدار تھے -

(۵)

حمیدہ کی شادی میں منشی صاحب نے گھر پھونک کر تماشا دیکھا - جو کچھ نقد و جنس گھر میں موجود تھا وہ صرف کیا اور ایک ہزار کے مقروض ہوگئے - فہمیدہ اب ماں باپ کے دستر سے آزاد تھی اور اسلئے اُس کے خیالات میں پہلے سے زیادہ وسعت پیدا ہوتی لازمی تھی اُسے یہ امتیاز بہت ناگوار گزرا - فہمیدہ کی شادی میں منشی صاحب نے مشکل سے ایک ہزار روپیہ صرف کیا ہوگا لیکن حمیدہ کی شادی میں اُنھوں نے چار ہزار روپیہ صرف کیا - حمیدہ کی شادی کو صرف تین ماہ گزرے تھے کہ فہمیدہ اپنی اور اُس کی حیثیت میں نمایاں فرق محسوس کرنے لگی - حمیدہ کے ساتھ ہمیشہ دو خدمتگار عورتیں آتی تھیں - ماں باپ بھی اُس کی خاطر مدارات میں کمی نہیں کرتے تھے - فہمیدہ کو یہ بات نصیب نہیں تھی - بشیر الدین کی جو آؤ بھگت ہوتی تھی اُس سے غریب محمد شفیع بالکل محروم تھا - فہمیدہ کے لئے یہ باتیں اب تیر و نشتر کا کام دیتی تھیں - یہ فرق مراتب برادری میں بھی قائم تھا - حمیدہ کو ہر شخص عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا - لیکن فہمیدہ کو ہر موقع پر ذلت کا سامنا کرنا پڑتا تھا - اس امتیاز کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے تقریبوں اور محفلوں میں جانا چھوڑ دیا - میکے میں بھی وہ اپنی دلشکنی کے خیال سے بہت کم آتی تھی - وہ تمام تمام رات اس غور و فکر میں بیدار رہتی تھی کہ آخر کیونکر ترقی حاصل کی جائے عزت و آبرو کے ساتھ روپیہ پیدا کرنے اور بڑا آدمی بن جانے کی کیا تدبیریں ہیں - آخر کئی ماہ کے سوچ بچار کے بعد اُس نے یہ رائے قائم کی کہ موجودہ حالت کو جلد سے جلد بدل دینا ضروری ہے - اور سب سے بہتر یہ ہے کہ تجارت کی جائے - چنانچہ یہ بات طے کرکے اُس نے شب کو اپنے شوہر سے حسب ذیل گفتگو کی :-

فہمیدہ - آج میرا جی چاہتا ہے کہ تم کو خوب ہنساؤں -

محمد شفیع - ضرور

فہمیدہ - لیکن پہلے یہ وعدہ کرو کہ میں جو کچھ پوچھونگی اُسکا صحیح صحیح جواب دوگے -

محمد شفیع - انشاءاللہ

فہمیدہ - جب تم نوکری پر جاتے ہوگے تو راستہ میں بڑے بڑے خوبصورت محل اور عالیشان مکان ملتے ہونگے

محمد شفیع - ہاں بہت سے -

فہمیدہ - کیا تمھارے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ اِن میں سے ایک کا مالک میں بھی ہوتا ؟

محمد شفیع - کبھی نہیں -

فہمیدہ - شوہر کی پست ہمتی اور بے حسی کے احساس سے متاثر ہو کر دیر تک خاموش رہی اور پھر کہنے لگی :-

"اچھا یہ سہی لیکن کوئی عالیشان مکان تمھارے قبضہ میں ہو تو تمھیں خوشی ضرور ہوگی - اور تم اُسے اپنے لئے باعث عزت تو ضرور سمجھو گے ؟

محمد شفیع - ہاں یہ تو ہے -

فہمیدہ - اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم نوکری پر جاتے ہوگے تو تمھیں راستہ میں وہ لوگ بھی ملتے ہونگے جو تمھاری طرح پیدل نہیں ہوتے بلکہ وہ خوبصورت ٹم ٹموں، فٹنوں، اور موٹروں پر سوار ہوتے ہیں کیا ان لوگوں کو دیکھ کر تمھارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ اُن کی طرح تمھارے پاس بھی کوئی ٹم ٹم - فٹن، یا موٹر ہو ؟

محمد شفیع - میرے دل میں یہ خیال کیونکر گزر سکتا ہے جب میں بارہ روپے ماہوار کماتا ہوں

اور جانتا ہوں کہ آجکل ایک سائیس کی تنخواہ اس سے زیادہ ہوتی ہے -

فہمیدہ - تھوڑی دیر کے لئے اس بارہ روپے کی رقم کو بھول جاؤ اور پھر میں تم سے پوچھتی ہوں کہ کیا تمہارے دل میں یہ ارمان نہیں کہ ایک اچھی سواری تمہاری ملکیت میں ہو؟

محمد شفیع - کیوں نہیں

فہمیدہ - اور سنو تو سہی۔ جب تم لوگوں کو اچھے اچھے قیمتی کپڑے پہنتے دیکھتے ہوگے تو تمہارے دل میں یہ خیال ضرور آتا ہوگا کہ ہم نے بھی ایسے کپڑے پہنے ہوتے ؟

(۶)

محمد شفیع (مسکرا کر) تمہارے ان سب سوالوں کا میرے پاس صرف ایک جواب ہے اور وہ یہ کہ جب تم مجھے مل گئیں تو گویا دنیا کی تمام مسرتیں مجھے حاصل ہوگئیں -

فہمیدہ - (تبسم کا جواب تبسم سے دے کر) "اچھا یوں سہی۔ گویا میں تمھیں سب سے زیادہ عزیز ہوں"

محمد شفیع - ہاں ، اپنی جان سے بھی زیادہ -

فہمیدہ - پھر تمہارے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گزرتا کہ مجھے قیمتی زیوروں اور خوبصورت لباس سے آراستہ دیکھو

محمد شفیع - کیوں نہیں یہی تو ایک خیال ہے کہ ہر وقت میرے دل میں رہتا ہے -

فہمیدہ - کیا سچ کہتے ہو ؟

محمد شفیع - خدا کی قسم -

فہمیدہ - دیکھو دنیا کے سب کام خیال سے شروع ہوتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ نماز پڑھوں۔ اٹھتی ہوں۔ وضو کرتی ہوں اور نماز پڑھنے لگتی ہوں لیکن اب میں تم سے پوچھتی ہوں کہ تمہارے دل میں جو خیال ہر وقت رہتا ہے اُس کے لئے تم نے کوئی قدم آگے بڑھایا ؟

محمد شفیع - قدم کیونکر آگے بڑھاؤں - میں بازار سے واقف ہوں۔ بزازہ اور صرافہ کا راستہ میں نے دیکھا ہے لیکن اتنی مقدرت نہیں کہ اُدھر کا رخ کروں -

فہمیدہ - اچھا پھر مقدرت کیونکر پیدا ہوگی ؟

محمد شفیع - یہ بات خدا کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں -

فہمیدہ - تو کیا خدا پر تمہیں اتنا بھروسہ ہے ؟

محمد شفیع - بیشک -

فہمیدہ - خدا پر بھروسہ ہے تو روزانہ نوکری پر کیوں جاتے ہو گھر میں کیوں نہیں بیٹھ رہتے -

محمد شفیع - بھروسہ کا یہ مطلب نہیں کہ گھر میں بیٹھ رہوں - انسان کو چاہئے کہ اپنی طرف سے کوشش میں کمی نہ کرے۔ لیکن اُسکے نتیجہ کو خدا کی مہربانی پر منحصر سمجھے -

فہمیدہ - (خوب ہنسکر) پھر آپ نے میرے لئے کیا کوشش کی ؟

محمد شفیع - جو کچھ میرے امکان میں ہے کوشش کر رہا ہوں -

فہمیدہ - میرے خیال میں تو ایسا نہیں ہے -

محمد شفیع - (چونک کر) یہ کیونکر ؟

فہمیدہ - میری شادی سے پہلے بھی آپ بارہ روپے کے نوکر تھے اور اب بھی ہیں پھر آپ نے میرے لئے کوشش کیا کی ؟

محمد شفیع کو اس قدر گفتگو کے بعد اپنی مجبوری اور درماندگی کا ایسا زبردست احساس ہوا کہ وہ بالکل خاموش ہوگیا اور عرصہ تک فکر و تحیر میں غرق رہا۔ اب بات کا رُخ ... دونوں ... رہے -

(۷)

یہ پہلا موقع تھا کہ محمد شفیع کے دل میں احساس پیدا ہوا اور اُس کا ذہن اس امر واقعہ کی طرف منتقل ہوا کہ موجودہ حالت کو بدلنا اور موجودہ پستی سے ابھرنا بھی ممکن ہے - دوسرے دن جب وہ اپنی نوکری پر گیا تو اُس کے دل اور اُس کی نگاہوں میں نمایاں امتیاز تھا وہ ہر بلند مکان کو اس نظر سے دیکھتا تھا کہ ایک ایسا مکان میرے قبضہ میں بھی ہونا چاہئے - وہ ہر موٹر اور ہر گاڑی کو بار بار اس خیال سے دیکھتا تھا کہ اس کا مالک میں بھی ہو سکتا ہوں - آج فرائض متعلقہ میں اُس کا جی نہیں لگا ہر لمحہ اُسے یہ محسوس ہوتا تھا کہ قدرت نے مجھے اس سے بہتر اور معزز تر کاموں کیلئے پیدا کیا ہے جب وہ کام کر کے ۵ بجے اپنے گھر کو واپس ہوا تو راستہ میں اُسے یہ خیال آیا کہ آج میں نے ۸ گھنٹے دفتر میں بسر کئے ان کا معاوضہ چھ آنے ملا - فی گھنٹہ تین پیسے - لیکن اس سے کہیں زیادہ مزدور کما لیتا ہے اسی قسم کے اندوہگین خیالات میں غرق گھر پہنچا اور جب شب کو تنہائی ہوا تو میاں بیوی میں کل کی باقی ماندہ داستان پھر چھڑی -

محمد شفیع - تمہاری کل کی گفتگو نے مجھ میں ایک نئی روح پھونک دی -

فہمیدہ - کچھ عمل ہو تو یقین آئے - خیالی طور پر تو تم عرصہ سے خود ہی بہت کچھ چاہتے ہو -

محمد شفیع - آج تمام دن اسی غور و فکر میں گزرا کہ کیا کروں - کیونکر موجودہ حالت کو بدل دوں لیکن کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی -

فہمیدہ - (مسکرا کر) تمہاری سمجھ میں نہ آئے لیکن میں تو خوب غور کر چکی ہوں (آہ بھر کر) میں تو پہلے دن سے اِسی سوچ بچار میں ہوں -

محمد شفیع - پھر تم مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا سوچا ہے ؟

فہمیدہ - میں سب کچھ بتاؤں گی لیکن پہلے اس بات کی قسم کھاؤ اور سچا وعدہ کرو کہ میں جو کچھ کہونگی تم اُس پر عمل کروگے خواہ وہ تم کو کیسا ہی ناگوار کیوں نہ ہو -

محمد شفیع نے قسم کھائی اور فہمیدہ کو یقین دلایا کہ وہ اُس کے کہنے پر عمل کریگا -

فہمیدہ - سنئے صاحب ، دنیا میں صرف چار صورتیں ہیں جن کی بدولت آدمی کچھ کما سکتا ہے یعنی زراعت ، صنعت و حرفت - ملازمت - تجارت - اب زراعت آپ سے ہو نہیں سکتی - صنعت و حرفت سے آپ واقف نہیں اور اگر واقف ہونا چاہیں تو بڑی مدت چاہئے اور پھر شاید یہ بھی خیال ہو کہ برادری میں بےعزتی ہوگی - ملازمت بری چیز نہیں لیکن آپکی تعلیم بہت کم ہے اور اس لئے ترقی کی کوئی امید نہیں یہاں بارہ روپے ملتے ہیں بہت دوڑ دھوپ کیجئے گا تو دوسری جگہ بیس مل جائینگے لیکن ظاہر ہے کہ بیس پچیس روپے کی آمدنی میں ہماری خواہشیں پوری نہیں ہو سکتیں اب رہی تجارت تو میری رائے میں آپ کو تجارت کرنی چاہئے

محمد شفیع - سبحان اللہ تجارت کا کیا کہنا لیکن شاید تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ تجارت کیلئے روپیہ چاہئے

فہمیدہ - (مسکرا کر) میں اس پر خوب غور کر چکی ہوں - سنا کیجئے یہ صرف بیوقوفوں کا خیال ہے کہ تجارت کیلئے روپیہ چاہئے - میرے نزدیک تجارت کیلئے روپیہ اتنا ضروری ہے جس قدر حوصلہ ، محنت ، مشقت کی عادت اور مستعدی درکار ہے - میں نے سینکڑوں دولتمندوں کی سوانحعمریاں پڑھی ہیں اور آپ چاہے جس بڑے تاجر کی ابتدائی حالت معلوم کیجئے وہ ضرور مفلس و نادار ہوگا - میں تو جانتی ہوں کہ لوگ محض اس وجہ سے تجارت کیلئے روپیہ ضروری سمجھنے لگے ہیں کہ وہ جن تاجروں کو دیکھتے ہیں وہ راتدن روپوں میں کھیلتے ہیں روزانہ سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کا لین دین کرتا ہے یہ منظری دیکھ کر تماشے دیکھکر وہ خیال کرتے ہیں کہ روپیہ کے بغیر تجارت نہیں ہو سکتی - میری رائے میں ان تاجروں کی حالت اُس سادہ لوح کی سی ہے کہ

گھر میں بھولے بھولے خوبصورت بچوں کو کھیلتا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ جب تک بچے نہوں اُسوقت تک شادی نہیں ہوسکتی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ پہلے شادی ہوتی ہے اور پھر خدا بچے دیتا ہے۔

(۸)

بہت دیر تک میاں بیوی میں گفتگو ہوتی رہی اور بالآخر فہمیدہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم اپنا مکان فروخت کرو۔ میرا سارا زیور اور جہیز فروخت کر دو اور ان سب چیزوں سے جو کچھ روپیہ حاصل ہو اُسے لیکر بمبئی یا کلکتہ چل دو۔ لیکن اپنے اس ارادہ سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو۔ پردیس میں پہنچکر جبتک ترقی حاصل نہ ہو اُسوقت تک کسی سے خط و کتابت نہ کرو اور نہ کسی کو اپنے حال سے اطلاع دو۔ محمد شفیع نے ان سب باتوں کو منظور کیا۔ پہلے فہمیدہ کا جہیز اور زیور فروخت ہوا جس سے ساڑھے پانچ سو کی رقم حاصل ہوئی پھر ایک ہزار کو مکان بکا گیا پھر اُنکی رائے بدلگئی اور اُنھوں نے سر دست دہلی کو اپنی کوششوں کی جولانگاہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ روانگی سے پہلے فہمیدہ میکے گئی۔ در و دیوار سے ملکر روئی۔ باپ کو پہروں تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھا وہاں سے واپس آکر ماں کی قبر پر گئی اور پھر اپنے شوہر اور ساس کے ہمراہ نہایت خاموشی اور اخفا کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوگئی۔ دہلی پہنچکر پہلے تو یہ کنبہ سرائے میں ٹھہرا لیکن دوسرے دن محمد شفیع نے ایک مکان چھ روپے ماہوار کرایہ پر لے لیا۔ روپیہ بنک میں جمع کر دیا اور خود بیوی کی ہدایت کے مطابق دہلی کے بازاروں میں گشت کرنے لگا۔ فہمیدہ نے نہ تو خود تجارت کی تھی نہ اُسکے خاندان میں کوئی تاجر تھا۔ صرف یہ بات تھی کہ وہ نہایت ذہین تھی اور دس سال تک کاہر قسم کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے وہ مردوں سے زیادہ تجربہ کار ہوگئی تھی۔ اُس نے غور کیا کہ اگر بساط خانہ کی دوکان کھولی جاتی ہے تو یہ چیزیں آدمی کو شاذ و نادر درکار ہوتی ہیں۔ جوتے اور کپڑے کی تجارت اُسوقت لوگوں کو متوجہ کرتی ہے جب اُنکا پیٹ بھر چکا ہو۔ لیکن اس چیز کی تجارت زیادہ کامیاب ہوگی جسکی سب سے زیادہ مانگ ہو اور جسکے بغیر انسان ایک آن بھی آرام نہیں پا سکتا یعنی اناج کی تجارت۔ یہ خیال آتے ہی اُس نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم فی الفور اچھے موقع پر دوکان لیکر آٹے کی فروخت کا کام شروع کر دو۔ آٹے کی دوکان کیلئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ چاندنی چوک وغیرہ میں جہاں کرایہ بہت زیادہ ہے کھولی جائے کیونکہ آٹے کے خریدار ہر گلی کوچہ میں موجود تھے پھر قوم ہر درجہ اور ہر حیثیت کے لوگوں کو اسکی ضرورت تھی۔ بہرحال محمد شفیع نے آٹے کی دوکان کھولدی ادھر فہمیدہ نے یہ سوچکر کہ گھر میں دن بھر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھنا ٹھیک نہیں بلکہ کچھ کام کرنا چاہئے یہ تجویز کیا کہ زنانہ کپڑوں کی سلائی بہت مناسب ہوگی۔ وہ کپڑوں کی قطع و برید اور سینے پرونے میں خوب مشاق تھی لیکن حیران تھی کہ لوگوں کو کیونکر اطلاع دے۔ آخر اُس نے کئی دن کے غور و فکر کے بعد اشتہار کا فیصلہ کیا اور محمد شفیع نے ایک اشتہار چھپوا کر شہر میں تقسیم کر دیا۔ چونکہ نئی بات تھی لوگوں کا خواہ مخواہ توجہ پیدا ہوئی اور کام آنے لگا۔ فہمیدہ نے کام میں رات دن ایک کر دیا۔ دوسرے ہفتہ اُس نے قسط پر سلائی کی مشین بھی منگالی اور باقاعدہ کام کرنے لگی۔ محمد شفیع کی ماں کھانا پکاتی تھیں اور بہو کو بھی کچھ نہ کچھ مدد دیتی تھیں۔ تمام ایک سال اسی حالت میں میاں بیوی دونوں محنت و مشقت میں مصروف رہے اور نہایت کفایت شعاری کے ساتھ روپیہ خرچ کیا گیا آخر سال پر حساب کیا تو معلوم ہوا کہ کل پانچ سو تمام مصارف نکال کر ڈھائی ہزار روپے کی بچت ہوئی

(۹)

دوسرے سال فہمیدہ نے محمد شفیع سے کہا کہ اب تم خود آٹا پیسنے کی مشین خرید کر اور اپنا آٹا پیسکر فروخت کرو۔ محمد شفیع آنکھ بند کر کے فہمیدہ کے کہنے کی تعمیل کرتا تھا چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور مشین کی خرید اری سے جسقدر روپیہ بچا اُس سے فہمیدہ نے گیہوں خرید کر لئے کیونکہ فصل کا موقع تھا اور بھاؤ اچھا تھا۔ مشین قائم ہوتے ہی کثرت سے گیہوں پسے جانے کیلئے آنے لگے اور چونکہ اپنا آٹا پیسنے کا موقع نہیں ملا اسلئے فہمیدہ کو دوسری مشینوں کے پسے ہوئے آٹے کی فروخت برابر جاری رکھنی پڑی اور چونکہ گیہوں کی خریداری میں روپیہ پھنس گیا تھا اس لئے دوسری مشین کی خریداری کا موقع نہیں ملا لیکن فہمیدہ کا ستارہ اوج پر تھا یکایک گرانی شروع ہوئی اور آٹا چار سیر کا فروخت ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے سال فہمیدہ کو تمام مصارف نکال کر دس ہزار کا منافع ہوا۔ کاروبار کا تیسرا سال شروع کرتے ہی فہمیدہ نے ایک مشین اور خرید کی۔ اور آٹے کے ساتھ میدہ۔ سوجی۔ گھی اور شکر کی فروخت کا بھی انتظام کیا۔ اسسال ان تمام اشیاء کی تجارت کامیاب رہی اس لئے فہمیدہ کے کاروبار میں بھی خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ اسی جدوجہد پر پانچ سال کا زمانہ گذر رہا تھا کہ فہمیدہ ایک لاکھ روپے کی آدمی تھی۔ اب اُس کا ارادہ تھا کہ کاروبار کی صورت بدل دے اسلئے پچھتر ہزار روپیہ تو بنک میں جمع تھا اور پچیس ہزار روپیہ کاروبار میں لگا ہوا تھا اس قدر کامیابی حاصل کرنیکے بعد فہمیدہ نے ایک دن محمد شفیع سے کہا کہ خدا نے ہم کو ہمارے ارادوں میں امید سے بڑھکر کامیاب کیا۔ ابتک ہم نے اپنی خواہشوں کو روکا اور اپنے جذبات کو ضبط کیا پانچ سال کا حساب موجود ہے۔ اس میں ایک پیسہ بھی ایسا نہیں جسے ضرورت سے زیادہ کہا جا سکے۔ ہم نے ابتک کبھی تیس روپے ماہوار سے زیادہ اپنے کھانے پینے اور پہننے پر صرف نہیں کیا خدا محمد رفیع کو زندہ رکھے اسکی ولادت میں بھی جو کچھ خرچ ہوا وہ اسی تیس روپے کے اندر رہے لیکن اب ہم سے ضبط نہیں ہو سکتا اب میں اچھے سے اچھا پہنونگی۔ قیمتی سے قیمتی زیور استعمال کرونگی۔ بہتر سے بہتر کھاؤنگی اور امید ہے کہ تم بھی ایسا ہی کروگے۔ محمد شفیع نے جواب دیا کہ میں تو تابع فرمان ہوں جو کہوگی کرونگا۔ چنانچہ اُسی دن فہمیدہ نے بہت روپیہ صرف کر کے محمد شفیع اُنکی والدہ اور اپنے لئے اچھے اچھے کپڑے سلوائے اور پانچ چھ ہزار کا زیور بنوایا اسکے بعد اُسنے محمد شفیع سے کہا کہ پانچ سال آپ نے بہتر کام لیا اپنے وطن۔ اپنے گھر اور اپنے باپ کو فراموش رکھا لیکن اب میں چاہتی ہوں کہ ایکدفعہ پھر اپنے وطن کو دیکھوں لہذا تم ایک ہفتہ کیلئے مجھے وطن میں پہنچاؤ۔ لیکن اپنے منیجر صاحب کو بھی ساتھ لے چلو۔

(۱۰)

فہمیدہ نے وطن پہنچکر ہوٹل میں قیام کیا۔ اور منیجر کو بھیجکر اپنے والد اور بھائی بہن وغیرہ کے حالات دریافت کئے معلوم ہوا کہ منشی صاحب ابھی پنشن نہیں لینے پائے تھے کہ ایک بدمزاج سپرنٹنڈنٹ سے شکررنجی ہو جانیکی بنا پر موقوف ہو گئے۔ حمیدہ کی شادی میں جو قرض ہوگیا تھا اُس کا سود اس قدر بڑھا کہ بالآخر مکان مسکونہ فروخت کر دینا پڑا۔ حمیدہ اپنی بدمزاجی اور شوہر کی آوارگی کے باعث ہمیشہ کیلئے میکہ آ رہی۔ مرزا نصیر الدین کا انتقال ہوگیا۔ بشیر الدین کا چال چلن خراب دیکھکر مہاجنوں نے نالش کر دی آخر کار ڈگری ہوئی اور دو ہی ہفتہ میں اُنکی تمام جائداد حتیٰ کہ مکان مسکونہ تک نیلام ہونے والا ہے۔ فہمیدہ پانچ سال کے عرصہ میں متعدد تغیرات کی متوقع نہ تھی۔ اپنے باپ کی مصیبت اور سوتیلے بھائی بہن کی تکلیف سے اُسکا دل بھر آیا لیکن اُسنے ضبط سے کام لیا۔ محمد شفیع سے اُسنے کہا کہ تم فوراً دہلی جا کر روپیہ لاؤ اور اس نیلام میں شریک ہو کر جسطرح ممکن ہو اس جائداد کو میرے نام سے خرید لو۔ محمد شفیع نے ایسا ہی کیا اور تمام جائداد منیجر نے فہمیدہ بیگم کے نام سے خرید لی چند روز کے بعد فہمیدہ بیگم کی ہدایات کے مطابق منشی عبد الجلیل کو پچاس روپے ماہوار پر اس جائداد کا منتظم مقرر کیا۔ فہمیدہ بیگم چند روز وطن میں قیام کر کے پھر دہلی واپس گئی۔ اور ایک سال اور بدستور کاروبار کیا منافع کثیر اور کافی منافع حاصل کر کے محمد شفیع نے اپنا کارخانہ فہمیدہ کی خواہش کے مطابق فروخت کر دیا اور پچاس ہزار روپیہ نقد لیکر اپنے وطن کو مراجعت کی۔ مرزا نصیر الدین کے عالیشان مکان کی مرمت اور سفیدی وغیرہ پہلے سے کر دی گئی تھی۔ فہمیدہ بیگم نے اسی میں قیام اختیار کیا۔ ابھی محمد شفیع نے اپنے آنیکو مخفی رکھا۔ ایکدن فہمیدہ نے منشی عبد الجلیل کو پس پردہ طلب کیا۔ منشی صاحب نہایت احترام و ادب کے ساتھ اپنی مالکہ کے سلام کو حاضر ہوئے۔ پہلے فہمیدہ علاقہ کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہی پھر اُسنے منشی صاحب سے پرائیویٹ

مُفت! بالکل مُفت!! مُفت!!!

ایک کارڈ لکھ دینے پر

چالیس صفحہ کی خوشخط لکھی ہوئی ایک کتاب

(۱) امراضِ مردانہ کے متعلق جدید تحقیقات اور

(۲) ہندوستان کی بے زبان عورتیں

بھیجدی جاتی ہے جس کے مفید مضامین سے فائدہ اُٹھانا ہر ہندوستانی مرد و عورت کا فرض ہے نام و پتہ خوشخط لکھنا چاہیئے

منیجر یوسفیہ کتبخانہ

بازار بارود خانہ لاہور

دربار اکبری

شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر اور اُس کے نورتن کا تاریخی افسانہ دلچسپ حالات رزم بزم شادی و غم ہند و مسلم اتحاد معرکہ آرائیاں۔ شان حکومت۔ آئین سلطنت۔ عمدہ چھپائی بڑا سائز ۸۴۸ صفحے قیمت صہ

آب حیات

مشاہیر شعراء اُردو کی سوانح عمری نیز اُردو زبان کی عہد بعہد ترقیوں کی تاریخ، مشرقی شاعری کی آخری جھلک اور آخری بہار کا دلسوز افسانہ۔ ۵۵۲ صفحات عمدہ لکھائی عمدہ کاغذ قیمت سے

سیر ایران

مشرقی زبانوں کے محقق مولانا آزاد نے ایران تک تحقیق کا دامن بچھا دیا تھا۔ وہاں سے واپسی کے بعد مولانا نے اپنے سفر کے حالات خود بیان فرمائے ہیں اور رائی سے پربت تک روشنی ڈالی ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت عمر

نگارستان فارس

یہ مولانا آزاد کے قلم سے نکلا ہوا فارسی زبان کے مشاہیر شعراء کا تذکرہ ہے۔ فارسی زبان کی عہد بعہد ترقیوں کو اُن کے کلام کے ساتھ ساتھ مورخانہ طرز لیئے ہوئے آب حیات کی شکل میں ادا کیا ہے خدائے سخن رودکی سے لیکر خان آرزو تک کے حالات۔ قیمت تین روپے

سخندان فارس

فارسی زبان کی ایک مکمل تاریخ جسمیں مختلف زبانوں کے مقابلہ سے قوموں کے باہمی رشتوں کے مٹے ہوئے سُراغ نکالے گئے ہیں، ژند۔ پہلوی اور سنسکرت کے الفاظ کا مقابلہ کر کے تاریخی نتائج نکالے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد (عہ)

جانورستان

مولانا نے یہ کتاب جانوروں کے ظاہر و باطن پر لکھی ہے جس میں درندوں۔ پرندوں۔ چرندوں سب کو پالنے اور سدھارنے کے طریقے بیان فرمائے گئے ہیں۔ قیمت ۱۰/

دیوان ذوق

مغل شہنشاہی کے آخری چراغ ابوظفر محمد بہادر شاہ کے اُستاد خاقانی ہند ملک الشعراء حضرت ذوق کا مکمل کلام اور پوری سوانح عمری۔ مرتبہ حضرت شمس العلماء مولانا آزاد دہلوی قیمت عہ

آموزگار فارسی

فارسی زبان جو خاصکر ایرانی بولتے ہیں سکھانے والی اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔ ایک ایک مفہوم کے سینکڑوں الفاظ اور جملے درج ہیں قیمت ۱۲/

بیاض آزاد

مشاہیر شعرائے ہند کے کلام کا انتخاب، وہ بھی مولانا آزاد جیسے سخن سنج کا کیا ہوا۔ نہایت خوش خط شنگرفی چھپائی جلی قلم۔ قیمت ایک روپیہ

قند پارسی

ایران کی موجودہ فارسی کی تعلیم۔ نئے محاورات نیا رنگ۔ نیا ڈھنگ۔ نیا انداز اور بالکل نئی طرز ہر قسم کی ضروری گفتگو اور معاملات قیمت ۱۱/

تذکرہ علما

اس کتاب میں مولانا آزاد نے ملک ہند کے ۴۰ علمائے مشاہیر کا تذکرہ لکھا ہے۔ شروع میں حضرت مولانا حسن نظامی کا دیباچہ بھی شامل ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۵/

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

نظم آزاد: مولانا کی ایک قابل دید نظم قیمت ۹/

نیرنگ خیال: بہترین اور بکار آمد تصنیف ۹/

نصیحت کا کرنپھول لڑکیوں کو قصہ کے پیرایہ میں ہر قسم کی مناسب اور ضروری تعلیم ۹/

خاصانِ خدا

میں

حضرت قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین سراج الملّۃ والدین حضرت سلطان الاولیا، برہان الاصفیا، سلطان المشائخ، محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا، قدس سرہ کا جس قدر مرتبہ ہے وہ ظاہر ہے اور اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں

اُن کی حیات بابرکات کے معتبر و مستند مکمل و مفصّل حالات اور مقدس ملفوظات دیکھنے ہوں تو فوراً کتاب درر نظامی اُردو طلب فرمائیے - بڑی تقطیع ۱۶۰ صفحے - عمدہ کاغذ - عمدہ لکھائی چھپائی -

قیمت علاوہ محصول وغیرہ صرف ایک روپیہ عہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

پیغمبر آخر الزماں ؐ کی زبان

یعنی

عربی

آسانی کے ساتھ سیکھنی منظور ہو یا اپنے بچوں کو پڑھانی مقصود ہو تو

مِرقاۃ العربیہ

حصّہ اول

کی ایک جلد فوراً طلب فرما لیجیئے - جس میں قواعد عربی کیساتھ ساتھ الفاظ پھر اُن کے جملے بنا کر دکھائے ہیں - پھر اُردو کے جملے لکھکر عربی بنوائی گئی ہے اور ۵۰ سبقوں پر کتاب کو ختم کیا ہے - مبتدیوں کے لیئے بے مثل کتاب ہے - قیمت صرف آٹھ آنے

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

مصوّرِ غم مولانا راشد الخیری کی کتابیں

صبح زندگی شامِ زندگی شب زندگی

ان تینوں کتابوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے ایک پُر درد دلچسپ پیرایہ میں وہ تمام باتیں بیان کر دی گئی ہیں جن کی پیدائش سے لیکر وفات تک ضرورت پڑتی ہے -

صبح زندگی میں نسیمہ کے بچپن کا زمانہ دکھا کر یہ بتایا گیا ہے کہ پیدائش سے شادی تک لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کیونکر کی جائے - عہ

شامِ زندگی اس میں سسرال کے زمانہ کی مشکلات کو ایسے موثر طریقہ سے سمجھایا ہے کہ سعید لڑکیاں میکہ سے نکلنے کے بعد بھی خوش رہ سکتی ہیں - قیمت عہ

شب زندگی اس میں موت کے بعد کا بیان اور عالم بالا کا حال ہے نہایت مؤثر کتاب ہے، ضرور خریدیے کیونکہ اسکو پڑھکر آپ سرمایہ آخرت بھی جمع کر سکینگے - قیمت عہ - علاوہ محصول

نوحۂ زندگی بیوہ عورت کی زندگی اور اُس کے دردناک مصائب - ایک پُر درد اور دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں - قابل دید کتاب ہے - قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

ستارُوحوں کے اعمالنامے موت اور مابعد الموت کی کیفیت عالم ارواح کی سیر نہایت دلچسپ عبرتناک قصہ - قیمت چھ آنے (۶؍)

طوفانِ حیات مسلمانوں کو تباہ کرنے والی رسوم قبیحہ کی اصلاح قصہ کے پیرایہ میں - قیمت عہ

عروس کربلا کربلا کے تاریخی واقعات - شہادت امام کی دل ہلا دینے والی داستان - غادۃ کربلا کی طرز پر قیمت عہ

بنت الوقت جدید تعلیمیافتہ عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت کا خاکہ نئی روشنی کی تعلیم و تربیت کے نتائج قیمت ۸؍

جوہرِ قدامت آج سے پچاس برس پہلے عورتوں کی کیا حالت تھی - عجیب قصہ - قیمت عہ

سرابِ مغرب مغربی تمدن کے دہوکوں کا انکشاف - قیمت ۸؍

موودہ لڑکیوں کو ترکہ سے محروم کرنے کی مخالفت - پُرسوز اور عبرت انگیز رنگ میں - قیمت ۸؍

آفتابِ دمشق ہلال و صلیب کے مقابلے - اسلام و نصرانیت کے معرکے - عہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

ہر ہندو اور مسلمان گھر میں ایک

بہت بڑا اور بہت چھوٹا شفاخانہ

قائم ہونا ضروری ہے

بیماری کو آتے دیر نہیں لگتی، اس لیئے نہ معلوم کس وقت اور کس قسم مرض حملہ کر بیٹھے، پھر اس مقام پر کوئی حکیم یا ڈاکٹر موجود ہو یا نہ ہو اور حکیم یا ڈاکٹر ہو بھی تو اس کے مجوزہ نسخہ کا اسی وقت تیار ہو جانا کب یقینی ہے۔ لہذا حفظ ماتقدم کے لحاظ سے ایسے شفاخانہ کی ہر گھر میں ضرورت ہے جس میں ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مرض کی دوا ہر وقت موجود رہے اور شفاخانہ بھی نہایت مختصر ہو جو زیادہ جگہ نہ گھیرے۔ اگر کسی غریب کو

جنگل میں سانپ نے ڈس لیا

تو اس وقت ڈاکٹر اور دوا کا ملنا نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے۔ اس لیئے موت سے بچنے کے لیئے ایسے شفاخانہ کی ضرورت ہے جو زیادہ سے زیادہ جیب میں رہ سکے اور کسی کو اسکا بار گراں بھی نہ گزرے۔

بچہ کوٹھے سے گر پڑا

سر پھٹ گیا۔ خون بہہ رہا ہے، گھر میں اس وقت کوئی مرد نہیں، پردہ نشین ماں حیران ہو رہی ہے کہ کیا کرے، اگر گھر میں شفاخانہ ہوتا تو اس کو اتنی پریشانی نہ ہوتی اور وہ اپنے زخمی بچہ کا فوراً علاج کر لیتی۔

ایک خوبصورت پردہ نشین

پندرہ سالہ خاتون باورچیخانہ میں بیٹھی کھانا پکا رہی تھی، شوہر باہر گیا ہوا تھا۔ آگ کی چنگاری پر ڈوپٹہ کا آنچل جا پڑا۔ بیچاری کو خبر نہ ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں تمام کپڑوں میں آگ لگ گئی اور جبتک اُسنے گھبرا کر کپڑے اُتارے جگہ جگہ سے

بیچاری کا جسم جل گیا

اب کیا ہو، دوا کون لائے، اس لیئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان اور ہر ہندو ایک شیشی کافی شافی کی ہر وقت اپنے پاس رکھے یہ سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا دواخانہ اور شفاخانہ ہے کیونکہ کم سے کم ۵۰ امراض کو دور کرتا ہے اور چھوٹا اسلیئے کہ صرف ایک چھوٹی سی شیشی ہے جو صرف ایک روپیہ میں اس پتہ سے ملتی ہے۔

مینجر دواخانہ ہاشمی دہلی

دس روپیہ فیس کے بدلے

اگر آپ کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہے، بینائی کمزور ہوگئی ہے، جالا پڑ گیا ہے، پانی بھر آتا ہے، خارش رہتی ہے، موتیا بند کے آثار ہیں اور اسی قسم کی کوئی تکلیف ہے تو آنکھوں کے کسی مشہور ڈاکٹر کے پاس جا کر محض آنکھ کا معائنہ کرنے کی دس روپے فیس دینے سے

پہلے ہمارا بنایا ہوا

علوی سرمہ

جس میں بے نظیر بوٹیاں بھی ہیں، اس لیئے اسکا دوسرا نام بوٹیوں کا سرمہ ہے موتیوں اور بوٹیوں اور دیگر قیمتی اجزا سے تیار ہوتا ہے، تین روز استعمال کرکے دیکھیئے آپکو خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ ہندوستانی بوٹیاں تاثیر میں کیسی کیسی لاجواب ہوتی ہیں کہ صرف تین دن سرمہ لگانے میں آپ کو فائدہ اتنا بڑا معلوم ہوگا کہ پھر آپ کو انگریزی ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

بوٹیوں کا سرمہ آنکھ کے ہر مرض کی دوا ہے، بوٹیوں کا سرمہ تندرست آنکھ کی قوت قائم رکھتا ہے اور بڑھاتا ہے، بوٹیوں کا سرمہ کسی حال میں آنکھ کو مضر نہیں۔ قیمت ایک ماشہ جو ایک مہینہ کو کافی ہے صرف ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصولڈاک۔

حافظ محمد یعقوب گنگوہ (سہارنپور)

مصورِ فطرت
حضرت خواجہ حسن نظامی
کی تصنیفات

میلاد نامہ
نئے رنگ کا قابل دید مولود شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس حالات اور ایک پاکیزہ اخلاق کا پاک و پاکیزہ بیان۔ قیمت ۶/

محرم نامہ
خلافت کے جھگڑوں کا مفصل بیان جنگ جمل و صفین کی پوری کیفیت شہادت امام حسین ؑ کا مفصل اور دردانگیز نظارہ۔ قیمت ۶/

یزید نامہ
معرکۂ کربلا کے بعد کے واقعات حجاج بن یوسف کے مظالم کی تفصیل اہلبیت کی بربادی۔ عجیب و غریب کتاب قیمت ۱۲/

طمانچہ برخسار یزید
اسمٰعیل شہزادۂ بنی امیہ کی خفیہ اور خوفناک سازشوں اور بدچلنیوں کے حالات کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ نہایت دلچسپ قیمت ۶/

فاطمی دعوت اسلام
ان دلچسپ حیرت انگیز اور مخفی طریقوں کا بیان جو اسلام کی مختلف فرقوں خصوصاً بنی فاطمہ نے اشاعت اسلام کیلئے اختیار کیے۔ قیمت ۳/

سفرنامہ مصر و شام و حجاز
حضرت خواجہ صاحب کے سفر بلاد اسلامیہ کے عجیب و غریب حالات با تصویر۔ نہایت دلچسپ اور پر لطف کتاب ہے۔ قیمت ۱۲/

سی پارۂ دل
مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کے ادبی اور مذہبی قابل دید مضامین کا مجموعہ قیمت ۱۲/

آپ بیتی
حضرت خواجہ صاحب کی خود نوشت نہایت دلچسپ اور قابل دید سوانح عمری قیمت ۶/

جگ بیتی
درد و غم کے پرسوز اور عبرت خیز مضامین الم انگیز قصوں کا درد بھرا ہوا مجموعہ قیمت ۱۰/

کرشن بیتی
ہندوؤں کے مشہور اوتار سری کرشن جی مہاراج کی قابل دید سوانح عمری خواجہ صاحب کے قلم سے۔ ۶/

گیارھویں نامہ
گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیے خواجہ صاحب کی نادر اور عجیب کتاب قیمت ۱۲/

اردو دعائیں
ہر موقع اور ہر محل کے لیے موثر اور مناسب دعاؤں کا مجموعہ جو خاص اوقات میں مجرب ہوا ہے۔ قیمت ۸/

بچوں کی کہانیاں
بچوں کے بہلانے کے لیے نہایت دلچسپ اور سبق آموز کہانیوں کا دلکش اور باتصویر مجموعہ قیمت فی جلد صرف ۱۰/

چٹکیاں اور گدگدیاں
حضرت خواجہ صاحب کے ظریفانہ گر سنجیدہ نتیجہ خیز مضامین کا قابل دید اور بے مثال مجموعہ جس کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ قیمت ۱۲/

سجدۂ تعظیم
قیمت ۸/

روزنامچہ سفر ہندوستان
حضرت خواجہ صاحب کے ... حالات
قیمت ۱۲/

کم تو موت
عشق دنیا کی بھول سے بچانے اور ہر وقت موت کو یاد دلانے والی نہایت دردانگیز اور قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۶/

مرگ نامہ
"کم تو موت" جیسی مشہور کتاب کا دوسرا قابل دید حصہ جو حضرت خواجہ صاحب نے حال ہی میں مرتب فرمایا ہے۔ قیمت ۶/

جنگی خلافت

اسلام کا انجام

لڑکی کا گھر

فرعون نامہ

قرآن تعلیم محمد

تعلیم القرآن

امام الزمان کی آمد

الٰہی خطوط

گاندھی نامہ
مہاتما گاندھی کی ذات و صفات کا دلچسپ اور قابل دید تذکرہ قیمت ۸/

سکھ قوم
اس میں سکھ قوم کے تمام مذہبی حالات اور رسم و رواج کا بیان ہے۔ ۶/

حلال خور
قیمت ۸/

داعی اسلام
اس کتاب میں ہر مسلمان کو داعی اسلام کا کام کرنے کی ترکیبیں اور ... بتائی گئی ہیں ۳/

لیڈر کا سلام
حضور سرور کائنات کی خدمت میں درد و سوز بھرا ہوا سلام۔ قیمت ایک آنہ

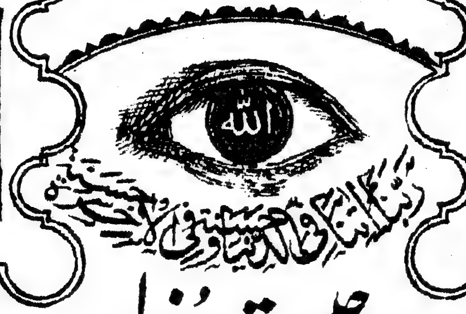
غزنوی جہاد
سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر سترہ حملوں کا تذکرہ قابل دید۔ قیمت ۸/

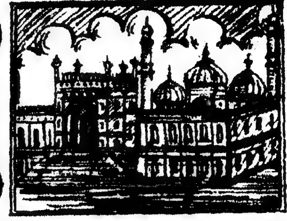
ہندو مذہب کی معلومات
یہ کتاب داعیان اسلام کی معلومات کے لیے خاص طور پر لکھی گئی ہے۔ قیمت صرف ۸/

پتہ:- منیجر نظامیہ دار الاشاعت جامع مسجد دہلی

REGISTERED No. L. 1313







چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن

نے قماش ونقرہ وُ فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

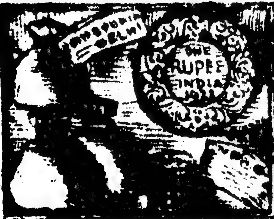
دین و دُنیا

جس کیساتھ حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ "پیر بھائی" بھی شامل ہے

نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر :- سیّد ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے، دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے

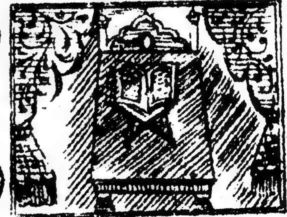


سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت (اعلیٰ ایڈیشن) عصہ

معمولی ایڈیشن۔ سالانہ قیمت عہ

ششماہی عہ، مع محصولڈاک وغیرہ



ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

سب سے پہلے

اپنی پیاری بیٹیوں - بہنوں اور بیویوں کو جس کتاب کو پڑھانا چاہئے وہ

مصوّرِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

کی نہایت مشہور معروف اور مقبول عام تصنیف

"بیوی کی تعلیم"

ہے - اور اپنے رنگ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی، ملک کے اکثر حصوں میں زنانہ مدرسوں کے نصاب تعلیم میں داخل ہے

اِس کتاب میں

اکیس دلچسپ سبق ہیں

مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں پانچ مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے - شروع میں ہندوستان کی

ساتھ مستند اور مشہور اہل الرائے

حضرات کے نہایت پُرلطف دیباچے شامل ہیں

جن کو پڑھکر اس کتاب کی وقعت معلوم ہوتی ہے

"بیوی کی تعلیم"

دو سو سولہ (۲۱۶) کی عجیب و غریب کتاب ہے - عورتوں اور بچوں کی آسانی کے لحاظ سے اسکی کتابت بھی تعلیمی کورس کی طرز پر ہوئی ہے یعنی ہر لفظ جُدا جُدا ہے - قلم بھی مناسب ہے - چھپائی بھی نہایت صاف ہے +

قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ

محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار -

اس کے بعد

عورتوں کے پڑھنے کیلئے

مصوّرِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

کی اہلیہ لیلےٰ خواجہ بانو صاحبہ کی مرتبہ کتاب

"بیوی کی تربیت"

نہایت مفید اور عجیب و غریب چیز ہے - خواجہ بانو صاحبہ نے عورتوں اور بچوں کے متعلق سولہ (۱۶) سوال شائع کئے تھے

اِس کتاب میں

سولہ (۱۶) سوالات کے جوابات

جمع کر دیے گئے ہیں جو ہندوستان کی قابل عقلمند اور تعلیمیافتہ خواتین نے لکھکر خواجہ بانو صاحبہ کو بھیجے تھے

یہ تمام سوالات نہایت اہم تھے

لیکن ہر جواب لکھنے والی خاتون نے ہر سوال

کا جواب بھی نہایت قابلیت کیساتھ لکھا ہے

بیوی کی تربیت

"بیوی کی تعلیم" کے دوسرے حصے کا نام ہے - ایک سو اٹھائیس صفحوں کی ضخامت ہے - اعلیٰ لکھائی اور صاف چھپائی تاکہ عورتوں اور بچوں کو پڑھنے میں تکلیف اور دقت محسوس نہ ہو +

قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ

محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار -

آخر میں

ایک نہایت ضروری کتاب

مصوّرِ فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

کی نہایت مفید - کارآمد اور دلکش تصنیف

"اولاد کی شادی"

اور پڑھا دیجیے، اور بس - اس کے بعد اُن کی وہ تعلیم ختم ہو جاتی ہے جو ایک قابل ماں - لائق اور شریف بیٹی اور سلیقہ شعار بیوی کے لیئے لازمی ہے -

بچوں کی شادی بیاہ

کے متعلق ایسی دلکش، ایسی مفید اور ایسی جامع کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، ہر وقت - ہر گھر میں

اس کتاب کا موجود رہنا ضروری ہے

کیونکہ شادی بیاہ کے نازک معاملات میں

اس کتاب سے بہتر مشورہ دینے والا کوئی نہیں مل سکتا

اولاد کی شادی

"بیوی کی تعلیم" کے تیسرے حصہ کا نام ہے، جس کو پڑھکر عورت اور مرد دونوں برابر فائدہ اُٹھاتے ہیں - اور دونوں کے لئے یکساں کارآمد ہے - ۱۲۰ صفحوں کی ضخامت اعلےٰ لکھائی، عمدہ چھپائی - آخر میں ایک دلچسپ قصہ -

قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ

محصول ڈاک بذمہ خریدار +

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے طلب فرمایئے

(پرنٹر و پبلشر محمد انوار ہاشمی) مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی حویلی اعظم خاں

جلد ۳ — فہرستِ مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء — نمبر ۱۲

مارچ سنہ ۱۹۲۴ء
جلد ۳

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً

رجب المرجب سنہ ۱۳۴۲ھ
نمبر ۱۲

رسالہ

دین و دُنیا

حمد

(از ہز اکسلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی-آئی-ای حیدرآباد)

کہتا ہے کون اسکو کہ وہ بے نمود ہے — ہے سب نمود اس کی وہی اک وجود ہے
روزِ الست حق نے یہ تعلیم دی مجھے — ہستی و بود میری عدم کی نمود ہے
دودِ جگر سے میرے ہی یہ آسمان بنا — روزِ ازل سے وردِ مرا یا وُدود ہے
کیا جانے اس کو کوئی کہ یہ کس کی شان ہے — یہ رنگ چرخ کا جو ازل سے کبود ہے
عارف ہے گر تو چشمِ بصیرت سے دیکھ لے — ہر برگ اور ذرّے میں اُسکی نمود ہے
موجود ہو کے رہتا ہے آنکھوں سے وہ نہاں — عین الوجود پردہ عدیم الوجود ہے
جامِ جہاں نما ہے کہ پہلو میں دل مرا — ہر ایک کے ضمیر کی مجھ پر کشود ہے
بازارِ دہر میں ہے مشیت کا انتظام — ناشاد کیوں ہو شاد زیاں ہے نہ سود ہے

(از جناب سید اولاد حسین صاحب سجاد)

صورت نہاں ہے تیری جلوہ عیاں ہے تیرا — پردے کا تو مکیں ہے ظاہر مکاں ہے تیرا
تیری ہی مملکت میں بکتی ہے جنسِ ہستی — از ماہ تا بماہی سکّہ رواں ہے تیرا
گونگے بھی پڑھ رہے ہیں کلمہ تری ثنا کا — واصف زبان دل سے ہر بے زباں ہے تیرا
اس طرح پاس ہے تو جیسے جبیں سے ابرو — آنکھوں کے پردے میں بھی جلوہ نہاں ہے تیرا
بلبل کے چہچہوں میں دلکش صدا ہے تیری — کوکو میں قمریوں کے شور و فغاں ہے تیرا
تجھسے وجود قائم پست و بلند کا ہے — ہے یہ زمین تیری یہ آسماں ہے تیرا
مجھکو بھی تو بُلا لے قربِ وصال دیکر — میں کیوں زمین پر ہوں جب آسماں ہے تیرا

پھل ہر اک شاخ کو ہر پھول کو بو دیتا ہے — خضر کو آبِ بقا ہر روز ملتا ہے
کس سے ملتا ہے یہ سب دین ہے تیری مالک — کون دیتا ہے۔ تجھے دیتا ہے تو دیتا ہے

—※—

نعت

(از جناب مولوی عبد المالک صاحب فسریال ریاست بھاولپور)

اندما تما آرزوئے آستانت داشتیم — تخم عشقت یا رسول اللہ در دل کاشتیم
اے متاعِ دولت و دنیا تفو بر تو تفو — کیمیائے خاکِ صحنش را طلب بگذاشتیم
اے رسول اللہ بگیری دستِ ما اُفتادگاں — بہر تو فرزند و زن خویش و وطن بگذاشتیم
از سیہ روئی نیم لائق کہ آیم در حضور — لیک درگاہِ ترا ملجائے امت یافتیم
یا رسول اللہ طلب کن در حریم روضہ ات — بر امیدِ لطفِ تو دستِ دعا بر داشتیم
چشمِ ما روشن شدہ از کحلِ مازاغ البصر — بارگاہت را رفیع از عرش و کرسی یافتیم
تا نہد شوقِ زیارت در حریمِ دل قدم — خانۂ دل را بصد تزئین و زیب آراستیم
در پئے عشقِ نبی ہوش و خرد را باختیم — ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

(از جناب محمد ظفر اللہ صاحب ظفر نجیب آبادی تلمیذ حضرت غریب و تیر)

خلاقِ ازل خود ہی شیدا ہے جناب اُن کا — جو منکرِ حضرت ہیں ہے خانہ خراب اُن کا
اللہ کے پیارے ہیں محبوبِ الٰہی ہیں — شیدا ہے دل و جاں سے ہر ایک جناب اُن کا
ہیں ختمِ رُسل بانی تخلیقِ دو عالم کے — اس امر پہ شاہد ہے لولاک خطاب اُن کا
ایمان سے کہتا ہوں خالق کی قسم کھا کر — دیدارِ الٰہی ہے دیدارِ جناب اُن کا
یوسف سے حسیں لاکھوں دنیا میں ہوئے لیکن — دیکھا نہ سُنا ہم نے عالم میں جواب اُن کا
سجدے میں جُھکے سارے افلاک کے کل قدسی — معراج میں چہرے سے اُٹھتے ہی نقاب اُن کا
پائینگے سب آزادی دوزخ کے شراروں سے — برسے گا کرم کا جب محشر میں سحاب اُن کا
کہتا ہے خدا ان سے جو عاصی امت ہیں — تیرے ہی حوالہ ہے محشر میں حساب اُن کا
بوجہل سے کہتے تھے شیدا ئے نبی ہر دم — برباد کہیں تجھکو کردے نہ عتاب اُن کا
زائر کی طرح لاکھوں رہتے ہیں کھڑے در پہ — اے بادِ صبا تو ہی سرکا دے نقاب اُن کا
اللہ کے پیارے ہیں۔ ہم کیوں نہ ظفر مانیں — قربان خداوندی ہے حکمِ جناب اُن کا

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ :- اے لوگو اپنے اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (ہاں اُس پروردگار کی عبادت کرو) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اُس پانی سے تمہارے کھانے کے لیے پھل لگائے پس کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ اور ایسی حالت میں کہ تم جانتے ہو۔

(یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کی تفسیر گزشتہ رسالہ میں درج ہو چکی ہے)

تشریح الفاظ :- **ارض** :- زمین - وہ تمام حصۂ دنیا جو پانی کے علاوہ ہے اور جو بنی آدم کا مسکن ہے - اور جسے ربع مسکوں سے تعبیر کیا جاتا ہے - یہ خدا کی شان اور صنعت کاملہ ہے کہ اُس نے زمین کو ہماری سکونت اور چلنے پھرنے کے لیے ہموار کر دیا ہے - اُسے سمندر کی سطح سے بلند بنایا، جابجا پہاڑ قائم کیے، پہاڑوں سے چشمے جاری فرمائے، طرح طرح کے درخت اُگائے اور طبقات ارضی کو ایسا نظام بخشا جو انسان کے آرام و آسائش اور تہذیب و تمدن کے لیے نہایت موزوں ہے - **فراش** :- فرش - بچھونا - ہر وہ چیز جو مسخر ہو جائے - **سماء** :- آسمان وہ چیز جو اوپر نظر اُٹھانے سے ہم کو نظر آتی ہے - آسمان بھی قدرتِ کاملہ کی صناعی کا بہترین نمونہ ہے - آفتاب کی روشنی، ماہتاب کی نور افگنی، ستاروں کی تابشیں، سیاروں کی گردشیں اُس کی شان و عظمت کی حیرت انگیز مثالیں پیش کر رہی ہیں، اور ارباب حکمت کو ان مصنوعاتِ باری نے حیرت کے سمندر میں غرق کر رکھا ہے - اور با وجود دعوئے ہمہ دانی وہ آج تک ان کی تہ کو نہیں پہنچ سکے - چنانچہ حکمائے حال و ماضی آسمانوں کے متعلق زمین آسمان کا اختلاف رکھتے ہیں - حکمائے قدیم کرۂ ارضی، کرۂ مائی، کرۂ ہوائی اور کرۂ آتش کو یکے بعد دیگرے پیاز کے چھلکوں کی طرح باہم پیوستہ بتاتے ہیں اور پھر اُن کے اوپر نو آسمان تسلیم کرتے ہیں - علمائے دین ان میں سے سات کو آسمان آٹھویں کو عرش اور نویں کو کرسی کہتے ہیں - حکمائے قدیم زمین کو ساکن اور آسمان کو مع اُس کے ستاروں کے زمین کے گرد گھومتا ہوا خیال کرتے ہیں - لیکن حکمائے جدید کا مذہب اس کے برعکس ہے، وہ کہتے ہیں کہ آسمان فضائے محض کا نام ہے - زمین بھی دیگر ثوابت و سیارگاں کی طرح ایک ستارہ ہے اور جس طرح دوسرے تارے آفتاب کے گرد گھومتے ہیں اُسی طرح زمین بھی گھومتی ہے - بہرحال حکمائے جدید ٹھیک کہتے ہیں یا حکمائے قدیم، یا آگے چلکر نئے موشگاف پیدا ہوں اور وہ ان دونوں کے برخلاف ایک تیسری صورت تجویز کریں ان باتوں کو ایمان و اخلاق اور تہذیب و تمدن سے چنداں سروکار نہیں اور اس لیے مذہب اُن سے کوئی تعرض نہیں کرتا - **بناء** :- تعمیر - بناء - چھت - **ثمرات** :- (جمع ثمر) پھل - **رزق** - روزی، اشیائے خوردنی - **انداد** :- (جمع ند) ہمسر - شریک برابر کا مخالف -

تفسیر :- کیا فصاحت و بلاغت حسن ترتیب اور تقاضائے فطرت کی واقفیت ہے کہ پہلے مخاطب کو خود اُس کی ذات کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اُس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا - اپنی طرف متوجہ ہونے کے بعد یہ بات قدرتی ہے کہ انسان کو اپنے آبا و اجداد کا خیال پیدا ہوگا اور نفس اُسے مغالطہ میں ڈالے گا کہ تجھے تیرے ماں باپ نے پیدا کیا ہے - پس دفع دخل مقدر کے طور پر یہ بھی جتا دیا کہ تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے آبا و اجداد سے پہلے کے لوگوں کو بھی پیدا کیا - اپنے بعد متفکر انسان کی نگاہیں زمین کی طرف جھک جاتی ہیں پس اُسے زمین کی طرف ملتفت کر کے اپنا احسان جتایا اور فرمایا کہ زمین کو ہم نے تمہارے لیے لسبت اور مسخر کر دیا، تمہارا فرش بنا دیا - زمین کے مطالعہ سے فرصت پا کر انسان نے سر اُٹھایا تو اُسے آسمان نظر آیا اور فوراً قدرت کاملہ کا فرشتہ پکارا کہ خدا نے تمہارے لیے آسمان کو چھت اور بناء بنایا ہے ؎

غم دنیا سے پائی بھی جو فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا تمہید تیرے یاد آنے کی

زمین و آسمان کے بعد صنفِ انسان کو اُنکے فوائد بتائے، بلندی سے پانی کا برسنا، اُسی پانی سے طرح طرح کے پودوں کا اُگنا، میوہ دار درختوں کا سیراب ہونا، فصلوں کی تیاری اور ان سب کے روئے زمین کے عارضی مہمان "انسان" کی ضیافتیں ایسی نعمتیں ہیں جنکی شکرگزاری کے بارے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ ؎

اے خدا قربانِ احسانت شوم — این چہ احسان است قربانت شوم

ان آیات کریمہ میں پہلے خدائے کریم نے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا، اور عبادت کے ذریعہ سے اُنکو اختصاص قرب خداوندی کیطرف رہنمائی کی، دوسرے پروردگارِ عالم نے منکرین کو بتایا کہ اُن کو مکلف پیدا کیا گیا، اُنکا اور اُن کے بزرگوں کا آفریدگار خدا ہے اُس نے زمین کو اسطرح پیدا کیا کہ وہ انسان کے رہنے سہنے میں کام آسکے - آسمان کو اسطرح بنایا کہ اُسکی تاثیرات سے زمین کی چیزوں پر نشو و نما کا عمدہ اثر پڑتا ہے - بارش سے ہر طرح کا اناج اور پھل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ان تمام نعمتوں کے

شرح مثنوی مولینا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

گفتمش اے دور افتادہ از حبیب — ہمچو بیماری کہ دور است از طبیب

ترجمہ:- میں نے کہا کہ اے دوست سے جُدا تیری حالت اُس بیمار کی سی ہے جو طبیب سے دور ہو۔

مطلب:- مولانا روح سے مخاطب ہیں اور ایسے الفاظ کے ساتھ مخاطب ہیں جس سے اسکی حالت بھی ظاہر ہو رہی ہے یعنی وہ اپنے محبوب سے جُدا اور دور پڑی ہوئی ہے جس طرح کوئی بیمار طبیب سے دور ہو۔

لا تکلفنی فانی فی الفنا — کلت افہامی فلا احصی ثنا

ترجمہ:- مجھے مجبور نہ کر کیونکہ میں عالم فنا میں ہوں۔ میری سمجھ (کی زبان) کند ہوگئی ہے پس میں تعریف نہیں بیان کرسکتا۔

لغات:- تکلیف = مجبور کرنا۔ کل:- کند ہوجانا۔ افہام = سمجھانا۔ احصاء = شمار کرنا ثنا = تعریف۔

مطلب:- مولانا روح سے کہتے ہیں کہ تو مجھے حضرت ممدوح کی توصیف و ثنا پر مجبور نہ کر کیونکہ وہ فنا کی منزلوں سے عالم بقا میں جا پہنچے ہیں اور اُن کی روح سرمدی اور لم یزل ذات وصفات میں جذب ہوگئی ہے۔ لیکن میں عالم فانی میں ہوں۔ پس فانی کو قدرت نہیں کہ باقی کی تعریف کرسکے۔ اسی لیے میں دیکھتا ہوں کہ فہم وادراک کی زبان کند ہوگئی ہے اور توصیف و ثنا کے لیے لب کشائی میرے لیے دشوار ہے۔ چونکہ مولانا نے "لا احصی ثنا" کا جملہ ارشاد کیا ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے مرشد کی ثنا سے ذات باری کی ثنا کی طرف متوجہ ہوگئے ہوں جیسا کہ حدیث شریف ہے اور سرور عالم نے خدا کی جناب میں سربسجود ہوکر فرمایا ہے لا احصی ثناءً علیک کما اثنیت علی نفسک۔ خداوندا مجھ سے ایسی تعریف نہیں بن پڑتی جیسی تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔

کل شیء قالہ غیر المفیق — ان تکلف او تصلف لا یلیق

ترجمہ:- جو شخص ہوش میں نہیں ہے وہ تکلف سے کہے یا لاف زنی کے طور پر کہے جو کچھ کہے گا نامناسب ہی ہوگا۔

لغات:- مفیق = جسے افاقہ ہو۔ صاحب ہوش۔ غیر المفیق = بیہوش۔ تکلف = بناوٹ کرنا۔ تصلف = لاف زنی کرنا۔

مطلب:- شعر سابق کی تائید میں فرماتے ہیں کہ جب میں عالم فنا میں ہوں یعنی بیہوش ہوں اور عالم باقی کے لیے حس فہم و ادراک اور ہوش و حواس کی ضرورت ہے وہ مجھے میسر نہیں تو کیونکر زبان کھول سکتا ہوں ایسی حالت میں اگر میں کچھ کہوں گا تو محض تکلف اور تصنع ہوگا یا خواہ مخواہ لاف زنی ہوئی اور یہ بات کسی طرح مناسب نہیں۔

ہر چہ می گوئی موافق چوں نبود — چوں تکلف نیک نالائق نمود

ترجمہ:- جو کچھ کہتا ہے چونکہ وہ واقعہ کے مطابق نہیں ہوتا اس لیے بناوٹ کی طرح نہایت نامناسب نظر آتا ہے۔

مطلب:- توضیح مطالب سابقہ کے لیے فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ہوش و حواس بجا نہیں وہ جو کچھ کہتا ہے واقعہ کے مطابق نہیں ہوتا اور اس لیے بالکل نامناسب اور ناپسندیدہ ہوتا ہے اور جس طرح بناوٹ کی باتیں سننے کے قابل نہیں ہوتیں اسی طرح اُس کا کلام بھی لائق اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آں یارے کہ او را یار نیست

ترجمہ:- میں اُس یار بے مثال کی کیا تعریف کروں مجھے تو ذرا بھی ہوش نہیں ہے۔

مطلب:- میری ایک رگ بھی ہشیار نہیں یعنی سر سے پاؤں تک جسم بے خودی اور سراپا بے ہوشی ہوں۔ ایسی حالت میں اُس یار بے مثال کے حقائق و معارف کیونکر بیان کروں جو اپنے زمانہ میں یکتا اور اپنے حالات میں بے ہمتا ہے۔ اس بیت کو ذات باری کے متعلق سمجھا جائے تو ظاہر ہے اور اگر مولانا شمس الدین تبریزی رحمہ سے مراد لی جائے تو اُن کو بے نظیر اور بے ہمتا کہنا اس خیال سے درست ہوگا کہ وہ قطب الاقطاب فرد الافراد اور اپنے زمانہ میں یکتا اور بے مثال تھے۔

خود ثنا گفتن ز من ترک ثنا ست — کیں دلیل ہستی و ہستی خطا ست

ترجمہ:- میرا تعریف کرنا ہی گویا ترک تعریف ہے کیونکہ یہ ہستی کی دلیل ہے اور ہستی خطا ہے۔

مطلب:- منہ سے کچھ کہنے کے معنی ہیں الفاظ کو عدم سے وجود میں لانا اور نیست سے ہست کرنا۔ لیکن ہستی ارباب معنی اور اہل تصوف کے نزدیک امر موہوم اور فنائی ہے۔ اور ایسی فانی ہے کہ وجود و عدم میں کوئی فرق نہیں پس ثنا کہنا بھی نہ کہنے کی برابر ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ خاموشی بہتر ہے اور ممدوح کی توصیف و ثنا میرے امکان سے باہر ہے۔

شرح ایں ہجران و ایں خون جگر — ایں زماں بگذار تا وقت دگر

ترجمہ:- اس مفارقت اور اس خون جگر کا بیان اب کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھو۔

مطلب:- روح اصرار کر رہی ہے کہ حضرت پیر کے حالات سے مجھے تازگی اور شگفتگی عطا کیجیے لیکن مولانا اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتے ہیں لیکن جب روح بہت زیادہ مصر ہوئی تو فرماتے ہیں کہ توصیف و ثنا تو میں کیا کرسکتا ہوں البتہ اُن تکالیف کا کچھ حال بیان کرتا جو مفارقت اور جُدائی کی وجہ سے میں برداشت کر رہا ہوں اور جن سے جگر خون ہوگیا

شرح دیوان حافظؒ

(بسلسلۂ ماہِ گذشتہ)

یادلارامے مرا خاطرِ خوش ست — کز دلم یکبارہ برد آرام را

ترجمہ:۔ اُس محبوب کے ساتھ میرا دل خوش ہے جس نے ایک ہی دفعہ میں میرا آرام لے لیا۔

مطلب:۔ شعر مناسبات لفظی سے بھرا ہوا ہے۔ محبوب دل کو آرام دینے والا ہے اور اُس نے دل سے آرام چھین لیا۔ گویا دنیائے عشق میں آرام کے وہ معنی نہیں جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ عاشق کا آرام اسی میں ہے کہ وہ بے آرام ہو۔ بیتاب ہو اور ہر لحظہ محبوب کی یاد اُس کے دل میں چٹکیاں لیتی رہے۔ پس حافظ رح فرماتے ہیں کہ اُس دل آرام کے خیال میں میں مسرور و محو ہوں جس کی پہلی جلوہ آرائی اور ادائے دلربائی نے میرے دل کا آرام چھین لیا۔ خوشی کا سبب ظاہر ہے یعنی اُس نے آرام چھین کر اُس کے معاوضہ میں دل کو بیتابی و اضطراب کی جو دولت عطا کی ہے اُس سے بڑھکر اور کوئی شے عاشق کے لیے مایۂ مسرت نہیں ہو سکتی۔

ننگرد دیگر بسرو اندر چمن — ہر کہ دید آں سروِ سیم اندام را

ترجمہ:۔ پھر کبھی باغ میں سرو کی طرف نظر نہ اُٹھائیگا جس نے اُس محبوب خوش قامت کو دیکھ لیا۔

لغات:۔ سرو = درخت مشہور۔ محبوب خوش قامت۔ سیم اندام = جس کا بدن چاندی کی طرح ہو۔ خوشنما۔ سفید۔ گورا۔

مطلب:۔ محبوب کے قد و قامت کی دلآویزی اور خوشنمائی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ اُسے دیکھ لے تو سروِ باغ سے متنفر ہو جائے اور اس قدر متنفر ہو جائے کہ اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ مفہوم معنوی یہ ہے کہ جب دل کی آنکھیں شاہدِ معنی کی بے نقابی اور تجلیات قدس کے نظاروں سے منور ہو جاتی ہیں تو حسن مجازی کی طرف سے بے نیاز اور فانی جمال و خوبی سے دل متنفر ہو جاتا ہے۔

از سرِ دنیا گذشتی غم مخور — خوش بخور ہم خوش بدار ایام را

ترجمہ:۔ تم دنیا سے گذر گئے غم نہ کھاؤ۔ اچھی طرح کھاؤ پیو اور خوش وقت رہو۔

مطلب:۔ تمام مشکلات و مصائب کا سرچشمہ دنیا اور اُسکی محبت ہے جو شخص دنیا سے گزر گیا یا جس شخص نے دنیا کا خیال چھوڑ دیا اور شراب بیخودی سے اپنے آپ کو سرشار کر لیا اُس کے لیے کوئی غم باقی نہیں رہا اُسے چاہیے کہ مزے سے کھائے پیئے اور اپنے وقت کو خوشی کے ساتھ گزارے۔

صبر کن حافظ بسختی روز و شب — عاقبت روزے بیابی کام را

ترجمہ:۔ اے حافظ سختی پر ہمیشہ صبر کرتے رہو ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے۔

لغات:۔ کام = مقصد۔ مراد

مطلب:۔ عاشق کو چاہیے کہ اُسے رات دن صبح شام جو مشکلات اور ناگواریاں پیش آئیں اُن کو انگیز کرے۔ شدائد پر صبر کرتا رہے۔ اور کامیابی سے مایوس نہ ہو۔ ایک نہ ایک دن خدا اُس پر فضل کریگا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

غزل

ما برفتیم و تو دانی و دلِ غمخور ما — بختِ بد تا بکجا می برد آب و خور ما

ترجمہ:۔ ہم تو چلے اب تم جانو اور ہمارا غمگین دل جانے۔ دیکھیے بدقسمتی ہم کو کہاں کہاں لے جائیگی۔

لغات:۔ آب و خور = آب و دانہ۔

مطلب:۔ مشہور ہے کہ آب و دانہ آدمی کو لیے پھرتا ہے ؎

دو چیز آدمی را کشاند بزور — یکے آب و دانہ دگر خاکِ گور

پس حضرت حافظ آب و دانہ کی اس کشش کو اپنی بدقسمتی کی طرف منسوب کرکے فرماتے ہیں کہ ہمارا بُرا نصیب دیکھیے ہمارا آب و دانہ کہاں لیجائیگا۔ یعنی ہماری قسمت میں خدا جانے کہاں کہاں ٹھوکریں لکھی ہیں بہرحال ہم تو جاتے ہیں۔ دل تمہارے سپرد ہے تم جانو اور یہ دل جانے (یا یہ مطلب ہے کہ اس مصیبت فراق کو تم جانتے ہو یا ہمارا غمگین دل جانتا ہے) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شاخِ نبات (حافظ رح کی محبوبہ) شیراز سے بغداد چلی گئی تھی۔ حافظ صاحب نے اپنے آپ کو مسافر اور اُسے مقیم فرض کرکے یہ غزل کہی۔ واللہ اعلم۔ شعر کا مفہوم عام ہے اور اس تلمیح و تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔

از نثارِ مژہ چوں زلفِ تو در در گیرم — قاصدے کز تو سلامے برساند بر ما

ترجمہ:۔ اگر کوئی قاصد تیری جانب سے مجھے سلام پہنچائے تو میں تیری زلف کی طرح اُسے موتیوں میں چھپا کر مقدم کھول لیا

لغات:۔ نثار = وہ چیز جسے نثار کریں۔ نثار مژہ = پلکوں کی نچھاور۔ آنسو۔

مطلب:۔ اگر تیرا کوئی قاصد مجھے تیری طرف سے پیام پہنچائے تو میں اُس پر آنسوؤں کے موتی نثار کروں اور جس طرح تیری زلف موتیوں سے آراستہ ہے اسی طرح اُس قاصد کو بھی ان موتیوں سے آراستہ کردوں کسی مہمان پر سیم و زر نثار کرنا اُسکی انتہائی آؤ بھگت ہے۔ عاشق کا سب سے بڑا خزانہ دُرہائے سرشک ہیں پس وہ اس خزانہ کو اپنے محبوب کے قاصد پر نثار کرتا ہے۔ (یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قاصد محبوب کو دیکھ کر عاشق کو بے انتہا مسرت حاصل ہو اور وہ آنسو مژگاں پر نمودار ہوں جو جوشِ مسرت میں نکلتے ہیں) +

شرح گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

بطاقِ ایوان فریدوں نوشتہ بود۔

ترجمہ:۔ ایوان فریدوں کے محراب پر لکھا تھا۔

لغات:۔ طاق ۔ محراب ۔ ایوان ۔ محل ۔ قصر ۔ مکان وسیع و بلند۔ فریدوں ۔ ایران کے مشہور بادشاہ کا نام۔

جہاں اے برادر نماند بکس ۔ دل اندر جہاں آفریں بند و بس

ترجمہ:۔ بھائی دنیا کو بقا نہیں ۔ صرف خدا سے دلبستگی پیدا کرو۔

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت ۔ کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت

ترجمہ:۔ ملک دنیا پر بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ اس نے تمہاری طرح بہت لوگوں کو پالا اور مار ڈالا۔

چو آہنگ رفتن کند جان پاک ۔ چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

ترجمہ:۔ جب موت کا وقت آجائے تو مرنے کے لئے تخت اور خاک دونوں برابر ہیں۔

لغات:۔ تکیہ کردن ۔ پشت کردن ۔ بھروسہ کرنا ۔ آہنگ ۔ ارادہ ۔

مطلب:۔ فرماتے ہیں کہ فارس کے اولوالعزم اور جلیل القدر بادشاہ فریدوں کے شاندار ایوان کے دروازہ پر لکھا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے ۔ اس پر بالکل اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور فانی اشیا کی بجائے خدائے بالا و برتر سے دل لگانا چاہیئے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور تمام کائنات کا آفریدگار ہے جو لوگ دنیا کیطرف مائل ہیں اُنہیں اپنے انجام پر غور کرنا چاہیئے ۔ یعنی ایک دن موت کا آنا لازمی ہے ۔ اور جب موت آجائے اور انسان فانی دنیا اور اُس کی تمام راحتوں اور مسرتوں کو خیرباد کہہ رہا ہو تو دونوں حالتیں برابر ہیں خواہ وہ تخت شاہی پر ہو اور خواہ بستر خاک پر۔

حکایت

یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید کہ جملہ وجود اُو ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشم خانہ ہمی گردید و نظر می کرد ۔ سائر حکما از تاویل آں فرد ماندند مگر درویشے کہ بجائے آورد و گفت ہنوز نگران ست کہ ملکش با دگران ست

ترجمہ: خراسان کے ایک بادشاہ نے سلطان محمود سبکتگین کو خواب میں اسطرح دیکھا کہ اُسکا سارا بدن ریزہ ریزہ اور خاک ہو چکا ہے لیکن اُس کی آنکھیں بدستور حلقوں میں گردش کناں اور نگراں ہیں ۔ تمام حکیم اس خواب کی تعبیر سے عاجز ہے لیکن ایک درویش تہ کو پہونچگیا اور اُس نے کہا "ابھی تک دیکھ رہا ہے کہ اُسکا ملک دوسروں کے قبضہ میں ہے"

لغات:۔ وجود ۔ جسم ۔ اعضا ۔ چشم خانہ ۔ حلقۂ چشم ۔ سائر ۔ تمام باقی ۔ کل ۔ تاویل ۔ کل بتانا ۔ تعبیر ۔

مطلب:۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ قصر فریدوں کے محراب کی عبادت پہلے نقل کی جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خدائے تعالےٰ سے دلبستگی کی ہدایت کیگئی ہے ۔ ان اشعار کے مناسب حال پھر سلطان محمود کی حکایت تحریر کی ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ خراسان کے ایک بادشاہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ سلطان محمود کے تمام اعضا منتشر اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں ۔ سارا بدن خاک ہو چکا ہے لیکن اُسکی آنکھیں اور آنکھوں کی بینائی بدستور باقی ہو چنانچہ وہ بدستور عالم حیات کی طرح گردش کرتی ہیں اِدھر اُدھر دیکھتی ہیں ۔ خواب عجیب تھا ۔ بادشاہ اس سے متاثر ہوا اور دربار کے علما فضلا کو جمع کر کے اُن کے روبرو بیان کیا ۔ لوگوں نے غور کیا لیکن کوئی معقول تعبیر سمجھ میں نہیں آئی ۔ ایک فقیر بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ سلطان محمود کی آنکھیں یہ دیکھنے کے لئے کھلی ہوئی ہیں کہ اُس کا ملک دوسروں کے قبضہ میں ہے ۔ درحقیقت دنیا کی محبت مرنے کے بعد بھی دل سے دور نہیں ہوتی اور اسی لئے دنیائے تصوف کی پہلی منزل یہی ہے کہ سالک راہِ الٰہی جاہ و مال کا خیال دل سے دور کر دے ۔

قطعہ

بس نامور بزیر زمیں دفن کردہ اند ۔ کز ہستیش بروئے زمیں بر نشان نماند

ترجمہ:۔ بہت سے نامور زمین میں دفن ہیں جنکی ہستی کا نشان بھی روئے زمین پر باقی نہیں۔

لغات:۔ نامور (اصل میں نام آور) نام لانیوالا ۔ مشہور بڑا آدمی ۔ رئیس بادشاہ ۔ دوسرے مصرع میں زمین کے بعد لفظ بر زائد ہے)

مطلب:۔ انسان کو اس فانی کی زندگی پہ ناز و فخر جائز نہیں ۔ خدا جانے کتنے امیر اور بادشاہ اسمیں دفن ہو چکے ہیں جنکی شان و عظمت کا اب کوئی نشان نہیں

تلاوت قرآن مجید

(نور الدین)

تلاوت قرآن کریم تمام عبادات سے افضل ہے علی الخصوص نماز میں کھڑے ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتوں میں سب سے افضل تلاوت قرآن ہے - اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حق تعالے نے نعمت قرآن عطا فرمائی ہو اور وہ سمجھے کہ اور کسی شخص کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اس نے اس چیز کی تحقیر کی جسکی حق سبحانہ وتعالے نے توقیر کی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں کو لوہے کیطرح زنگ لگ جاتا ہے، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ زنگ کس چیز سے دور ہوتا ہے آپ نے فرمایا قرآن شریف کے پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے بلا شبہ تلاوت قرآن کریم کے فضائل بے شمار ہیں - مگر خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑھنا نہیں ہے بلکہ اُسپر عمل کرنا ہے - پڑھنا یاد رکھنے کے لئے ہے، اور یاد رکھنا عمل کرنے کے واسطے، جو لوگ پڑھتے ہیں، اور عمل نہیں کرتے ان کی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس ایک مالک کا نامہ آئے اس میں اس غلام کی نسبت احکام لکھے ہوں - وہ غلام بیٹھے اور اُس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اس کے حروف خوب صحت کے ساتھ نکالے - مگر جو احکام اس میں مندرج ہوں وہ بجا نہ لائے، کیا وہ غلام مستوجب عقوبت نہ ہوگا؟

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف مجید کھولتے تو اسپر غشی طاری ہو جاتی اور فرماتے - یہ وہ کلام ربی، غور کرو قرآن مجید کی عظمت کو کوئی شخص جان نہیں سکتا تا وقتیکہ وہ حق سبحانہ وتعالے کی عظمت کو نہ پہچانے - تلاوت قرآن شروع کرنے سے پہلے خداوند تعالے کی عظمت کہ یہ اسکا کلام ہے اپنے دلمیں حاضر کر لینا چاہیئے، حضرت عامر بن عبد اللہ وساوس کا گلہ وشکوہ کرتے تھے کسی نے پوچھا کیا دنیاوی وساوس ہوتے ہیں؟ فرمایا اگر میرے سینہ میں چھری ماریں تو نماز میں بیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے - مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہے کہ قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالے کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا؟ غور کرو سلف صالح اِس قسم کے خیالات کو بھی وساوس میں شمار کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ جو آیت نماز میں پڑھی جائے اس کے معنوں کے سوا اور کسی بات کا خیال دلمیں نہ لانا چاہیئے، جب دوسری بات کا خیال دلمیں آیا گو کہ وہ بات دین ہی کی کیوں نہ ہو وہ بھی وسواس ہے

اللھم ارحمنی بالقرآن - واجعلہ لی اماما ونورا وھدیً ورحمةً - اللھم ذکرنی منہ ما نسیت - وعلمنی منہ ما جھلت - وارزقنی تلاوتہ اٰناء اللیل واطراف النھار - واجعلہ لی حجةً یا رب العالمین - اللھم انفعنی وارفعنی بالقرآن العظیم واھدنی بالآیات والذکر الحکیم وتقبل منی انک انت السمیع العلیم - واغفرلی انک انت الغفور الرحیم وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین *

مسئلہ سود

اور مُسلمانوں کے اسراف کا صحیح علاج

(از جناب مولانا مولوی طفیل احمد صاحب سکریٹری ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ)

مسئلہ سود کے متعلق میری چند تحریرات اخبارات میں اور کتابوں کی شکل میں شایع ہوئی ہیں، اور اُن کے متعلق ایک ہی قسم کے شکوک ظاہر کئے جا رہے ہیں اس لئے میں اختصار کے ساتھ اپنے مطلب کو واضح کر دینا چاہتا ہوں -

۱ - مسلمانوں کو سب سے زیادہ غلط فہمی صرف سود کے لفظ سے ہوتی ہے - اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے نزدیک روپیہ کی ہر قسم کی بڑھوتری کے لئے خواہ وہ ربوٰا (یوژری) ہو یا انٹرسٹ صرف سود کا ایک لفظ ہے - واقعہ یہ ہے کہ ربوٰا ہو یا یوژری دیگر مذاہب میں بھی اسی طرح ممنوع رہا ہے جسطرح سے کہ اسلام میں اور چونکہ پہلے زمانہ میں روپیہ صرف ذاتی ضروریات کے لئے لیا جاتا تھا اس لئے اُسپر بڑھوتری لینا ممنوع تھا مگر صنعتی اور تجارتی ترقی سے یورپ میں اُدھار لیا ہوا روپیہ نفع آور کاموں میں لگنے لگا جس سے مدیوں زیادہ روپیہ پیدا کر کے نفع کا ایک جزو داین کو دیتا ہے - یہی انٹرسٹ یا تجارتی سود ہے - جس کے لین دین سے اُن ممالک کو بہت نفع پہونچا اور بعد میں اُسکا رواج ہندوستان میں بھی ہو گیا اور اب اُسے جملہ اقوام دُنیا بجز مسلمانوں کے جائز قرار دیکر اُس سے نفع اٹھا رہی ہیں -

۲ - مگر ربوا ہو یا انٹرسٹ دونوں اُن لوگوں کے لئے یکساں مضر ہیں جو صرف سود دیتے ہیں اور لیتے نہیں جیسا کہ مسلمانوں کی حالت ہے - کیونکہ انٹرسٹ یعنی ارزاں شرح کا تجارتی سود بھی اُنہیں لوگوں کے لئے مفید ہے جو اُس کا لینا اور دینا دونوں جائز سمجھتے ہیں - مثلاً ایک سوداگر کچھ مال اُدھار لاتا ہے اور اُسپر بازاری شرح کا سود ادا کرتا ہے مگر جب اُس کا مطالبہ کسی کے ذمہ ہوتا ہے تو تجارتی سود نہیں لیتا تو ایسی حالت میں وہ سراسر ٹوٹے میں رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مسلمان انٹرسٹ جیسی مفید چیز سے بھی متمتع نہیں ہو سکتے اور اسی وجہ سے اُن کے کاریگر کاشتکار اور دوکاندار دیگر اقوام کے سرمایہ داروں کے غلام ہیں -

۳ - بعض اصحاب تجویز کرتے ہیں کہ مسلمان عہد کریں کہ کبھی قرض نہ لیں گے مگر جب سے دُنیا قایم ہوئی ہے کوئی قوم اِسپر قادر نہیں ہوئی کہ قرض لینے سے بچ سکے - بالخصوص اِس زمانہ میں جبکہ کاروبار کا دارومدار اسی پر ہے کہ تجارتی سود پر روپیہ لیکر کاروبار میں لگایا جائے - اپنے پاس روپیہ رکے تو سود دیا جائے اور دوسرے کے پاس رکے تو لیا جائے

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ کم مقروض وہی لوگ ہیں جو اپنے پس انداز روپیہ کو نفع آور کاموں میں لگانے کے عادی ہیں۔ اس لئے قرض نہ لینے کا عہد بھی اگر کچھ پورا کرسکتے ہیں تو وہی لوگ جو تجارتی سود لیتے ہیں۔

۴۔ بعض اصحاب کو سخت اصرار ہے کہ مسلمان سادہ زندگی اختیار کریں۔ اِس کے لئے بیسوں برس سے مضامین لکھے جارہے ہیں۔ وعظ اور تقریریں ہوتی ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ باوجود افلاس میں ترقی کرنے کے مسلمانوں کا اسراف بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ اسراف اُسوقت تک کم نہیں ہوسکتا جب تک کہ مسلمان مثل دیگر اقوام کے روپیہ سے روپیہ پیدا کرنا نہ سیکھیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ جب انسان محنت کرکے روپیہ پیدا کرتا ہے اور تکلیف اُٹھا کر کچھ پس انداز کرتا ہے تو وہ صرف اس لئے کہ اُس سے اچھے کھانے کھاکر اور پُرتکلف لباس پہنکر لُطف اُٹھائے۔ البتہ بعض لوگ عمدہ کھانے اور پہننے کے لُطف کو ملتوی کرکے روپیہ کو کسی ایسے کام میں لگاتے ہیں جس سے روپیہ بڑہے۔ ایسے لوگونکو اپنا لُطف ملتوی کرنا گوارا ضرور ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ روپیہ کو بڑھتا دیکھ کر اُنہیں اسقدر لطف آتا ہے کہ اُس کے لئے وہ ہر قسم کی تکالیف اُٹھانا گوارا کرتے ہیں۔ چنانچہ دیگر اقوام کے بیشتر افراد روپیہ سے روپیہ پیدا کرنیکا لطف جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن میں بڑے بڑے دولتمند لوگ اس قدر سادہ زندگی بسر کرتے ہیں کہ مُفلس مسلمان باوجود کوشش کرنے اور تلف اٹھانے کے بھی اسپر قادر نہیں ہوسکتے۔ جن مقامات میں کاریگری و مزدوری اچھی ملتی ہے وہاں جاکر دیکھئے کہ بازاروں میں مٹھائی اور کباب کی دوکانوں کو کس قوم کے لوگ صاف کرجاتے ہیں؟ معلوم ہوگا کہ مسلمان۔ وہ کیوں اپنا کُل روپیہ کھانے پینے حتیٰ کہ نشہ بازی میں صرف کرڈالتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ اُنہیں روپیہ کا استعمال بجز اس کے معلوم نہیں کہ اُسے چاٹ اور نمود و نمائش میں صرف کردیں۔ اور اسی میں اُنہیں لطف آتا ہے اور وہ اِن چیزوں کو ہرگز نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اُنھیں روپیہ سے روپیہ پیدا کرنے میں اِس سے زیادہ لطف نہ آنے لگے گا۔

۵۔ لیکن دقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس خیال سے بھی تکلیف ہوتی ہے کہ روپیہ کی محبت اُن کے دلوں میں جاگزیں ہوجائے اور وہ دُنیا میں لالچی اور تنگ نظر، خسیس اور لئیم کھلائیں۔ مگر اس زمانہ میں ہم صریحاً دیکھ رہے ہیں کہ جن اقوام کو روپیہ پیدا کرنے میں انہماک ہے اُن کے افراد بیدریغ لاکھوں روپیہ قومی اور مذہبی کاموں میں دے ڈالتے ہیں۔ اُنہیں اقوام کے افراد اپنی زندگیاں وقف کرکے فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ برخلاف اِس کے سیر چشم اور فیاض دل مسلمانوں کے پاس لذیذ کھانوں اور پُرتکلف ساز و سامان سے اتنا بچتا ہی نہیں کہ وہ خیراتی اور نیک کاموں میں حصّہ لے سکیں۔ اِن اُمور سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ روپیہ کو بڑھانے کی کوشش میں رہتے ہیں اُنہیں تو صرف تنہا روپیہ سے محبت ہوتی ہے مگر جو لوگ روپیہ کو صرف کرڈالنا جانتے ہیں اُنہیں جملہ لذائذ دُنیا سے عشق ہوجاتا ہے۔ عمدہ کھانے پر نظر پڑجائے۔ تو اُن کی رال ٹپک پڑتی ہے۔ عمدہ کپڑے دیکھ لیں تو اُن کا جی للچا جاتا ہے۔ خلاصہ کہ اُنھیں اپنے جذبات پر مطلق قدرت نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مدت العمر تنگدست اور مُبتلائے افلاس اور مقروض رہتے ہیں۔ اور اکثر اُن امور کا انجام گداگری ہوجاتا ہے۔

۶۔ بعض اصحاب سود کے نام سے چونک کر کہتے ہیں کہ کیا دُنیاوی ترقی کا انحصار صرف سود پر ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ قوموں کی ترقی کا دارومدار سودخواری پر نہیں ہے۔ مگر روپیہ کے کاروبار میں حصّہ نہ لے سکنے کی وجہ سے مُسلمان زندگی کے ایک اہم جزو یعنی تجارت سے خارج ہیں اور جو اس میں داخل ہیں وہ سرمایہ داروں کے غلام ہیں۔ اِسوقت مسلمانوں کی حالت بالکل ایک ایسے شخص کی سی ہے جیسکے خون میں کسی مہلک مرض کے جراثیم اثر کرگئے ہوں۔ اور جسکا جسم باوجود عمدہ سے عمدہ غذاؤں کے روز بروز سوکھتا چلا جاتا ہو اور جسمانی قوت بڑھانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی ہو۔ ایسی حالت میں پہلی ضرورت یہ ہے کہ صحیح دوا کا استعمال کرکے اُس مرض کے جراثیم کو ہلاک کردیا جائے تاکہ وہ شخص مرض سے پاک ہوجائے۔ مرض دور ہونے کے بعد اب یہ اُس کا کام ہے کہ وہ مقوی غذاؤں اور صحت بخش ورزشوں سے جسمانی قوت میں ترقی کرے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ زندگی کی کشمکش اور دوڑ میں شریک ہو اور اسوقت ممکن ہے کہ دوسروں سے بازی لیجائے۔ مگر جب تک کہ اُس کے جسم میں کسی خوفناک مرض کا گھن لگا ہوا ہے اور روز بروز اُس کا خون خشک ہوا جاتا ہے تب تک بہتر سے بہتر غذائیں اور عمدہ سے عمدہ ورزشیں اُسکی حالت کو بہتر نہیں کرسکتیں۔ چنانچہ پچاس سال سے مُسلمان قومی ترقی کے تحت مختلف ذرائع اختیار کرکے اپنی قومی قوت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ مگر کوئی تدبیر ٹھیک نہیں بیٹھتی اور حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے صرف اس لئے کہ اُن میں اسراف کا مرض موجود ہے اور اُس کا تنہا علاج روپیہ کا کاروبار ہے اور بس۔

۷۔ انہیں امور کو میں نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں ظاہر کیا ہے جن میں سے "جواز سود" تیار ہو چکی ہے اور "مسلمانوں کی مالی اصلاح" اِسی ہفتہ میں چھپ کر تیار ہو جائیگی جس میں روپیہ سے روپیہ پیدا کرنیکے طریقے بتائے گئے ہیں۔ جو صاحب چاہیں آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر یا بیرنگ بھیجنے کی اجازت دیکر مجھ سے بلاقیمت ایک یا دونوں کتابیں طلب کرلیں۔

آفتاب صداقت

(از جناب مولانا زاہد القادری بہار)

چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ خدا کی زمین پر ظلم و سرکشی کا طوفان بپا تھا شرک و کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی مادہ پرستی اپنے جاہ و جلال سے شمع روحانیت کو گل کرنا چاہتی تھی اُفق حجاز سے آفتاب صداقت طلوع ہوا جس نے اپنی نورانی شعاعوں سے کفر و باطل کی تاریکیوں اور ہر قسم کی گمراہیوں کو فنا و معدوم کر دیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اُس کے جلوہ افروز ہوتے ہی دنیا کا ہر گوشہ زمین کا ہر حصہ خیر و برکت اور حقانیت و صداقت سے جگمگا اُٹھا شیاطین کے تخت اُلٹ گئے اور مادہ پرستی و باطل نوازی مٹ گئی ارباب بصیرت نے اس مبارک سال کا نام "سنۃ الفتح و الابتہاج" رکھا۔

اے جلوۂ رسالت اعزاز انبیائی اقرا باسم ربک پیغام ابتدائی

تاجدار عرب جب ایمان و ہدایت کی روشن شمع ہاتھ میں لیکر پرستاران باطل سے مخاطب ہوئے اور ان کو نغمۂ توحید سنایا تو اُن بدنصیبوں نے اس غیر مانوس صدا کو سُنکر آپ پر ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور آپ کی تعلیمات مقدسہ کو نہایت بے دردی اور بد تہذیبی کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ لیکن اُس منادِ حق نے ان گمراہوں کی ستم آرائی اور اسقدر دل آزاری کا کچھ خیال نہ کیا اور اپنی مبارک تعلیم کو جاری رکھا یہانتک کہ جو گردنیں مدتوں سے اصنام کے آگے جھکی ہوئی تھیں خدائے واحد القہار کے آگے جھک گئیں اور جو قلوب صدیوں سے پتھروں اور جانوروں کی عظمت سے لبریز تھے رب العالمین جل بعدہٗ کی وحدانیت و جلالت سے معمور ہو گئے۔

ازفیض تو منور شد ذرہ ذرہ احمد
ممتاز نام تو شد محبوب کبریائی

پیغمبر اسلام نے دنیا کو اُصول مدنیت اور علوم حقائق سکھلائے خالق و مخلوق اور مالک و مملوک کے تعلقات ظاہر کئے اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ ہر قسم کی عبادت اور بندگی اور تحمید و تقدیس صرف اُسی خدائے واحد کے لئے مختص ہے کہ جو تمام عالم کا خالق و مالک اور رزق دینے والا اور پالنے والا ہے۔ اُس کے سوا نہ کوئی لائق عبادت ہے نہ قابل پرستش۔ کیونکہ دنیا کی تمام تغیر اُسی منبع حقیقی کی طرف سے ہیں اور ہر شے کی تخلیق و تربیت میں اُسی خالق اکبر کا تصرف ہے۔

"اسلام" کی یہ تعلیم آج تمام مذاہب کی تعلیمات میں سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ اعلیٰ و افضل ہے اسے وہ لوگ جو عقل سلیم

رکھتے ہو کذب و صداقت میں تمیز کرو اور باطل سے منہ موڑ کر حق کیطرف رجوع کرو۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔

بلند ہمتی

(از محمد منظور رضا فاضل الہ آبادی)

اگر ہماری قومی پستی و تنزلی اور ادبار و زوال کے اسباب و علل تلاش کئے جائیں تو ایک بڑا سبب یہ بھی نکلیگا کہ ہم میں بلند ہمتی نہیں ہے، ہم اولوالعزم نہیں، اور ہم بہت پست ہمت ہیں، قوموں اور ملکوں کی ترقی و عروج کے حالات کتابوں میں پڑھکر اور برائے العین دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ بلند ہمتی کا عروج و زوال سے چولی دامن کا ساتھ ہے قوموں اور ملکوں کی ترقی کا محور اصلی بلند ہمتی اور اولوالعزمی ہے، پست ہمت اقوام بحر نحیت و ادبار میں ڈوبتی ہیں اور دریائے جاہ و اقبال کے حقیقی شناور اُلوالعزم قومیں ہوتی ہیں، اُس شخص اُس قوم، اُس گروہ، اُس جماعت کو دُنیا میں رہنے کا کیا حق ہے جس کے خیالات پست، جس کے ارادے غیر مستقل، اور جس کی ہمتیں شکستہ، اور جو ہر حالت پر قانع، اور ہر ذلت کو برداشت کرنے والا ہو جو مصیبتوں میں گھرا، اور مشکلوں میں پریشان ہوجاتا ہو جس کے اعتقادات اتنے بودے ہوں کہ بعض اوقات ناکامی سے ناامید ہو کر خدا کے وجود سے منکر ہوجاتا ہو۔

بلند ہمتی سے معنی بلند خیالی نہ سمجھے جائیں ورنہ ہم سے زیادہ بلند خیال اس وقت بھی دنیا میں کوئی نہیں، اگرچہ بلند ہمتی کا دارومدار بلند خیالی پر ضرور ہے لیکن وہ خیال جو صرف خیال ہی خیال ہو، جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا جسطرح مثلاً ہم لذیذ کھانوں اور پُر لطف غذاؤں کے خیال سے سیر نہیں ہوسکتے اور ہم کو اُن کا خیال عام اس سے کہ وہ کیسا ہی قابل قدر کیوں نہ ہو فائدہ مند نہیں جب تک کہ ہم عملاً اُس کے مہیا اور تیار کرنے کی تدبیر نہ کریں، بلکہ بلند ہمتی کے معنی یہ ہیں کہ ہم اپنے بلند خیالات پر عمل پیرا ہوں، ہم ایک اعلیٰ مطمح نظر کے لئے کوشش کریں، ہماری جد و جہد کا پیش نظر بالاتر ہو، ہم اچھے اور مستحسن کاموں کے لئے سعی بلیغ کریں، ایسی سعی و کوشش کرنا کامی ہمارے بازو و ہمت شکن ارادوں کو پست نہ کرے اور ہر کام کو فتح نہ کر لیں جس قدر مصیبتیں پڑیں جھیلیں، تمام مشکلوں کو حل کریں، بعض وجوہ سے اگر اپنے مقصد میں ناکام رہیں تو اور زیادہ ہمتی اور مستعدی سے کوشش کے لئے تیار ہوں یہ بلند ہمتی کا کامیابی اور ناکامیابی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ایک بلند ہمت شخص اگر اپنے مقاصد میں کسی وجہ ناکام رہے تو یہ ہرگز اور کبھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس کو اولوالعزمی نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا اور اس کو

بلند ہمتی نقصان دہ ہوئی" سچ پوچھئے تو اُولوالعزمی کا سب سے پہلا زینہ یہی ہے کہ انسان ناکامی سے دل نہ توڑے اور بام کامیابی تک پہونچنے سے مایوس نہ ہو۔ ہم کو کتاب لاریب فیہ یہی سکھاتی ہے کہ ہم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، بقول حضرت مشتاق الہ آبادی

وجہ مایوسی ہوں کیا ناکامیاں ! جلوۂ اُمید ہے ہمت فزا

ناکامی سے دل تنگ ہونا سب سے بڑی پست ہمتی ہے۔ اگر مایوس ہوکر اُس مقصد کے حاصل کرنے کی کوشش چھوڑ دیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ ہم کبھی بھی اُس مقصد کو پالیں گے۔

بخلاف اس کے اگر ہم لگاتار کوشش کرتے رہیں تو لابدی ہے کہ ایک نہ ایک دن ضرور بالضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے کیونکہ خدا کسی کی محنت رائگاں نہیں کرتا، جو بات محال نظر آتی ہوگی وہی ممکن ہوتی دکھائی دیگی، اُسوقت ہنسنے والے مدّاح ہونگے اور روح کو ایک غیر محدود سرور وانبساط حاصل ہوگا۔

بلند ہمتی کے واسطے استقلال اور بلند خیالی ضروری ہے۔ یعنی بلند ہمت شخص کو مستقل مزاج اور بلند خیال ہونا لازمی ہے، مستقل مزاج اس لئے کہ خیالات عالیہ پر استقلال سے عمل پیرا ہوسکے۔ بلند خیال اسواسطے کہ خیالات عالیہ کی دماغ میں پرورش ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ جو کچھ خیال ہی نہ کرسکتا ہو یا جس کے خیالات پست ہوں کیا کرسکتا ہے،

ہم (مسلمانوں) میں ذرا بھی کسی قسم کی بلند ہمتی نہیں ہے، ہم اگر کسی زمانہ میں اولوالعزمی میں فرد تھے تو آج پست ہمتی میں بے نظیر، ہماری علمی بلند ہمتی کا یہ حال ہے کہ چند کتابوں کو پڑھ کر سند حاصل کرنا منتہائے اولوالعزمی ہے۔

ہم میں دنیاوی بلند ہمتی ہے نہ دینی، دینی اولوالعزمی کی یہ حالت ہے اگر تبلیغ مذہب کے لئے نکلے ہیں تو ہم پھولوں کی سیج چاہیں تو بیجا نہیں، لیکن اگر ہم کو راجپوتانہ بھیجا گیا ہے تو یو۔پی میں اگر کوئی خدمت کریں تو گناہ ہے۔ ملکانوں کو وعظ سنانے کے لئے جائیں تو اُن کو سوائے ایسے وعظ کے جسکو وہ خاک نہیں سمجھتے، سیدھے سادھے الفاظ میں توحید و رسالت، روزے نماز کی ہدایت کرنا ہمارے فرائض منصبی کے باہر ہے

ہماری دنیاوی بلند ہمتی کا یہ حال ہے کہ اہل حرفہ ہم ہیں لیکن تجارت سے فائدہ کوئی دوسرا اُٹھاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم مزدور پیشہ ہیں صرف مزدوری سے مطلب، کسقدر تعجب انگیز کہ مثلاً بنارسی دوپٹوں اور ساڑیوں کے تمام کاریگر مسلمان ہیں لیکن دیکھو سوائے مزدوری کے مسلمانوں کا اس تجارت میں کوئی حصہ نہیں، برادران وطن کروڑوں روپے کی تجارت اسی کپڑے کی کرتے ہیں، غضب خدا کا! دیدہ ریزی کریں مسلمان اور فائدہ اُٹھائیں دوسرے، کیا وجہ ہے؟ کیا سبب ہے؟

صرف یہی بات ہے کہ مسلمان کوئی کام اعلیٰ پیمانے پر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتے۔ اُن کی وہم وگمان سے ایسی ایسی عظیم الشان تجارتیں بالاتر ہیں۔

عزیزان من! آپ جو کام کرتے ہوں، کرتے رہیئے، آپ اگر اہل حرفہ ہیں تو اُسکو نہ چھوڑیئے اور اگر آپ تجارت پیشہ ہیں تو یہی کیجئے اور آپ عالم ہیں دین کے خدمتگذار تو نہایت مستحسن کام ہے لیکن خدارا ہر کام بلند ہمتی اور اولوالعزمی سے کیجئے۔

ایک عقلمند کا قول ہے:- وہ شخص جو آسمان تک تیر پھینکنا چاہتا ہے اگرچہ نہ بھی ہو تو کسی بلند درخت کی چوٹی تک ضرور پہونچیگا بخلاف اُس کے جو کچھ کرنا ہی نہ چاہتا ہو۔ جیسا کہ ایک پرندہ اُڑنا نہ چاہتا ہو تو کیا اُمید کیجا سکتی ہے کہ وہ کسی چیز تک بھی پہونچ سکیگا" نہایت حکیمانہ قول ہے ؎

خدا نے آجتک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

طلب علم

(راہگیر)

"طلب علم ایک منزل ہے جو اس بات کا فیصلہ کردیتی ہے کہ کون منزل مقصود تک پہنچے گا اور کون حرمان نصیب ہوگا۔ باکمال علما کی زندگی میں اول سے آخر تک یہ منزل ختم نہیں ہوتی۔ بقول کسے ؎

مہر تو در رو جہد دم عشق تو در سر رود با شیر اندروں شد و با جان بدر شود"

"مفلسی نہ صرف موجودہ خیال کا ستیاناس کرتی ہے۔ بلکہ آئندہ حوصلوں اور امنگوں کا پیدا ہونا بھی بند کردیتی ہے"

"انسان جب کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے معمولی کام بھی نہیں ہوسکتے۔ لیکن طلب صادق میں یہ کرامات ہے کہ وہ پریشانی کو بھی جمعیت کے قالب میں لے آتی ہے"

"افلاس انسان کے حوصلہ کو پست کرتا ہے اور دولتمندی قوائے دماغی کو کند اور سست کرنیوالی ہے۔ بقول شخصے ؎

بادہا خوردن و ہوشیار نشستن سہل است
چوں بدولت برسی مست نگردی مردی

"جس طرح افلاس میں مستقل مزاج رہنا دشوار ہے، اُسی طرح نشۂ دولت میں اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا مشکل ہے۔"

"اگر یہ واقعات ثابت کردیں کہ علمائے سلف ثروت میں بھی ویسے ہی ثابت قدم طالب علم تھے جیسے افلاس میں، تو یہ کہا جائیگا کہ انہوں نے علم کے دو زبردست دشمنوں کو اپنی مردانہ ہمت سے زیر کرلیا تھا"

"ابوبکر جورقی کی نسبت روایت ہے کہ انہوں نے طالب علمی میں ایک لاکھ درہم خرچ کئے۔ اور جس فن کو اتنا گراں خریدا اسکو کبھی سستا نہیں بیچا۔

یعنی اس کے ذریعہ سے دنیا نہیں کمائی۔"

"ابن الاعرابی کوفی نے ایک روز اپنے درس میں دو آدمیوں سے جو باہم باتیں کر رہے تھے، اُن کا وطن دریافت کیا۔ ایک نے اپنا وطن اسپیجاب (متصل سرحد چین) اور دوسرے نے اپلین بتلایا۔ یہ تھے اطلبوا العلم و لو کان بالصین کے عامل۔"

"دنیا میں شاید کوئی انسان ہوگا جو اس امر کا مدعی نہ ہو کہ وہ حق اور راستبازی کا دل و جان سے شیدا ہے۔ لیکن عمل (جو قول کی کسوٹی ہے) صاف کھرے اور کھوٹے کی حقیقت کھول دیتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ حق پسندی جتنی بے بہا صفت ہے اسی قدر دشوار اور معرکہ خیز ہے۔ وہ شخص بے شک حق پرست ہو سکتا ہے' جو زبردست کے خوف۔ منفعت کی امید اور عزیزوں کی محبت کو حق پر سے نثار کر دے۔"

"برہنہ شمشیر کے مقابلہ میں حق کو چھوڑنا اتنا مشکل نہیں جتنا یہ مشکل ہے کہ انسان اپنے نفس کی برائیاں از راہ انصاف قبول کر لے۔"

"خدا تعالےٰ یزید کے شر کو دفع کر سکتا ہے۔ مگر یزید اس احکم الحاکمین کے قہر کو نہیں روک سکتا۔"

"ایک مومن کی زندگی میں اس کی دنیا داری عین دینداری ہے اور ایک مسلم کی دینداری عین دنیا داری ہے"

"اللہ تعالےٰ دولت ایمان عطا فرمائے تو چاہیئے کہ اسکی حفاظت کرے اور اسکو جان زن و فرزند سے زیادہ عزیز رکھے۔"

کرامات اولیا

(احمد علی از کانپور)

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسایہ میں ایک شخص شمعون نام آتش پرست رہتا تھا۔ جب وہ گرفتار مرض الموت ہوا تو یہ ادائے حق ہمسائیگی آپ اُس کے بالین پر تشریف لے گئے اور اُسے تلقین ایمان کی۔ اُس نے تسلیم اسلام میں یہ شرط لگائی کہ ایک خط لکھ دیجئے کہ خدا مجھ سے مواخذہ کسی طرح کا نہ کریگا۔ اور بزرگان معروف بصرہ کی گواہیاں ہوں تا کہ قیامت میں عذاب سے بریت اور عدم مواخذہ کی حجت نہ ہو۔

حضرت نے نظر بخدا ہو کر قبول فرمایا اور خط درد سر لیا۔ اُس نے مسلمان ہو کر وصیت کی کہ بہنگام دفن خط میرے ہاتھ میں دیجیو اور بتقدیم وصیت میں تامل نہ کیجیو۔ چنانچہ ورثاء شمعون ایسا ہی کار بند ہوئے۔ حضرت خواجہ اُسی اندیشہ و تردد میں شب کو سوئے۔ تو خواب میں شمعون کو تاج بر سر و حلہ بہشتی در بر شاداں و فرحاں مرغزار بہشت میں خراماں دیکھا۔ اُس نے حضرت کو دیکھتے ہی وہ خط واپس دیدیا کہ مجھ کو بعنایت آپ کے اب بباعث کثرت رحمت خدا کے اس کی حاجت نہیں۔ آپ نے بیدار ہو کر خط مذکور ہاتھ میں پایا۔

چھوت چھات

(عرفان علی رضوی)

اسلام نے اپنے حلقہ بگوشوں کو چھوت چھات کی دلدل میں پھنسنے سے باز رکھا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دیگر اقوام کے مقابل ہم خود کو ذلیل بنا سے نہ اسلام ایسے امور کی اجازت دیتا ہے۔ جو باعث ننگ و عار ہوں۔ کیا افسوس و حیرت کا مقام ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اپنے افعال و اقوال سے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور اُس کے نورانی چہرہ کو گرد و غبار سے آلودہ کرتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نوے فیصدی مسلمان سفر میں دیگر ضروری اشیاء کے ساتھ لوٹا۔ ڈور نہیں رکھتے۔ ریل کے سفر میں تو اکثر اسٹیشنوں پر پانی سقہ سے بھی ملجاتا ہے۔ مگر دیگر سواریوں کے جاننے والے خوب واقف ہیں کہ ان کو پانی کے واسطے عموماً اہل ہنود سے جن کے ادنےٰ طبقے کا آدمی بھی بغیر لوٹے ڈور کے سفر نہیں کرتا۔ استدعا کرنی پڑتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کو اہل ہنود کس حقارت سے پانی دیتے ہیں۔ دو گز بلندی سے پانی چلو میں ڈالتے ہیں۔ طرہ یہ کہ لوٹا پھر بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ بغیر مٹی سے صاف کئے پاک نہیں ہو سکتا گویا ان کے نزدیک مسلمان ایسے نجس ہیں کہ ان کی ہوا سے بھی برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔ ذیل کے واقعہ سے مسلمان عبرت پکڑیں۔

ایکمرتبہ ایک صاحب کسی شہر کو ٹٹو پر جا رہے تھے۔ موسم گرما تھا۔ پیاس کی شدت سے بیتاب۔ راستہ کے ہر ایک کنواں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے مگر لوٹا رسی نہ ہونے کے باعث مجبور رہتے۔ اتفاقاً ایک گاؤں میں کسی شخص کو پانی بھرتے دیکھا۔ ہشاش بشاش ٹٹو سے اُتر کر دوڑے اور کہا "مہاراج تھوڑا سا پانی پلا دو" بدقسمتی سے وہ کنواں چماروں کا تھا۔ وہ بولا کہ مسلمانوں کو اس سے غرض نہیں کہ کون چمار ہے۔ کون بھنگی۔ پانی مانگنے سے کام۔ شرمندہ ہو کر واپس آئے اور عہد کیا کہ آئندہ کبھی کسی ہندو سے پانی طلب نہ کرینگے۔

یہ واقعہ فرضی نہیں بلکہ ایک مسلمان کی سچی سرگذشت ہے جو بغرض عبرت ہدیہ ناظرین کی گئی۔ مسلمانو گریبان میں منہ ڈالو۔ اور اس مذموم و ذلیل فعل سے باز رہو۔ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ خداوند کریم کلام پاک میں جس قوم کو "انما المشرکون نجس" کہہ کر پکارے۔ آج وہ ہم کو اُلٹا نجس ہی نہیں بلکہ ہماری مس شدہ ہوا تک کو نجس تصور کرے۔ اور ہم ان کے یہاں کی ہر شے بلا کراہیت استعمال کریں۔ افسوس!

غم کوئی چیز نہیں

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

آدمی کو خدا کی سنوار عجیب تراش خراش کا پتلا بنا ہے۔ دنیا میں آتا ہے یہاں کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو ان پر رائے زنی کرتا ہے۔ جو منہ میں آتا ہے۔ کہتا ہے لکھتا ہے۔ اور پھر اس کی ضد ہوتی ہے کہ جو میں نے سمجھا ہے۔ وہی درست ہو کوئی اس کے خلاف جنبش نہ کرے۔

فطرت پیدا ہوتی ہے۔ پیدا کرتی ہے۔ پیدا کیجاتی ہے۔ اور اس کی قوت انسانی ذہن کے ہاتھوں میں قید رہتی ہے۔ وہ بدلتی رہتی ہے کہ ہر حادث و مخلوق کا یہی خاصہ ہے۔ مگر ابن آدم ان قدرتی تبدیلیوں سے نتائج نکالتا ہے۔ اور انکو خواہ مخواہ اپنی زندگی میں شریک کرتا ہے۔

غم دراصل کوئی چیز نہیں تھا۔ لیکن انسان نے اسکو خود بخود گھڑ لیا اور حیات کی لذتوں کو آپ ہی کرکرا بنا لیا۔

فطرت کے تغیرات میں ازل سے یہ بات موجود ہے کہ وہ اشیائے عالم کو الٹتی بدلتی رہتی ہے۔ سورج نکلتا ہے۔ اور چھپ جاتا ہے۔ چاند چھوٹا نکلتا ہے بڑھتا ہے۔ پورا ہوتا ہے۔ پھر گھٹتا ہے۔ اور گھٹتے گھٹتے ناپید ہو جاتا ہے۔ دریا چڑھتے ہیں اور اتر جاتے ہیں۔ سمندر جوش میں آتا ہے اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ گرمیاں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ سردیاں نمودار ہوتی ہیں۔ مگر باقی نہیں رہتیں۔ برسات برستی ہے پر ہمیشہ نہیں برستی۔ مہینوں غائب رہتی ہے۔ زمین سرسبز ہو کر خشک اور اجاڑ بھی ہوا کرتی ہے۔ باغ لہلہا کر تاراج بھی ہوا کرتے ہیں۔

یہ سب زمین کے اوپر ہوتا ہے۔ آدمی بھی زمین پر آباد ہے اس کے افراد تغیرات فطرت سے کیونکر بچے رہتے ان کو بھی یہ تبدیلی پیش آتی ہے۔ بچپن سے جوانی۔ جوانی سے بڑھاپا۔ بڑھاپے سے موت۔ تندرستی سے بیماری۔ فارغ البالی سے خستہ حالی۔ عروج سے زوال پھر زوال سے عروج۔ نیند سے بیداری۔ بیداری سے نیند۔ اسی طرح اور صدہا حالات ہیں جو زندگی کے ہنڈولے میں جھول رہے ہیں۔ کبھی اوپر آتے ہیں۔ کبھی نیچے جاتے ہیں۔

کبھی نہیں سنا کہ سورج نے اپنے غروب ہونے۔ چاند نے گھٹنے بڑھنے۔ دریا نے سوکھنے۔ باغ نے مرجھانے پر غم کیا ہو۔ اگر ان کی زبان نہیں ہے تو جانور کو دیکھو جو اپنے غصہ اور اپنی خوشی کو ظاہر کرنے پر قادر ہیں۔ ان کے افراد میں جب یہ تغیرات ہوتے ہیں تو وہ کبھی غم نہیں کرتے یعنی ہم ان کو غمزدہ نہیں پاتے۔

چیونٹیاں پیروں میں روندی جاتی ہیں۔ ان کی لاشیں پڑی رہتی ہیں اور کوئی چیونٹی اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ گھوڑے ہاتھی گدھے اونٹ بیل آدمیوں کی سواری میں آتے ہیں۔ اور ان پہ سخت محنت پڑتی ہے۔ مگر انھیں اسکا غم نہیں ہوتا۔ جانوروں کے بچے قدرتی موت سے مرجاتے ہیں۔ تو وہ کبھی ماتم نہیں کرتے۔ ہاں کوئی دشمن ہلاک کرے تو وہ انتقام یا حفاظت کے لئے غل مچاتے اور جد و جہد کرتے ہیں۔

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں پہلے غم و الم کا نام و نشان نہ تھا آدمی نے اس کو ایجاد کیا ہے۔ اور بیچارہ اپنی ایجاد کے ہاتھوں آجکل اکثر غمگین رہتا ہے۔ اگر کوئی آدمی بیمار ہو تو اس کے رشتہ دار اور دوست غم میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان کا غم بیماری کو دور نہیں کر سکتا۔ نہ یہ غم کچھ اصلیت رکھتا ہے کیونکہ مرض مریض کی بے احتیاطی کے سبب آیا ہے۔ اور جسم انسان کا خاصہ ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی بیمار رہو۔ ایک فطری خاصہ کے ظہور سے ہم لوگ خواہ مخواہ غم مول لیتے ہیں۔ غم کی جگہ مرض کے علاج اور آئندہ کی حفاظت کا خیال کرنا چاہیئے اور ایک معدوم چیز کو جس سے کچھ نتیجہ نہیں دل سے نکال ڈالنا واجب ہے۔

کوئی آدمی مرجاتا ہے تو آدمیوں کو غم کا طوفان آجاتا ہے۔ مگر یہ غم نہ مردہ کو واپس لا سکتا ہے۔ نہ غم کرنے والوں کو کسی قسم کا فائدہ پہونچا سکتا ہے بلکہ ایک طرح سے ان غم کرنے والوں کو احمق بناتا ہے کہ قدرت کے مقررہ دستور اور قاعدہ کی تکمیل سے یہ لوگ رنجیدہ ہوتے ہیں اور بیکار رنجیدہ ہوتے ہیں۔

صبر کیا چیز ہے

یہ ایک فلسفہ غم کے بے اصل ثابت کرنے کا ہے۔ خدا نے فطرت کی زبان میں اس "تردید غم" کا نام صبر رکھا ہے۔ قرآن شریف میں بار بار اس کی تاکید ہے کہ صبر کرو۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ غم کو نے دیکھو سمجھو اور عقل سے کام لیکر غم کے باعث حوادث کو لازم فطرت جانو۔ جب یہ سمجھ لوگے کہ حوادث کا ظاہر ہونا مقتضائے فطرت ہے تو اس میں تم کو رنج نہ ہوگا اور تم فضول غم میں اپنی زندگی کا قیمتی وقت برباد نہ کرو گے۔

خیال کرو چیونٹیاں طلب معاش کے لئے قطار بنائے دوڑی چلی جاتی ہیں۔ راستہ میں کسی کا پاؤں ان پہ پڑتا ہے۔ اور بہت سی کچلی جاتی ہیں۔ مگر قطار اس حادثہ سے اپنی رفتار نہیں چھوڑتی وہ برابر چلتی رہتی ہے اور طلب معیشت کی سعی جاری رکھتی ہے۔ پچھلے حصہ کی چیونٹیاں جب ان مردوں کے پاس آتی ہیں تو ان کو دیکھ کر سونگھ کر کتراتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ کیا مجال کہ ایک سکنڈ بھی ٹھیریں اور اپنا وقت ضائع کریں۔

انسان دعویٰ کرتا ہے اشرف المخلوقات ہونے کا۔ اور اس کی نادانی کا یہ عالم کہ حقیر حیوانوں سے بھی گیا گذرا۔ دنوں۔ مہینوں۔ برسوں۔ مرنے والا کا سوگ کرتا ہے اور اپنی زندگی کے فرائض کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔

مرنے کی آیت

مسلمانوں کو جب کسی کے مرنے یا کسی بڑے حادثہ کی خبر ملتی ہے تو وہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جس کا مطلب

یہ ہے کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور خدا ہی کے پاس ہم کو جانا ہے۔

اِس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا بندوں کو تغیرات فطرت کا لزوم یاد دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ جس حادثہ سے تم غمگین ہوئے ایک دن تم کو بھی یہ پیش آنا ہے۔ پھر اس کا غم کیا کرنا۔

ہم سب خدا کے ہیں۔ اور خدا کی مشیت۔ فطرت کی نیرنگیاں دیکھ کر ایک دن آخر اسی کے پاس چلے جائیں گے۔

اس آیت سے غم کے بے وجود ہونے کا خیال صاف مترشح ہوتا ہے۔ خدا بندوں کے غم کو غم نہیں سمجھتا۔ غم سمجھتا تو ماتم پرسی کی بات کہتا۔ اِس نے تو فطرت کا قاعدہ اس آیت میں کہدیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ اِس حادثہ کو قابل غم نہیں بلکہ سلوک الی اللہ کی مثال فرماتا ہے۔

عقلمند وہ ہے جو کسی کے مرنے پر وہمی غم پیدا نہیں کرتا۔ اور اس کے دل پر اسکا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ تم کو بھی چاہیئے کہ افسوس اور ماتم پرسی کو بھول جاؤ۔ اپنی اچھی بھلی جان کو خود ساختہ غم کا آزار نہ لگاؤ۔ مردے کی ہمدردی یہ نہیں ہے۔ اپنی اور اس کے وارثوں کی دشمنی ہے۔ تم ماتم پرسی کر کے کیوں ایسے الفاظ کہتے ہو۔ جس سے مرنے والے کی یاد وارثوں کو تکلیف دے۔ خدا سے اسکی مغفرت کی دعا مانگو۔ مگر وہ بھی دلمیں زبان سے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں۔

ہندو بڈھے کی موت پر خوشی کرتے ہیں کہ اس نے طبعی موت پائی۔ اور زندگی کا فرض پورا کیا۔ تم بھی کوشش کرو۔ کہ طبعی عمر پوری ہو۔ اور اس سے پہلے موت نہ آئے اور وہ تمہاری پرہیزگاری اور احتیاط پر منحصر ہے۔ غم سے تمہاری رفتار زندگی کو گھن لگ جاتا ہے۔ اسکو اپنے دل سے نکالدو اور کبھی اسکا خیال نہ کرو۔

یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ خیال نے غم پیدا کیا تھا۔ خیال ہی اسکو فنا کر سکتا ہے۔ مفلسی بیماری یا دنیا کی کسی اور مصیبت سے بھی غمگین نہ ہو۔ کیونکہ یہ سب چیزیں لازمۂ فطرت ہیں جو ہر آدمی کو پیش۔ تدبیر سے۔ عقل سے۔ توکل خدا سے ان مصیبتوں کو دور کر سکتے ہو۔ غم والم سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

کام سب سے بڑی چیز ہے

عمل سے محبت کرو۔ کام میں لگے رہو۔ جو ایسا کرتے ہیں ان کو غم کی فرصت نہیں ملتی غم ان کے پاس نہیں آتا۔ غم کو وہ نابود وجود تصور کرتے ہیں۔

دنیا میں کام کرنے آئے ہو۔ تم کو زندگی ملی ہے جس میں تکلیف۔ بیماری بڑھاپا موت [illegible] ہیں۔ ان کی پرواہ نہ کرو اور کام کئے جاؤ۔

پروفیسر [illegible] اور علامہ شبلی ایک جہاز میں سوار تھے۔ طوفان آیا۔ اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ ہوا۔ بیوقوف غمگین تھے۔ اور عقلمند آرنلڈ کتاب دیکھ رہا تھا۔ شبلی نے کہا یہ وقت کتاب دیکھنے کا نہیں ہے۔ ہم سب مرتے ہیں آرنلڈ بولا۔ مرنے تک جتنا وقت ہے اس سے کام لے لوں۔ فکر اور غم کرونگا تو جہاز بچ نہیں سکتا۔ پھر کام کیوں چھوڑوں۔

اے آدمیو! تم بھی اپنے جہاز زندگانی کو دنیا کے طوفانی سمندر میں ہر وقت ڈوبتا تصور کرو اور بے پروائی سے کام کرتے رہو۔ کہ وقت جا کر آیا نہیں کرتا ڈوبنے سے پہلے جو کچھ ہو سکے عمل کر لو۔

غم کچھ نہیں ہے۔ ہے تو ایک خیال ہے۔ اور خیال ہمارے اختیار کا محکوم ہے اپنے اختیار سے خیال پر حکومت کرو۔ اور اِسکو وہمی تکلیفوں سے محفوظ رکھو کہ ہر حاکم اپنی رعایا کی ذمہ داری رکھتا ہے۔ اور خدا کے سامنے اسکو اسکا جواب دینا ہوگا۔

غم نے دماغوں کو معطل کر دیا ہے۔ عقلیں اس کے ہاتھوں سے سراسیمہ ہیں غم کو نکالدو۔ اور اپنے دماغ و عقل کو بچا لو۔

مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ تم میری بات دیر میں سمجھو گے یا نہیں مانو گے۔ کیونکہ عادت سے لاچار ہو۔ میں یہ غم کیوں کروں۔ غم کے وجود سے مجھے انکار ہے۔ میں عمل نتیجہ کے خیال سے نہیں کرتا۔ اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہ لکھ کر اسکو پورا کرتا ہوں کوئی مان لے تو بے غم۔ نہ مانے تو بے غم۔

نزع کے عالم میں ہے افسوس ایماں آجکل

نام کے ہی رہ گئے ہیں بس مسلماں آجکل
نزع کے عالم میں ہے افسوس ایماں آجکل

اہل دولت مٹ رہے ہیں مغربی تقلید پر
جھونپڑوں ہی میں نظر آتا ہے ایماں آجکل

ناول انگلش ہوئے ہیں زیب دست نازنیں
طاق پر رکھا ہوا سجتا ہے قرآں آجکل

باپ دادا کی کوئی عزت نہیں وقعت نہیں
تھامنی مشکل ہے دستار بزرگاں آجکل

دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے اب فکر معاش
دل سے گھٹتا جا رہا ہے نور ایماں آجکل

داخل فیشن ہوئے ہیں چال اور مکر و فریب
پالسی پر منحصر ہے عہد و پیماں آجکل

حسن بے پردہ ہے فہمی شوق سے اب دیکھئے
پارک گویا بنگیا ہے باغ رضواں آجکل

(شوکت علی فہمی میرٹھی)

رسائل کی روح

بچوں کی جسمانی تربیت

(از مسٹر عبداللہ ابن یوسف علی بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ)

جسمانی تربیت کے دو رخ ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی۔ بچوں کو کھیل کود کے ساتھ ہمیشہ سے طبعی انس رہا ہے اصل میں اس جذبہ کی تہ میں فطرت الٰہی کام کر رہی ہے۔ اور وہی ہر بچہ کو کھیل کود کیطرف مائل کرتی ہے۔ شروع زمانہ میں اس کھیل کا کوئی ضابطہ نہ تھا۔ ایک جگہ چند بچے اپنے اپنے طریق پر الگ الگ یا ملکر کھیلتے تھے۔ اور اس کھیل کے اثرات و نتائج سے نہ وہ خود آگاہ تھے اور نہ اُن کے بڑے۔ مگر جب تہذیب و تمدن کی روشنی پھیلی اور مشاغل نے اپنی اپنی اہمیت کے مطابق نئے نئے کھیل نکالے تو یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر ایک شغل کے مطابق کھیل بھی ہونا چاہئے اور اُسکا ایک ضابطہ بھی بنا چاہئے چنانچہ رفتہ رفتہ اس کا نظام عمل بنگیا۔ اور مفید اور نتیجہ خیز کاموں کے متعلق کھیل کو بھی مرتب ہوگئے۔ آج کھیل کے بہترین طریقے کنڈر گارٹن اور نالٹی سارے طریقے تربیت میں موجود ہیں جن میں کھیل اور کام دونوں فطری احکام کے مطابق ملے جلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بچہ یہاں پوری آزادی سے کھیلتا بھی ہے اور کام بھی کرتا ہے۔ بچوں کے فطری تقاضے ایک سے نہیں ہوتے کسی کا میلان خاطر کسی جانب ہے اور کسی کا کسی جانب دنیا کے بڑے بڑے جرنیل اور سپاہی بچپن ہی میں دلیرانہ کھیل کھیلکر اپنے مستقبل کی جانب اشارہ کر دیتے تھے۔ مقنن اور واضعان قانون بچپن کے کھیل ہی سے اپنے فطری میلان کو ظاہر کرتے تھے اولیا اور انبیا بھی بچپن ہی میں روحانیت کیجانب ایک فطری رغبت کا اظہار کرتے تھے۔ اصل میں بچہ کے کھیل کو کھیل نہ سمجھئے بلکہ وہ اسکی فطرت کی ابتدائی صورت ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ جسمانی تربیت کو اپنے نصاب سے کبھی خارج نہ کریں مگر ہر کھیل سے ایک غرض ضرور ہونی چاہئے ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال اسوقت سے شروع ہوا جب سے اُن میں اجتماعی معاشرت کے خیال کو تنزل ہوا۔ اور انفرادی اغراض نے جماعت کے مقاصد کو ملیا میٹ کر دیا۔ کھیل ہو یا کام بہر صورت قوم کے ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ اجتماعی نفع کو مقدم اور شخصی کو تاخر خیال کرے۔ کھیل کا فلسفہ یہ ہے کہ جو شخص جسم کا کمزور ہے وہ دماغ کا بھی ضعیف ہے یا بعد میں ہو جاتا ہے پس جب دماغی مشاغل کی وجہ سے دماغ پر زور پڑے تو اسکی قوت کا بدل جسمانی کھیل سے ہو جانا چاہئے۔ تعلیم کے ہر درجہ کے کھیل بھی اسی کے مناسب ہونا لازم ہے۔ اور اگرچہ کبھی کبھی اس شرط کو پورا کرنے کے بعد بھی ضعف دماغ ہو سکتا ہے۔ کھیل گھر میں بھی کھیل سکتے ہیں۔ بعض ورزشیں ضرور ایسی ہیں کہ باہر کھلے میدان میں جانے کی ضرورت نہیں پھر بھی باہر کے کھیل بہت مفید ہیں۔ بند ہوا میں کاربن زیادہ ہوتا ہے اور باہر ایکسیجن کی مقدار کثیر ہوتی ہے جو کھیل کے لئے مفید ہے اس لئے کھلے میدان کی ورزش پھیپھڑوں کو مضبوط خون کی مقدار کو بڑھاتی اور صاف کرتی ہے۔ انفرادی کھیل کی بہ نسبت اجتماعی کھیل اور بند ہوا کی بہ نسبت میدانی کھیل زیادہ نتیجہ خیز اور نفع بخش ہے۔

قوم اور ملک کے بزرگوں سے مودبانہ التماس ہے کہ کھیل کو حقیر نہ سمجھیں اپنے بچوں اور لڑکوں کو مرغوب کھیلوں کی جانب ہمیشہ مائل رکھیں جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں بعض ورزشیں گھر میں بھی ممکن ہیں مگر اعضائے جسمانی کی صحیح تربیت اور تقویت کے لئے میدان کی ورزشوں سے ہوتی ہے۔ دماغ اور اُس کی قوتوں کو آنکھ ناک کو یہیں فرحت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے جسم مضبوط ہوتا ہے اور صحت درست ہوتی ہے پھر اگر مل جلکر کھیلیں تو ان کی بہت سی اخلاقی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے کی جبلی کمزوریوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ حریفوں پر فتح پانے سے دل میں تکبر و غرور پیدا نہیں ہوتا بلکہ تعریف کرکے ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور انسان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ فتح سے مغرور نہ ہو۔ مغلوب کا دل بڑھایا جائے +

مذہب مذہب کی سب سے بالائی منزل جس میں بانیت اور اسرار الٰہی کے سوا کچھ نہیں ایک بالاتر مقام ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ اس کے خیال محض سے بھی انسان کا نفس امارہ مطمئن نہیں ہوتا۔ البتہ مذہب کی اخلاقی منزل کی کائنات زیادہ تسلی بخش ہے اور اگرچہ ہر ایک قوم و ملت کا عمل ضابطہ اخلاق الگ ہے مگر کچھ صفتیں سب میں مشترک ہیں اس سلسلہ پر چلیں تو اہل مغرب اور اہل مشرق بھی باوجود اس بعد المشرقین کے کچھ اخلاقی خصوصیات آپس میں مشترک رکھتے ہیں۔ یہاں تک تو خیریت ہے لیکن جب ہم اس سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ جائزہ لینا شروع کرتے ہیں کہ اہل مشرق اُن اخلاقی خصوصیات کو کسطرح حاصل کرتے ہیں اور اہل مغرب کسطرح۔ تو دونوں طریقوں کا تفاوت دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ شاید قارئین کرام کو اس خیال میں ہم سے اختلاف نہ ہوگا کہ تقریباً ہر ایک مذہب کے ارکان عبادت بجائے خود عبادت نہیں بلکہ عبادت یا عبودیت تک پہونچانے کا زینہ ہے اور کسی نہ کسی طرح دنیاوی زندگی پر موثر ہیں۔ ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے مختصر یہ کہ مذہب کا ایک بڑا مقصود حسن اخلاق ہے۔ یعنی انسان میں بلند خیالی۔ اخلاص مندی۔ ادب حق و صداقت سے محبت پیدا کرنا یہ تمام صفتیں ہر ایک آدمی میں ہونی چاہئیں خواہ وہ کسی درجہ کا ہو۔ اور اُس کے مشاغل زندگی کچھ ہی ہوں مگر ان صفات کو اہل مشرق محض ارکان مذہبی ادا کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی خارجی شان اور جلوہ آرائی کو وہ بڑی آب و تاب سے دنیا کو دکھاتے ہیں۔ مگر اس امر کا فیصلہ کہ

اس طریقہ سے وہ ان اخلاقی صفات کو حقیقتاً اپنے میں پیدا کر سکتے ہیں یا نہیں ہماری قابلیت سے بہت زیادہ ہے قارئین کرام خود فیصلہ کرلیں اور خود ہی یہ بھی طے کرلیں کہ ارکان مذہبی کا مقصود حقیقی کیا ہے۔

دوسری طرف جب ہم اہل مغرب کے نظام عمل پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کا طریقہ حصول بالکل مختلف ہے۔ وہ مقامات مقدسہ اور معابد کی تعظیم اور ادائگی ارکان کے ساتھ ایسی مجلسیں اور سوسائٹیں بھی قایم کرتے ہیں اور ایسے نظام بناتے ہیں جو انسان میں وہ اخلاقی صفات بالفعل پیدا کریں۔ (کانفرنس گزٹ)

نجات حقیقی

اصل میں دنیاوی زندگی کی کامیابی اور شاید عقبیٰ کی نجات بھی انسان کے طریقہ عمل پر منحصر ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ پیشہ ور جب تک اپنے کام کو اچھی طرح سے نہ سمجھے کامیاب ہو نہیں سکتا۔ مگر کام کے دو رُخ ہیں ایک وہ جس میں اوزار آلات۔ مال مسالا۔ ہنرمندی۔ مشاقی وغیرہ کے متعلق ہے۔ خواہ کوئی پیشہ ہو مگر اس کی تکمیل بغیر ان صفات کے غیر ممکن ہے۔ کام کا دوسرا رُخ عامیانہ نظر سے پوشیدہ ہے یہ اخلاقی۔ اور معاشرتی حسن ہے۔ یعنی اس شخص کا اپنے گاہکوں سے یا عوام وخواص سے کیسا برتاؤ ہے۔ یہ مقبول یا معتمد علیہ سمجھا جاتا ہے یا نہیں۔ وعدہ کا سچا بات کا پکا۔ خوش معاملہ ہر دلعزیز ہے کہ نہیں۔ ہر ایک پیشہ کی کامیابی کا ان صفتوں پر بھی کچھ کم انحصار نہیں۔ اول الذکر صفات۔ علم وہنر اور قوت عمل سے پیدا ہوتی رہتی ہے جنکی کوئی انتہا نہیں۔ آخر الذکر حصہ میں تعداد اور نوعیت کے لحاظ سے بہت تھوڑی اور سادہ باتوں کی ضرورت ہے۔ اور وہ ایسی ہیں کہ ہر ایک کام اور مشغلہ میں ناگزیر ہیں۔ مگر کیا یہ صفتیں مذہبی ارکان کی ظاہری صورت سنوارنے سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ جبکہ قول پر فعل پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہو؟ رائے ناقص میں یہ صفتیں عملی مشق سے پیدا ہوتی ہیں۔ جو بچپن سے شروع ہو کر بڑھاپے تک انسان کا پیچھا نہ چھوڑیں۔

سعی ناکام دعا

سعی ناکام دعاء مقبول سے برگزیدہ تر ہے۔ کوششوں میں عظمتِ انسانی مضمر ہے لیکن دعا انسانیت کا ایک اعلان شکست ہے جس کے ذریعہ سے انسانی مجبوریوں کا راز اُن فرشتوں پر بھی منکشف ہوجاتا ہے جو کسی طرح اس انکشاف کے اہل نہیں۔ دست بدعا ہونا کارکنانِ قضا وقدر کے سامنے اپنی بے بسی اور ناچارگی کا اعتراف کرنا ہے انسانی رسوائیوں کی ذمہ دار آدم کی نافرمانیاں نہیں بلکہ وہ بے تابیاں ہیں جنہوں نے اُنکو دعا کی ترغیب دی تھی۔ آدم اگر استقلال کے ساتھ اپنی سرتابیوں پر قایم رہتے فرشتے بھی اُن کی عظمت کو تسلیم کرلیتے اور شیطان بھی قائل ہوجاتا یہ صحیح ہے کہ خدانے آدم کی گریہ وزاری سے متاثر ہوکر اُن کی لغزشوں کو نظرانداز کر دیا لیکن اس کے نتایج دنیا والوں کے لئے قابل فخر ہرگز نہیں۔ ایک خوددار انسان اُس شکست کو جو خود اس کی جدوجہد کا نتیجہ ہو اُس فتح سے بہتر سمجھتا ہے جو ارباب قضا وقدر کی امداد سے اُسے حاصل ہوسکے شیطان آج انسان کی انھیں کی کامیابیوں پر ہنستا ہے۔

انسان کی سب دعائیں اگر مقبول ہوجائیں اُس کی شخصیت ہمیشہ کے لئے برباد ہوجائے۔ جس ہستی کو خدا برگزیدہ بنانا چاہتا ہے اُس کی دعاؤں کو ہمیشہ ناکام رکھتا ہے صرف اس غرض سے کہ اُسکی ناچارانہ خدا پرستی اُس کی خودپرستی اور خودداری کو برباد نہ کرسکے۔ اس کے علاوہ قدرت کی ستم ظریفیوں سے اکثر دعاؤں کے نتایج خطرناک ہوجاتے ہیں۔ ارباب حل وعقد جب یہ دیکھتے ہیں کہ انسان بے مایہ اور ناچار ہوگیا اُن کا ذوقِ تفریح ابھر آتا ہے۔ وہ انسانی بے بسی کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اکثر دعا کرنے والے کو وہ اسطرح مایوس کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے دعاؤں سے خائف ہوجاتا ہے پھر اُس کی دستگیری کے لیئے نہ کوششیں باقی رہتی ہیں اور نہ دعائیں۔ خدا کے فرشتے انسان کی اس ناچارگی پر مسرور ہوتے ہیں اور محض انتقاماً۔ اُنھیں وہ دن یاد آتا ہے جب انسان کو اُن پر نیابت الٰہی کے لئے ترجیح دی گئی تھی۔ انسان کی دیرینہ عظمت اُس سے متقاضی ہے کہ محض فرشتوں کی ضد میں وہ دعاؤں سے باز رہے۔

دلفریب شکست

وہ شکست جو دلفریبیوں سے معمور ہو اُس فتح سے برگزیدہ تر ہے جو لطافتوں سے محروم رہے۔ حسن محبت کو ایسی ہی شکست دیتا ہے۔ عورت کی فتوحات کا باعث اُس کی قوتیں نہیں بلکہ اُس کی وہ دلفریب کمزوریاں ہیں جن سے مرد خود مفتوح ہوجانا چاہتا ہے۔ مرد کی شکست کا راز خود اُس کے ذوق شکست میں مضمر ہے عورت صرف اُس صورت میں فاتح بننا چاہتی ہے جب وہ دیکھتی ہے کہ مرد طالب شکست ہے۔ اُس کے جور وتغافل کا یہی باعث ہوتا ہے۔ لیکن جب سمجھ لیتی ہے کہ اس کا محبوب شکستوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے وہ خود مفتوح بن جاتی ہے اور یہ کوشش کرتی ہے کہ اُسکا محبوب فاتح بنکر اُسے ابدی شکست دیدے۔ اس صورت میں اُس کی تمکنت نیاز سے بدل جاتی ہے اور اُس کا غرور نسوانی عجز وانکسار سے۔

انسانی فطرت

خدا انسانی فطرت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ انسان مرعوب نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس کی حرص وطمع سے فائدہ اُٹھا کر اُسے مجبور اطاعت کیا جاسکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ہر مذہب کی تعلیم وتلقین تمام تر جزا اعمال پر منحصر ہے محض غضب خداوندی اور اندیشہ عقوبت سے انسان ترک لذات پر مجبور نہیں ہوسکتا۔ جب تک اُسے یقین نہ ہوجائے کہ یہ دنیاوی لذتیں جنکے ترک پر مذہب اُسے مجبور کر رہا ہے عقبیٰ میں لطیف تر اور وسیع تر پیمانہ پر عطا کی جائیں گی۔ بہشت میں اگر حور کا وعدہ نہ کیا گیا ہوتا عقبیٰ کی تمام عقوبتوں کی دھمکیاں دنیا میں انسان کو حسن نسوانی سے بے نیاز نہیں کرسکتی تھیں۔ عورت کی دلفریبیوں کا یہ ایک عجیب کرشمہ ہے کہ خوف خدا اور وعدہ حور دونوں اپنے متحدہ اثرات سے بھی انسان کو عورت سے علیحدہ نہ کرسکے۔

موجودہ صوفی

صوفی کی بد مزاقیاں اُس کی فریب کاریوں میں بھی نمایاں ہیں۔ اُس کی لذت پرستیاں کوئی حیلہ چاہتی تھیں اُس میں اس قدر جرأت نہ تھی کہ بیباکانہ اندا نسے حسن کی پرستش کرتا اس لئے اُس نے مذہب کے پردے میں پناہ لی اور اپنی حیلہ سازیوں کو "طریقت" سے تعبیر کیا۔ اگر وہ فطرتاً بزدل اور بد مذاق نہ ہوتا اُسے مذہب سے زیادہ دلفریب حیلہ مل سکتا تھا۔ لیکن اُس کی بدبختیاں اُسے ہر قدم پر گمراہ کرتی ہیں وہ اُن ذرائع سے اور اُن مظاہر میں حسن کی متلاشی ہے جو ہر حیثیت سے حسن و لطافت سے بیگانہ ہیں۔ وہ حقیقت کو عمر بھر مجاز سمجھتا رہا اُسکی ناکامیونکا یہی ایک بنا تو ہے۔

لذت پرست انسان جسکو فطرت نے حسنِ خیال اور حسن عمل سے محروم کر دیا ہے جس میں نہ ذوقِ گناہ ہے اور نہ جرأت ارتکاب لیکن اس کے ساتھ ہی غیر دلچسپ گناہوں سے بھی مانوس رہنا چاہتا ہے وہ مجبوراً تصوف کیطرف مائل ہو جاتا ہے۔ تصوف خیالات کا ایک انداز لطیف تھا جسکو پیشہ ور صوفیوں نے رکاکت خیال اور کثافتِ عمل سے ہمیشہ کے لئے رسوا کر دیا۔

صرف و نحو

علماء ہر مسئلہ کو صرف و نحو سے سلجھانا چاہتے ہیں۔ یہی سلوک اُنہوں نے خدا کے ساتھ بھی کرنا چاہا لیکن وہ قادر و توانا ہے اُس نے انسانی دماغ کو کامل شکست دیدی۔ وہ جانتا ہے کہ انسان فلسفہ و منطق کے ہر کلیہ سے اُسکو محصور کرنا چاہے گا اسی لئے حفظ ما تقدم کے اصول پر اُس نے اپنی ذات میں تمام متضاد صفات مجتمع کر لیں تاکہ انسان کی عقل بیکار ہو جائے۔ اُس کی ہر منطق مجبور اس کا ہر فلسفہ لایعنی ثابت ہو

غصہ

رنج و غم کے پرتو سے خوبصورت چہرہ دل آویز ہو جاتا ہے لیکن غصہ ہر چہرہ کو بدنما بنا دیتا ہے خوبصورت انسان کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ اُن تمام محسوسات سے دل و دماغ کو پاک و صاف رکھے جن سے حسن کی لطافتیں برباد ہوتی ہیں۔ کائنات حسن میں معیار اخلاق اور فلسفہ حیات عام اصولِ زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ نفس کشی روح کی نشو و نما کے لئے کتنی ہی ضروری کیوں نہ ہو لیکن انبساط حسن کی خود ہی دشمن ہے حسن کے فرائض خود اُسی تک محدود ہیں اُس کے لئے وہ تمام فرائض مذہبی حقیقتاً ممنوعات میں داخل ہیں جن سے اسکی دلفریبیوں کو صدمہ پہونچتا ہے۔

عورت کی فطرت

یہ مسلمہ ہے کہ تخلیق کائنات میں عورت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا تھا۔ مقصد تخلیق صرف آدمؑ تھے حوا کو ان مراحل سے کوئی تعلق نہیں جنہوں نے مقاصد خلافت کی تکمیل کی۔ مرد ایک ہستی مطلق ہے۔ لیکن عورت محض ایک وجودِ اضافی۔ البتہ دنیا میں آنے کا باعث صرف عورت ہوئی۔ عورت کی یہ فطرت ہے کہ جس امر کی ممانعت کیجائے اُسکی طرف لامحالہ دوڑتی ہے۔ شجر ممنوع کیطرف پہلا قدم حواؑ نے بڑھایا ہوگا۔ آدمؑ کی محبت نے اُنھیں مجبور کر دیا کہ حواؑ پر نافرمانی کا الزام اور اُس کی سزا عائد نہو۔ اسی لئے اُنہوں نے ارتکاب جرم میں تعجیل کی۔ شیطان علم النفس کا ماہر ہے اُس نے عورت کی نفسانیت سے باخبر ہو کر شجر ممنوع کی ترغیب دی ہو گی۔ وہ جانتا تھا کہ عورت کو گمراہ کر دینے سے مرد خود بخود گمراہ ہو جائیگا۔

لیکن وہ گمراہیاں جنکی ذمہ دار حسن نسوانی کی لطافتیں ہوں اُن ہدایتوں سے بہتر ہیں جو بد مذاق انسانوں کے وعظ و تلقین سے حاصل ہو سکیں۔ (علیگڑھ میگزین)

خوش مزاجی

خوش مزاج آدمی صرف یہی نہیں کہ اپنی زندگی لطف سے گذار لے ہیں بلکہ وہ عمر بھی نسبتاً لمبی پاتے ہیں اور دوسروں کی نسبت زیادہ کامیاب زیادہ کارآمد ہوتے ہیں جسطرح ایک مشین کو بیجا رگڑ سے بچانے اور اسے باقاعدہ چلانے کے لئے اس کے کل پُرزوں کو تیل دیا جاتا ہے۔ ویسے ہی انسانی جسم کی مشین کو بیجا خراش اور رگڑ سے محفوظ رکھنے کے لئے آدمی کے اندر خوش طبعی کا مادہ پیدا کیا گیا ہے جو اسکو بآرام زندگی بسر کرنے میں مدد دیتا اور پیشتر از وقت موت کے مُنہ میں جانے سے بچاتا ہے۔

مسز یا چائلڈ کہا کرتی تھی کہ میں ہر ممکن طریقہ سے خوش رہنے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں اپنے کمرے کی کھڑکیوں میں منشور مثلثی لٹکائے رکھتی ہوں تاکہ سورج کی کرنیں اندر آتے وقت کمرہ قوس و قزح کے سے رنگوں سے معمور نظر آئے یہی اصلی فلسفہ ہے جو روحانی ادویہ میں سے سب سے زبردست اور جسمانی مقویات میں سب سے بہتر ہے۔

چیزوں کے روشن پہلو پر نظر کرنے کی عادت ایک بیش بہا نعمت ہے۔ میں کروڑوں روپوں کا مالک بننے کی بجائے شگفتہ طبعی اور زندہ دلی کے خزانے کا مالک بننا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ خواہ تمہیں کسی قسم کا کام کیوں نہ کرنا پڑتا ہو ہر جگہ خوش رہنا سیکھو۔ ہنسی کھیل کی محبت کسی اور چیز کی محبت کیطرح انسان خود اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اعلیٰ تعلیم بھی اس کے بغیر زندگی میں اسقدر مفید نہیں ہو سکتی جتنی کہ یہ اکیلی۔ یہ ایک ایسی دولت ہے جسکو جمع کرنا کسی کے احاطۂ طاقت سے باہر نہیں۔ خواہ تمہاری قسمت کتنی ہی بُری کیوں نہ ہو اور تم اپنے کو کتنے ہی مُصیبت زدہ کیوں نہ محسوس کرتے ہو اگر ذرا بھی خوش طبعی سے کام لو تو تمہیں یہ زندگی اس قدر بے لُطف معلوم نہ ہو گی۔ تمہاری اُداسی و پریشانی سب کافور ہو جائیگی۔ اگر دن بھر میں صرف ایک ہی دفعہ قہقہہ لگا کر ہنس لیا کرو تو تمہیں اپنا کام بہت ہی ہلکا معلوم ہونے لگیگا افسردہ دلی و اداسی نہ صرف دوسروں کو تم سے متنفر کرائے گی بلکہ خود تمہاری تکلیفوں کے بوجھ میں بھی زیادتی کریگی۔ کھل کھلا کر ہنسنا بسا اوقات فکر تشویش غم و اندوہ وغیرہ جیسی مُصیبتوں کو جو آجکل اس کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ دُور کر دیتا ہے۔ دُنیا میں جو شخص مزاق کے مادہ سے بے بہرہ ہے جو ہنسی مزاق کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکتا جو ہر گھڑی کے بعد ہنس لینے کا انتظام نہیں کر سکتا۔ وہ بہت ہی بدنصیب ہے اور لوگ اس کی صحبت سے بہت ہی جلد اُکتا جاتے ہیں۔

(ہمایوں)

معلومات

مکھی مئی اور جون کے مہینوں میں جو کہ گرم و مرطوب ہوتے ہیں۔ مکھیاں زیادہ تر گھوڑے کی لید۔ گوبر۔ پاخانہ اور دیگر ہر قسم کے فضلات و غلاظت وغیرہ میں اپنے انڈے دیتی ہیں جو مختلف حالتوں سے گزر کر مکھیاں بنجاتے ہیں۔ ایک مکھی ایک دفعہ میں اوسطاً ۱۲۰۔ انڈے دیتی ہے۔ اور اپنی چند مہینوں کی زندگی میں پانچ چھ دفعہ انڈے دیتی ہے۔ جو مختلف حالتوں سے گزر کر ۱۵ دن کے اندر مکمل مکھیاں بن جاتے ہیں۔ ان کی پود اس تیزی سے بڑھتی ہے کہ محققین میں سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ تین مکھیاں مع اپنی نسلوں کے ایک مُردہ گھوڑے کو اتنی جلدی کھاتی ہیں۔ جتنی جلدی کہ شیر۔

قوت نگاہ زمین کے گول ہونے کی وجہ سے ہماری نظر محدود فاصلہ تک کام کرسکتی ہے اِس خط کو جہاں ہماری نظر رُک جاتی ہے۔ اور زمین و آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے افق کہتے ہیں۔

پانچ فیٹ بلند قد کا آدمی اپنے گرد ہر طرف ۹۰ر۲ میل سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور ایک ہوائی جہاز میں سے جو زمین سے ½ ۱ میل کی بلندی پر پرواز کر رہا ہو ہم اتنے بڑے میدان کی سیر کرسکتے ہیں جس کا قطر ۳۰۰ میل ہو۔ پس ہم اپنے گرد ہر طرف ۱۵۲ میل کا فاصلہ بخوبی دیکھ سکتے ہیں یعنی اگر کوئی پہاڑ یا مینار ہم کو ۱۵۲ میل سے نظر آئے تو وہ ½ ۱ میل بلند ہوگا۔

چاند چاند کا قطر دو ہزار ایکسو ساٹھ میل ہے۔ جو کہ دنیا سے قریباً چوبیس (۲۴) ہزار میل کے فاصلہ پہ ہے۔ یہ ساڑھے اُنتیس دن میں زمین کے گرد ایک پورا چکر لگاتا ہے۔

جسطرح آئینہ کسی چیز کو خود روشن نہیں کرسکتا بلکہ سورج سے حاصل کردہ روشنی کو پھینک کر روشن کرتا ہے۔ اِسی طرح چاند بذات خود روشنی نہیں رکھتا بلکہ سورج سے روشنی پاکر اپنے عکس سے دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اور . . . . یہی وجہ ہے کہ اُسکی روشنی بھی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ چاند دوربین کے ذریعہ سے دیکھنے میں بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ اِس کی سطح ناہموار ہے اور بڑے بڑے آتش فشاں پہاڑوں سے جنکی آتش فشانی اب بند ہوگئی ہے۔ داغدار معلوم ہوتی ہے۔ پہاڑ جو چاند میں ہیں وہ قریباً ۲۳۷۵ فیٹ بلند ہیں۔

دھانوں کو دوربین سے دیکھنے کا سب سے بہتر وقت وہ ہوتا ہے۔ جب چاند ہلال کی شکل میں نمودار ہو۔ جسطرح چاند سورج کا عکس زمین پر پھینکتا ہے اِسیطرح زمین بھی سورج سے روشنی پاکر چاند کو منور کرتی ہے۔

بعض اوقات ہم چمکتے ہوئے ہلال اور اُس کے سروں کے درمیان میں چاند کے باقی ماندہ حصہ کا خاکہ دیکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک اُسیوقت دکھائی دیتا ہے جب زمین سورج سے حاصل کردہ روشنی کا عکس چاند پر پھینکتی ہے۔

آنکھ کان آنکھ تمام آلات احساس میں زیادہ ضروری ہے، آنکھ سے ہم ان چیزوں کا احساس کرتے ہیں جنکا تعلق بصارت سے ہے، ابتدائے آفرینش میں انسان کو پہلے صرف چمک (Brightness) کا احساس ہوتا تھا، اور بعد ازاں وہ مختلف الوانوں کے احساس سے بھی لطف پذیر ہونے لگا، اصلی رنگ چار ہیں۔ یعنی سرخ، نیلا، سبز اور پیلا باقی دیگر رنگ انھیں کی آمیزش سے بنتے ہیں، آنکھ مثل ایک فوٹو کے کیمرے کے ہے، جیسے کیمرے میں کھولنے بند کرنے اور روشنی گھٹانے اور بڑھانے کے کل پُرزے ہوتے ہیں ویسے ہی آنکھ میں یہ سب کل پرزے موجود ہیں

کان سُننے کا آلہ ہے اس آلہ کے ذریعہ سے مختلف آوازوں وغیرہ کا احساس ہوتا ہے، جس طرح سے کہ آنکھ مثل ایک کیمرے کے ہے، اسی طرح کان بھی مثل ایک پیانو کے ہے، اور جس طرح پیانو کے اندر مختلف پردے، مختلف آوازوں کے لئے ہوتے ہیں، اسی طرح کان میں بھی گیارہ ہزار روزن ہیں، جن سے مختلف آوازیں سنائی دیتی ہیں، یہ تعجب کی بات ہے کہ کل اصوات نغمہ بھی گیارہ ہزار ہیں، لیکن انسان اب تک صرف نوّے (۹۰) پر قادر ہوا ہے، زبان اور ناک کو خداوند عالم نے معدہ اور دیگر اندرونی اعضاء کی حفاظت کے لئے پیدا کیا ہے، زبان سے مختلف ذائقوں کا احساس ہوتا ہے اور ناک سے خوشبو اور بدبو کا، علاوہ اس کے اعصاب بھی احساس کا ایک آلہ ہے سردی اور گرمی اور بوجھ یا وزن یا دباؤ کا احساس اس سے ہوتا ہے، (ماخوذ)

سرخ بادل مغربی عالموں نے یہ تحقیق کیا ہے کہ کرہ ہوا کا یہ خاصہ ہے کہ جب آفتاب کی روشنی اس سے گزرتی ہے تو وہ نیلے رنگ کی کرنوں کو زیادہ منتشر کر دیتا ہے۔ پس ان کی رائے کے مطابق صبح اور شام کو سرخ بادل نظر آنے کی یہ وجہ ہے کہ ان وقتوں میں آفتاب کی اُن شعاعوں کو جو بادلوں تک پہونچتی ہیں ہوا کی بہت زیادہ موٹائی سے گزرنا ہوتا ہے۔ اس لئے بہت سی نیلی شعاعیں منتشر ہوجاتی ہیں اور لال شعاعیں بادلوں سے ہماری طرف منعکس ہوتی ہیں۔

پانی کے اندر روشنی حال ہی میں استیلین کا ایک لیمپ ایجاد کیا گیا ہے، جو پانی کے نیچے روشن رہتا ہے اور اسکی حرارت اس قدر قوی ہوتی ہے کہ دبیز لوہے کی تختی کو شق کر دیتی ہے، زیر آب چلنے والی کشتیوں کو اس لمپ سے بڑی مدد ملیگی اور ان کی اصلاح و ترقی میں اسوجہ سے عظیم الشان اضافہ ہوسکے گا۔

کم سرمایہ والوں کے لیے وسائل معاش

ٹین کا کام ٹین کا کام ایک ہوشیار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کام سیکھنے [illegible] اس کے بعد کام شروع کریں۔ [illegible]

[illegible] وغیرہ میں ان چیزوں کا [illegible]

ہوتا۔ چھوٹے شہروں میں [illegible]

[illegible] کام اختیار کیا جائے اور اس میں [illegible] حاصل کیا جائے تو بہت زیادہ [illegible]

لیمپوں کے پیچ اور دیگر ضروری سامان [illegible] کلکتہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ٹین کے بکس [illegible]

[illegible]

توجہ کرنی چاہئے۔ [illegible]

چیڑ کے بکس جن بکسوں میں [illegible] تختے [illegible] داموں مل سکتے ہیں۔ بڑھئی کے معمولی اوزار [illegible] رندہ کام کے لئے کافی ہیں۔ [illegible] ہے۔ تم ان بکسوں کے تختے نکالکر چھوٹے چھوٹے [illegible] بناؤ۔ ان کو وارنش اور دیگر رنگوں سے رنگ لو [illegible] خوبصورت اور صاف بنائی گئی ہیں تو معقول دام [illegible] ترکیب سے نہایت خوبصورت آفس بکس۔ قلمدان۔ کیش بکس سوٹ کیس۔ بچوں کے لیے چھوٹے چھوٹے صندوقچے تیار کئے جا سکتے ہیں جو خوشنمائی کے ساتھ ہی نہایت سبک اور سفر میں ساتھ رکھنے کے قابل ہونگے۔ اگر تم خود بھی رنگسازی کا کام بھی واقف ہو تو اور زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ کسی رنگساز سے معاملہ کر لو۔ اگر ایسے بکسوں کی زیادہ تعداد تیار ہو جائے تو ان کو کسی تاجر کے ہاں فروخت کیلئے رکھ دو یا بازار میں خود دکان کھول لو۔ اسی طرح ہینڈ بیگ بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ قینچی برش۔ ہینڈل وغیرہ سب چیزیں اچھی سے اچھی بڑے شہروں میں بآسانی دستیاب ہوتی ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو بھی بیکار نہ جانے دو۔ اس کے بھی بکس بناؤ اور ان تاجروں کے ہاتھ فروخت کرو جو گڑیوں وغیرہ کے بکس بیچتے رہتے ہیں۔ اس ذریعہ سے ایک ہوشیار و مستعد آدمی ایک روپے سے بیس روپے تک پیدا کر سکتا ہے۔

پرانی بوتلیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک کام اختیار کرو اور اسے نہایت استقلال کے ساتھ نباہو۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ تم اس کام کے متعلق کافی شہرت حاصل کر لوگے اور یہ شہرت خرید فروخت میں بہت سہولت پیدا کریگی مثلاً تم نے چاول کا کاروبار شروع کیا جس کی صورت یہ ہے کہ تم دھان کی فصل میں چاول خرید کرتے ہو اور ان کو احتیاط کے ساتھ رکھ چھوڑتے ہو۔ جب وہ چاول دو سال تین سال یا پانچ چھ سال کے پرانے ہو جاتے ہیں اس وقت فروخت کرتے ہو اور چاولوں کو باحتیاط رکھنے کا کافی معاوضہ حاصل کرتے ہو۔ جو چاول تم نے ایک روپے کے پانچ سیر خریدے تھے وہ تین چار سال کے بعد روپے کے دو سیر فروخت ہوتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ ایک روپے کا مال دو روپے کو فروخت ہوتا ہے۔ جب تم اس کاروبار کو مستقل طور پر انجام دوگے تو خریدار ہر طرف سے کھنچ کر تمہارے ہاں [illegible] جائیگا کیونکہ دو تین سال کے بعد عام طور پر مشہور ہو جائیگا کہ پرانے چاول فلاں جگہ ملتے ہیں۔ اسی طرح تم جس کام کو استقلال کیساتھ انجام دوگے اسکی شہرت تمہیں معقول فائدہ پہنچائیگی۔ ان لوگوں کیلئے جو بڑے شہر دہلی میں رہتے ہیں۔ اور کسی اچھے کام کی [illegible] پرانی بوتلوں کا کاروبار بھی نہایت مفید ہے۔ اس میں کسی مستقل [illegible] ضرورت نہیں البتہ ایک کوٹھری اور [illegible] بوتلیں [illegible]

[illegible]

[illegible] کی بوتلیں جمع ہو جائیں [illegible] معقول [illegible] خوب [illegible] جو بوتلیں زیادہ قیمتی ہوتی ہیں۔ [illegible] سبز۔ نیلی۔ سرخ۔ سفید اور ریتی بوتلیں [illegible] پوری قیمت پر فروخت ہو سکتی ہیں۔ نیلی اور ریتی شیشیاں [illegible] دوا بیچنے میں کام دیتی ہیں۔ بوتلوں کا ذخیرہ دوا فروشوں کیلئے زیادہ کارآمد ہے۔ اگر تمہارے ہاں اسٹاک اچھا ہو تو عطاروں۔ دوا فروشوں اور روغن فروشوں کی دکانوں پر اسکی کافی نکاسی ہو سکتی ہے۔ اگر سلیقہ سے کام لیا جائے تو اس کاروبار میں معقول منافع ہو سکتا ہے جو بوتلیں عموماً

[illegible] اور بعض اوقات [illegible] رکھے جائیں اور ضائع نہ ہونے پائیں۔ بعض بوتلوں کے کاگ [illegible]

سوالات مذہبی

(۱۰۷۰) الف ایک بیوہ ب سے ناجائز تعلق رکھتا ہے۔ اور زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ ب الف اُس سے عقد کرنا چاہتا ہے۔ کیا اسکی ضرورت ہے کہ وہ مقررہ مدت کے لئے ناجائز تعلقات کو ترک کرے اور اسکے بعد اُسکو نکاح میں لائے۔ جواب مستند درکار ہے۔ کتابوں کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ (زنانہ ۴۲)

( ) بدلائل عقلی و نقلی از روئے قرآن و حدیث صحیح ثابت فرمائیں کہ اسلام آخری دین ہے اور اب نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے اور نہ کوئی نئی الہامی کتاب۔ نیز یہ کہ رسول اور نبی میں کیا فرق ہے۔ اگر کوئی ایسی کتاب ہو جسمیں ان سوالات کا مفصل جواب ہو تو اس کے پتہ اور اُسکی قیمت سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیے۔ (ی ۴۳)

(۱۰۷۱) جمعہ فرض ہے یا واجب۔ اگر فرض ہے تو جو اہمیت فرضیہ نماز پنجگانہ میں ہے وہ اس میں کیوں نہیں ہے۔ مثلاً نماز فرض ہر حالت میں پڑھنی چاہیئے۔ جمعہ میں یہ کیوں نہیں ہے۔ اگر واجب ہے تو با جماعت نماز جمعہ کیونکر روا رکھی گئی ہے۔ بحوالہ کتاب یا حدیث جواب دیا جائے۔ (ب ۱۲۵)

(۱۰۷۲) ایک موضع میں شاہی زمانہ سے مسجد ہے اور اُس میں برابر شاہی وقت سے آجتک نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے حالانکہ یہ مسجد شاہی وقت میں خام بنی ہوئی تھی۔ بعد میں پختہ بنی۔ لیکن نماز جمعہ برابر ہوتی تھی۔ ایسے موضع کی مسجد میں از روئے شرع نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ (مردان علی خریدار)

(۱۰۷۳) ایک شخص از حد سود خوار ہے اور اُسکے گھر میں کاشتکاری بھی ہوتی ہے۔ اور کچھ ملازم بھی ہیں۔ ایسا شخص بنوائے کو کہتا ہو تو کیا اُسکی بنوائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں (؍؍)

(۱۰۷۴) پیشاب اور پاخانہ دھونے کے بعد مقام مخرج کو دھونے سے انسان پاک ہو جاتا ہے برخلاف اسکے کہ جب انسان کی منی نکلتی ہے تو مخرج کے مقام دھونے سے پاک نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ نہانے کی ضرورت پڑتی ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ جواب مفصل دیا جائے۔ (؍؍)

(۱۰۷۵) درویش ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۴ پر درج ہے کہ فرض نماز اگر تین چار رکعت والی ہو تو اُس کی پہلی دو رکعتوں اور اگر دو رکعت والی ہو۔ تو پوری نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کا پڑھنا واجب یا فرض ہے تو بقیہ ایک یا دو رکعت میں کیا پڑھنا چاہیئے۔ بقیہ دو رکعت تو کوئی شے نہ ٹھہری کیونکہ اسمیں فاتحہ کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں۔ اور نہ شاید پڑھی جاتی ہے۔ نہ کوئی صورت۔ پھر وہ دو رکعتیں کیا ہیں۔ یہ کہہ کر ٹالنا کہ وہ سنت ہے درست نہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ فرض کا ہے جواب مستند درکار ہے۔

ایک شخص اتباع سنت کسی وجہ سے نہیں کرسکتا تو کیا نماز فریضہ ادا ہو جائیگی اور بغیر فاتحہ یا سورہ کیسی ہوگی۔ کیونکہ بقیہ دو رکعت میں فاتحہ واجب یا فرض نہیں اور سورہ بھی اس میں نہیں ملائی جاتی پھر چار رکعتیں کیا ہیں۔ (م ۱۵۱)

طبی

(۱۰۷۹) میری ایک عزیزہ بہن عرصہ سے مرض ہسٹریا میں مبتلا ہیں۔ ایک معقول کم خرچ زود اثر نسخہ یا دوا مطلوب ہے۔ (زنانہ ۴۲)

(۱۰۸۰) زبان کے اگلے حصے میں عرصہ دو سال کا ہوا ایک معمولی دانہ نکلا تھا۔ اب وہ اُڑد کے دانہ کی برابر ہو گیا ہے۔ سپید رنگ ہے اور اُس میں درد بھی ہوتا ہے۔ آئندہ اُس کے بڑھنے کا اندیشہ ہے کھانا کھانے میں اور گفتگو کرنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ کوئی صاحب مجرب نسخہ یا دوا تجویز فرمائیں۔ (ع ۴۳)

(۱۰۸۱) موسم سرما میں اتفاقیہ اور گرما میں زیادہ تر پاؤں کے دونوں ٹخنوں اور پنڈلی کے نیچے کا حصہ ایکدم سرد ہو جاتا ہے اور تلوا میں سوزش رہا کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت پریشان رہتی ہے۔ ٹخنہ دبانے یا پنڈلی کو مضبوط باندھنے سے کسی قدر تسکین ہو جاتی ہے۔ وقت معینہ پر نہیں سونے سے تمام جسم میں گرمی معلوم ہو کر بےچینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب تک تمام جسم سرد نہ ہو جائے نیند نہیں آتی ہے۔ اور اگر نیند آتی بھی ہے تو دو تین بجے شب کے۔ کوئی ایسا نسخہ ہو جس سے تمام جلد رفع ہو جائیں۔ (ع ۱۰۳)

(۱۰۸۲) عرصہ ۴ سال سے بواسیر خونی ہے اور مسّے مثل انگور کے ہیں مقامی اطبا کے علاج سے خون بند ہو جاتا ہے۔ مگر گرم غذا یا کسی اور ذریعہ سے گرمی پہونچنے سے خون پھر آنے لگتا ہے۔ اطبا نے یہ تجویز کیا ہے کہ معدہ خراب ہے۔ مجرب نسخہ یا دوا درکار ہے۔ (الف ۳۱۴)

(۱۰۸۳) میری اہلیہ مرض سیلان الرحم میں مبتلا ہیں۔ مجرب نسخہ درکار ہے (؍؍)

متفرق

(۱۱۰۵) ہندوستان میں سب سے بڑا زنانہ ہسپتال کہاں ہے اور وہاں علاج کا کیا دستور ہے اور اسمیں تخمیناً کس قدر روپیہ خرچ ہوگا۔ (۴/ زنانہ)

(۱۱۰۶) ہندوستان میں جن جن جگہوں پر مرغی خانہ ہے وہاں کا پتہ مطلوب ہے۔ (۴/ زنانہ)

(۱۱۰۷) ہندوستان کی مکمل تاریخ جس میں سلاطین ماضیہ کے پورے کارنامے ہوں علاوہ تاریخ فرشتہ کے ہو۔ کہاں سے اور کس قیمت پر ملے گی۔ (خیا الدین) خریدار

(۱۱۰۸) فارسی کا ماہواری رسالہ جس کا کاغذ دبیز اور چھپائی عمدہ ہو اور جسکے اندر دلچسپ علمی اور ادبی مضامین چھپتے ہوں۔ اُسکا پتہ اور سالانہ قیمت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ (خواجہ معین الدین)

(۱۱۰۹) چند نام تاریخی مردوں اور عورتوں کے ایسے تحریر فرمائیے جسمیں ۱۳۴۳ھ اور ۱۹۲۴ء نکلتے ہوں اور ناموں کے آخر میں لفظ رحمٰن اور خاتون شامل ہو (۲۸۹/م) خریدار

(۱۱۱۰) ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں شجرہ خاندان صدیقی بالتفصیل درج ہو۔ سنا ہے کہ امروہہ یا لکھنؤ سے شایع ہوا ہے۔ کیا کوئی صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کس قیمت اور کس پتے سے مل سکتی ہے۔ (۱۵/ ل)

(۱۱۱۲) ہڈی کی تجارت کرنے والوں کے پتے مطلوب ہیں (۵/ ع)

(۱۱۱۳) سنگر مشین میں استعمال کرنے کے عمدہ ریلیں تاجرانہ نرخ پر بکفایت کہاں سے مل سکتی ہیں (۵/ ع)

(۱۱۱۴) امسال کی نیشنل کانگرس آف آل انڈیا جو کہ کوکناڈا میں ہوئی تھی جسکے پریزیڈنٹ صاحب علی برادرس تھے اُن کی تقریر بلفظہٖ اُردو میں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکیگی۔ (۳/ ع)

(۱۱۱۵) تاریخی نام ۱۳۴۲ھ جس میں نکلتے ہوں۔ اول میں لفظ عبد ہو اور اگر آخر میں نو دو نہ ۹۹ نام باری تعالےٰ میں سے کوئی ہو تو بہت موزوں ہوگا۔ تحریر فرماکر مشکور فرمائیں۔ (۳۷۷/ ع)

(۱۱۱۶) چاند گرہن کیا ہے اور اس کی حقیقت از روئے اسلام و دیگر مذاہب و سائنس کیا ہے۔ پورے طور پر معلوم کرنا چاہتا ہوں اور پھر یہ کہ خوف کا مقام یہ کیوں مانا گیا۔ اور عبادت کیوں تاکید ہے۔ (خیر خواہ خریدار)

(۱۱۱۷) واعظ کہاں سے نکلتا ہے۔ اور کب سے جاری ہے اور اس کی کیا قیمت ہے۔ (۱۵۱/م)

(۱۱۱۸) کیا اچھا ہو کہ دیگر رسائل کا حوالہ دیکر منتخب اشاعت دین و دنیا میں درج کر دیا کریں۔ (۱۵۱/م)

جوابات

(۱۰۶۷) آپ ایک انار کابلی منگائیں اور اُس میں پاؤ بھر بہت باریک باریک کلیں گاڑ کر ڈھائی سیر تلوں کے تیل میں چھوڑ دیں پچیس ۲۵ روز کے بعد بالوں کو لگائیں بفضل قادر مطلق آپ کی حسرت پوری ہوگی۔ (محمد سلطان خان نظامی)

(۱۰۷۵) اول ہفتہ عشرہ تک شکر کے شربت سے سر دھویا کریں اور رجبہ نسخہ سندرجہ ۱۰۵۱ بنا کر استعمال کریں۔ (ـ)

(۱۰۷۹) تاریخ مسجد۔ خوب ترقبلہ۔ خاسجد سمی جو اور تاریخ مدرسہ مفید الخلایق ۱۳۴۱ھ ۱۳۴۱ھ رت ہے۔ (//)

(۱۰۸۶) ظہور روئے ریا اور ہجرت سیر رسول مقبول ۱۳۴۰ ۱۳۴۰

(۱۰۷۷) بیضہ مرغ سفیدی و زردی ۲ عدد۔ پاؤ سیر گھی میں جسمیں چھوٹی الائچی دانہ کی ہوئی بھون کر اور آدھ سیر شکر سفید ڈالکر خوب بریاں کریں اور اوپر سے مشکبیلہ خیالی بھنا ہوا عرق گلاب میں ملکر شامل کریں۔ اور اگر مغزیات اضافہ کرنا چاہیں تو صرف یہ ڈالیں مغز پستہ۔ مغز بادام مقشر۔ مغز اخروٹ۔ چھوہارہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ورق طلا۔ ورق نقرہ ۵ عدد ۵ عدد۔ شامل کرکے کام میں لائیں۔ ایک تولہ سے ۵ تولہ تک کھا سکتے ہیں (حکیم محمد ظہیر علی)

(۱۰۷۰) دانہ الائچی سفید۔ طباشیر کبود۔ کات سفید۔ زیرہ گلاب ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ۶ ماشہ ہمہ را باریک سائیدہ برزبان پاشند (حکیم محمد ظہیر علی)

(۱۰۷۲) اول دماغ کا تنقیہ کریں بعدہٗ کوڑی جلا کر کان میں ڈالیں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۱۰۷۴) دواخانہ ہاشمی دہلی سے طلب کیجئے۔ (//)

(۱۰۷۶) الاذار العیون دواخانہ ہاشمی دہلی سے منگوا کر آنکھوں میں لگائیے۔ (//)

انشائے لطیف

خصوصیات سعدی

(ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی گورکھپوری)

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ عالم تھے۔ صوفی تھے۔ بے ریا تھے۔ سیاح تھے۔ شاعر تھے۔ پیشوائے دین تھے۔ بہمہ صفت موصوف تھے لیکن محض ان صفات کی وجہ سے میرے دلمیں اُن کی عزت نہیں ہے۔ بلکہ زائد ترین وجہ سے اُن کی جو وقعت ہے کہ اُن کے دلمیں قوم کا درد تھا۔ اور وہ قوم کے مُصلح و ریفارمر) اور سچے بہی خواہ تھے۔ اس نقطہ نظر سے کوئی شخص کلیات سعدی کا مطالعہ کرے تو سمجھ میں آجائیگا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں بجا کہتا ہوں۔ اسس خصوص میں اُس زمانہ میں کیا ماقبل اور مابعد کی کئی صدیوں میں اُن کا ثانی نظر نہیں آتا۔

سعدی جس زمانہ میں تھے وہ اہل اسلام کے لئے بدترین زمانہ تھا۔ اسلام کو تقریباً ساڑھے تیرہ صدیاں گزریں۔ اسلام تو بدو خلقت سے ہے لیکن آنحضرت محمد صلعم کے ذریعہ جس صورت خاص میں اسلام نمودار ہوا۔ اُسے ہجرت مدینہ سے شمار کریں تو تیرہ سو سال، مہینے شمسی سال سے اور ۱۳۴۱ سال ۶ ماہ قمری سال سے ہوتے ہیں۔ اور نزول وحی سے شمار کیا جائے تو تخمیناً ۱۳۱۵ سال شمسی ہوتے ہیں۔ جنگ بدر سے (کہ اسیوقت سے اہل اسلام آزاد اور حکمراں خیال کئے جاتے ہیں) اگر اسلام کی ملکی تاریخ کی ابتدا خیال کیجائے تو تیرہ سو سال شمسی میں دو ڈیڑھ برس کم ہونگے۔ اس تیرہ سو برس میں اسلام کے حق میں شیخ سعدی کا زمانہ بدترین زمانہ تھا۔ اور تصنیفات معیار سمجھے جائیں تو اس کا احساس جتنا سعدی کو تھا۔ دوسرے کسی مصنف یا مؤلف کو نہ تھا۔

ابتدا سے غور کیجئے۔ مدینہ سے کوفہ۔ کوفہ سے دمشق۔ دمشق سے بغداد۔ بغداد سے نیشاپور خلافت یا سلطنت کا منتقل ہونا محض نتیجہ خانہ جنگی تھا۔ مسلمانوں کی قومی حالت کو کوئی گزند نہیں پہنچا تھا۔ وہ اسطرح برابر بڑھتے رہے جسطرح درخت کے حصہ زیریں کی ٹہنیاں کاٹ دی جائیں تو اوپر کی شاخیں اور پھیلتی ہیں۔ ترکوں نے عربوں کی سلطنت کمزور کردی اور بالاخر مٹادی لیکن مسلمانوں کی قوم پر کوئی اثر نہ پڑا۔ کیونکہ مسلمانوں کو نہ زبان۔ ملک یا نسل سے بحث نہیں ہوتی۔ وہ ہم مذہب کو ہم قوم جانتے ہیں۔ اور مذہب ہی کو قومیت سمجھتے ہیں۔ اسپین سے مسلمان نکالے گئے لیکن وہ معدودے چند تھے اور اُنھوں نے بھی بہت جلد اقصائے مغرب میں اپنے کارنامے دکھا کر تلافی مافات کرلی تھی۔ ممالک شرقی میں ترکوں کی کمزوری کا معاوضہ مسلم مغلوں کے عروج سے بخوبی ہوگیا۔ ہندوستان میں سکھوں اور مرہٹوں کے عروج کے ساتھ مسلمانوں کا زوال جو شروع ہوا اس کا اثر ہندوستان تک محدود رہا جسکا شمار بلاد اسلام میں نہیں کیا جاتا۔ حال میں عام مسلمانوں کی حالت تمام بلاد اسلام میں بہت گر گئی تھی لیکن نہ اتنا جتنا کہ شیخ سعدی کے زمانہ میں کفار مغل کے تسلط کے وقت گری ہوئی تھی۔

سات صدی ہجری کا ابتدائی حصہ ۶۰ سال تک نہایت بُرا مسلمانوں کے لئے تھا جبکہ کفار مغل تمام بلاد اسلام کے لئے بلائے بے درماں تھے۔ یہی زمانہ شیخ سعدی کا ہے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی خیالات بہت گری ہوئی تھے اور یہی وجہ تھی کہ کفار مغل اُن پر مسلط ہوگئے تھے۔ اُسوقت کے علماء کی کتابیں شیخ سعدی کی کتابوں کے ساتھ پڑھئے تو شیخ سعدی کا درجہ معلوم ہو کہ کتنا بلند ہے شیخ سعدی اپنی تصانیف میں صوفیوں۔ عالموں۔ رعایا سلاطین۔ امرا اور حکام سب کے لئے نصائح بیان کرتے ہیں اور اُن عیوب کی طرف توجہ دلاتے ہیں جن کی وجہ سے قوم کی حالت بگڑ گئی تھی۔ اور دیگر ہمعصر مصنفین اپنی کتابوں میں وہی پرانی باتیں لکھتے ہیں جو پہلے لکھی جاچکی ہیں گویا موجودہ حالت کی اُنھیں خبر نہیں تھی۔ اور نہ اپنی قوم کی پستی کا اُنھیں احساس تھا۔ سعدی کو قوم کی حالت زار پر افسوس تھا اور اس لئے وہ ہر جگہ اسی کا رونا روتے ہیں۔ محض مستعصم باللہ کے مرثیہ کی طرف میرا اشارہ نہیں ہے بلکہ میں تو سعدی کے کلیات کو شروع سے اخیر تک قومی مرثیہ خیال کرتا ہوں۔ سعدی نے گزشتہ زمانہ کے حالات پڑھ کر اور موجودہ زمانہ کی حالت کو اُن سے مقابلہ کرکے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے بہتر تحریر متقدمین کی بھی اس خصوص میں نہیں ہے۔ کیونکہ متقدمین کے سامنے قومی ادبار کا وہ نقشہ نہ تھا جو شیخ سعدی کے سامنے تھا۔ اور اس لئے شیخ سعدی ایسے ہی خواہ قوم اور محب اسلام کو اپنی نظم و نثر میں اخلاق اسلام کی تعلیم کا بہترین موقع حاصل تھا۔

پندنامہ گلستاں اور بوستان شیخ سعدیؒ کی بہترین تصانیف ہیں۔ ہندوستان میں فارسی تعلیم کی ابتدا انھیں کتابوں سے ہوتی ہے۔ مبتدیوں کے مبلغ سے یہ باہر تھیں لیکن غرض یہ تھی کہ لڑکے فارسی زبان ایسے کتابوں سے سیکھیں جنکے مطالب اخلاق پر مبنی ہوں تو اچھا ہے۔ وہ مانوس ہوجائینگے تو سن شعور تک پہونچکر مطلب سمجھنے لگینگے۔ نتیجہ اس کا یہ تھا کہ ہندو مسلمان جب ایک ہی کتاب تمام ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھتے تھے تو ان کے خیالات اور اخلاق میں ہم آہنگی تھی اور گویا وہ ایک ہی یونیورسٹی کے طلبا تھے۔ ہندو اور مسلمانوں میں جو اختلاف روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نصاب تعلیم ان کا اب ایک نہیں رہا۔ اور اس لئے ان کے خیالات میں تناسب اور توافق باقی نہیں رہا۔

کوئی خاص شعر میرے دعوے کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ سلسلہ سے کلام پڑھا جائے تو سعدی کا درجہ ظاہر ہوگا۔ لیکن جب سعدی کی شاعری کا ذکر آگیا تو چند اشعار اُن کے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

از پندنامہ

کریما ببخشائے بر حال ما — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
مکن تکیہ بر عمر ناپائدار — مباش ایمن از بازی روزگار
ورائے کرم در جہاں کار نیست — وزیں گرم تر ہیچ بازار نیست
عیاں ناموال ہمی خورند — بخیلان غم سیم و زر میخورند
تواضع ز گردن فرازان نکوست — گدا اگر تواضع کند خوئے اوست
مکن بر ضعیفان بیچارہ زور — بیندیش آخر ز تنگیٔ گور
اگر تنگدستی ز سختی منال — کہ پیش خردمند ہیچ است مال
بہ از راستی در جہاں کار نیست — کہ در مجلس راستی خار نیست
دروغ اے برادر مگو زینہار — کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار
منہ دل بریں دیر ناپائدار — ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

از گلستاں

چو آہنگ رفتن کند جان پاک — چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر — زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند
بندۂ حلقہ بگوش ار نہ نوازی برود — لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
پادشاہے کہ طرح ظلم فگند — پائے دیوار ملک خویش بکند
با رعیت صلح کن و ز جنگ خصم ایمن نشین — زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
روزگارم بشد بہ نادانی — من نکردم شما حذر بکنید
ابلہی کو روز روشن شمع کافوری نہد — زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ
پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ
ماہے تو کہ ہر کرا ببینی بزنی — یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی
چناں کہ دست بدست آمدست ملک بما — بدستہائے دگر ہمچنیں بخواہد رفت
پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد — بر گردن او بماند و بر ما بگذشت
اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست — کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست
کجا خود شکر ایں نعمت گزارم — کہ زور مردم آزاری ندارم
بتمنائے گوشت مردن بہ — کہ تقاضائے زشت قصابان
ہر کہ نان از عمل خویش خورد — منت حاتم طائی نبرد
گر نبود بالشش آگندہ پر — خواب تواں کرد حجر زیر سر
نباید بستن اندر چیز و کس دل — کہ دل برداشتن کاریست مشکل
روئے طمع از خلق بپیچ ار مردی — تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ
علم چنداں کہ بیشتر خوانی — چوں عمل در تو نیست نادانی
میان دو کس جنگ چوں آتش است — سخن چین بدبخت ہیزم کش است

از بوستاں

عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت — بہ از خون او کشتہ در گردنت
میازار پروردۂ خویشتن — چو تیر تو دارد بہ تیرش مزن
نگویم چو جنگ آوری پائیدار — چو خشم آیدت عقل بر جائے دار
نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست — وگر خون بفتوی بریزی رواست
مروت نباشد بر افتادہ زور — برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
گرفتیم عالم بمردی و زور — ولیکن نبردیم با خود بگور
چناں است در مہتری شرط زیست — کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
دراں دار ملک از خلل غم بود — کہ تدبیر شاہ از شباں کم بود
من از بینوائی نیم روئے زرد — غم بینوایاں دلم خستہ کرد
ہمینت پسند است گر بشنوی — اگر خارکاری سمن ندروی
چو خواہد کہ ویراں شود عالمے — دہد ملک را در پنجہ ظالمے
نخواہی کہ نفریں کنند از پست — نکو باش تا بد نگوید کسست
بقومی کہ نیکی پسندد خدائے — دہد خسرو عادل نیک رائے
طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم — کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم — حرام است بر چشم سالار قوم
چو نتواں عدو را بقوت شکست — بنعمت بباید در فتنہ بست
درآرند بنیاد رویین ز پائے — جواناں بشمشیر و پیراں برائے
مترس از جواناں شمشیر زن — حذر کن ز پیران بسیار فن
چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش — مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش
عدو را بالطاف گردن بہ بند — کہ نتواں بریدن بہ تیغ ایں کمند
درختے کہ پیوستہ بارش خوری — تحمل کن آنگہ کہ خارش خوری

سرشار محبت

وہ ہاں وہ محبت کی متوالی جام جنوں کی سرشار حیران تھی پریشان تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے!

اس کے چمکدار اور نیلے نینوں کو بے خودی کے انداز سے ایک نظر دیکھتی تو پھر وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکو کیا کرنا چاہیئے! اس کے چہرے پر ہاں اس کے حسین بھولے بھالے چہرے پر مد و جزر کا انقلاب نظر آتا تھا۔ وہ پہروں تکا کرتی تھی حتیٰ کہ اس کی نظر کی پتلیاں تھک کر اس کی سیاہ آنکھوں میں بیچین نظر آنے لگیں! آہ — وہ وہاں کیا دیکھ رہی ہوگی ؟! او خدا! تو ہی بتا کہ وہ وہاں کیا دیکھ رہی ہوگی!

اک پاک بے لوث محبت کی جولانیاں! ہاں یہ بالکل بجا۔ اسکی نیلی نیلی شوخ و چمکدار نینوں میں اس کے لئے کل کائنات پنہاں تھی۔ وہ تو پہلے

اُسکی خوبصورت آنکھ پر دیوانہ وار دل ہی دلمیں نثار ہوتی جیسے کنول پر بھینری۔ پھر اس میں انتہائی محبت کی چمک اور جگہ جگہ نشانات پاکر بیخود ہو جاتی۔ اور اک چونک پڑنے والی ادا اور نسوانی حیا سے اسکی نظریں زمین کیطرف جھک جاتیں۔ پھر مچل کر اس محبت کی کرن بھرے دو کھلے کنول کو دیکھنے لگتی۔ بھلا وہ اس محبوب ادا دلفریب نیلاہٹ میں کیا دیکھ رہی ہوگی۔ آہ۔ کوئی اسکے معصوم اور خوگرِ الفت دل سے پوچھنا چاہئے!! اے او محبت کی متوالی دیبی! سچ بتا تو ان دلفریب نیلاہٹ میں کیا دیکھ رہی ہے؟! کیا چرخ نیلی کی او دوہٹ ان دو مرکزِ محبت کے کھلے ہوئے کنول میں تیرے لئے منقسم ہوگیا ہے؟ نہیں تو پھر سچ بتا کیا دیکھ رہی ہے؟

آہ! یہ نہ پوچھو نہ پوچھو یہ نہ پوچھو۔ اس کے لئے کائنات کی اتنی طاقت نہیں کہ سن سکے سمجھ سکے اور ...... اور ...... رازدار بن سکے! آہ

پہلے تو میں اس کی خوبصورتی دیکھ کر صناعِ قدرت کی تعریف میں محو ہوا کرتی ہوں۔ پھر آہ نہ پوچھو کہ کیا دیکھتی ہوں! ایک لطیف جذبہ اک آشکارا مگر پنہاں چمکدار کرنِ محبت! پھر اس محبت کے پردے میں اور میرے خدا مجھے تیرا جلوہ نظر آنے لگتا ہے!! اور پھر اس کے بعد میں محو و سرشار ہوکر طور پر موسیٰ کی طرح فرشِ خاک پر گر پڑی ہوں اور بس!۔

بہار ہے بہار ہے بہار ہے بہار ہے

(سید شفاعت حسین ریحانی)

صبا جنون فشار ہے لباس تار تار ہے   بہار ہے بہار ہے بہار ہے بہار ہے
ہوائے مشکبار ہے ملاذِ مرغزار ہے   کنارِ جوئبار ہے نگارِ طرحدار ہے
کہیں بنفشہ و سمن کہیں شقیق و نسترن   کہیں گلاب کی پھبن کہیں راگ زار ہے
الٰہی آج زیبِ تن کیا گلوں کا پیرہن   عروسِ نو بنا چمن یہ کس کا انتظار ہے
نظارہ بخشِ کہکشاں ہیں چاندنی کے پھول ہا   سما کا ٹکڑا بوستاں بنا ہی کیا بہار ہے
وُ باب۔ نخل تیتلیاں بھنبھیری اور ٹڈیاں   بچھا ہے فیضِ گل کا خوان ہر ایک ریزہ خوار ہے
شباب کی ترنگ ہے سمن برون کا سنگ ہے   نہ کچھ خیالِ ننگ ہے یہ حالِ دیندار ہے
حبیب کیا رقیب کیا قریب کیا غریب کیا   ادیب کیا کئیب کیا اک عالمِ خمار ہے
نغاں نواز ہو چکا و کوں کا شور ہے   نوا فگن چکور ہے ترانۂ ہزار ہے
اُدھر حمام و باز کی لگی ہیں گھاتیں آز کی   اِدھر کلنگ و قاز کی مرتبہ قطار ہے
بنے جو برگِ گل سمک بن کے نیچے کیا ہے شک   مثالِ شاخِ گل فلک پہ شاخِ قوچھار ہے
ہے آفتاب کا شرف ہے سعد و نحس ہر طرف   ہے سب کے دلمیں لا تخف سعید روزگار ہے
چڑھی مئے الست ہے ہر اک بلی پرست ہے   بنایا آج مست ہے وہ صُنعِ کردگار ہے

غرورِ حُسن

غرورِ حُسن اجازت مگر نہ داد اے گُل
کہ پرسشے بکنی عندلیبِ شیدا را

غرور ایک ایسی بدتر و زبوں خصلت ہے۔ کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور برتر سے برتر انسان کو عام نظروں میں حقیر۔ ذلیل اور انگشت نما بنا دیتی ہے۔ لوگ عموماً مغرور شخص سے ملنا جلنا تک پسند نہیں کرتے اور اسکو معیوب سمجھنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ بادشاہوں میں بھی غرور ایک بدترین عیوب خیال کیا جاتا ہے۔ مگر خدا جانے یہ ظالم حُسن کیا چیز بنا ہے۔ کہ یہی غرور اگر کسی حسین میں ہو۔ تو ایک دل کش و شیریں ادا کہلانے لگتا ہے!

کتنی عجیب بات ہے۔ کہ بعض باتیں اور عادتیں حسینوں میں بھی بھونڈی اور معیوب محسوس ہوا کرتی ہیں۔ لیکن غرور اور حُسن کا کچھ ایسا تال میل ہے۔ گویا قدرت نے ایک کو دوسرے کا موضوع لہٗ قرار دیا ہے۔ یہی نہیں کہ مصاحبتِ حسن سے غرور کی شان بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ حُسن میں بھی اک آن پیدا ہو جاتی ہے۔ حُسن میں غرور گھُل مِل کر سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ کہ جس حسین میں غرورِ حُسن نہیں وہ اُس پھول کی مانند ہے۔ جسکے پہلو میں کوئی کانٹا نہیں۔

اگرچہ ایسے پھول کی نزاکت۔ اور نظر فریبی میں کچھ فرق نہیں ہوتا مگر جو شان جو خوبی اسکو کانٹوں کے ہونے حاصل ہو سکتی ہے وہ کہاں۔

لعل جیسی بے بہا چیز کی قیمت اِس لئے کم نہیں ہو سکتی کہ وہ پہاڑوں کی دشوار گزار جگہ میں پیدا ہوتا اور کوہ کنی کسی محنتِ شاقہ برداشت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اِسوجہ سے اُس کی قدر و منزلت دوگنی اور چوگنی ہو جاتی ہے۔ ورنہ لعلِ بدخشاں اور معمولی سنگریزہ کوہستانی میں کچھ بھی امتیاز نہ رہتا!

غرورِ حُسن! ہائے ظالم تو ایک ایسا خنجر ہے۔ جس کی کاٹ میں لذت۔ ایسا درد ہے جس کی شدت میں کیفیت۔ ایسا تیر ہے جس کی خلش میں لطافت ایسا زہر ہے جس میں سراسر حلاوت۔ اور ایک ایسا ہلاہل ہے جسکو لوگ غلطی سے زہر کہتے ہیں۔ ورنہ تیرا ایک قطرہ سوا مرت سا گرسی بہتر ہے اوغرورِ حُسن! او میٹھی چھُری!! او اپنے گرویدوں کے ماردینے اور جلا لینے والے جادو!! کچھ تجھے بھی معلوم ہے؟ دیکھ! تیرے کُشتے کس بے بسی کے عالم میں تڑپ رہے ہیں۔ مگر اسپر بھی "قربان نگاہ تو شوم ناز نگاہے" کی صدا بلند ہے۔

او تغافل کیش! او تجاہل شعار! او بیدرد قاتل!! تو اپنے کُشتوں کا مداوا اپنے مجروحوں کا علاج ہمیشہ نمک سے کیا کرتا ہے۔ مگر اُنہوں نے اسی کا نام لطفِ حیات و بہارِ زندگی رکھ چھوڑا ہے۔ مگر ؎

تیرا غرور مرا عجز تا کجا ظالم   ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

صنفِ نازک کیلئے

عالم ارواح سے عورتوں کی صدا

عالم فانی کے بسنے والو، تمہاری ناپائدار دنیا تم کو مبارک، ہمارا تمہارا ساتھ یہیں تک تھا، ہم چلے اور وہاں چلے جہاں سے آنا نہیں، چھوٹے، اور ایسے چھوٹے، کہ اب یہ صورت تم کو نظر نہ آئیگی۔ تمہاری عمریں چمنستان حیات میں سدا بہار پھول بنکر کھلیں، اور آسمان زندگی پر قمر چہاردہم ہو کر چمکیں،

بزم دنیا کے روشن فانوسوں، ہم نہیں ہیں، مگر ہماری دعائیں تمہاری ساتھ ہیں، تم ہم کو بھول گئے مگر تمہاری یاد ہمارے دلسے نہیں جاتی، قدرت نے ہم کو وہ دل نہ دئے تھے، جو عارضی جذبات کا گھر ہوتے، ہماری طبیعتیں ایسی طبیعتیں نہ تھیں، جو ایک دفعہ ہاتھ پکڑ کر ساتھ چھوڑ دیتیں، یہ ٹوٹی پھوٹی قبریں اور ویران کھنڈر، جن میں تم اپنے ہاتھ سے ہم کو سلا گئے دیکھ رہے ہیں، کہ یہ مجروح دل جو ہمارے مردہ جسم میں موجود ہیں آجتک تمہارے خیال سے غافل نہیں ہوئے۔ دنیا ہم سے چھوٹ گئی، تمہاری صورتیں ہماری آنکھ سے اوجھل ہو چکیں، مگر! ہماری روحیں لذت و محبت سے اشنا! مر کر بھی درد فراق کو نہیں بھولیں،!

سرزمین ہندوستان، جو آج زندوں اور مردوں دونوں پر ناز کر رہی ہے، جس میں وہ وہ جواہرات مدفون ہیں جنکی روشنی تمام دنیا کو جگمگا گئی، ہمارے لئے نمونہ دوزخ تھی! ہم ازلی بدنصیب تھے، نامراد رہے اور ناشاد اُٹھے، قدرت کے انعام ہمارے واسطے مصیبتیں ہوئیں اور یہ دنیا جو تمہیں نصیب۔ اسکی دلچسپیاں، ہمارے لئے آفتیں چاردیواری کی حکومت پر راج کرنے والے بادشاہوں، بادِ بہاری کے ٹھنڈے جھونکے، جنھوں نے جنگلوں میں پھول اور باغوں میں کلیاں کھلائیں، ہمارے کلیجوں پر نشتر بنکر چبھے اور تیر ہو کر برسے، چاند مدتوں سر پر چمکا، تارے برسوں سامنے دمکے، مگر حسرت نصیب دل کی کلی قبر تک نہ کھلی، تمہیں سازگار، مگر ہماری لئے وبال جان تھی، وہ دنیائے ناپائدار، جس کے ارمانوں نے تادم واپسیں ساتھ نہ چھوڑا، عمر بھر اسیطرح بیتیں سانس نکل گیا، مگر آرزوؤں کے کانٹے جیتے جی پہلوؤں سے نہ نکلے، ہم انسان تھے مگر کیسے انسان؟ کہ کبھی اطمینان کی مسکراہٹ ہمارے ہونٹوں پر نہ کھلی، رنج والم کی گھٹائیں جھوم جھوم کر آئیں اور کھل کھل کر ہمارے دلوں پر برسیں مگر اس کی بوچھاڑ زبان تک نہ آئی، یہانتک، کہ دکھ بھری دنیا نے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کو رخصت کر دیا!!

ہماری رام کہانی تمہارے دل ہلا دیگی، وہ بپتا ہے جو تمہارے ہاتھوں ہم پر پڑی، دنیا، اور دنیا کے دھندے، فرصت دیں، تو سنلو، انصاف، اور انصاف کی آنکھیں، اجازت دیں تو پڑھو، اور سوچو، کہ کیا کیا، اور کیسا کیا،

سرائے دنیا ابھی ہم سے کوسوں دور اور منزل مقصود میلوں پرے تھی، کہ قدرت کے انتظام نے، ہمارے آنے کا! مژدہ! تم تک پہونچا دیا، دنیا دار مہمان نوازوں، تم نے ہمارے آنکی تیاریاں مہینوں پہلے کیں، محبت کے ہاتھ ہمارے لینے کو بڑھے، اور قدردانی کی آنکھیں ہم پر دلہنوں کی راہ دیکھنے لگیں، مگر! اے خود غرض انسانوں، وہ سب تمہارا دھوکا تھا تم جس چیز کے منتظر تھے وہ کچھ اور تھی، تم ان بیٹوں کے امیدوار تھے! جو ظلم و ستم کے دسترخوان پر نفس پروری کے کھانے چنیں، اور ہمارے حقوق غصب کرکے ہم کو انسان سے جانور بنا دیں،

ہمارا دنیا میں قدم دھرنا تھا، کہ تمہاری آرزوؤں پر پانی پھر گیا تھا، تمہارے ارمان دل کے دلمیں رہے، اور جس گھر میں مہمان کی آمد کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا وہاں سناٹا سا چھا گیا، سوچو، اور بتاؤ! ہمارے ننھے اور معصوم دلوں پر کیا گزری ہوگی؟ جب میزبان طوطے کی طرح دیدے بدل گئے جنسے اُمید شفقت تھی، وہ ہماری موت کا! انتظار کرنے لگے!!!

اب کوئی اگر ہمارا رفیق شفیق تھا تو، ماکی گود،! وہ گود! جس کے ہر پہلو سے بوئے محبت آتی تھی، وہ الفت بھری، نگاہیں، جنمیں ماما کے سوا، کچھ نہ تھا۔

قیامت تک یاد رہیگا وہ وقت، جب وہ گود ہم سے چھوٹی، اور زمین نے اپنی آنکھیں ہمارے قدموں کے نیچے بچھائیں!

اسوقت کی ہماری زندگی عجیب زندگی تھی، تمدن ہم کو بتا رہا تھا کہ ہم اذل المخلوقات ہیں، ماباپوں کی آنکھیں ہم کو سبق دے رہی تھیں کہ بیٹے چمکتے ہوئے لال، اور، بیٹیاں بھاری پتھر،

اسپر بھی ہمارے صاف دل، اور پاک روحیں، تمہاری اطاعت سے منہ نہ موڑتیں، ہم گھر کے کام دھندوں میں لگے لپٹے رہتے، اور جہانتک ہمارے ہاتھ پاؤں مدد دیتے ہم تمہاری خدمت سے جی نہ چراتے،

یاد ہیں وہ دن، جب گرمی کے جلتے بھلتے دنوں میں ہم چولھے میں گھسے مارا مار کھانا پکایا، اور اس خیال سے کہ اباجان کو دیر نہ ہو جائے۔ وقت سے پہلے لا رکھا، بھر بھر مٹھی روپے لینے والی ماماییں تک آنکھ چرا گئیں مگر ہماری آنکھ میں میل نہ آیا،

بزرگو، عزیزو، بھائیوں، اور بندو، اس محبت کا ثمر، اس خدمت کا اجر یہ ملا کر

"ماکے گھر بیٹی، گوڑ ربیٹی"

بہتر سے بہتر کھانے، اچھی سے اچھی چیزیں، بھائیوں کو ملیں اور ہمنے اُف نہ کی، ہم اپنی آنکھ سے دیکھتے رہے کہ بچا کھچا کھانا، ہمکو ملا، ہماری زبان پہ شکایت نہ آئی، جو ہاتھ اُٹھا کر دے دیا وہ سر جھکا کر لے لیا،

بتاؤ! ہمارے دل کیا کہتے ہونگے، جب بے وجہ بے قصور، بھائیوں نے ہمیں گھُرکیاں، جھڑکیاں دیں، اور ہم دل مار کر بیٹھ گئے، وہ مائیں جنہوں نے دکھ سہہ کر، مصیبتیں بھر کر ہمیں پالا، پوسا، وہ بھی فرنٹ ہو گئیں کوتوتیں دبک دبک کر ہم روتے اور اوڑھنیوں سے آنسو پونچھ پونچھ کر چپکے ہو گئے،

معزز ماں باپو! یہ وقت سدا رہنے والا نہ تھا، ہم تمہارے مہمان تھے، اور ہمارا تمہارا ساتھ چند روز کا تھا، ہمیں ایک نئی دنیا بسانی، اور دوسرا گھر دیکھنا تھا، آخر وہ وقت آگیا، جب اس، ناپائدار دنیا نے، ہم کو تم سے جدا کیا مگر ہمارے دل دیکھو، اور اس فرمانبرداری کی داد دو، جسکے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا اسکو سر کا سرتاج سمجھا اور روتے بلکتے تمہاری دہلیز سے رخصت ہو گئے۔

اب ایک دوسری دنیا ہمارے سامنے تھی، مگر تجربہ کی آنکھوں سے نہ دیکھا اس کے خیال سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، ہماری زندگی مصیبت ناک زندگی تھی، ساس نندوں کے برے ہمارے کلیجوں پر تھے، اور سوکنوں کے تیر ہمارے سینوں پر!

افسوس! اے فانی! اور ناپائدار! دنیا! تجھ میں رہ کر کوئی گھڑی چین کی نہ گزری، جو ہاتھ اس امید پر پکڑے تھے، کہ ساتھ دیں گے، وہ شل و فالج، تڑپ تڑپ کر عمریں کاٹیں، اور جل جل کر دن پورے کئے وہ چار دیواری جس میں ٹھنڈی اور میٹھی ہوا کے جھونکے بھول کر بھی پھٹکتے ہمارا مسکن ہوئی، اور وہ دو تین معصوم جو ابتدائی محبت کے یادگار تھے ہمارے رفیق۔

شیکے کا زمانہ ایک خواب تھا، بھلا یا بُرا جیسا گزرا ایسا غنیمت، سسرال اس خواب کی تعبیر تھی، اور نکاح بلائے ناگہانی کی تصویر، قدرت کا منشا، جو کچھ ہو مگر تمہاری غرض ہمپر، حکومت کرنی تھی، نت نئے ظلم توڑے اور طرح طرح کی مصیبتیں ڈھائیں۔ دنیا کی دلچسپیاں، قدرت کے انعام، ہمپر حرام ہوئے، اور ہمارے فرائض تمہاری خدمت ٹھیرے، اور ماحصلِ زندگی تمہاری اطاعت،

ہمنے کیا نہ کیا؟ تمہارے اشاروں پر آنکھیں بچھائیں، تمہاری بچوں کو پالا، اور جوان سی جان گھلا گھلا کر تیرے قربان کر دی دنیا عالم خواب میں ہوتی اور ہم عالم اضطراب میں، عمر کی بہت سی راتیں آنکھوں میں کٹیں اور زندگی کے بہت سے دن بھلس بھلس کر گذرے۔

آخر دل چھوڑا اور دنیا وبال ہو گئی، سنگدل شوہروں! تمہارے ظلموں نے ہمارے ہاتھ اُٹھوا دیئے، کہ الہ العالمین، اب ہم کو موت دے اور ان مصیبتوں سے نجات، ہماری دعائیں قبول ہوئیں، اور وہ قدرت جو تم سے زیادہ ہماری مددگار تھی ہماری حمایت پر اُٹھی اور ہمارا فیصلہ کر دیا، جن بچوں کے ساتھ جانیں لڑی ہوئی تھیں، جنکو آنکھ سے اوجھل کرنے کا دم بھر بھی دل روادار نہ تھا، انکو خدا کے سپرد کیا،

خوابِ غفلت میں سونے والو! خود غرضی کا پردہ اُٹھا کر دیکھو آسمان و زمین کا ایک ایک کونہ تمہارے ظلموں پر روتا ہے اور سر زمین ہندوستان کا ایک ایک چپہ ہمارے صبر کی داد دے رہا ہے اب بہت نزدیک ہے وہ وقت جب اس زبردست شہنشاہ کا دربار تمہارے سامنے ہوگا جس کی بہترین مخلوق کو تم نے بدترین بنا دیا۔

محروم وراثت لڑکیاں

رکھتی ہیں ماں باپ سے کتنی محبت لڑکیاں
کرتی ہیں مکان بھر انکی اطاعت لڑکیاں

لیکن انکو یہ صلہ ملتا ہے اس محنت کا حیف
بیٹھا ہوتی ہیں محروم وراثت لڑکیاں

صاف قرآن و حدیث مصطفےٰ میں ہے لکھا
یعنی ہیں ماں باپ کو ورثے سے دولت لڑکیاں

پھر نہیں محروم حق رکھتے ہیں ظالم کس لئے؟
کیا غرض ہے روز جھیلیں رنج و زحمت لڑکیاں

اسقدر برا چھا نہیں ان گوشہ گیروں پر ستم
دانکی طالب ہوں روز قیامت لڑکیاں

کرتے ہیں بدخواہ خود سامان انکے قتل کا
پاتی ہیں ماں باپ کے ہاتھوں اذیت لڑکیاں

ان زمینداروں کو دیکھو کسقدر مغرور ہیں
جنکی تقلید جہالت سے ہیں غارت لڑکیاں

دیتے ہیں بیٹوں کو تو دولت اُڑانے کیلئے
اور رہ جاتی ہیں محروم وراثت لڑکیاں

اسقدر مشق ستم انپر جفا کاروں نے کی
اُٹھ گئیں دنیا سے پا پا کر اذیت لڑکیاں

کافروں کی طرح سے بھی رکھا محروم ارث
لے چلیں دنیا سے دلپر داغ حسرت لڑکیاں

کرتے ہو محروم تم ترکے سے ان کو بے قصور
اشک خونیں کیوں نہ روئیں تا قیامت لڑکیاں

کہتی ہیں بہتر تھا اس سے قتل کر دیتے ہمیں
یاد کرتی ہیں جو ایام جہالت لڑکیاں

کرکے توبہ باز آؤ حکم قرآں پر چلو
ورنہ رکھیں گی تمہیں محروم جنت لڑکیاں

حق ہمارا کاٹ کر دوزخ میں کہتے ہو ہم
کرتی ہیں اسطرح میت کی شکایت لڑکیاں

زندگی بھر کوستی مُردے کو ہیں سر پیٹ کر
کھولتی ہیں بعد مرنے کے حقیقت لڑکیاں

حق ادا ان کا کرو شرماؤ کچھ اللہ سے
رہتی ہیں ہر دم شریک رنج و راحت لڑکیاں

کیا جواب اس ظلم کا دو گے بروز حشر تم
حق تعالیٰ سے کرینگی جب شکایت لڑکیاں

جسنے اپنی مہربانی سے تمہیں لڑکے دیئے
کی اُسی معبود نے تم کو عنایت لڑکیاں

کس لیے پھر لائق مہر و کرم لڑکے ہوئے
کیوں ہوئیں پھر مورد رنج و مصیبت لڑکیاں

کیا تمہارے واسطے لڑکے ہی نورِ چشم ہیں
کیا گھٹا دیتی ہیں آنکھوں کی بصارت لڑکیاں

بس چلو ظلم و ستم بیچاریوں پر کر چکے
بس بہت کچھ رہ چکیں محروم راحت لڑکیاں

بنت فطرت

(از جناب منشی محمد اکبر خانصاحب حیدری۔ اڈیٹر "تجیر" دہلی)

(۱)

قضا و قدر کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ نادر شاہ پوستین بیچتے بیچتے ہندوستان کا فاتح بن گیا۔ سیواجی ڈاکے ڈالتے ڈالتے "مہاراج" کا لقب اپنے نام کے ساتھ لگا بیٹھا۔ اور کرنل لیمبرٹ فرعونیت اور تعصب میں ڈوبی ہوئی ہستی۔ غریب ہندوستان اور اس کے باشندوں سے للہی بغض رکھنے والا مجسمہ۔ ایک چلتا پھرتا تعصب ۔۔۔ آخر ایک ہندوستانی رسالے کا کمان افسر بن ہی گیا۔ یہ رسالہ کسی سرحدی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ "کلاس کمپنی" کی نئی ترتیب نے کرنل صاحب کی کمان میں دو سو افغانی جوان شامل کر دئے۔ بدنصیبی سے یہی ایک ایسی قوم تھی جس سے کرنل صاحب کو انتہائی درجے کی نفرت تھی اور اسی نفرت کا نتیجہ تھا کہ کرنل صاحب پر اس قوم کا رعب اور خوف طاری ہو گیا۔ اگر دوسرے ہندوستانیوں کے لئے کرنل صاحب شیر غرّاں تھے تو اس قوم کے لئے بھیگی بلّی۔ اسی قوم کا ایک نوجوان بہرام خاں نہایت وجیہہ اور خوبصورت شخص کرنل صاحب نے اپنا "اردلی" بنانے کے لئے انتخاب کیا۔ جو کرنل صاحب کے بنگلے پر رہتا تھا۔ اور خانگی امور کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتا تھا۔ تمام خانگی نوکر اس کے زیر اثر تھے۔ کرنل صاحب کی "نصف بہتر" بیوی عرصہ ہوا کہ اس جہان فانی کو خیرباد کہہ چکی تھی۔ باوجودیکہ کرنل صاحب چھاؤنی کی چھوٹی انگریزی سوسائٹی کی جان اور روح رواں تھے۔ اور ہر نوخیز حسین مس کرنل صاحب کو بے تکلّف اپنے دوستوں میں شمار کرتی تھی۔ مگر پھر بھی کرنل صاحب کو دوسری بیوی میسر نہ ہوئی۔ جسکا سبب غالباً "روز الیمبرٹ" کا وجود تھا۔

(۲)

حسین "روز الیمبرٹ" کرنل لیمبرٹ کی اکلوتی بیٹی۔ نہایت بُردبار اور خانہ نشین واقع ہوئی تھی باپ اور بیٹی کے مزاج میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ جسقدر تعصب اور بغض باپ کو ہندوستانیوں سے تھا۔ اُسی قدر محبت سے بیٹی ہندوستانیوں کو پسند کرتی تھی۔ غالباً اسکی وجہ بھی کرنل ہی کی ذات تھی۔ روزا کی ماں کو مرے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ روزا تمام تعلیمی مراحل طے کرکے ولایت سے ہندوستان آگئی۔ جب اُس نے حسین اور نوخیز مسوں کو اپنے بوڑھے باپ کے گرد پروانوں کیطرح رقصاں پایا تو وہ دونوں سے متنفر ہوکر خانہ نشین ہو گئی۔ نہ وہ بذات خود کبھی گھر سے باہر جاتی نہ بیرونی اثرات بنگلے کی چار دیواری کے اندر آنے پاتے۔ کرنل نے بارہا روزا کو کلب اور ناچ وغیرہ کے لئے مدعو کیا مگر اُسکی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ کہیں جائے اور بوڑھے باپ کی ہوس پرستیاں اور عشق بازیاں اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باپ اور بیٹی کے درمیان ایک بیگانگی سی پیدا ہو گئی اور ایک دوسرے کی ہمدردیوں اور غمخواریوں سی بہت دور جا پڑا۔ عموماً کھانے پر بیٹی اور باپ یکجا ہو جاتے تھے۔ بسا اوقات جب کرنل باہر مدعو ہوتے تو روزا کو اکیلا ہی کھانا غم و غصہ کے ہمراہ زہرمار کرنا پڑتا دن بھر فرائض منصبی۔ ٹینس اور تفریحات اور رات کو آدھی آدھی رات تک۔ کلب ناچ اور تھیٹر وغیرہ کرنل کو گھر سے غیر حاضر رکھتے۔

(۳)

روزا کی ماں "سول سروس" کے ایک ذی عزت دولتمند باپ کی بیٹی تھی یہ تمام دولت روزا کی ماں ایک ناکام اور نامراد زندگی گزارنے کے بعد اپنی بیٹی کے نام وصیت کر گئی۔ اس لئے بوڑھا کرنل اپنی پوری تنخواہ اوباشیوں اور خوشوقتیوں کی نذر کرکے بسا اوقات روزا کے سامنے دست طلب دراز کرتا جو کبھی خالی نہ جاتا مگر اپنے بُرے اثرات دونوں کی طبیعت پر چھوڑ جاتا۔ ایک طرف تو روزا کرنل کو حقیر سمجھتی اور دوسری طرف وہ اُس سے خائف ہوتا۔ کرنل کی غیر حاضری میں روزا اپنا وقت عموماً مطالعۂ کُتب میں صرف کرتی۔ اُردو۔ فارسی۔ پشتو۔ معمولی طور سے بول لیتی تھی۔ جب گھر کی تنہائیوں سے گھبرا جاتی تو اکثر سرداروں کے زنانہ خانوں میں چلی جاتی۔ اُن کی عورتوں سے تبادلۂ خیالات کرتی۔ اُن کے معصوم اور بھولے بھالے بچوں سے کھیلتی۔ مٹھائیاں۔ میوے وغیرہ تقسیم کرتی۔ اُن کے سیدھے سادے طریق ماند و بود کا مطالعہ کرتی۔ اُنکے مذہب کے متعلق انگریزی میں جسقدر مواد ملسکا سب پڑھ گئی۔ کلام مجید کا مطالعہ نہایت عمیق نگاہ سے کیا۔ مسلمان عورتیں اُسکی اس زبردست واقفیت پر حیران ہوتیں وہ اُن کی حیرانی کو نہایت دلچسپی اور مسرّت سے دیکھتی۔ اور بعض اوقات فرط مسرّت سے چیخ اُٹھتی "ہم بھی مسلمان ہیں"

(۴)

کرنل کا اردلی بہرام خاں۔ ایک سرحدی ملک کا بیٹا تھا۔ جسکی ابتدائی تعلیم قرآن و حدیث اور دینیات کا مسئلہ ایک جید مُلّا کے زیر اثر تکمیل کو پہونچا تھا۔ ابھی پشاور کے ایک مدرسہ میں اُردو اور فارسی وغیرہ کی تعلیم پا ہی رہا تھا کہ ایک نوجوان عزیز کی زبانی جو اُسی رسالے میں جمعدار تھا۔ انگریزی فوج کی تعریفیں اور بہادریاں اُس کے کانوں میں پہونچیں۔ جنگجوئی کا ولولہ جو اُسکی فطرت کا جزو غالب تھا لب آیا۔ اور وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑکر اسی عزیز کی معیت سے رسالے میں بھرتی ہو گیا۔ ابھی اُسکی ملازمت تین ہی سال کی ہوئی تھی کہ کرنل اُسکی شخصی خوبیوں کا قائل اور معترف ہو گیا۔ چھوٹی چھوٹی سرحدی لڑائیوں میں جو شجاعت اور فرض شناسی اُس سے ظہور میں آئی وہ کرنل ایسے متعصب شخص پر اپنا سکہ جما کر رہی اور کرنل نے اُسے اپنا اردلی بنا لیا۔ یہاں اُسکی زندگی کا دوسرا رُخ کرنل پر ظاہر ہوا۔ خانگی نوکروں کا قابو میں رکھنا۔ اُن سے اُن کے

فرائض کی تکمیل کرانا۔ غرض ہر انتظام بہرام کے ہاتھ میں تھا۔ کرنل کا تمام روپیہ پیسہ۔ بہرام کے ہاتھ میں رہتا۔ اُسی کے ہاتھوں خرچ ہوتا۔ کرنل اُسکی دیانت اور ایمانداری کا ہمیشہ مداح رہتا۔ بہرام ہی کی شخصیت تھی جہاں روزا اور کرنل دونوں متفق ہوجاتے تھے۔ یہی ایک شخص تھا جو دونوں سے خراجِ تحسین وصول کرلیتا تھا

(۵)

روزا کی تفریحات میں گھوڑے کی سواری بھی خاص طور سے شامل تھی۔ ہر روز صبح کو سواری کرنا اُسکا معمول تھا بہرام خاں عموماً محافظت کے خیال سے اُسکے ساتھ ساتھ دوسرے گھوڑے پر سوار جاتا۔ ابتدا ابتدا میں تو روزا اور بہرام کے درمیان بیگانگی رہی اور روزا ہمیشہ اُسکو "اردلی" کہہ کر بلاتی رہی رفتہ رفتہ جب ایک دوسرے سے زیادہ مانوس ہوئے تو "بہرام" کہا جانے لگا ایک دن روزا اور بہرام اِسی طرح گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے کہ روزا کا گھوڑا کسی پرچھائیں سے ڈر کر جھجکا کودا اور سرپٹ بھاگا۔ روزا جو اپنے عمیق خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی گھوڑے کو سنبھال نہ سکی بلکہ گھوڑے سے گر پڑی اور بیہوش ہوگئی۔ بہرام نے فوراً اپنے گھوڑے سے کود کر روزا کو سنبھالا۔ اور ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا۔ اُس نے کچھ پانی لاکر روزا کے مُنہ پر چھینٹے دیئے۔ جب روزا کو ہوش آیا تو اُس نے اپنا سر بہرام کے گھٹنے پر پایا۔ بہرام نے نرم آواز میں پوچھا "کہیں چوٹ تو نہیں آئی" روزا نے مسکرا کر کہا "نہیں اب میں اچھی ہوں"۔

(۶)

چوبیس گھنٹے کی یکجائی۔ دونوں کا خانگی انتظام میں لازم و ملزوم ہونا اُس اجنبیت اور بیگانگی کو قریب قریب مٹانے میں کامیاب ہوا جو روزا اور بہرام کے درمیان ہونی چاہیئے تھی۔ یہ تعلقات اپنی منازل تدریجی طے کرنے کے بعد عشق کے درجے پر پہنچ گئے۔ اور دونوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ ہم ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ روزا ایک تعلیم یافتہ روشن خیال آزاد طبیعت کی خاتون تھی۔ اور اچھی طرح جانتی تھی کہ کرنل کو میرے انتخاب میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ اُس نے بہرام کو اتنی اجازت دی کہ وہ شرمیلی مگر محبت میں ڈوبی ہوئی نظروں سے روزا کی آنکھ بچا کر اُسے دیکھ لے۔ روزا کو بہرام کے جذبات کا اچھی طرح علم تھا۔ اور جبکہ وہ بہرام کیطرف نہیں دیکھتی تھی وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ بہرام مجھے دیکھ رہا ہے۔ اگر روزا نے بہرام کے دِل پر قابو حاصل کرلیا تھا تو ساتھ ہی بہرام کی محبت روزا کی رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب گھوڑے سے گرنے کے بعد روزا کو ہوش آیا اور اُس نے اپنا سر بہرام کے زانو پر پایا تو وہ اپنی تمام بےچینی اور کرب کو جو گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا بھول گئی۔ وہ مسکراتی ہوئی اُٹھ کر کپڑے جھاڑنے لگی۔ فرطِ محبت سے دو حسین آنکھیں خدا جانے کیا خیال کرکے جھک گئیں۔ اور لرزتے ہوئے ہونٹوں سے روزا نے کہا "معاف کیجئے آپ کو میری وجہ سے بہت تکلیف ہوئی"

(۷)

بہرام اِس حسین منظر سے کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ طاقتِ گویائی خواب و خیال ہوگئی اُس نے کچھ جواب دینا چاہا مگر ہونٹوں نے بے وفائی کی۔ جذبات کی دُنیا میں ایک خاموش تلاطم پیدا ہوگیا۔ اور بہرام لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اپنے گھوڑے کیطرف بڑھا۔ روزا نے بہرام کی اس پریشانی اور محویت کو اطمینان کی نگاہ سے دیکھا۔ اُس کے ایک ایک انداز کا مطالعہ کیا۔ جنس لطیف کی فطرت کے مطابق وہ اِس خاموش ہنگامے کو دیکھتی رہی۔ اِس پیکرِ محبوب۔ اِس فنا فی الجذبات ہستی نے خدا جانے اُسے کتنے پوشیدہ رازوں کا امین بنا دیا۔ اور وہ ایک کیف بیخودی سے مست ہوکر سبزہ زار کے ایک قطعہ پر بیٹھ گئی۔ جب بہرام نے اپنے گھوڑے کی راس پکڑی تو اُسے روزا کے مفرور گھوڑے کا خیال آیا اور اُس نے پھر مڑ کر روزا کی جانب دیکھا۔ روزا نے مسکراتے ہوئے اُسے اپنی طرف آنیکا اشارہ کیا۔ بہرام گھوڑے کی راس پکڑے ہوئے روزا کے پاس آیا اور آنکھیں جھکائے ہوئے مجرمِ محبت کی حیثیت سے کھڑا ہوگیا۔ روزا نے پوچھا بہرام کیا حال ہے۔ میں گھوڑے سے گری ہوں یا تم بہرام نے روزا کیطرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ روزا ان پیوست ہوجانے والی نگاہوں کی تاب نہ لاکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اب ہم بنگلے سے کتنی دور ہیں۔ بہرام نے کہا کوئی دو میل لیکن آپ میرے گھوڑے پر سوار ہوکر چلی جایئے میں پیدل آجاؤنگا۔

(۸)

روزا کے جانے کے بعد بہرام گم کردہ راہ مسافر کی حیثیت سے اپنے جذبات میں ڈوبا ہوا بنگلے پہنچا۔ تمام فرائضِ منصبی کو خیرباد کہہ کر سیدھا اپنے کمرے میں گیا اور بستر پر آہ سرد بھر کر پڑ گیا۔ اِس الم نصیب کو کیا معلوم تھا کہ ایک حسین ہستی ایک نازک دِل۔ دو منتظر نہایت بے صبری سے اُسکا اِنتظار کر رہی ہیں۔ اُسے کیا خبر تھی کہ جسکو وہ اپنا مسیحا سمجھ رہا ہے وہ درحقیقت اُسکا مریض ہے۔ اُس کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ جس مجسمہ کو وہ اپنے آغوشِ محبت میں لینے کے لئے اتنا بےچین ہے وہ ہر وقت اُسے اپنے آغوشِ تصور میں لئے پھرتا ہے۔ اُسے یہ علم ہی نہ تھا کہ جس طائرِ بلند پرواز کو وہ اپنی زدسے باہر سمجھ رہا ہے وہ درحقیقت اُسے اپنا ہم آشیاں بنانے پر تُلا ہوا ہے۔ وہ کبھی قائل ہی نہ ہوتا تھا کہ جسے وہ "کافر ایمان دشمن" جانتا ہے وہ ایک مستحکم ایمان دوست بن سکتا ہے۔ اُسکی محدود نگاہیں سحرِ حسن سے مسحور تھیں۔ وہ جذبات عشق کے عمیق تاثرات سے واقف نہ تھا۔ اُس کے فنا فی الاسلام ہونے نے اُسے بتادیا تھا کہ مذہب پرستی کیا شے ہے۔ عصبیت یا تبدیلِ مذہب کا خیال۔ خواہ وہ اپنے لئے ہو یا روزا کے لئے اُس کے میدانِ تخیل میں جگہ نہ پا سکا۔ اس لئے اُسے اپنے دلکی مجنونانہ حالت پر حسرت اور تاسف ہونے لگا۔ اور وہ اِس درد کو بےدرماں سمجھ کر۔ دلپر جبر کرکے صبر کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ اُس نے نوکری کو استعفیٰ دیکر جانیکا ارادہ کیا۔ مگر استعفیٰ منظور ہونے کے لئے بھی ایک خاص عرصے کی ضرورت تھی۔ اس لئے اُس نے اُسی دن کرنل سے پندرہ روز کی چھٹی مانگی جسکا جواب یہ ملا "تمہارے جانے سے روزا کو تکلیف ہوگی۔ . . . ہم آج روزا سے پوچھیں گے"

(۹)

ادھر تو بہرام دن بھر اپنے سیاہ خانے میں روزا سے بچنے کے لئے تجاویز پر تجاویز سوچتا رہا۔ اُدھر روزا بہرام سے دوبدو گفتگو کرنے کے لئے بے تابانہ اُسکا انتظار کرتی رہی۔ شام کو چار بجے چائے پر کرنل نے بہرام کے چھٹی مانگنے کا واقعہ روزا سے بیان کیا اور کہا میں آج شام کو دورہ کے لئے چھاؤنی سے باہر جا رہا ہوں۔ اُس سے کہدینا کہ واپس آکر جواب دونگا۔ کرنل کے جانے کے بعد روزا نے بہرام کو بلوایا اور کرنل کا پیغام دیکر پوچھا۔ "بہرام خیر تو ہے چھٹی کی ضرورت کیا ہے..... آخر کیوں جانا چاہتے ہو۔ بہرام ان سوالوں کی نوعیت سے گھبرا گیا اور کچھ جواب نہ دیسکا۔ خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ روزا نے بڑھ کر بہرام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ بہرام آج صبح سے تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں نے تمہیں کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا۔ مجھے اپنا دوست سمجھو اور صحیح صحیح بتاؤ واقعہ کیا ہے۔ بہرام کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ روزا نے بہرام کا ہاتھ پکڑ کر ایک آرام کرسی پر بٹھایا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گئی کچھ دیر تک دونوں اپنے اپنے خیالات میں گم رہے۔ آخر بہرام نے کہا "مس صاحب مجھے جانے دیجئے روزا نے جواب دیا۔ نہیں۔ پہلے تم بتاؤ کہ تمہارا حال کیا ہے اور تم خاموش کیوں ہو۔ جلد بتاؤ۔ مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔

(۱۰)

بہرام ان خلاف توقع ہمدردی کے الفاظ کی تاب نہ لاکر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور دیوانہ وار بیخود ہو کر روزا کے قدموں پر گر پڑا۔ روزا نے فوراً بہرام کا سر اپنے ہاتھوں سے اُٹھا لیا اور مسکرا کر کہا۔ بہرام ڈرو نہیں۔ گھبراؤ نہیں میں تمہاری دوست ہوں مجھے اپنا ہمراز بناؤ۔ اپنے دلکا راز مجھ سے کہو..... بہرام نے بڑی مشکل سے اپنے مشتعل جذبات کو دبا کر کہا۔ مس صاحبہ میری شخصیت آپکا پاس ادب اور میرا مذہب مجھے اجازت نہیں دیتے کہ میں آپ کو اپنا ہمراز بناؤں یا اپنے دلی جذبات کا اظہار آپ پر کروں۔ اِس لئے بہترین عنایت جو آپ مجھپر کر سکتی ہیں وہ یہی ہے کہ آپ مجھے میری حال پر چھوڑ دیں اور جانے دیں..... روزا نے نہایت سکون کے ساتھ کہا۔ بہرام تھوڑی دیر کے لئے۔ اپنی شخصیت۔ پاس ادب۔ اور مذہب بھول جاؤ اور بے تکلف مجھے اپنے دل کے راز سے آگاہ کرو۔ تمہارا راز میرا راز ہوگا..... بہرام نے جواب دیا مس صاحبہ۔ آپ کی عنایت میں شک نہیں۔ میں سب کچھ بھول سکتا ہوں مگر میرا مذہب میری زندگی ہے۔ اس کو فراموش کرنا میرے لئے محال ہے۔ اور میرا مذہب مجھے یہ اجازت نہیں دیتا کہ میں اپنے جذبات کا اظہار آپ سے کروں۔ اس لئے مجھے معذور سمجھئے۔ اور خدا کے لئے مجھے جانے دیجئے۔

(۱۱)

روزا کچھ دیر تامل کے بعد بولی۔ عزیز بہرام میں تمہارے ان جذبات کا احترام کرتی ہوں میرا مدعا تم نہیں سمجھے میں نہ تم سے تمہارا مطلب چھینونگی نہ تم کو میدان معصیت میں گمراہ ہونے دونگی۔ مگر چونکہ میرا خیال ہے کہ تمہارے اس اضطراب کے پردے میں میری محبت ہے اِس لئے میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ تمہاری بے چینی کا علاج کروں۔ اگر تم مجھ اپنا ہمراز بنانے کے لئے تیار نہیں ہو تو خیر میں تمہیں اپنا ہمراز بناتی ہوں۔ سنو اور غور سے سنو مجھے تم سے بے انتہا محبت ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر تم تیار ہو تو تمہارے ساتھ شادی کروں۔ میری ماں کی دولت میری اور تمہاری زندگی بھر کے لئے کافی ہے ..... بہرام مبہوت ہو کر روزا کے چہرے کیطرف دیکھتا رہا۔ پہلے تو اُسے خیال آیا کہ شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ جب روزا کی سریلی آواز بلند ہوئی تو وہ اپنے خواب سے چونکا اور اُسکی زبان سے بے تکلف نکلا۔ مگر میرا مذہب اور آپ کے والد اسکی اجازت نہ دینگے۔ روزا نے مسکرا کر کہا میری ناقص العقل پیاری۔ مذہب کے مجنون گھبرا نہیں۔ میں تیرے لئے اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان بنجاؤنگی۔ رہا میرا باپ۔ اسے میرے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

(۱۲)

ابھی کرنل کو مکان چھوڑے ہوئے چند ہی گھنٹے ہوئے تھے کہ بہرام روزا کو ہمراہ لیکر ایک دوست کے مکان پر پہونچا۔ روزا کیلئے کچھ افغانی لباس مہیا کیا۔ چند ذی عزت حضرات جمع کئے گئے اور ایک قاضی صاحب نے جو مُلا اور مولوی ہونے کے باوجود بہرام کے اُستاد بھی تھے روزا کو مشرف بہ اسلام کرنے کے بعد طالب اور مطلوب ہر دو کی رضامندی لیکر نکاح پڑھا دیا۔ روزا مذہب اور عشق کی دولتوں سے مالا مال اور بہرام اپنی خوشی طالعی پر نہال بنگلے پہونچے۔ بہرام روزا کو لیکر سرحدی قبائل میں گم ہو جانا چاہتا تھا مگر روزا نے اس سے اپنا اختلاف ظاہر کیا۔ اور سمجھایا کہ وہ ایسا کرنے سے اپنے آپ کو کئی جرائم کا مجرم بناتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ بغیر استعفیٰ منظور ہوئے فوج سے چلا جاتا اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ پلٹن سرحدی جنگ کے علاقہ میں موجود ہو۔ جس کی سزا صرف یہ ہے کہ سپاہی مفرور کو گولی سے مار دیا جائے دوم کرنل کا اردلی ہونے کی حیثیت سے بہت سی ذمہ داریاں اُس کے سر تھیں کرنل ایسے شخص سے روزا کو کھو دینے کے بعد یہ بعید نہ تھا کہ وہ الزامات کی ایک مکمل فہرست تیار کر اکر بہرام کو صفحۂ دنیا سے حرف غلط کیطرح مٹانے کی کوشش کرے۔ بہرام اپنی مسرتوں میں غرق ان سب پیش بینیوں کا منکر تھا۔ مگر روزا ذی ہوش روزا۔ ان سب پر غور کر چکی تھی۔ اس لئے فی الحال یہی طے ہوا کہ دونوں اُسی حیثیت سے گھر میں رہیں۔

(۱۳)

روزا اور بہرام کے نکاح کو ابھی چھ سات مہینے ہی ہوئے تھے کہ کرنل نے روزا پر شادی کرنے کے لئے زور دینا شروع کر دیا۔ غالباً اِسکی وجہ یا تو یہ تھی کہ کرنل روزا کی ذات کو اپنی خانہ آبادی میں ہارج سمجھتا تھا یا شاید روزا کی تنہائیوں کا علاج سمجھتا ہو۔ روزا دن دن بھر اپنے کمرے سے باہر نہ آتی۔ اِن تنہائیوں میں اُس نے روزے اور نماز کے تمام مسائل طے کر ڈالے اور وہ اب ایک نہایت دیندار مسلم خاتون کیطرح زندگی بسر کرتی۔ رات کو جب بہرام اور وہ خلوت میں ہوتے تو بسا اوقات تمام تمام رات مذہبی مراحل طے کرنے میں گزر جاتی اور نکاح کے بعد ہی سے روزا نے کرنل سے ملنا جلنا بہت کم کر دیا تھا۔ بسا اوقات آٹھ آٹھ روز تک ایک دوسرے کی صورت نہ دیکھتے تھے۔ آخر ایک دن کرنل نے روزا کو بلایا اور شادی کا مسئلہ پیش کیا۔ مگر روزا نے قطعی انکار کیا۔ کرنل نے دھمکایا۔

[illegible] عرصہ تک ہر طرح سے ہو۔ روزا کو مجبور کیا کہ وہ شادی کر لے۔ یہاں تک کہا کہ اگر شادی کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو ولایت اپنے عزیزوں میں واپس چلی جائے۔ روزا کے لئے یہ دوسرا حکم مرگ ناگہاں کی طرح صادر ہوا۔ اُس کے لئے بہرام سے جدا ہونا روح [illegible] جسم سے جدا ہونا تھا۔ آخر اس تمام کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ روزا کو کپتان اسمتھ کو انتخاب کر کے اسے کورٹ شپ کی اجازت دینی پڑی۔

(۱۴)

کپتان اسمتھ انڈین میڈیکل سروس میں تھا۔ اور کرنل کی رسائی میں اکثر تھا اور روزا [illegible] ہندوستان آنے ہوئے جہاز پر [illegible] دیکھا تھا اور جب دونوں کو یہ معلوم ہوا کہ وہ نوکری پر ہے۔ تو ایک دوسرے سے زیادہ بے تکلف ہو گئے۔ اسمتھ بہت سادہ مزاج خاموش [illegible] روزا اور وہ تنہا گفتگو کے مسائل پر [illegible] ملاقات روزا ہی آنو [illegible] وہ جو [illegible] [illegible] [illegible] درمیان میں روزا نے اس [illegible] چودہ روز [illegible] طبیعت پر [illegible] رہتی تھی۔ [illegible] [illegible] دو تین ماہ [illegible] روزا اور اسمتھ بڑے [illegible] دوست سمجھے جاتے تھے مگر [illegible] [illegible] [illegible] روزا کو اچھی طرح اسکا اندازہ تھا کہ اسمتھ پر اسکا اثر [illegible] کس حد تک تھا اور وہ اسے فطرتاً [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنی عادتوں [illegible] [illegible] اسمتھ کو تمام [illegible] [illegible] [illegible] شادی کرے

(۱۵)

ابھی اسمتھ کو کرنل کی کوٹھی پر آتے ہوئے کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ تمام سوسائٹی میں یہ خبر گونج اٹھی کہ روزا اور اسمتھ کی نسبت ہو گئی ہے۔ اور بہت جلد شادی بھی ہو جائیگی [illegible] [illegible] [illegible] روزا اور [illegible] [illegible] بہرام پر [illegible] [illegible] [illegible] اور بھائی [illegible] [illegible] کا انسان جو شِ انتقام میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] روزا کو بہرام [illegible] [illegible] [illegible] اسمتھ کا در کرنل [illegible] شادی کی تاریخ مقرر کر دی [illegible] تھا۔ آخر ایک دن جب وہ اور اسمتھ تنہا تھے اور اسمتھ اپنی معاملات پر [illegible] ہو گیا اسکی وجہ جاننا چاہتا تھا۔ روزا نے کہا اسمتھ اگر تم [illegible] [illegible] کی صحیح وجہ تم کو بتا دوں تو کیا تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی طرح [illegible] [illegible] سینے میں۔ اسمتھ نے اپنی غیرت کی قسم کھا کر روزا کو اطمینان دلایا اور روزا نے تمام واقعات [illegible] صحیح [illegible] آخر تک اسمتھ کو سنا دیئے۔

(۱۶)

اسمتھ آجکل [illegible] ہے۔ روزا کا راز سنکر جو ناقابل برداشت صدمہ اُسکو ہوا تھا اُس نے [illegible] [illegible] یہی تھی کہ وہ اس پلٹن سے تبدیل ہو کر روزا سے جتنی دور ہو سکے چلا جائے۔ وہ اپنے عہد پر قائم رہا اور اس نے روزا کا راز واقعی اپنے سینے ہی میں دفن رکھا۔ کرنل جو اسمتھ کی تبدیلی کا [illegible]

اسمتھ کو [illegible] [illegible] بالآخر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آجاتی اور روزا اسکے ساتھ شادی کرتا تو اُس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آخر دو سال کی طویل مدت کے بعد اسمتھ کے نام احکام جاری کر [illegible] [illegible] اسمتھ بادلِ ناخواستہ [illegible] [illegible] [illegible] مجبور ہو کر دوبارہ [illegible] [illegible] [illegible] آیا جب کرنل [illegible] [illegible] [illegible] آیا اور روزا کے پاس [illegible] [illegible] آیا۔ روزا [illegible] کی شرافت [illegible] [illegible] کا تجربہ اچھی طرح کر چکی تھی بہت محبت اور ہمدردی [illegible] دونوں اس کو [illegible] مختلف معاملات پر گفت و شنید کرتے رہے مگر معاملات عشق پر گفتگو کرنے پر [illegible] [illegible] [illegible] وہ حدِ فاصل قائم رہی۔

(۱۵)

اسمتھ کو [illegible] سے واپس آئے ابھی دو تین ماہ ہوئے تھے کہ بہرام چیچک کے مہلک مرض میں گرفتار ہوا۔ [illegible] [illegible] [illegible] تمام حق خدمت کو خاک میں ملا کر بہرام کو [illegible] [illegible] [illegible] تمام سامان مع مکان آگ کی نذر کر دیا گیا۔ روزا کے لئے اسپتال [illegible] بہرام کی تیمارداری کرنا ناممکن تھا اس لئے وہ سیدھی ڈاکٹر کے بنگلے پر پہنچی اور [illegible] بہرام کے [illegible] ڈاکٹر [illegible] [illegible] کہ وہ بہرام کو روزا کی خاطر سے اپنے بنگلے [illegible] [illegible] [illegible] اپنی منزل مقصود کو خود اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر حسین [illegible] کی دلکشی کو [illegible] اور وہ بہرام کو اپنے بنگلے پر لے آیا۔ روزا دن اور رات برابر بہرام کے سرہانے بیٹھی ہوئی اسکی تیمارداری کرتی اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی ممکن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنا آخری فیصلہ صادر کر چکی تھی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہرام اپنی [illegible] روزا کی آغوشِ محبت میں [illegible] ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ روزا کے ہاتھ جو بہرام کے گلے میں طوقِ محبت بنکر پڑے ہوئے تھے [illegible] [illegible] [illegible] اُس جسم بیجان کو اپنے حسین اور نازک جسم میں جذب [illegible] [illegible] ڈاکٹر نے بڑی دقت سے روزا کو سمجھایا [illegible] [illegible] [illegible] چیچک کی مہلک [illegible] [illegible] [illegible] اسکو اسکے بنگلے پر پہنچا دیا۔ اُس کے ہم قوم [illegible] بلوا کر تجہیز و تکفین کے لئے اُس کی لاش حوالے کر دی۔

(۱۷)

بہرام کی موت روزا کیلئے کوئی ایسی بات تو تھی نہیں کہ وہ آسانی سے [illegible] [illegible] برداشت کر لیتی۔ وہ گھنٹوں بیہوش پڑی رہتی اور بیخودی میں خدا جانے کیا کیا بکتی رہتی [illegible] [illegible] نے اُس کے ہوش و حواس باطل کر دیئے تھے ڈاکٹر اسمتھ اپنی پوری کوشش سے علاج میں مصروف تھا کہ [illegible] چیچک کی علامات روزا میں بھی ظاہر ہونے لگیں۔ رفتہ رفتہ اس مہلک [illegible] [illegible] مرض کی تصدیق [illegible] روزا فزوں علالت سے ظاہر ہونے لگی جب روزا کو اپنے بچنے کی امید اپنی [illegible] کے مطابق نہ رہی تو اُس نے ڈاکٹر۔ کرنل۔ اور چند مسلمان سرداروں کی حاضری کا مطالبہ کیا جب یہ سب آ گئے تو روزا سنبھل کر اپنی پلنگ پر بیٹھ گئی اور اپنی تمام سرگزشت اوّل سے آخر تک بے کم و کاست سنا دی اور وصیت کی کہ میری تجہیز و تکفین اسلامی طریقے پر ہو اور مجھے بہرام کے پہلو میں دفن کر کے ایک مقبرہ بنا دیا جائے۔ ان اخراجات کے بعد جو کچھ میری دولت بچے وہ سب مسلمان بچوں کی تعلیم اور تربیت میں خرچ ہو۔ روزا [illegible]

فہرست مرکبات دواخانہ ہاشمی دہلی

بسرپرستی عالیجناب افضل الحکما، مولانا مولوی حاجی حافظ حکیم محمد حنیف صاحب ہاشمی مدظلہ

زیر نگرانی فخر الاطبا جناب حکیم سید محمد ظہیر علی سہسوانی

وہ مرکبات جو مردوں کے لئے مخصوص ہیں

مقوی بے نظیر

صحت و تندرستی کی نگرانی سے مقدم ہے یہ دواخانہ ہاشمی کی خاص اور بے نظیر دوا ہے قیمتی اجزا سے کمال محنت اور دردسری کے ساتھ تیار کی جاتی ہے بفضلہ افضل دا ہی اعلیٰ خواص میں کوئی دوا جواب نہیں رکھتی ، یہ دوا نہیں بلکہ ایک خوش ذائقہ غذا ہے، ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے بعض اوقات بڑی بڑی قیمتی کشتے اس کے سامنے بیچ ثابت ہو جاتے ہیں یعنی اس کی برابر ان کا فائدہ نہیں پہنچ سکتے، اگر مشتہاری سے احتیاط ہی کام نہ لیا جاتا تو اس دوا کی سینکڑوں و گذشتہ ہزاروں خوبیاں گنائی جا سکتی ہیں، مگر ہم صرف اظہار حقیقت ہی کام لیکر صرف وہی بیان کرینگے جو ہزارہا مرتبہ آزمانے پر رونما ہوئی ہیں :- (۱) یہ دوا اعضاء رئیسہ دل و دماغ اور جگر کی نئی اور پرانی کمزوری کو دفع کرتی اور دیرپا قوت بخشتی ہے (۲) خون صالح پیدا کر کے بدن کو فربہ بناتی ہے (۳) مادہ باہ یعنی روح بیج اور ورم کو بڑھاتی ہے (۴) جریان سرعت و کثرت احتلام کیلئے نہایت مفید ہے مادہ تولید کی مغلظ و مولد ہے (۵) بغیر افیون کی شمول کے ہے [illegible] ... اور نشاط افزا ہے کیسری ہوتی ہے (۶) یہ دست یعنی خشکی پیدا نہیں ہونے دیتی ، اور خوبی یہ ممسک و مغلظ ادویہ میں بہت کم ہوتی ہے (۷) فراغت کے بعد وقت پر زائل شدہ قوت کو پھر واپس لے آتی ہے یعنی جس قدر قوت کم ہوتی ہے اسی قدر پھر پیدا ہو جاتی ہے (۸) مقوی اعصاب ہے (۹) مفرح ہے (۱۰) زکام اور نزلہ کو روکتی ہے (۱۱) قوت باصرہ کی معین ہے اور بینائی کو بڑھاتی ہے (۱۲) زیادتی پیشاب کو روکتی ہے (۱۳) اختلاج قلب دم پھولنے اور سانس چڑھنے کو روکتی ہے (۱۴) دماغی کام کرنے والوں کی باطنی قوت کی نگہبان و تندرستی کی محافظ ہے (۱۵) کولھے اور کمر اور جوڑوں کے درد کے لئے اکسیر ہے (۱۶) ضعیفوں کو سخت جاڑے کے موسم میں سردی سے محفوظ رکھتی ہے (۱۷) عورتوں کی مشہور مرض سیلان الرحم میں مفید ہے (۱۸) نہایت معتدل ہے سب عمر میں گرمی خشکی نہیں کرتی ہر موسم میں ہر مزاج والے کے لئے بیحد مفید ہے قیمت ۵ تولہ (۱۰ یوم کے لئے) ستے علاوہ محصول۔

مقوی اعلیٰ

قوت مردمی پیدا کرنے اور جلق و جریان کے مریضوں کی صحت بحال رکھنے کیلئے ایک نہایت ہی بے نظیر اور بیش بہا چیز ہے ہزارہا مایوس العلاج مریضوں کی حق میں صحت ثابت ہوئی ہے، اس کے فوائد و خواص یہ ہیں :- (۱) دل و دماغ اور گردوں کو بے نظیر قوت بخشتی ہے (۲) مادہ تولید بکثرت پیدا کرتی ہے (۳) قوت باہ کو ترقی دیتی اور ہر قسم کی کمزوری زائل کرتی [illegible] (۴) [illegible] قوت اور سختی پیدا کرتی اور جوش کو برقرار رکھتی ہے (۵) نسل کی زائل شدہ قوت کار [illegible] پیدا کرتی ہے (۶) کثرت جماع اور جلق کاری کی وجہ سے گردہ مثانہ اور عضو مخصوص کو جو نقصانات پہنچتے ہیں ان سب کی اصلاح کرتی اور سکڑی ہوئی عروق کو باعتدال کشادہ کر کے نشو و نما کے لئے تیار کرتی اور حالت پیدائشی تک پہنچا دیتی ہے (۷) ہر عضو کی کمزوری کیلئے انسب ہے (۸) تیز رو و شاداں بخشتی ہے (۹) [illegible] اعتدال کی تمام خرابیوں کا قلع قمع کر دیتی ہے قیمت ۵ تولہ (۱۲ یوم کے لئے) [illegible]

مغلظ اعلیٰ

[illegible] الاثر دوا ہے [illegible] استعمال [illegible] قوت

مقوی

کثرت احتلام اور دھات کی تمام شکایات کے لئے نافع ہے، معدہ کو غیر معمولی قوت دیتا ہے۔ قیمت ..... عہ اعصاب کو قوت بخشنے اور غلط کاریوں کی اصلاح کرنے میں نہایت مجرب و مفید ہے، اگر بے نظیر استعمال کرنے کے بعد اس دوا کی مالش کی جائے تو بفضلہ تعالیٰ سالہا سال تک اعصاب کی قوت قائم رہے گی اکثر مشہور اطبا اپنے اپنے مطب میں اس دوا کو استعمال کرتے ہیں۔ قیمت ۵ تولہ علاوہ محصول وغیرہ عہ

بے نظیر

عام طور سے جو طلاء بنائے جاتے ہیں ان میں یہ عام خرابی ہوتی ہے کہ یا تو ان کو استعمال سے سخت تکلیف ہوتی ہے یا مضر مادہ کو عضو سے خارج نہ ہونے کی وجہ سے مجلد قین کو کما حقہ فائدہ نہیں ہوتا بے نظیر میں یہ دونوں نقص نہیں ہیں اجزاء اس طلاء کی وہی ہیں جو قوی ہیں اور تیز تر طلاؤں میں علی العموم استعمال ہوتے ہیں مگر ان اجزاء کو اس طریقہ سے مدبر کر لیا گیا ہے کہ ان کی مضرت کافور ہو گئی ہے اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ طلاء ہر مزاج کے موافق ہے اور کسی مریض کو شدید تکلیف و دیگر عوارض وغیرہ میں مبتلا نہیں کرتا۔ اگر غلط کاری کی وجہ سے عضو مخصوص بیکار ہو گیا ہو اور رگیں پھول گئی ہوں، کجی و لاغری آگئی ہو طبعی حالت کمزور نہ رہی ہو یا کثرت اور کبرسنی کی وجہ سے ضعف کمزوری ہو، غرضکہ اعصاب میں کسی وجہ سے بھی کوئی کمزوری کیوں نہ پیدا ہو گئی ہو اور کوئی نقص کیوں نہ آگیا ہو اس کے استعمال سے بہر طرح صحت ہو جائیگی۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

اکسیر نشاط

احتلام اور دھات کی تمام شکایات کیلئے بیحد نافع ہے۔ معدہ کو غیر معمولی قوت دیتا ہے ۶ ماشہ جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے۔ عورتین کی تمام حتیں ان کی گولی میں بند ہیں × تشریح نامناسب ہے منگائیے اور آزمائیے قیمت فی شیشی عہ

نعم البدل

دنیاداری کی کثرت اور ناعاقبت اندیشانہ افراط سے اعضاء رئیسہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسے اشخاص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب ذرا اتفاق سے زندگی کی ان میں ضعف و نقاہت کے آثار باقی رہتے ہیں۔ مرکب نعم البدل کا استعمال ان لوگوں کیلئے اکسیر ہے [illegible] خاص کر [illegible] اور ان کا [illegible] بگڑی ہوئی طاقتوں کو رفتہ رفتہ پھر واپس لے آتا ہے [illegible] انسان ایک نئے دور [illegible] شباب کی [illegible] محسوس کرنے لگتا ہے، اگر شباب آتی کے بعد بھی کسی نے اس کا استعمال کر لیا ہو تو کسی طرح کا ضعف پیدا نہیں ہوتا اور جتنا خون [illegible] ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ پیدا ہو جاتا ہے [illegible] مقوی ہے قیمت فی شیشی عہ

[illegible]

طلائے بے نظیر کے استعمال کے بعد [illegible] اس دوا کی [illegible] کی جاتی ہے رگیں پٹھے نرم ہو جاتے ہیں درد و سستی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں [illegible] قیمت دو تولہ کی شیشی عہ

[illegible]

[illegible] کی مالش کے بعد [illegible] اور عضو مخصوص کو سینکا دیا جاتا ہے اس کے بعد طلائے بے نظیر کا استعمال کیا جاتا ہے قیمت [illegible]

مدر و مسکن

[illegible] اور [illegible] سخت تکلیف دیا کرتا ہے [illegible] آلات [illegible] کی تکلیف جلد بعد [illegible]

ادویہ کا استعمال غیر مفید اور بیکار ہی نہیں مضر ہے طبی اُصول کی رو سے جس قسم کی دوائیں مریض کو دینی چاہئیں، اُن کی تمام خوبیاں اِس سفوف میں موجود ہیں البتہ پُرانے سوزاک کو یہ دوا زیادہ مفید نہیں۔ قیمت عہ

تاخیر انسان کی فطرت ہے کہ وہ مسرت و راحت کے زمانہ کا دیر تک قائم رہنا اور محنت و مصیبت کا جلد سے جلد گزر جانا دل سے چاہتا ہے، پس جو مسرت تمام مسرتوں سے بڑھکر اور جو لذت تمام لذتوں سے بالاتر ہو اُس کو دیر تک قائم رہنے کی اُس کیسی کچھ تمنا نہ ہوگی، یہ دوا اسی تمنا کو پورا کرتی ہے، اور جو مسرتیں چند سکنڈ میں ختم ہو جاتی ہیں اُن کو گھنٹوں قابو سے باہر نہیں جانے دیتیں۔ اکسیر، جادو اور عقل کو حیران کر دینے والی دوا ہے، پھر لطف یہ کہ مادہ تولید کو منجمد اور اعضائے رئیسہ کو قوی کرتی ہے جس مزاج کا آدمی جس موسم میں چاہے استعمال کرے، بالکل بے ضرر ہے۔ قیمت عہ

تسخیر نمبر ۱: صدہا روپے کا زیور اور کپڑا لے ڈالیے، ہر وقت منتوں اور خوشامد و درآمد میں مصروف رہیے یہ ایک طرف اور یہ دوا ایک طرف، یہ وہ جادو ہے کہ آپ کو ایک دفعہ جو مسرت حاصل ہو وہ مسرت دوسرے کو چار پانچ مرتبہ حاصل ہو اور جب آپ کی طرف سے ایسا اثر کا اظہار ہوگا تو ظاہر ہے کہ دوسرا شخص آپکا مطیع فرمان اور بندۂ بے درم ہو جائے گا، × × × × × × × × × × × × × × جسے تشریح نہ پوچھیے اور منگا کر آزمائیے قیمت فی شیشی عہ

تسخیر نمبر ۲: اس دوا میں گویا دُنیا بھر کی لذتیں جمع کی ہوئی ہیں × × × × × × × دیوانہ بنا دیتی ہے × × × معلوم ہوتا ہے کہ ہم دُنیا میں نہیں فردوس میں ہیں × × × × یہ وہ چیز ہے کہ کہتے دیا گیا ہوں ہیں کے سرکار مندہے × × × × × ہم مزید تشریح کی معافی چاہتے ہیں، جن صاحبوں کو ضرورت ہو منگا کر آزمائیں لیکن یہ دونوں دوائیں صرف اُن لوگوں کو بھیجی جائیں گی جو نیک نیتی کا یقین دلائیں گے شادی شدہ ہوں اعتراض نہ کریں قیمت ہے

اعجاز اثر پُرانے سے پُرانے اور نئے سے نئے سوزاک کے دور کرنے میں یہ دوا عجیب الخواص ہے۔ بول الدم کے لیے اکسیر ہے۔ قرحہ، جریان اور پیپ کو روکنے میں مفید ہے اور شدہ ہم پر دانے پڑتے ہیں اگر دوسرے جزاء ہوتی ہے، تنگ گردہ و مثانہ میں بھی مفید ہے لیکن بالکل آغاز مرض میں اسکا استعمال زیادہ کار آمد نہیں آخری حالت میں مرد مسکن کا استعمال مناسب ہے۔ قیمت تین تولہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ دو روپیہ (عہ)

پچکاری کی دوا: پُرانے سوزاک میں نہایت مفید ہے، قرحہ کو مندمل کرتی ہے اور پیپ کو روکتی ہے، تین ماشہ دوا آدھ پاؤ پانی میں ملائی جاتی ہے۔ ۵ تولہ کی قیمت ۱۲ار

حیات: یہ دواخانہ ھاشمی کی خاص الخاص اور بہایت نادر دوا ہے اس کے استعمال سے اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت پیدا ہوتی ہے، مادہ تولید میں گاڑھا پن اور قوت امساک پیدا کرنے میں بے نظیر ہے باہ کی زائل شدہ قوتیں ازسرنو واپس آ جاتی ہیں، اسکا خارجی استعمال تمام رگ پٹھوں کی خرابیوں کو دور کر دیتا ہے بہت سی بیش بہا و کمیاب ادویہ سے مرکب ہے اور آج تک کسی شخص کو مضر ثابت نہیں ہوئی قیمت فی تولہ صہ ہر دوا کا خرچ پیکنگ اور محصول ڈاک وغیرہ خریدار کے ذمہ ہے دوا کی قیمت میں شامل نہیں۔

عورتوں کے لیے مخصوص مرکبات

اُمید: یہ گولیاں رحم کی تمام خرابیاں اور بانجھ پن کے نقائص دور کر کے صنف نازک کو اولاد کے قابل بناتی ہیں۔ جن عورتوں کو اسقاط حمل وغیرہ کی شکایت ہو اُن کے لیے بھی نہایت مفید ہیں یہ گولیاں بدرجۂ کمال مقوی رحم ہیں جو لوگ اولاد کی نعمت سے محروم اور آئندہ کے لیے مایوس ہو چکے ہیں وہ ہرگز مایوس نہ ہوں اِن گولیوں کو منگا کر باقاعدہ استعمال کریں اور پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد نخل مراد بار آور ہوگا، قیمت فی شیشی ستے،

شباب بکثرت اولاد ہونے سے، بچوں کا دودھ پلانے سے اور زیادتی عمر یا بے احتیاطی سے شباب کو نقصان پہنچتا ہے اور حسن و جمال کا چڑھا ہوا دریا اُترجاتا ہے۔ یہ دوا شباب کی محافظ ہے اور اسکا استعمال سے بہت جلد جوانی کی ترو تازگی واپس آ جاتی ہے، دودھ پلانے سے یا دیگر وجوہ سے جو خرابی پیدا ہو جاتی ہے اُس کی نہایت خوبی سے تلافی ہو جاتی ہے زیادہ تشریح نامناسب ہے × × × × × جن کو ضرورت ہو اور جو حسن رفتہ کی واپسی چاہتے ہوں وہ منگا کر آزمائیں۔ قیمت عہ

سیلان الرحم عورتوں کے مشہور مرض سیلان الرحم کے لیے جس میں رحم سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوا کرتی ہے اور اعضائے رئیسہ و بدن کو رفتہ رفتہ کمزور کر کے بالکل ناکارہ کر دیتی ہے دواخانہ ھاشمی کا یہ مرکب خاص الخاص اور نہایت مجرب ہے۔ چند روز کے باقاعدہ استعمال و پرہیز سے بفضلہ تعالیٰ تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں، خشکی وغیرہ نہیں کرتا، بالکل بے ضرر ہے مذی اور ودی کو روکتا اور جریان کو کھو دیتا ہے اسمیں قیمتی اجزا شامل ہیں، اولاد خواہ مرد کے قصور سے نہ ہوتی ہو یا عورت کے دونوں کی نقص کو بفضلہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے، رطوبت خشک کرتا اور تنگی پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۱۰ تولہ (مردوں کے لیے) عہ

شیاف عورتوں کے مرض سیلان الرحم میں بیرونی استعمال کے لیے یہ دوا نہایت مفید ہے، چند روز کے استعمال سے تمام شکایات رفع ہو جاتی ہیں، ایک صاف و ملائم کپڑے کو پانی میں نم کر کے اور اس دوا میں آلودہ کر کے ۔۔۔۔ میں رکھ لیا جاتا ہے۔ قیمت ۵ تولہ کی ایک روپیہ (عہ)

معطر: بعض اندرونی شکایات سے × × × × × عفونت پیدا ہو جاتی ہے جس سے نہ صرف زندگی کا لطف جاتا ہے بلکہ خطرناک امراض پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے یہ دوا اس ناگفتنی بدبو کو بہت جلد دور کر دیتی ہے اور ساتھ ہی رحم کی خرابیوں کو بھی رفع کرتی ہے نہایت مجرب اور مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

دلربا: یہ وہ چیز نہیں جو بازار میں فروخت ہوتی ہے۔ دانتوں کے لیے عجیب و غریب دوا ہے طبی اُصول کو مد نظر رکھکر تیار کی گئی ہے نہایت خوشبودار ہے، دانتوں کو موتی کی طرح چمکاتی ہے اور مسی کی سی بہار دکھاتی ہے اور چہرہ کو دلربا بناتی ہے صنف نازک کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے (۸ر)

آواز کُشا: نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے یا برف، آب سرد، ترشی وغیرہ کھانے پینے، دیر تک گانے، بلند آواز سے بولنے اور زیادہ دیر تک تقریر کرنے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور بعض اوقات بات کرنی دشوار ہو جاتی ہے ایسی حالت میں اگر کہیں تقریر کرنی یا گانے کی ضرورت پڑی تو آواز کا نکلنا ناممکن ہوتا ہے، یہ دوا آواز کھولنے، اُسے صاف اور جوش آبدار بنانے میں عجیب و غریب ثابت ہوئی ہے اور ضرورت ہے کہ ہر گھر میں اور خاص کر قوالوں اور مقرروں کے پاس ہر وقت موجود رہے جو لوگ گانے سے دلچسپی رکھتے اور گلا صاف کرنا چاہتے ہیں اُن کے لیے یہ دوا بہت ہی ضروری اور نہایت مفید ہے۔ قیمت عہ

حسن افزا: بعض جلدی شکایتوں سے چہرا بدنما ہو جاتا ہے رنگ میں صفائی نہیں رہتی اسی طرح مہاسوں اور چھائیوں سے چہرہ کی دلربائی رخصت ہو جاتی ہے لیکن **حسن افزا** کے استعمال سے یہ تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں، چند روز میں رنگ نکھر کر گلاب کی پتیوں کو شرماتا ہے لوگ رنگ صاف کرنے کے لیے طرح طرح کے صابون اور پوڈر استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے سامنے وہ سب بیکار ہیں، اس عجیب و غریب مرکب کے استعمال سے تین باتیں پیدا ہوتی ہیں (۱) رنگ صاف ہوتا ہے (۲) جلد نرم ہوتی ہے (۳) خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ صنف نازک کے لیے اس کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ)

گلگونہ: یہ نہایت خوشبودار مرکب ہے، اس کے استعمال سے نہ صرف بدن کا میل اور کثافت دور ہوتی ہے بلکہ جلد خوشرنگ ہو جاتی ہے، گلگونہ کو بدن پر ملنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا جسم تازہ پھولوں کے انبار میں چھپا ہوا ہے یہ خوشبو غسل کرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے چند روز متواتر استعمال کرنے سے رنگ خوب نکھر آتا ہے اور بدن خوشبو سے بس جاتا ہے کوئی جلدی عارضہ قریب نہیں آتا۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ)

گوہر نما دانتوں اور مسوڑھوں کا درد دور کرتا ہے، خون نکلنا، کیڑا لگنا، دانتوں کا ہلنا، ٹھنڈا پانی لگنا غرض دانتوں کی